منظم مدارسِ بنات

مفتی محمد ابوبکر جابر قاسمی
مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی

منظم مدارس

(بنات)

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل

مرتب
مفتی ابوبکر جابر قاسمی
مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

پہلا ایڈیشن: ۱۴۴۵ھ = ۲۰۲۳ء

نام کتاب : منظم مدارس (بنات)

ترتیب : مفتی ابوبکر جابر قاسمی، 09885052592

مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی، 09550081116

صفحات : 420

گرافکس تزئین: مفتی محمد عبداللہ سلیمان مظاہری، قبا گرافکس، حیدرآباد

فون: 09704172672, 8801198133

ناشر : دارالدعوہ والارشاد، یوسف گوڑہ، حیدرآباد

ملنے کے پتے

- مدرسہ خیرالمدارس، بورابنڈہ، حیدرآباد، فون: 23836868 - 040
- دکن ٹریڈرس، پانی کی ٹانکی، مغلپورہ، حیدرآباد، فون: 66710230 - 040
- مکتبہ کلیمیہ، یوسفین ویڈنگ مال، ناملی، حیدرآباد

فہرست اجمالی

☆ مقاصد کتاب ۲۷
☆ مدارس بنات ۳۲
☆ خواتین اسلام کے علمی کارنامے ۵۹
☆ تاریخ مدارسِ بنات ۱۵۷
☆ ہندوستانی خواتین اور ان کی علمی و دینی وادبی خدمات ۱۷۰
☆ سلاطین علم کی مائیں ۲۰۸
☆ عالمات کے لئے مطلوبہ اوصاف ۲۲۵
☆ گھروں میں رہنے کے فائدے ۲۴۴
☆ خواتین اسلام کی بہادری کے واقعات ۲۷۷
☆ اہل علم خواتین کی گھریلو زندگی ۳۰۶
☆ تعلیم بنات کے سلسلے میں متقدمین اور معاصرین علماء کا نقطہ نظر ۳۱۷
☆ نصاب مدارس بنات ۳۵۰
☆ نصاب ونظام ۳۶۷
☆ نصاب تعلیم ۳۷۱
☆ تعلیمی نصاب برائے مدارس نسواں ۴۰۱
☆ خواتین اور فاصلاتی عصری تعلیم ۴۰۵
☆ اصلاح خواتین سے متعلق چند اہم کتابیں اور ان کا تعارف ۴۰۸
☆ چند درسی کتب کا تعارف ۴۱۱
☆ مصادر ومراجع ۴۱۳

تفصیلی فہرست

- تقریظ ۲۳
- مقاصد کتاب ۲۷
- مدارس بنات ۳۲
  - پہلا طریقہ ۳۲
  - دوسرا طریقہ ۳۲
  - تیسرا طریقہ ۳۲
  - مثالی مربیہ خاتون ۳۳
  - باپردہ عمارت ۳۴
  - صبح وشام کی حفاظتی دعاؤں کا اہتمام ۳۴
  - لڑکوں اور لڑکیوں کے نظام کا فرق ۳۵
  - عورت کے لئے تحصیل علم ۳۷
  - عہدِ رسالت میں عورتوں کی تعلیم کا نظم ۳۸
  - خواتین اسلام کی تعلیم وتربیت کے لئے فقہاء کے طئے کردہ حدود ۴۲
  - عورت کا عورت سے تعلیم حاصل کرنا ۴۲
  - محرم مرد سے تعلیم حاصل کرنا ۴۲
  - نامحرم مرد سے تعلیم حاصل کرنا ۴۳
  - شرعی حدود میں نامحرم سے تعلیم کی بعض صورتیں ۴۴

❁ دینی تعلیم کے لئے سفر ۴۶
❁ گھروں سے باہر نکلنے کی شرطیں ۴۶
❁ حصولِ علم کے لئے عورت کا دور کا سفر ۵۳
❁ تعلیم نسواں ۵۴
❁ **خواتین اسلام کے علمی کارنامے** ۵۹
❁ خواتین اسلام اور علوم وفنون میں مہارت ۶۰
❁ لڑکیاں اور حفظ قرآن ۶۱
❁ مسلم عورتوں کے حفظ قرآن تجوید اور تفسیر میں کارنامے ۶۲
❁ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ۶۲
❁ حفصہ بنت سیرین رحمۃ اللہ علیہا ۶۵
❁ خدیجہ بنت احمد فاسیہ رحمۃ اللہ علیہا ۶۵
❁ سلمی ام الخیر بنت محقق ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہا ۶۵
❁ عائشہ بنت ابراہیم ام محمد دمشقیہ رحمۃ اللہ علیہا ۶۶
❁ عائشہ بنت یوسف باعونیہ رحمۃ اللہ علیہا ۶۷
❁ فاطمہ بنت عبداللہ بن متوکل علی اللہ رحمۃ اللہ علیہا ۶۸
❁ فاطمہ بنت محمد بن یوسف دیروطی رحمۃ اللہ علیہا ۶۸
❁ میمونہ بنت ابی جعفر یزید القاری رحمۃ اللہ علیہا ۶۹
❁ ہجیمہ بنت حی ام درداء صغری تابعیہ رحمۃ اللہ علیہا ۶۹
❁ معاذہ بنت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہا ۷۰
❁ نفیسہ بنت حسن رحمۃ اللہ علیہا ۷۱
❁ فاطمہ نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہا ۷۲
❁ زمرد خاتون رحمۃ اللہ علیہا ۷۳

- شیخہ صالحہ رحمۃ اللہ علیہا ۷۴
- ام فاطمہ عائشہ رحمۃ اللہ علیہا ۷۵
- عائشہ بنت حریری رحمۃ اللہ علیہا ۷۶
- دورِ جدید کی مشہور مفسر خواتین ۷۷
- فاطمہ کریمان حمزۃ رحمۃ اللہ علیہا ۷۸
- لطیفہ قزامل رحمۃ اللہ علیہا ۸۱
- امانی بنت محمد عاشور رحمۃ اللہ علیہا ۸۱
- آمال محمد عبدالرحمن ربیع ۸۲
- عصمۃ الدین کرکرا رحمۃ اللہ علیہا ۸۳
- فاطمہ محمد ماردینی رحمۃ اللہ علیہا ۸۳
- بیگم نور محل رحمۃ اللہ علیہا ۸۴
- قاریہ بشیر النساء رحمۃ اللہ علیہا دختر حافظ بدر الاسلام عثمانی ۸۴
- علم حدیث میں مسلم عورتوں کے کارنامے ۸۴
- حضرت عمرہ رحمۃ اللہ علیہا ۸۸
- جمال النساء بی بی ام الخیر رحمۃ اللہ علیہا ۸۸
- عالمہ بی بی خدیجہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہا ۸۹
- محدثہ بی بی رجب رحمۃ اللہ علیہا ۸۹
- بی بی مریم بنت علی رحمۃ اللہ علیہا ۸۹
- بی بی زینب بنت عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہا ۹۰
- بی بی شیریں بنت عبداللہ ہندیہ رحمۃ اللہ علیہا ۹۰
- حافظہ بی بی حبیبہ محدثہ رحمۃ اللہ علیہا ۹۱
- بی بی زینب بنت عبداللہ الازہری رحمۃ اللہ علیہا ۹۱

- حافظہ بی بی عائشہ اندلسیہ رحمۃ اللہ علیہا ۹۲
- عابدہ محدثہ بی ست الفقہاء بنت ابراہیم الزاہد رحمۃ اللہ علیہا ۹۲
- بی بی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہا ۹۲
- استاذہ بی بی ملکہ رحمۃ اللہ علیہا ۹۳
- بی بی ام عمر رحمۃ اللہ علیہا ۹۳
- بی بی علیہ بنت حسان رحمۃ اللہ علیہا ۹۳
- بی بی فاطمہ بنت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہا ۹۳
- بی بی امۃ الخالق رحمۃ اللہ علیہا ۹۴
- بی بی فاطمہ بنت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہا ۹۵
- بی بی عائشہ بنت مسلم حرانی رحمۃ اللہ علیہا ۹۵
- بی بی زینب بنت سلیمان رحمۃ اللہ علیہا ۹۵
- زمرد خاتون رحمۃ اللہ علیہا ۹۵
- بی بی ست الاہل رحمۃ اللہ علیہا ۹۶
- بی بی حمدہ رحمۃ اللہ علیہا ۹۶
- بی بی کریمہ بنت احمد مزوری رحمۃ اللہ علیہا ۹۶
- بی بی عمائم رحمۃ اللہ علیہا ۹۷
- فخر النساء شہدہ رحمۃ اللہ علیہا ۹۸
- بی بی سفری رحمۃ اللہ علیہا ۹۹
- امام طحاوی کی صاحبزادی رحمۃ اللہ علیہا ۹۹
- فاطمہ بنت محمد بن احمد السمر قندی رحمۃ اللہ علیہا ۱۰۰
- ام الواحد ستیہ رحمۃ اللہ علیہا ۱۰۰

فن درایت میں مسلم عورتوں کے کارنامے ۱۰۱

❁ عائشہ بنت طلحہ رحمۃ اللہ علیہا ۱۰۳

❁ فقہ وفتاوی میں مسلم عورتوں کے کارنامے ۱۰۸

❁ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ۱۱۱

❁ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علمی مقام ۱۱۲

❁ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ۱۱۴

❁ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ۱۱۶

❁ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ۱۱۶

❁ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ۱۱۷

❁ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا ۱۱۸

❁ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ۱۱۹

❁ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما ۱۱۹

❁ ام عطیہ رضی اللہ عنہا ۱۲۰

❁ حضرت ام شریک انصاریہ رضی اللہ عنہا ۱۲۱

❁ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا ۱۲۱

❁ ام ایمن رضی اللہ عنہا ۱۲۱

❁ حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا ۱۲۲

❁ حضرت زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا ۱۲۳

❁ ام حرام بنتِ ملحان رضی اللہ عنہا ۱۲۳

❁ حضرت ام سلیم بنت ملحان انصاریہ رضی اللہ عنہا ۱۲۴

❁ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا ۱۲۵

❁ حضرت ام ہانی بنت ابوطالب رضی اللہ عنہا ۱۲۶

❁ فقیہ یوسف بن یحییٰ اندلسی کی بہن فاطمہ بنت یحییٰ اندلسیہ رضی اللہ عنہا ۱۲۷

- قاضی ابوعبداللہ حسین بن اسماعیل محاملی کی صاحبزادی امۃ الواحد ستیتہ 127
- ام عیسی بنت ابراہیم بن اسحاق بغدادیہ رحمۃ اللہ علیہا 128
- شیخ تقی الدین ابراہیم بن علی واسطی کی صاحبزادی امۃ الرحمن رحمۃ اللہ علیہا 128
- دہماء بنت یحی ابن المرتضی رحمۃ اللہ علیہا 128
- علم فرائض 129
- علوم الاسرار 129
- علوم الطب 129
- شاعری 130
- مسلم عورتوں کی خطاطی، کتابت اور انشاء میں کارنامے 130
- مسلم عورتوں کی وعظ ونصیحت میں کارنامے 133
- معاذہ بنت عبداللہ تابعی رحمۃ اللہ علیہا 133
- بی بی زرقاء رحمۃ اللہ علیہا 136
- ام جعفر عتابہ رحمۃ اللہ علیہا 137
- ملکہ زبیدہ رحمۃ اللہ علیہا 139
- بی بی حفصہ بنتِ سیرین رحمۃ اللہ علیہا 142
- بی بی امامہ رحمۃ اللہ علیہا 143
- بی عائشہ بنت احمد رحمۃ اللہ علیہا 144
- ام زین الدین رحمۃ اللہ علیہا 146
- بی بی ام العلاء رحمۃ اللہ علیہا 146
- بنت زہر رحمۃ اللہ علیہا 148
- بی بی تقیہ شامیہ رحمۃ اللہ علیہا 148
- دختر شاہ اسحاق رحمۃ اللہ علیہا 149

❁ ام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہا	۱۵۰
❁ سیدہ فاطمہ ام الخیر رحمۃ اللہ علیہا	۱۵۱
❁ **تاریخ مدارسِ بنات**	۱۵۷
❁ خواتین اسلام کی علم کے خاطر بے نکاحی زندگی	۱۶۰
❁ ہندوستان میں مدارس نسواں کی تاریخ	۱۶۱
❁ انجمن حمایت الاسلام	۱۶۸
❁ **ہندوستانی خواتین اوران کی علمی ودینی وادبی خدمات**	۱۷۰
① آپا حمیدہ بیگم رحمۃ اللہ علیہا	۱۷۱
② امۃ القادر رحمۃ اللہ علیہا	۱۷۱
③ اہلیہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہا	۱۷۲
④ امۃ اللہ تسنیم رحمۃ اللہ علیہا	۱۷۲
⑤ امۃ العزیز بیگم رحمۃ اللہ علیہا	۱۷۲
⑥ شہزادی جہاں آرا رحمۃ اللہ علیہا	۱۷۳
⑦ جاناں بیگم رحمۃ اللہ علیہا	۱۷۵
⑧ رقیہ خلیل عرب رحمۃ اللہ علیہا	۱۷۸
⑨ شہزادی زیب النساء بیگم رحمۃ اللہ علیہا	۱۷۸
⑩ شہزادی زینب النساء بیگم رحمۃ اللہ علیہا	۱۷۹
⑪ ستی النساء خانم رحمۃ اللہ علیہا	۱۸۰
⑫ سکندر جہاں بیگم رحمۃ اللہ علیہا	۱۸۱
⑬ والدہ محترمہ علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہا (محترمہ خیر النساء صاحبہ بہتر آپ بیتی)	۱۸۳
مولانا علی میاں ندوی کے والدہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا کے تربیتی خطوط	۱۸۸
❁ سندھ جانے پر تشویش اور کامیابی کی دعا	۱۹۰

❁ باقاعدگی سے خط لکھنے کی نصیحت ١٩١
❁ صحت کا خیال رکھنے کی نصیحت ١٩٢
❁ مناجات ١٩٣
(١٤) نواب شاہ جہاں بیگم رحمۃ اللہ علیہا ١٩٤
(١٥) بھوپال سومنات یا سلطنت مومنات رحمۃ اللہ علیہا ١٩٨
(١٦) شاہ بانو بیگم رحمۃ اللہ علیہا ١٩٨
(١٧) مریم بانو رحمۃ اللہ علیہا ١٩٩
(١٨) والدہ مولانا مرتضی شریفی رحمۃ اللہ علیہا ٢٠٠
(١٩) آمنہ خاتون عفت رحمۃ اللہ علیہا ٢٠٠
❁ طلوع سحر ٢٠١
❁ نماز ٢٠٢
(٢٠) جمال النساء بیگم، سلمی رحمۃ اللہ علیہا ٢٠٢
(٢١) زاہدہ خاتون شیر دانیہ رحمۃ اللہ علیہا (ز۔خ۔ش) ٢٠٣
❁ محبوب خدا سے استدعا ٢٠٤
❁ سید جمیل راز ٢٠٦
❁ خدا سے التجا ٢٠٦
❁ سیدہ ٢٠٦
❁ سلاطین علم کی مائیں ٢٠٨
(١) والدہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہما ٢٠٨
(٢) والدہ امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہما ٢٠٩
(٣) والدہ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہما ٢١١
(٤) والدہ امام ابن علیہ رحمۃ اللہ علیہما ٢١١

⑤ والدہ امام شعبہ بن حجاج رحمۃ اللہ علیہا ۲۱۳

⑥ والدہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہا ۲۱۳

⑦ والدہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہا ۲۱۴

⑧ والدہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہا ۲۱۶

⑨ والدہ امام الاوقص رحمۃ اللہ علیہا ۲۱۷

⑩ والدہ امام عمر بن ہارون بلخی رحمۃ اللہ علیہا ۲۱۸

⑪ والدہ امام زین الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہا ۲۱۸

⑫ والدہ امام حجاج بن یوسف بغدادی رحمۃ اللہ علیہا ۲۱۹

⑬ والدہ امام ابراہیم حربی رحمۃ اللہ علیہا ۲۱۹

⑭ والدہ ابوجعفر بن بسطام رحمۃ اللہ علیہا ۲۲۰

⑮ والدہ خلیفۃ الناصر عباسی رحمۃ اللہ علیہا ۲۲۱

⑯ والدہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہا ۲۲۱

⑰ ماؤں سے منسوب اہل علم ۲۲۲

⑱ ام محمد القرظی رحمۃ اللہ علیہا ۲۲۴

❁ **عالمات کے لئے مطلوبہ اوصاف** ۲۲۵

❁ **عقائد** ۲۲۵

❁ توحید ۲۲۵

❁ شرک سے علاحدگی ۲۲۶

❁ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر ایمان ۲۲۷

❁ **عبادات** ۲۲۸

❁ پابندی جماعت ۲۲۸

❁ نماز جمعہ ۲۲۸

- نمازِ اشراق ۲۲۸
- تہجد و شبانہ نماز ۲۲۹
- زکاۃ و صدقات ۲۲۹
- اعزہ و اقارب پر صدقہ کرنا ۲۳۰
- محتاج کی حسب حاجت امداد ۲۳۱
- صائم الدہر رہنا ۲۳۱
- نفل روزے ۲۳۲
- مُردوں کی جانب سے روزہ رکھنا ۲۳۲
- اعتکاف ۲۳۳
- حج ۲۳۳
- ماں باپ کی طرف حج ادا کرنا ۲۳۴
- عمرہ ادا کرنا ۲۳۵
- قرآن پر عمل ۲۳۵
- مزامیر سے اجتناب ۲۳۶
- مشتبہات سے پرہیز ۲۳۶
- تسبیح و تہلیل ۲۳۷
- پابندی قسم ۲۳۷
- برکت اندوزی ۲۳۸
- یادگار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محافظت ۲۳۸
- خدمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۲۳۹
- ہیبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۳۹
- مخالف سے انتقام نہ لینا ۲۳۹

❁ مہمان نوازی ۲۴۰

❁ عزت نفس ۲۴۰

❁ صبر وثبات ۲۴۱

❁ زہد وتقشّف ۲۴۲

❁ زندہ دلی ۲۴۲

❁ عصمت وعفت ۲۴۲

❁ گھروں میں رہنے کے فائدے ۲۴۴

❁ آواز کا فتنہ ۲۴۶

❁ اجنبیہ سے خلوت ۲۴۸

❁ پردہ کا اہتمام ۲۵۰

❁ حسن معاشرت ۲۵۲

❁ مصالحت اور صفائی ۲۵۲

❁ صلہ رحمی ۲۵۲

❁ ہدیہ دینا ۲۵۳

❁ باہمی اعانت ۲۵۳

❁ عیادت ۲۵۳

❁ محبت اولاد ۲۵۴

❁ بھائی بہن سے محبت ۲۵۴

❁ حمایت والدین ۲۵۵

❁ شوہر کے مال واسباب کی حفاظت ۲۵۶

❁ شوہر کی رضاجوئی ۲۵۶

❁ شوہر کی محبت ۲۵۷

❁ شوہر کی خدمت ۲۵۸
❁ **طرز معاشرت** ۲۵۹
❁ غربت وافلاس ۲۵۹
❁ لباس ۲۵۹
❁ مکان ۲۶۰
❁ گھر کا سامان ۲۶۰
❁ زیورات ۲۶۰
❁ سامان آرائش ۲۶۰
❁ اپنا کام خود کرنا ۲۶۱
❁ **معاملات** ۲۶۱
❁ ادائے قرض کا خیال ۲۶۱
❁ قرض کا ایک حصہ معاف کرنا ۲۶۲
❁ تقسیم وراثت میں دیانت ۲۶۲
❁ بیدار مغزی ۲۶۲
❁ خود اعتمادی کا جذبہ ۲۶۹
❁ **خواتین اسلام کی بہادری کے واقعات** ۲۷۷
❁ خواتین کی جرأت و بے باکی ۲۹۹
❁ ہندوستان کی بہادر خواتین ۳۰۲
❁ **اہل علم خواتین کی گھریلو زندگی** ۳۰۶
❁ امور خانہ داری میں حسن انتظام ۳۰۶
❁ صاف رکھنے کی پانچ چیزیں ۳۰۶
❁ بچوں کی تربیت کے چند اہم نکات ۳۰۷

- گھر کے کاموں کی ترتیب ۳۰۸
- فالتو چیزیں فارغ کردیں ۳۰۸
- Store کو سیٹ کریں ۳۰۸
- کتابوں کو سیٹ کرنا ۳۰۸
- کچن کو ترتیب دینا ۳۰۹
- کچن کے سامان کو سیٹ کرنا ۳۰۹
- کچن کے آلات ۳۰۹
- کمروں کی اشیاء کو سیٹ کرنا ۳۱۰
- کپڑوں کو ترتیب دینا ۳۱۰
- جوتوں کی ترتیب ۳۱۱
- لانڈری کا انتظام ۳۱۱
- اسٹڈی ٹیبل کی ترتیب ۳۱۱
- کھانے کا انتظام ۳۱۲
- گھر کی صفائی ۳۱۳
- کچن کی صفائی ۳۱۳
- کارپٹ کی صفائی ۳۱۳
- بیڈروم کی صفائی ۳۱۳
- باتھ روم کی صفائی ۳۱۳
- کپڑوں کی صفائی ۳۱۴
- دس منٹ گھر کی صفائی کے لئے ۳۱۴
- سونے سے پہلے دو کام ۳۱۴
- فریج کی صفائی ۳۱۵

- امور خانہ داری میں صحابیات کا کردار ۳۱۵
- تعلیم بنات کے سلسلے میں متقدمین اور معاصرین علماء کا نقطۂ نظر ۳۱۷
- **مانعین کی رائے** ۳۱۷
- **زنانہ اسکول قائم کرنے کی شرائط اور بہتر شکل** ۳۱۷
- حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ زنانہ اسکول کی صورت ۳۱۷
- مدارس نسواں اور حضرت باندوی ۳۱۸
- تعلیم نسواں اور مدرسۃ البنات کے متعلق حضرت کے بعض خطوط ۳۱۹
- ① احسن الفتاوی میں ہے ۳۲۱
- موجودہ جامعۃ البنات میں شرائط مذکورہ مفقود ہیں ۳۲۱
- جامعات کی اصلاح علماء پر فرض ہے ۳۲۳
- نامحرم مرد سے پڑھنے کے نقصانات ۳۲۳
- ② فتوی دار العلوم دیوبند ۳۲۴
- ③ فتوی دار العلوم (وقف) دیوبند ۳۲۶
- ④ فتوی مظاہر علوم (دار جدید) سہارنپور ۳۲۷
- ⑤ فتوی مظاہر العلوم (دار جدید) سہارنپور ۳۲۸
- دار العلوم کراچی کا فتوی اور مدارس البنات کے لئے ہدایات ۳۳۱
- ☆ **مجوزین کی رائے** ۳۳۴
- حضرت مولانا حکیم شاہ اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۳۳۴
- ① فتوی مظاہر العلوم (وقف) سہارنپور ۳۳۵
- ② فتاوی رحیمیہ میں ہے ۳۳۷
- تعلیم نسواں کی ضرورت ۳۴۳
- تعلیم نسواں میں مفاسد کا شبہ اور اس کا جواب ۳۴۴

- شادی شدہ عورتوں کی تعلیم کا طریقہ ۳۴۵
- اَن پڑھ جاہل عورتوں کی تعلیم کا طریقہ ۳۴۵
- لڑکیوں کو حفظ قرآن کی تعلیم ۳۴۶
- عورتوں کو عربی درس نظامی کی تعلیم ۳۴۶
- عورتوں کا نصاب تعلیم ۳۴۷
- لڑکیوں اور عورتوں کو لکھنا سکھانا ۳۴۸

نصاب مدارس بنات ۳۵۰

- نصاب ونظام، وفاق المدارس کی روشنی میں ۳۵۰
- ارتقائی مراحل ۳۵۱
- ثانویہ سال اول ۳۵۱
- ثانویہ عامہ سال دوم ۳۵۱
- ثانویہ خاصہ سال اول ۳۵۲
- ثانویہ خاصہ سال دوم ۳۵۲
- عالیہ سال اول ۳۵۲
- عالیہ سال دوم ۳۵۳
- عالمیہ سال اول ۳۵۳
- عالمیہ سال دوم ۳۵۳
- آٹھ سالہ دورانیہ کے تنفیذ میں مشکلات ۳۵۴
- نصاب تعلیم بنات کو مؤثر ومفید تر بنانے کے لئے مزید کاوشیں ۳۵۴
- بنات کے لئے تین سالہ نصاب: (سہ سالہ، چار سالہ وآٹھ سالہ) ۳۵۶
- چار سالہ وچھ سالہ نصاب ۳۵۷
- چھ سالہ نصاب کی تنفیذ ۳۵۸

چھ سالہ نصاب میں تخفیف وتسہیل کا فیصلہ	۳۵۸
موجودہ حتمی نصاب	۳۵۹
چھ سالہ نصاب تعلیم بنات وفاق المدارس العربیۃ پاکستان	۳۶۰
ثانویہ خاصہ	۳۶۰
عالیہ	۳۶۱
عالمیہ	۳۶۲
بنات کے نصاب تعلیم سے متعلق چند گزارشات	۳۶۳
نصاب ونظام	۳۶۷
جامعۃ المؤمنات الاسلامی دوبگا، ہردوئی روڈ لکھنؤ	۳۶۷
ہدایات برائے طالبات دارالاقامۃ	۳۶۷
ہدایات برائے سرپرستان	۳۶۸
ملاقات	۳۶۹
اوقات ملاقات	۳۶۹
ضروری سامان	۳۷۰
ممنوع سامان	۳۷۰
طالبہ کا اخراج	۳۷۰
نصاب تعلیم	۳۷۱
ابتدائیہ اولی	۳۷۱
ابتدائیہ ثانیہ	۳۷۱
ابتدائیہ ثالثہ	۳۷۲
ابتدائیہ رابعہ	۳۷۳
ابتدائیہ خامسہ	۳۷۴

- ابتدائیہ سادسہ ۳۷۵
- ثانویہ: اولی ۳۷۶
- ثانویہ ثانیہ ۳۷۷
- عالیہ اولی شریعہ ۳۷۸
- عالیہ ثانیہ شریعۃ ۳۷۹
- عالیہ: ثالثہ شریعہ ۳۸۰
- عالیہ رابعہ شریعہ ۳۸۱
- درجہ اعدادیہ ۳۸۲
- ڈپلوما سال اوّل ۳۸۳
- ڈپلوما سال دوم ۳۸۴
- فضیلت اول ۳۸۴
- فضیلت دوم ۳۸۵

مختصر نصاب جامعۃ الصالحات بوستان آمنہ منوبر بھروچ، گجرات، الہند ۳۸۵
- ناظرہ اول ۳۸۵
- ناظرہ دوم ۳۸۶
- دینیات اول ۳۸۶
- دینیات دوم ۳۸۶
- عربی اول ۳۸۷
- عربی دوم ۳۸۷
- عربی سوم ۳۸۷
- عربی چہارم ۳۸۸
- عربی پنجم ۳۸۸

- نصاب تعلیم جامعہ عائشہ نسواں، حیدرآباد ۳۸۹
  - شعبہ حفظ (سال اول) ۳۸۹
  - شعبہ حفظ سال (دوم) ۳۸۹
  - شعبہ حفظ (سال سوم) ۳۹۰
  - شعبہ حفظ (سال چہارم) ۳۹۱
  - الصّف الاول ۳۹۱
  - الصّف الثانی ۳۹۱
  - الصّف الثالث ۳۹۲
  - الصّف الرابع ۳۹۲
  - الصّف الخامس ۳۹۳
  - الصّف السادس ۳۹۴
  - الصّف السابع ۳۹۴
  - الصّف الثامن (دورۃ الحدیث) ۳۹۵
  - التخصص فی علوم القرآن والحدیث ۳۹۶
  - حدیث تدوین السنۃ النبویۃ ۳۹۶
- مؤمنہ کورس (جامعہ اشاعت العلوم اکل کواں) ۳۹۷
  - دینیات اول ۳۹۸
  - دینیات دوم ۳۹۸
  - دینیات سوم ۳۹۹
  - دینیات چہارم ۳۹۹
- تعلیمی نصاب برائے مدارس نسواں ۴۰۱
  - مولویہ اولی ۴۰۱

- مولویہ ثانیہ ۴۰۲
- عالمہ اولی ۴۰۲
- عالمہ ثانیہ ۴۰۳

خواتین اور فاصلاتی عصری تعلیم ۴۰۵

- دنیاوی فنون اور دستکاری کی تعلیم ۴۰۶

اصلاح خواتین سے متعلق چند اہم کتابیں اور ان کا تعارف ۴۰۸

- اصلاح خواتین ۴۰۸
- خواتین کا فقہی انسائیکلوپیڈیا ۴۰۹

چند درسی کتب کا تعارف ۴۱۱

1. لڑکیوں کا اسلامی کورس ۴۱۱
2. ہدیۂ بنات ۴۱۲

مصادر و مراجع ۴۱۳

- عربی کتب ۴۱۳
- تفسیر ۴۱۳
- کتب احادیث ۴۱۳
- فقہ ۴۱۴
- کتب تاریخ ورجال ۴۱۵
- اردو کتابیں ۴۱۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

حضرت مولانا حافظ نذیر سبیلی دامت برکاتہم
ناظم وبانی مدرسہ عائشہ نسواں، حیدرآباد

علم دین ایک ایسا علم ہے جو انسان کو انسان بناتا ہے، حق و باطل کی تمیز سکھاتا ہے، اچھے برے کے فرق سے آگاہ کرتا ہے، اچھی سوچ بتاتا ہے، بری فکر سے بچاتا ہے، معاشرتی وسماجی حقوق سے روشناس کرواتا ہے، اخلاق وآداب سے آراستہ کرتا ہے، فتنوں سے دامن کومحفوظ رکھتا ہے، ضلالت وگمراہی کوواضح کرتا ہے اوران سے بچنے کی راہیں ہموار کرتا ہے؛ یہی وجہ ہے کہ ہم سب کے آقا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان پراس کا حاصل کرنا فرض کیا ہے: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ (حدیث نمبر: ۲۲۴، سنن ابن ماجہ)

ہم سب کے خالق ومالک نے ہمیں جوشریعت عطا کی ہے اور جس شریعت کا ہم سب کو پابند بنایا ہے اس کے علم کوعلم شریعت یاعلم دین سے تعبیر کیا جاتا ہے اور احکام شریعت جہاں مردوں سے مخاطب ہوتے ہیں وہیں عورتوں سے بھی ان کا خطاب ہوتا ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: إن النساء شقائق الرجال (حدیث نمبر: ۱۱۳، ترمذی) اسی لئے عورتوں پربھی علم دین حاصل کرنا ضروری ہے۔

عورت معاشرہ وسماج کی وہ مظلوم صنف ہے جو ماضی میں بھی ظلم کا شکار رہی ہے اور حال میں بھی ظلم وجور کے پہاڑ اس پر توڑے جارہے ہیں، ماضی میں تو دشمن نے غیریت کے راستہ سے ظلم ڈھایا ہے اور فی الحال اپنائیت وحمیت کے راستہ سے ظلم ڈھا رہا ہے، اسلام سے پہلے عورت کو جس نگاہ سے دیکھا گیا؛ وہ زمان ومکان کے اعتبار سے مختلف رہی ہے، مشرق میں عورت مرد کے دامن تقدس کا داغ سمجھی جاتی تھی تو مغرب میں گھر کا اثاثہ، یونانی اسے شیطان کہتے ہیں تو یہودی اسے لعنت ابدی کا مستحق قرار دیتے ہیں اور نصرانی اسے باغ انسانیت کا کانٹا تصور کرتے ہیں؛ لیکن اسلام کا نقطہ نظر ان سب سے جداگانہ اور انوکھا ہے کہ اسلام میں عورت نسیم اخلاق کی نکہت اور چہرہ انسانیت کا غازہ سمجھی جاتی ہے؛ اسی لئے اسلام نے عورت کے مقام ومرتبہ کو رفعت واہمیت دی اور اسے زمانہ پر اجاگر کیا، اور اسی کی عظمت رفتہ کی حفاظت کے لئے حدود وقیود بھی قائم کئے؛ تاکہ حملہ آوروں کے حملہ سے محفوظ رہے، دور جاہلیت میں عورت کے مقام وحیثیت کو سمجھنے کے لئے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کو ملاحظہ فرمائیں جس میں آپ نے فرمایا کہ ہم عورتوں کو کسی شمار میں ہی نہیں لاتے تھے، جب اسلام آیا اور اللہ رب العزت نے ان کا تذکرہ کیا تب ہمیں معلوم ہوا کہ ان سے متعلق ہم پر حقوق ہیں:

قَالَ: كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَا نَعُدُّ النِّسَاءَ شَيْئًا، فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ وَذَكَرَهُنَّ اللهُ، رَأَيْنَا لَهُنَّ بِذٰلِكَ عَلَيْنَا حَقًّا

(صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۸۴۳)

کسی پر احسان کرنا ایک محمود ومستحسن امر ہے اور قرآن وحدیث میں جابجا اس کی تلقین کی گئی ہے اور تعلیم سے آراستہ کرنا احسانات میں سب سے بہترین احسان ہے، چنانچہ احادیث مبارکہ میں اولاد کے ساتھ احسان کا جہاں جہاں ذکر آیا ہے؛ شارحین حدیث نے وہاں اچھی تعلیم وتربیت کو بھی شامل کیا ہے۔

کتب حدیث وفقہ میں خواتین سے متعلق مستقل ابواب قائم ہیں؛ جن میں عورتوں

سے متعلق حقوق، ذمہ داریاں، اوردائرہ کار موجود ہے، مدارس بنات میں طالبات کواسی سے روشناس کروایا جاتا ہے اور اسی کے مطابق ان کی تربیت کی جاتی ہے؛ اور یہی مدارس بنات کے قیام کا مقصد ہے۔

کچھ زمانہ پہلے مدارس بنات کی ضرورت کا احساس کم تھا؛ کیونکہ مرد حضرات دینی محفلوں میں شریک ہوا کرتے تھے اور جو کچھ سنتے اپنے گھروں میں جا کر اسے نقل کرنے کا اہتمام کرتے تھے؛ اس سے گھروں میں دینی مزاج قائم تھا؛ مگر رفتہ رفتہ یہ معمول ختم ہونے لگا، اس کا اثر ہمارے معاشرہ پر یہ پڑا کہ ہمارے گھرانے بے دین یا بددین ہو گئے تو اب اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس ہونے لگی کہ لڑکیوں کے لیے باضابطہ مدارس قائم کئے جائیں؛ لہٰذا یہ سلسلہ شروع ہوا اور چل پڑا، اب مدارس بنات معتد بہ تعداد میں موجود ہیں اور آئے دن اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ جو چیز زمانہ سے ہم آہنگ نہیں ہوتی اور وقت کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتی وہ بے فائدہ ہوتی ہے اور بے فائدہ چیزیں قوم وملت کے لیے بوجھ بن جاتی ہیں۔

انہیں صرف مجبوری تحت ڈھو کر چلنا پڑتا ہے، ادھر کچھ مدارس کا جائزہ لینے کا موقع ملا تو شدت سے اس بات کا احساس ہوا کہ نظم ونسق میں کافی کمی ہے اور معیار تعلیم وتربیت پر توجہ نہیں ہے اور کچھ مدارس تو ایسے بھی نظر آئے جو تعلیم وتربیت کے بجائے تجارت کی خاطر قائم کئے گئے ہیں اس پر بہت قلق ہوا، بامقصد مدارس قائم کئے جانے چاہئیں، بے مقصد مدارس سے عوام الناس میں غلط رجحانات پیدا ہو رہے ہے اور بھی بہت سے نقصانات سامنے آرہے ہیں لھذا اس پر سخت توجہ دی جانی چاہیے۔

اسی نقطۂ نظر سے حضرت مولانا مفتی جابر قاسمی صاحب اور ان کے رفیق قلم مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی صاحب نے یہ کتاب "منظم مدارس بنات" ترتیب دی ہے؛ جس میں مقصد قیام اور تعلیم وتربیت، نصاب ونظام پر جامع اور مدلل مواد جمع کیا ہے، جو نہایت ہی

اہمیت کا حامل ہے اور قابل استفادہ ہے۔

میں ارباب مدارس سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب سے ضرور استفادہ کریں اور مدارس کو منظم و بامقصد بنائیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالی مرتبین کو جزاء خیر عطا کرے اور اس کتاب کو نافعیت ومقبولیت سے ہمکنار کرے۔

حافظ نذیر سبیلی

ناظم وبانی مدرسہ عائشہ نسواں، حیدر آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقاصد کتاب

① خواتین کے طبقہ کو بھی علم ودعوت کے میدان میں ان کے گھریلو امور کے ساتھ خوب استعمال کیا جانا چاہئے، بالخصوص اِس زمانہ میں جب کہ ارتداد، اختلاط اور مغرب کا طوفان بدتمیزی سارے حدود پار کر چکا ہے، سیرت اور تاریخ کو بقدرِ ضرورت اشارات کے انداز میں لکھنے کی کوشش کی گئی۔

② حفظ، عالمیت، اختصاص کے ساتھ ''مومنہ کورس'' مع عصری نظام، مکاتب بالغات، سنڈے کلاسس، مسائی ٹیوشن سنٹر (دینی وعصری تعلیم والے) قائم کرنے اور چلانے کی سخت ضرورت ہے، نئی تعلیمی پالیسی (۲۰۲۲ء) اور فون کے بے قابو استعمال کے اس پُرفتن دور میں قدیم رواجی نظام کے علاوہ مذکورہ بالا مختصر آسان اور عصری انداز کے طریقوں کو خوب رواج دینے کی ضرورت ہے، تحفظ عقائد، خاص موسموں (محرم، صفر، ربیع الاول، رجب، شعبان، رمضان، زکاۃ، اعتکاف، قربانی)، کی مناسبت سے منعقد کیے جانے والے اور اہم موضوعات (پردہ، زیبائش، عائلی مسائل، تجہیز وتکفین، بے جا اعتراضات، ردّ مغرب) پر ہونے والے کورس عوام بہت جلدی قبول کر لیتی ہے، عالمیت کے نصاب ونظام میں بھی باقاعدہ شادی کورس، تصحیح قرآن وتجوید کورس کا دیگر تجدیدات وتسہیلات کے ساتھ اضافہ کیا جانا چاہئے؛ تاکہ فراغت کے بعد وہ قوم کے لئے اور اپنی ذاتی زندگی میں مفید بن سکے۔

③ دیگر ادیان وافکار کے مبلغین اپنی خواتین کے ذریعہ اسلام اور اہل سنت والجماعت پر اشکالات کا سلسلہ جاری کر چکے ہیں، اس کے دفاع کا ایک طریقہ اپنی طالبات

ومعلمات کو علم وعمل سے اس میدان میں بھی تیار کرنا ہے۔

(۴) مدارسِ ذکور میں معلمین کی خواتین، مردانہ جماعتوں میں مبلغین کی عورتیں اپنے بہت سے فارغ اوقات میں یہ مختلف نظام جاری کرسکتی ہیں، ان کے اوقات اور صلاحیتوں کا دعوتی اور اصلاحی میدان میں بہترین استعمال کیا جاسکتا ہے، مدارس آس پاس کے علاقوں کے لئے بھی بافیض ہوسکتے ہیں، خود ائمہ کرام اور حفاظ عظام کا گاؤں، دیہاتوں اور بنجر ملکوں میں قیام (اپنی خواتین کو تیار کرکے) زیادہ نفع بخش ہوجائے گا۔

(۵) غور کیجئے! دیگر جائز ناجائز کام آن لائن ہوسکتے ہیں تو تعلیم وتعلم آن لائن کیوں نہیں ہوسکتے۔

قدیم اکابر تو چھوڑیئے صرف کرونا سے پہلے کا زمانہ اور بعد کے زمانہ میں افکار وطرزِ زندگی کا فرق کیا ہم نہیں دیکھ رہے ہیں، کیا اب بھی ہم طرزِ کہن (پرانے طریقوں پر) پر اَڑے رہیں گے، احتیاط اتنا نہ کریں کہ کام ہی نہ ہو، کام کا غم اتنا نہ لیں کہ حدودِ شریعت پھلانگ جائے، کیا بیٹیاں گھروں میں رہ کر فون کے مضر استعمال سے بچ جاتی ہیں! کیا والدین، اس زمانہ میں کاندھلہ، تھانہ بھون اور رائے بریلی کی عورتوں کی طرح وقت اور تربیت دے پا رہی ہیں!!! اقامتی نسواں کے ادارے مکمل حدود وقیود کے ساتھ بہت حد تک حفاظتی قلعے محسوس ہورہے ہیں (کس کو اختلاف ہوسکتا ہے اور انہیں اختلاف کا حق ہے)۔

موجودہ زمانہ میں عالم عرب اور یورپی دنیا کے تقاضوں کے علاوہ اگر صرف پیر ذوالفقار صاحب نقشبندی دامت برکاتہم اور مولانا الیاس گھمن صاحب دامت برکاتہم کے آن لائن عالم کورس اور مختلف تدریسی کاموں پر نظر ڈالی جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ آن لائن سے بہت بڑا حلقہ فائدہ اٹھائے گا، اگر ہم نے آن لائن کے اس طریقہ سے فائدہ نہیں اٹھایا، تو بہت بڑا حلقہ نظر انداز ہوجائے گا، مسلم اقلیتی ممالک ہندو اکثریتی علاقوں اور ارتداد زدہ ماحول میں لڑکیوں کو محفوظ رکھنے کا ایک مؤثر راستہ

اقامتی مدارس نسواں ہیں، احوال ومقامات کے بدلنے سے احکام کے بدلنے کا اصول ہمارے سامنے رہنا چاہئے۔

⑥ اسکول اور کالج کا موضوع یہاں نہیں ہے، سرکاری قوانین کی رعایت اور زمانہ کے تقاضوں کا خیال اس قدر ضرور رکھنا پڑے گا جس سے مدارس کا مقصد (علماء، حفاظ، مصلحین تیار کرنا) فوت نہ ہو، سرکار مداخلت نہ کرسکے اور فارغات زمانہ کی زبان وفکر سے نابلد بھی نہ رہیں، اوپن اور فاصلاتی نظام تعلیم سے عالمی اور ملکی سطح پر بھرپور فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

⑦ اپنے مخصوص خول اور فکری دائرہ میں رہنا بندہ راقم الحروف فکری عذاب سمجھتا ہے، آس پاس اور عالمی سطح پر اس میدان میں بھی فائدہ اٹھانا چاہئے، علم وعمل میں قناعت مفید نہیں نقصاندہ ہے۔

⑧ ''عالمہ خدمت نہیں کرتی ہے''، ''اکثر عالمائیں مطلقہ اور خلع شدہ ہوتی ہیں''، اس قسم کے دعوے عوام ہی نہیں خواص کی زبانوں پر بھی سنے جاتے ہیں، سچائی یہ ہے کہ کوئی بھی علم، تربیت کے بغیر مکر وفریب ہے، آگے اسی کتاب میں عظیم مفسرات وغیرہ کا تذکرہ ہے، کیا وہ سب یا اکثر شوہروں سے علحدہ رہتی تھیں، قانونِ اسلامی کیساتھ نیک خواتین کی سیرت پڑھائی جانی چاہئے، اچھی طرح سمجھایا جانا چاہئے کہ رخصت پر نہیں عزیمت پر عمل ہو، انصاف پر نہیں احسان پر عمل ہونا چاہئے۔

حدود شریعت علم کے لئے اور مزاج شریعت عمل کے لئے ہے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما نے یہ نہیں پوچھا کہ کیا گھر کا کام ضروری ہے؟ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے ثیبہ سے نکاح کیا؛ تاکہ اپنی چھوٹی بہنوں کی تربیت میں سہولت ہو، انسانی ہمدردی اور شریفانہ روایات کا تحفظ ضروری ہے، بات یہ ہے کہ عالمہ لڑکیاں ہی نہیں؛ بلکہ تمام لڑکیاں اپنی ماں بہنوں کی روش پر چلتی ہیں، اگر انہیں سسرال آباد کرتا ہوا دیکھا ہے تو مجاہدہ اور حکمتِ عملی سے سسرال آباد کرلیتی

ہیں؛ ورنہ میکہ آ کر بیٹھ جاتی ہیں، اس زمانہ میں طلاق اور خلع عام ہوتا جارہا ہے، صرف بیویوں پر الزام ڈالنا اور اگر عالمہ ہو تو عالمہ ہونے کو ہی وجہ قرار دینا نامعقول تجزیہ ہے، ہم نے ایسے مدارس اور علاقے خود جا کر دیکھے جہاں بنات کے مدارس زیادہ ہیں وہاں ایسی کوئی بات معلوم نہیں ہوتی؛ بلکہ پتہ چلتا ہے کہ ان عالمہ لڑکیوں نے ملک کے مختلف حصوں میں ہی نہیں؛ متعدد ملکوں میں اپنے شوہروں کے ساتھ جا کر عورتوں میں علم کا چراغ روشن کیا، ناقابل فراموش قسم کی قربانیاں دیں، گھروں میں رکھ نہیں سکتے، اسکول اور کالج (اسلامی مزاج کا کھولنا دشوار ہے) کھولتے نہیں، ان لڑکیوں کے منظم مدارس میں بھی نہ بھیجا جائے تو آخر کہاں جائے، نقائص کا تدارک ہونا چاہئے، نہ کہ پورے کام کو بند کرنا چاہئے، جوؤں کے ڈر سے پورا سر مونڈا نہیں جائے گا، جوؤں کے نکالنے کی تدبیر کی جائے گی، کسی کام میں معصوم فرشتے کام نہیں کررہے ہیں، کیا لڑکوں کے مدارس میں مختلف امراض وعیوب نہیں ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ سرسری سنی سنائی باتوں کے بجائے گہرائی سے تحلیل وتجزیہ کر کے رائے قائم کرنا چاہئے، واللہ اعلم بالصواب۔

⑨ نامحرم سے مستقل رابطہ سم قاتل ہے، ناظم اور افراد انتظام میں سے کسی کا کسی بھی نامحرم خواتین سے برابر رابطے میں رہنا بالمشافہہ یا بذریعہ فون نہایت نقصان دہ ہے۔ پردہ سب کے لئے واجب ہے، نفس وشیطان سے کوئی مطمئن نہ رہے، دین کے نام پر آنے والی بدنامی سارے دینی کام کو رسوا کردیتی ہے، اس علاقے میں لوگ اس طرح کا کام کرنے سے متنفر ہوجاتے ہیں، سالہا سال تک اس داغ کو نہیں دھویا جاسکتا، نمک ہی نمکینی سے خالی ہوجائے تو کھانے کی اصلاح کیسے ہوگی؟ مدرسوں میں ہی بے حیائی ہونے لگے تو بے حیائی کا علاج کہاں سے ہوگا۔

⑩ حتی الامکان سارا عملہ نسوانی زندگی میں بھی مثالی ہو، غیر شرعی طریقہ پر طلاق شدہ، خلع شدہ نہ ہوں، شوہر چاہے ان پڑھ ہو کی فرماں بردار اولاد کی تربیت گذار،

والدین اور ساس وسسر کی وفادار، آمد وخرچ میں کفایت شعار، کسی اللہ والے سے تزکیائی تعلق رکھنے والی خواتین ہوں، رہن سہن، لباس وپوشاک، نشست وبرخاست میں مسنون معاشرت کا اہتمام کرنے والی ہوں؛ کیوں کہ انسان ذات کو دیکھتا ہے، بات بعد میں سنتا ہے۔

⑪ مدارس ذکور کی طرح مدارس بنات میں تحفظ عقائد اور تفہیم عقائد پر بھرپور توجہ دینے کی ضرورت ہے، عقیدۃ الطحاوی، شرح عقائد، عقائد الاسلام (مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ) عقائد مسنونہ (مختصر رسالہ، ہردوئی) صراط مستقیم کورس (مولانا الیاس گھمن صاحب) ردفرق ضالہ اور رد الحاد درسی یا محاضراتی انداز میں لڑکیوں کے سامنے پیش کیا جانا چاہیے، تہذیبی اور فکری جنگ کے مضامین سے واقف کروانا چاہیے، مختلف فکری انحرافات کا علمی پرزور مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

⑫ مہربانی فرما کر منظم مدارس (جلد اول، جلد دوم، جلد سوم، حفظ وناظرہ، انتظامات ومالیات، عالمیت) کی ابتدائی جلدیں بھی اچھی طرح مطالعہ فرمالیں، اکابر کے سالہا سال کے تجربات سے ان شاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔

مدارس بنات

تعلیم بنات کے تین طریقے ہو سکتے ہیں:

پہلا طریقہ

خیر القرون اور سلف صالحین کے زمانے میں جو طریقہ مروج رہا ہے، وہی طریقہ سب سے زیادہ نافع اور محفوظ ہے، گھر میں ہی تعلیم یافتہ قریبی خواتین یا محرم مردوں سے قرآن، حدیث اور ضروری فقہ اور امور خانہ داری سے واقفیت حاصل کی جائے، گھر سے باہر نکلنے کا فتنہ یا نامحرم سے مخاطبت وملاقات کے مسائل ہی نہیں رہیں گے؛ لیکن یہ طریقہ ان علاقوں یا گھرانوں میں چل سکتا ہے جہاں خود سرپرست حضرات دینی تعلیم یافتہ ہوں، اولاد پر قابو بھی ہو، لڑکے لڑکیاں اتنی سلیقہ مند ہوں کہ اپنے گھر کے بڑوں سے عظمت وعقیدت کا تعلق رکھنے کے لئے تیار ہوں۔

دوسرا طریقہ

اپنے شہر، اپنے محلہ میں ہی ایسی مربیہ، عالمہ، مجودہ خواتین کے پاس بھیجا جائے جو مثالی شخصیت بتائے جانے کے قابل ہوں، مکان میں نامحرم نہ رہے ہو، آنے جانے میں کوئی بے احتیاطی نہ ہو، باپ، بھائی یا بیٹے جاتے ہوں یا معتمد باشعور خواتین کی جماعت کے ساتھ آنا جانا ہو تو بہتر ہے۔

تیسرا طریقہ

ایسے علاقے اور ممالک جہاں علماء اقلیت میں ہیں، بچھڑے اور الگ تھلگ رہتے ہیں، علماء ومدارس کی بھی قلت ہے، دوسری طرف وہاں کالجوں کا ماحول بہت ابتر؛ بلکہ

ارتداد زدہ رہتا ہے، تبدیلی مذہب اور دیگر اہل مذاہب سے نکاح کا خطرہ لگا رہتا ہے، ایسی جگہوں پر لڑکیوں کے لئے دینی اقامتی ادارے کھولنے میں حرج معلوم نہیں ہوتا، اب جب کہ فون کی وبا عام ہو چکی ہے، چچازاد، ماموں زاد بھائیوں سے پردہ کا تصور بھی نہیں، مکانات چھوٹے ہیں، بستیاں تنگ ہیں، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس قسم کی خواتین مدرسہ کی چہار دیوار میں زیادہ محفوظ رہیں گی گھروں کے مقابلے میں، مردوں میں غیرت وحمیت ختم ہوتی جارہی ہے، قدیم انداز وروایات کا خون ہو چکا، شاید اس لئے مدارس بنات کا رواج ہوتا جارہا ہے، اگر چہ حضرت حکیم الامت علیہ الرحمہ نے صاف طور پر منع فرمایا؛ لیکن مرورِ زمانہ، ''اھون البلیتین ،اخف الشرین'' کے ضمن میں موجودہ زمانے کے بہت سے اہل فتاوی نے اجازت دی ہے، اس میں بھی بہتر ہے کہ پڑھانے والیاں صرف معلمات وعالمات ہو، ابتداءً مردانہ اساتذہ سے خدمت وتربیت دے کر معلمات کو کام دے دیا جائے ،عُلیا کی کتابیں، اہم مضامین علماء کرام کے متعلق ہوں اور باقی کام عالمات حافظات سے لیا جائے، طالبات کے درمیان نگران معمر خاتون ہونی چاہئے، کتاب سے خطاب ہو، کسی طالبہ سے انفرادی گفتگو نہ ہو، فون نمبرات کا لین دین نہیں ہونا چاہئے، کوئی طالبہ کسی طالبہ سے فون پر رابطہ نہ کرے، ایک محرم کا فون نمبر اور اس کی تصویر مدرسہ میں ہونی چاہئے، وہی آتے جاتے طالبہ کو لانے لے جانے کا انتظام کام کرے، مدرسہ کے فون پر اسی نمبر سے بات کروائی جائے، دوسری طالبہ کے والد یا بھائی کے ساتھ اجنبی طالبہ کو بھیجا نہ جائے۔

مثالی مربیہ خاتون

تعلیم سے زیادہ تربیت اہم ہے، لڑکیاں مزاجی اعتبار سے زیادہ نازک اور کمزور ہوتی ہیں، حیاء، تواضع اور جذبۂ خدمت کے ساتھ عبادت ودعا کا کمال رکھنے والی مثالی خاتون کا انتظام بے حد ضروری ہے، جن کا تعلق مع اللہ اور معاشرتی زندگی لائق تقلید ہو، مشفقانہ طرز اور نرم رویہ کی خوگر ہو، محبوب بن کر رہتی ہو، مسلط ہو کر نہیں، کسی اللہ والے سے اصلاحی تعلق بھی ہو تو بہتر ہے، ناظم صاحب یا صدر مدرس کی اہلیہ اس قسم کے اوصاف وکمالات سے

متصف ہو، یا انہیں آراستہ کیا جائے تو ایک آنکھ باہر مرد کی اور ایک آنکھ اندر اہلیہ کی دیکھ رہی ہوگی، نظام کا ہر گوشہ نظروں کے سامنے ہوگا، ناظم مدرسہ کا بلا واسطۂ محرم براہِ راست معلمہ خاتون یا نگراں خاتون سے ربط بہت نقصان دہ ہے، ناجائز تعلقات اور بے حیائی کے حیرت انگیز وشرمناک واقعات پیش آرہے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ ذمہ داران کبھی نفس وشیطان کی مکاریوں سے بے فکر نہ ہوں، اپنی تربیت وترقی کے سلسلہ میں قناعت کی کیفیت میں مبتلا نہ ہوں، شاید اس قسم کی مثالی مربیہ خاتون کے انتظام کے بغیر مدرسہ شروع کرنا مناسب ہوگا، کم از کم کسی سرپرست عالم دین سے مستقل رہبری اور طالبانہ رابطہ رہے، قدم قدم پر ہر جزئیہ میں ان سے تفصیلی مشاورت کے بغیر کوئی فیصلہ نہ کیا جائے۔

باپردہ عمارت

پردہ کے بغیر کسی کے دل ہرگز پاک نہیں رہ سکتے ہیں، اس عمارت کا مکمل باپردہ ہونا ضروری ہے جہاں خواتین وطالبات کی اتنی بڑی تعداد قیام پذیر ہو، پڑھانے والوں، خدام مدرسہ، آنے جانے والے، اڑوس پڑوس کے لوگ، خود ناظم مدرسہ کے افرادِ خاندان سے پردہ کا مستحکم نظام ہو، آواز نہ جاتی ہو، اچانک بغیر اطلاع کے بھی اختلاط کا امکان نہ ہو، سب کی گذرگاہیں اور راستے الگ الگ ہوں، آفس، مہمان خانہ، رہائش گاہ، علحدہ علحدہ ہونے چاہیے، باپردہ عمارت کا انتظام سب سے مقدم تقاضا ہونا چاہئے، بڑی زمین کی خریداری، شاندار عظیم الشان جلسوں کے انعقاد سے قبل اس کام کی تکمیل کرنا چاہئے۔

صبح وشام کی حفاظتی دعاؤں کا اہتمام

خواتین اور بچے نفسیاتی اعتبار کمزور ہوتے ہیں، احادیث میں اشارہ ملتا ہے ''شام ہوتے ہی بچوں کو گھروں میں کرلو' ابن قیم جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان پر شیطان جلدی اثر انداز ہوتا ہے، لڑکیوں کی اتنی بڑی تعداد کا ہمہ وقت ایک جگہ رہنا، کوئی مستبعد نہیں کہ انہیں میں کوئی جن اور آسیب سے متاثر ہو؛ اس لئے بہت اہتمام سے نماز پڑھنے والی طالبات منزل، مؤمن کا ہتھیار (مولانا یونس پالنپوری) زاد مؤمن (مولانا منیر-ممبئ

والے- صاحب کالینا دامت برکاتہم) وغیرہ کا مکلف کیا جائے ، پانی پر دم کر کے پلایا جائے ، اس حفاظتی قلعہ میں محفوظ رکھنا ضروری ہے، کسی ایک طالبہ کا ایسی بے اختیار سحر زدہ یا آسیب زدہ حرکات کرنا پورے نظام کو خوف وہراس میں ڈال دے گا، ذہنی مرعوبیت اور دوسرے کی بیماری لگنے کا اندیشہ مدرسہ خالی کروادے گا، اجتماعی لازمی معمولات میں اس عمل کو داخل کر دیا جائے۔

لڑکوں اور لڑکیوں کے نظام کا فرق

مرد اور عورت جسمانی ساخت کے اعتبار سے فرق رکھتے ہیں، دونوں کا اندرونی نظام بھی انسانیت کے لئے الگ الگ کام کر رہا ہے، ایک طاقتور ہے، دوسرا کمزور، ایک قوت فیصلہ کا مالک ہے، دوسرا جذباتی، شرعی اعتبار سے دونوں مساویانہ مقام رکھتے ہیں، بعض ذمہ داریوں کا میدان دونوں کا الگ الگ ہے، ایک وزیر خارجہ ہے، دوسرا وزیر داخلہ ہے، خاتون گھر میں نسل کی تعمیر کرتی ہے، مرد باہر خدمت دین اور ضروریات زندگی کا انتظام کرتا ہے، مختصر یہ کہ ان دونوں کا نظام تعلیم یکساں کیسے ہوسکتا ہے، جب کہ ان دونوں کی مستقبل کی ذمہ داریاں اور آئندہ کا میدان بالکل مختلف نوعیت کا ہے، ترتیب نصاب کے وقت مندرجہ ذیل پہلو سامنے رہنا چاہئے۔

☆ اعتقادات، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاقیات کے ابواب اجمالاً ضرور نگاہ سے گذرنا چاہئے، اس سلسلہ میں ذیل کی کتابوں کو دیکھا جاسکتا ہے:

دین وشریعت، مولانا محمد منظور نعمانی، الفرقان بک ڈپو، لکھنو۔

اپنی اصلاح کا مکمل نصاب، قطب الدین ملا، الفرقان، بک ڈپو، لکھنو۔

☆ مثالی بہو، مثالی ساس، مثالی بہن، کامیاب ماں بنانے والے مضامین اور کتابیات غالب رکھنا چاہئے، گھریلو جھگڑوں سے نجات، خاندانی نزاعات کے ازالے کے لئے حسنِ معاشرت کے سنہرے اصول بار بار پیش کئے جانے چاہئے، امور خانہ داری میں حسنِ انتظام اور سلیقہ مندی پیدا کرنے والی کتابیں، تجربات بتلائے جانا

چاہئے، عورتوں میں عموماً پائے جانے والے عیوب پر حکیمانہ انداز میں اصلاح ومذاکرات چلتے رہیں (جو بہشتی زیور میں جابجا لکھا گیا)۔
کم خرچ میں گھر چلانے کے گر، آمدنی وخرچ کے ضوابط، صلہ رحمی کی اہمیت، شوہر کی اطاعت، فیشن پرستی سے نفرت کوٹ کوٹ کر بٹھائی جائے، فون کے مضر اثرات کے بارے میں ضرور باشعور بنایا جائے۔

☆ لڑکی بہت کم عمر، ذہین ہوتو بلوغ سے پہلے حفظ قرآن کی تکمیل کروانا مفید ہے، ورنہ بلوغ کے بعد حفظ کروانا بہت وقت طلب عمل ہوگا، تجربہ ہے کہ اس عمر کا یاد کیا ہوا زیادہ پختہ نہیں ہوا کرتا، سرپرستوں کو اچھی طرح سمجھانا چاہئے کہ ایسا گھرانہ نکاح کے لئے منتخب کریں جو حفظ کا قدرداں اور بقاء حفظ میں معاون بنتا ہو۔

☆ سینا، پرونا، کپڑے کی سلوائی سکھانا اس لئے ضروری ہے کہ اپنے کپڑے، اپنے بچوں کے کپڑے کم ازکم ازخود سی سکیں، بازار کے تیار شدہ ملبوسات تو باحیا عورتوں کے پہنے کے قابل نہیں ہے، نیز زندگی کے ناموافق حالات میں گھر بیٹھے شوہر کا معاشی تعاون کرسکے۔

☆ اگر ہوسکے تو باری باری پکوانا سیکھ لیا جائے، تاکہ صرف پڑھنے پڑھانے کی عادت نہ ہو؛ بلکہ ضروریاتِ زندگی اور مطبخ کے کام کا بوجھ اٹھانے کی عادت بنتی رہے، ہاتھ صاف ہوجائے، پڑھائی کی تکمیل کے بعد مستقل اس کے سکھانے کا وقت نہ دینا پڑے۔
اس مضمون پر ہوم سائنس پر لکھی گئی کتابوں سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

☆ لڑکیاں عام طور میں کھانے پینے کے سلسلہ میں لاپرواہ، حددرجہ ناز ونخرے کی عادی ہوتی ہیں، گہری نگہداشت کی ضرورت ہوتی ہے، پتہ چلا بعض مدارس میں ناظمہ محترمہ نے کھانے کی مقدار کو لازم کردیا ہے کہ اتنی مقدار تو کھانا ہی ہے، یہ طالبہ کی خصوصی نگرانی ہونی چاہئے، نشوونما کے زمانے میں مطلوبہ غذاؤں کا نہ ملنا آئندہ حمل

وضع حمل کے مراحل میں دشواری پیدا کرتا ہے، غذائیں بھی متوازن اور مقوی ہونا چاہئے، جس میں ان کے چٹخارے اور چٹورے پن کی رعایت بھی ہو۔

☆ لڑکوں کے ساتھ جو زبان اور تادیب کا استعمال ہوتا ہے، اس انداز کی زبان اور سزائیں لڑکیوں کے ساتھ ہرگز استعمال نہیں ہوسکتی، چھوٹی بات بھی لڑکیوں کے لئے بڑی ہوجاتی ہے، حساس ہونے کی وجہ سے چھوٹی بات کا بھی زیادہ اثر لے لیتی ہیں۔

لوگ کہتے ہیں: خواتین انسانیت کا نصف حصہ ہیں، ان کی تربیت اور اصلاح کے بغیر صالح معاشرہ کی تشکیل نہیں ہوسکتی، اس لئے تعلیم جتنی ضروری مرد کے لیے ہے، اتنی ہی ضروری عورتوں کے لئے بھی؛ مردوں کی دینی تعلیم وتربیت سے تو گھر سے باہر کا ماحول درست ہوتا ہے اور خواتین کی تعلیم وتربیت سے گھر کا اندورنی ماحول بنتا ہے، اسی ماحول میں بچے آنکھ کھولتے ہیں، گھر کے در ودیوار کے اندر ہی ان کا معصوم بچپن گذرتا ہے اور ان کی ذہنی وفکری نشو ونما ہوتی ہے، اس وقت ہمارے اندر جو بگاڑ اور فساد ہے، اور شریعت کے احکام پر رسوم ورواج کا غلبہ ہے وہ دراصل خواتین کی دین سے دوری اور ناواقفیت اور دینی تربیت کے فقدان کی وجہ سے ہے۔

اسی لئے اسلام نے لڑکیوں کی تعلیم کو بھی خصوصی اہمیت اور توجہ دی ہے، خود عہد نبوی میں بھی عورتوں اور لڑکیوں کی تعلیم وتربیت کا نظم تھا، جس کی وجہ سے خواتین میں اعلیٰ درجہ کی مفسر، محدث اور فقیہ پیدا ہوئیں اور ان سے عورتوں نے بھی کسب فیض کیا اور مردوں نے بھی؛ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ لڑکیوں کی تعلیم میں بعض امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے؛ تاکہ یہ اخلاق کو سنوارنے کے بجائے بگاڑنے کے ذرائع نہ بن جائیں۔

عورت کے لئے تحصیل علم

بقدر ضرورت علم کا حصول ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض عین ہے، یعنی وہ اتنا دینی علم حاصل کرے کہ جس سے وہ اپنی عبادت درست طریقہ پر ادا کر سکے، حلال وحرام کو پہچان

سکے، اس کے علاوہ دینی علوم کا حاصل کرنا فرض کفایہ ہے۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ" (۱)

ہر مسلمان مرد وعورت کے لئے علم کا حاصل کرنا فرض ہے۔

تمام علماء کا اتفاق ہے کہ اس لفظ "مسلم" میں مرد وعورت دونوں داخل ہیں۔ (۲)

عہدِ رسالت میں عورتوں کی تعلیم کا نظم

دور رسالت میں عورتوں کی تعلیم کا باقاعدہ نظم تو نہیں تھا وہ درسگاہِ نبوی میں مردوں کے شانہ بشانہ تو حاضر نہیں ہو سکتی تھیں، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے مختلف طریقوں سے تعلیم و تعلم کا نظم فرما رکھا تھا، ان کے خصوصی اجتماعات منعقد ہوتے جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے اور ان کو تعلیم و تلقین اور وعظ و نصیحت سے نوازتے، جس کی تقریب یہ ہوئی کہ خواتین اپنا ایک وفد خدمت نبوی میں لے کر حاضر ہوئیں اور مطالبہ کیا کہ ہمیں بھی آپ سے استفادہ کا موقعہ دیا جائے، چنانچہ آپ خواتین صحابیات کے مطالبہ کو قبول فرما کر ہفتہ میں ان کے لئے ایک دن مقرر فرمایا: اس دن آپ تشریف لے جا کر ان کی تعلیم وتربیت فرماتے، جیسا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی اس سلسلے میں روایت منقول ہے:

> "فرمایا کہ عورتوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ (آپ سے فائدہ اٹھانے میں) مرد ہم سے بڑھ گئے ہیں آپ ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی دن مقرر فرما دیجئے: "غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ، فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِّنْ نَّفْسِكَ" تو آپ نے ان سے کسی دن کا وعدہ کر لیا، اس دن آپ ان سے ملے اور انہیں نصیحت فرمائی اور (ان کے مناسب حال عبادت کا) انہیں حکم دیا، منجملہ اس کے جو آپ نے (ان سے)

---

(۱) الجامع الصغیر للسیوطی: ۱۰۸۱/۳، حدیث: ۵۲۶۴۔

(۲) اصلاح خواتین: ۲۹۴، مولانا اشرف علی تھانویؒ، ادارہ افادات اشرفیہ، دوبگا، ہردوئی، روڈ لکھنؤ۔

فرمایا یہ تھا کہ تم میں سے جو عورت اپنے تین لڑکے آگے بھیج دے گی (اس کے تین لڑکے اس کے سامنے مرجائیں گے) تو وہ اس کے لئے (دوزخ کی) آگ سے حجاب ہوجائیں گے، ایک عورت بولی اور (اگر کوئی) دو (لڑکے آگے بھیجے) تو آپ نے فرمایا اور دو ((کا بھی یہی حکم ہے)''۔(۱)

اور رسول اللہ ﷺ سے یہ بھی منقول ہے کہ آپ ﷺ نے عید مبارک کے دن عورتوں کے مجمع تشریف لے جا کر ان کو علاحدہ خطاب فرمایا:

''عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) عید کے موقعہ پر جب حضور ﷺ مردوں کی صف سے گذر کر عورتوں کی صفوں میں پہنچے (اس وقت) آپ کے ہمراہ بلال رضی اللہ عنہ تھے، آپ نے یہ گمان کیا کہ (شاید) عورتوں نے خطبہ نہیں سنا تو آپ نے انہیں نصیحت فرمائی اور انہیں صدقہ (دینے) کا حکم دیا، پس کوئی عورت بالی اور انگوٹھی ڈالنے لگی (کوئی کچھ) عطا بن ابی رباح کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) عید کے موقعہ پر جب حضور ﷺ مردوں کی صف سے گذر کر عورتوں کی صفوں میں پہنچے (اس وقت) آپ کے ہمراہ بلال رضی اللہ عنہ تھے آپ نے یہ گمان کیا کہ (شاید) عورتوں نے خطبہ نہیں سنا تو آپ نے انہیں نصیحت فرمائی اور انہیں صدقہ (دینے) کا حکم دیا، پس کوئی عورت بالی اور انگوٹھی ڈالنے لگی (کوئی کچھ) اور بلال اپنے کپڑے کے کنارے میں لینے لگے۔ اور بلال اپنے کپڑے کے کنارے میں لینے لگے''۔(۲)

بیٹی کی تعلیم وتربیت اور اس پر وسعت وکشادگی کو نبی کریم ﷺ نے جہنم سے نجات کا ذریعہ بتایا ہے: حضرت عبداللہ بن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

---

(۱) بخاری: باب ھل یجعل للنساء یوم علی حدۃ فی العلم؟ حدیث:۱۰۱۔

(۲) بخاری: باب عظۃ الإمام النساء وتعلیمھن، حدیث:۹۸۔

جس کی کوئی لڑکی ہو، وہ اس کو اچھا ادب سکھائے، اس کو اچھی تعلیم وتربیت دے اور اس پر اللہ کی اس کو عطا کی ہوئی نعمتوں سے وسعت وکشادگی کرے تو وہ اس کے لئے دخول جہنم سے رکاوٹ بنتی ہے: "كَانَتْ لَهُ مَنْعَةً وَسِتْرًا مِّنَ النَّارِ" (۱)

بہن اور بیٹی تو رہی؛ باندیوں کی تعلیم وتربیت پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ دلائی ہے؛ اس لئے کہ بہن اور لڑکی کی تعلیم وتربیت پر تو انسان توجہ دیتا ہے، باندی کی تربیت پر بہت کم توجہ دیتا ہے بحیثیت ایک انسان کے اور ایک لڑکی کے اس کی بھی تعلیم وتربیت کو ضروری فرمایا:

> "ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ایسے ہیں کہ جن کے لئے دوگنا ثواب ہے: (ایک) وہ شخص جو اہل کتاب میں سے ہو اپنے نبی پر ایمان لایا ہو اور محمد پر بھی ایمان لائے اور (دوسرا وہ) مملوک غلام جب کہ وہ اللہ کا حق اور اپنے مالکوں کا حق ادا کرتا رہے اور (تیسرے) وہ شخص جس کے پاس لونڈی ہو جس سے وہ ہم بستری کرتا ہے، اس نے اسے ادب دیا اور عمدہ ادب دیا اور اسے تعلیم کی اور عمدہ تعلیم کی، پھر اسے آزاد کر دیا اور اس سے نکاح کرلیا اس کے لئے دوگنا ثواب ہے":
>
> "وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ" (۲)

امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

(۱) مجمع الزوائد: باب لعب الأولاد، حدیث: ۱۳۴۹۸، علامہ ہیثمی فرماتے ہیں: اس کو طلحہ بن زید نے روایت کیا ہے اور یہ وضاع ہے۔

(۲) بخاری، باب تعلیم الرجل أمته وأهله، حدیث: ۹۷۔

''اپنے مردوں کوسورۂ مائدہ اورعورتوں کوسورۂ نور سکھاؤ'':

"عَلِّمُوْا رِجَالَكُمْ سُوْرَةَ الْمَائِدَةِ وَعَلِّمُوْا نِسَاءَكُمْ سُوْرَةَ النُّوْرِ"(۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ:

''عورتوں کوسوت کاتنا اور سورۂ نور سکھاؤ''

"عَلِّمُوْهُنَّ الْغَزْلَ وَسُوْرَةُ النُّوْرَ" (۲)

ان روایات سے پتہ چلتا ہے کہ عورت کوتعلیم وتربیت سے آراستہ وپیراستہ کرنا کتنا ناگزیر ہے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کس قدر تاکید وتوثیق فرمائی ہے۔

امہات المؤمنین خصوصا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ذریعہ عورتیں مسائل معلوم کرتی تھیں، سن رسیدہ عورتیں خود بارگاہ نبوی میں حاضر ہوکر مسائل معلوم کرتیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا انصاری عورتوں کی تعریف وتوصیف فرماتے ہوئے کہتی ہیں:

"نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ لَمْ يَمْنَعْهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّيْنِ"(۳)

''انصار کی عورتیں کیا ہی اچھی عورتیں ہیں کہ حیاء ان کے دین سیکھنے میں رکاوٹ نہیں بنتی''۔

اور ایک روایت میں ہے:

''ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہنے لگیں کہ یارسول اللہ! اللہ حق بات سے نہیں شرماتا، تو یہ بتایئے کہ کیا عورت پر جب کہ وہ محتلم ہو غسل (فرض) ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

(۱) علامہ سیوطی، الدر المنثور: تفسیر سورۂ نور: ۱۰۶/۶، دار الفکر، بیروت۔

(۲) العلامۃ السیوطی، الدر المنثور، تفسیر سورۃ النور: ۱۰۶/۶۔

(۳) بخاری: کتاب العلم باب الحیاء فی العلم، حدیث: ۵۰۔

فرمایا: (ہاں) جب کہ وہ پانی یعنی منی کو اپنے کپڑے پر دیکھے، تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنا منہ چھپالیا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا عورت بھی محتلم ہوتی ہے؟ (یعنی اسے احتلام ہوتا ہے، خواب میں انزال کا واقعہ پیش آتا ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں، تمہارا داہنا ہاتھ خاک آلود ہوجائے (اگر عورت کی منی خارج نہیں ہوتی) تو اس کا لڑکا اس کے مشابہ کیوں ہوتا ہے؟۔ "نَعَمْ، تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ، فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا" (۱)

خواتین اسلام کی تعلیم وتربیت کے لئے فقہاء کے طے کردہ حدود

خواتینِ اسلام کی تعلیم وتربیت کے لئے بھی فقہاء نے کچھ حدود وقیود قرآن وحدیث کی روشنی میں متعین کئے ہیں، ان حدود کی پابندی کے ساتھ حصولِ علم اور خدمتِ دین کی عورتوں کو اجازت ہے۔

جہاں تک عورتوں کی تعلیم کے لئے شرعی حدود کی بات ہے تو اس کی تین صورتیں ہیں:

اوّل: عورت، عورت سے تعلیم حاصل کرے۔

دوّم: محرم مرد سے تعلیم حاصل کرے۔

سوم: نامحرم مرد سے تعلیم حاصل کرے۔

عورت کا عورت سے تعلیم حاصل کرنا

طالبات کے لئے معلّمات سے تعلیم حاصل کرنے میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے، بلا کراہت جائز ہے؛ کیونکہ عورت کا عورت سے کوئی پردہ نہیں اور نہ ہی یہاں فتنہ کا اندیشہ ہے؛ اس لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ عورت کا عورت سے تعلیم حاصل کرنا افضل ہے۔ (۱)

محرم مرد سے تعلیم حاصل کرنا

محرم مرد سے مراد وہ رشتہ دار ہیں جن سے عورتوں کے لئے نکاح کرنا ہمیشہ کے لئے

---

(۱) بخاری: باب الحیاء فی العلم، حدیث: ۱۳۰۔

(۲) ردالمحتار: ۹/ ۵۲۷-۵۳۳

حرام ہے۔ جیسے باپ، حقیقی بھائی، بیٹا، بھائی کے بیٹے یعنی بھتیجے، بہن کے بیٹے یعنی بھانجے اور خسر وغیرہ، محرم کے مقابلہ میں نامحرم کا لفظ آتا ہے جس سے مراد وہ مرد ہیں جن سے نکاح کرنا عورت کے لئے حرام نہیں۔ (۱)

نامحرم مرد کے مقابلہ میں محرم رشتہ دار سے تعلیم حاصل کرنا لڑکیوں کے لئے صدہا غنیمت و بہتر ہے؛ کیونکہ محرم رشتہ دار سے پردہ نہیں ہے۔ (۲) اور فتنہ کا قوی اندیشہ بھی نہیں؛ کیونکہ محرم رشتہ داروں (مرد وعورت) کے درمیان حیاء کا دبیز پردہ رکھا ہے، جس کی وجہ سے ان کے درمیان برائی کا میلان سرے سے نہیں ہوتا ہے اور اگر ہو بھی تو وہ نہ کے درجہ میں ہے۔

❁ نامحرم مرد سے تعلیم حاصل کرنا

جہاں تک عورتوں کا نامحرم مرد سے یعنی اجنبی سے تعلیم حاصل کرنے کا مسئلہ ہے تو اوّلاً معلوم ہونا چاہئے کہ عورت کی آواز اصلاً قابلِ ستر نہیں ہے، یہی راجح قول ہے۔ (۳)

یہی وجہ ہے کہ ازواجِ مطہرات اور صحابیات رضی اللہ عنہن مردوں سے احادیث بیان کرتی تھیں اور ان کے بعض علمی اور فقہی سوالات کا جواب دیا کرتی تھیں۔ (۴)

اگر عورت کی آواز عورت ہوتی تو ازواجِ مطہرات اور دیگر صحابیات رضی اللہ عنہن خواتین ہی سے احادیث بیان کرنے اور ان کے سوال کا جواب دینے پر اکتفا کرتیں، اسی طرح مردوں سے گفتگو کرنا مطلقاً ناجائز ہوتا یعنی خرید وفروخت اور دوسری ضرورت کے لئے بھی گفتگو درست نہیں ہوتی، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ (۵)

---

(۱) ردالمحتار: ۵۲۷/۹-۵۳۳

(۲) النور: ۳۱

(۳) درمختار وردالمحتار: ۷۸/۲، مطبوعۃ مکتبۃ زکریا، دیوبند۔

(۴) بخاری، کتاب المغازی، باب عمرۃ القضاء: حدیث: ۴۰۰۷۔

(۵) منحۃ الخالق علی البحر الرائق: ۴۷۰/۱۔

اِن تصریحات سے واضح ہوگیا کہ عورت کی آواز حقیقت اور اصل میں عورت نہیں ہے؛ لہٰذا عورتیں نامحرم مرد سے تعلیم حاصل کرسکتی ہیں، البتہ فتنہ کا اندیشہ ہے؛ اس لئے پردہ ضروری ہے؛ کیونکہ شرعاً اجنبی مرد کے سامنے عورت کے لئے چہرہ کھولنا درست نہیں ہے:

يَآاَيُّهَاالنَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا○(۱)

’’اے پیغمبر! اپنی بیبیوں اور اپنی صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمان بیبیوں سے کہہ دیجئے کہ (سر سے) نیچے کرلیا کریں اپنی تھوڑی سی چادریں، اس سے جلد پہچان ہوجایا کرے گی، تو تکلیف نہ دی جایا کریں گی اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور مہربان ہے‘‘۔

فقہاء نے لکھا ہے کہ مردوں کے سامنے عورتوں کے لئے چہرہ کھلے رکھنا ممنوع اس لئے نہیں ہے کہ چہرہ پردہ میں داخل ہے بلکہ فتنہ یعنی برائی کے خوف کی وجہ سے؛ کیونکہ چہرہ کھلے رہنے کی صورت میں مرد اس کے چہرہ کو دیکھیں گے تو اس پر شہوت کی نگاہ پڑے گی (۲) اور خود شہوت کی نگاہ باعثِ گناہ ہے۔(۳) گو آخری درجہ کی برائی کا ارتکاب نہ ہو۔

شرعی حدود میں نامحرم سے تعلیم کی بعض صورتیں

شرعی حدود میں رہتے ہوئے نامحرم مرد سے تعلیم حاصل کرنے کی بعض صورتیں ہوسکتی ہیں اور وہ اس طرح ہیں:

❁ پہلی صورت یہ ہے کہ طالبات نقاب میں ہوں، چہرے پر نوس پیس ہو، جن سے ان

---

(۱) الاحزاب:۵۹۔

(۲) درمختار و رد المحتار: ۷۹/۲، مکتبہ زکریا، دیوبند۔

(۳) ترمذی: احتجاب النساء من الرجال: حدیث: ۲۷۷۸، امام ترمذی نے اس روایت کو حسن اور صحیح کہا ہے۔

کے چہرے نظر نہ آتے ہوں، جیسا کہ اوپر قرآنی آیت میں ذکر ہوا، عام حالات میں تو یہ پردہ ٹھیک ہے، لیکن تعلیم وتعلّم میں یہ صورت مناسب نہیں؛ کیونکہ قرآن وحدیث نے دونوں جنسوں کی نگاہیں نیچی کرنے کا حکم دیا ہے۔(۱)

- دوسری صورت یہ ہے کہ اُستاذ اور طالبات کے درمیان دبیز پردہ ہو، یہ صورت پہلی صورت کے مقابلہ میں زیادہ مناسب ہوگی کیونکہ اس میں فتنہ سے زیادہ حفاظت ہے اور اس میں فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ کم ہے۔
- تیسری صورت یہ ہے کہ دونوں الگ روم میں ہوں، اِس طور پر کہ اُستاذ لڑکوں کو سامنے پڑھائے اور لڑکیاں علٰحدہ روم میں محفوظ کمرہ میں پڑھیں، اگر کسی لڑکی کو سوال کرنا ہو تو پرچی پر لکھ کر چھوٹے بچے یا خادم کے ذریعہ بھجوادے اور استاذ لاؤڈ اسپیکر پر جواب دے یا پھر مائک ہی پر سوال کرے اور استاذ جواب دے۔
- چوتھی صورت یہ ہے کہ ایک ہی ہال ہو، درمیان ہال میں ایک دیوار کھڑی ہو، دیوار کے پیچھے لڑکیاں ہوں اور سامنے والے حصہ میں لڑکے اور استاذ ہوں۔ دونوں کے اندر آنے اور باہر نکلنے کے دروازے الگ ہوں، اس طرح حتی الوسع فتنہ سے حفاظت کے ساتھ دونوں کی تعلیم ایک ساتھ ہوسکتی ہے، تاہم دونوں کے کلاسیس الگ ہوں تو بہتر ہوگا اور تعلیمی کیفیت میں بھی اضافہ ہوگا۔

الغرض پردہ کے ساتھ مرد وعورت ایک دوسرے سے علمی استفادہ کرسکتے ہیں۔

چنانچہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم، حضرت عائشہ، حضرت اُم سلمہ اور حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہن سے خاص طور سے علمی استفادہ کرتے تھے اور پردہ کی بھی بھرپور رعایت ہوتی تھی۔(۱)

---

(۱) سورۃ النور: ۳۰، مسلم: باب النھی عن الجلوس فی الطرقات، حدیث: ۲۱۲۔

(۱) طالبات کی دینی وعصری تعلیم اور ان کی درسگاہیں: ۶۶-۷۱، مؤلفہ مولانا مصطفی عبد القدوس ندوی مدظلہ (سابق استاذ المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد)۔

دینی تعلیم کے لئے سفر

پردۂ نسواں سے متعلق قرآن مجید کی سات آیات (چار سورۂ احزاب کی اور تین سورۂ نور کی ہیں) اور سترہ روایات ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ عورتیں مردوں کی نگاہوں سے مستور رہیں، یہی اصل پردہ ہے اور قرآن وسنت کی رو سے اصل مطلوب یہی ہے کہ عورتوں کا وجود اور ان کی نقل وحرکت مردوں کی نظروں سے اوجھل ہو، جو گھروں کی چار دیواری یا خیموں اور معلّق پردوں کے ذریعہ ہوسکتا ہے؛ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی (۱)

''اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں اور دکھلاتی نہ پھرو، جیسا کہ دکھلانا دستور تھا پہلے جہالت کے وقت میں''۔

لیکن عورتوں کو ہمہ وقت اور ہر حالت میں مطلقاً گھروں میں بند رہنے پر مجبور ومکلف بنانا انسانی فطرت کے خلاف ہوگا؛ کیونکہ عورتوں کو بھی بعض ایسی ضرورتیں پیش آنا ناگزیر ہے کہ انہیں گھر سے نکلنا پڑے، اِن ہی ضروریات میں سے ایک تعلیم ہے جس کے لئے عورتیں باہر نکلنے پر مجبور ہیں۔

گھروں سے باہر نکلنے کی شرطیں

جیسا کہ اوپر مذکور ہوا کہ عورتوں کے حق میں اصل یہ ہے کہ وہ گھروں اور پردوں میں رہیں، جیسے حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حجاب اشخاص اور پردہ کے تین درجات میں سے پہلا درجہ تعبیر کیا ہے اور بوقتِ ضرورت گھروں سے نکلنے کی صورت میں قرآن وحدیث کی روشنی میں پردہ کا دوسرا درجہ ہے۔

پردہ کے دوسرے درجہ کو بروئے کار لانے کے لئے چند شرطیں ہیں اور وہ یہ ہیں:

❁ ''وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ'' (۲) ''اور اپنا بناؤ سنگار ظاہر نہ ہونے دیں، مگر ہاں جو اس میں سے کھلا

---

(۱) الاحزاب: ۳۳۔ (۲) النور: ۳۱

ہی رہتا ہے اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں"۔

❁ يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ (۱) "اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمان عورتوں کو کہ نیچے لٹکا لیں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں"۔

پردہ کے حکم سے جسم کے وہ حصے مستثنیٰ ہیں جو اگرچہ زینت کے حصے ہیں، لیکن ان کے چھپائے رکھنے میں عموماً سخت حرج وزحمت ہے، مثلاً چہرہ، ہتھیلیاں اور پیر، چنانچہ سورۂ نور کی آیت میں "مَا ظَهَرَ مِنْهَا" مگر ہاں جو اس میں سے کھلا ہی رہتا ہے کی تفسیر خود حدیث شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں آئی ہیں۔(۲)

یہی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی منقول ہے جس میں چہرہ اور ہتھیلیوں کے ساتھ دونوں قدموں کا بھی اضافہ ہے۔(۳)

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ (۴)

"اے نبی آپ ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں"۔

یہ حصے جب پردہ میں داخل نہیں ہوں گے تب ہی تو نگاہ نیچی کرنے کا حکم دیا جاسکتا ہے، ورنہ اگر پردہ میں داخل ہوں تو وہ چھپے رہیں گے تو مردوں کو نگاہ پست کرنے کا حکم دینا بے معنی سی بات ہوگی۔(۳)

---

(۱) الاحزاب: ۳۳

(۲) أحکام القرآن للجصاص: ۳/ ۳۱۵

(۳) روح المعانی للآلوسی: ۱۸/ ۱۴۱، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

(۴) النور: ۳

(۵) کتاب الاصل للامام محمد: ۳-۵۷

اِن دلائل سے یہ ثابت ہوا کہ چہرہ، ہتھیلیاں اور دونوں قدم ستر میں داخل نہیں ہیں، البتہ چونکہ چہرہ حسن وجمال کا مرکز ہے اس لئے اس میں فتنہ کا اندیشہ زیادہ ہے جس کی وجہ سے فقہاء نے چہرہ کوڈھکنے کا حکم دیا ہے:

"تمنع الشابة من كشف الوجه بين رجالٍ، لأنّه عورة بل لخوف الفتنة" (۱)

''نوجوان عورت کو مردوں کے درمیان چہرہ کھلا رکھنے سے منع کیا جائے گا، اس وجہ سے نہیں کہ چہرہ عورت (قابل ستر) ہے؛ بلکہ فتنے کے اندیشہ کی وجہ سے''۔

لہٰذا جہاں ہتھیلیاں کھلے رہنے پر فتنہ کا اندیشہ ہوتو دستانے پہننا طالبات اور دیگر عورتوں پر لازم ہوگا، اسی طرح اگر قدمین کھلے رہنے پر بھی فتنہ کا اندیشہ ہوتو موزے پہننا جوان لڑکیوں اور عورتوں پر لازم ہوگا، نقاب بھی ایسا ہو کہ بھڑکدار پرکشش نہ ہو کہ نگاہوں کو خیرہ کردے اور دیکھنے والوں کو اپنی طرف کھینچتا چلا جائے بلکہ سادہ ہو اور ڈھیلا ڈھالا ہو۔ چست نہ ہو کہ جسم کے خلقی ڈھانچے نمایاں ہوجائیں اور باریک نہ ہو کہ جسم کا رنگ نظر آئے اور شرپسند عناصر کو گناہ بے لذت سے استمتاع کا موقع فراہم ہو اور فتنہ کا پیش خیمہ بن جائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اور دکھلاتی نہ پھرو''۔ (۲)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حجرے والیوں کو جگادو؛ کیونکہ بہت سی عورتیں جو دنیا میں (باریک) کپڑے پہننے والی ہیں وہ آخرت میں برہنہ شمار ہوں گی۔ ''فَرُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الآخِرَةِ'' (۳)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو قسم کے لوگ جہنمی

---

(۱) در المحتار مع ردّ المحتار: ۲-۷۹، مکتبۂ زکریا، دیوبند۔

(۲) الاحزاب: ۳۳

(۳) بخاری، کتاب العلم، باب العلم والعظة بالليل: حدیث: ۱۱۵

ہیں ان میں سے ایک وہ عورتیں ہیں جو کپڑا پہننے والی برہنہ ہیں، وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ جنت کی خوشبو پائیں گی۔ "لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا" (۱)

❁ مردانہ لباس و پوشاک نہ ہو؛ کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کی مشابہت کرنے والی عورتوں اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے:

"لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ (۲)

"حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس مرد پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں جیسا لباس پہنے اور اس عورت پر جو مردوں جیسا لباس پہنے۔ (۳)

❁ خوشبودار عطر نہ لگائے؛ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو خوشبودار عطر لگانے سے منع فرمایا ہے؛ بلکہ خوشبودار عطر لگا کر نکلنے پر سخت وعید وارد ہوئی ہے کہ وہ بدکار عورت ہے؛ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی بو ظاہر ہو اور رنگ چھپا رہے، جبکہ عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر ہو اور بو چھپی رہے۔ (۴)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر آنکھ بدکار ہے اور وہ عورت جو خوشبو لگائے اور (مردوں کی) مجلس کے پاس سے

---

(۱) مسلم، کتاب اللباس، حدیث: ۲۱۲۸

(۲) بخاری، کتاب اللباس، باب المتشبہون بالنساء، والمتشبہات بالرجال، حدیث: ۵۸۸۵

(۳) أبو داؤد: باب فی لباس النساء: حدیث: ۴۰۹۹ علامہ مناوی فرماتے ہیں کہ: ذہبی نے الکبائر میں اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ (فیض القدیر: ۵/۲۶۹، المکتبۃ التجاریۃ، مصر)۔

(۴) ترمذی: باب ما جاء فی طیب الرجال: حدیث: ۲۷۸۷، امام ترمذی نے اس روایت کو حسن کہا ہے۔

گذرے تو وہ ایسی ایسی ہے یعنی زانیہ (بدکار) ہے۔(۱)

❁ بجنے والا زیور نہ ہو، پیروں کو زمین پر زور سے نہ رکھیں کہ جس سے آواز پیدا ہو اور مردوں کے دلوں کو اپنی طرف کھینچے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ (۲) ''اور عورتیں اپنے پیر زور سے نہ رکھیں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے''۔

یہاں زیور سے مراد وہ زیورات ہیں جو از خود نہیں بجتے بلکہ کسی چیز کی رگڑ سے بج اٹھتے ہیں مثلاً چھڑّے اور کڑے وغیرہ، قرآن مجید نے ان ہی کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے: ان کی آواز یا جھنکار اندیشۂ فتنہ کی وجہ سے درست نہیں؛ لہٰذا وہ زیور جن میں از خود آواز پیدا ہوتی ہو، مثلاً گھنگرو، ان کا پہننا سرے سے ناجائز ہے، پس اس طرح کے زیورات پہن کر نکلنا گناہ کا باعث اور اللہ کے غضب کو بھڑکانا ہوگا۔

❁ پُرکشش چال نہ چلے، جیسا کہ اوپر کی آیت سے واضح ہے؛ کیونکہ بجنے والا زیور نہ پہنے اور پیروں کو زمین پر زور سے رکھ کر چلنے کی ممانعت کی علت فتنہ کا اندیشہ ہے، اِس کے مقابلہ میں پرکشش چال چلنے میں فتنہ کا اندیشہ زیادہ ہے اِسی وجہ سے ارشادِ خداوندی ہے: وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ (۳) اور دکھاتی نہ پھرو، جیسا کہ دکھلانا دستور تھا پہلے جہالت کے وقت میں۔

علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ تبرج میں وہ تمام صورتیں داخل ہیں جو فتنہ کا سبب بن سکیں، اسی میں حسن کا اظہار، شیریں ادائی ناز سے قدم اٹھانا، پرکشش چال چلنا سب داخل ہیں؛ کیونکہ ان تمام صورتوں میں فتنہ کا اندیشہ ہے(۴) اور جس میں فتنہ کا

---

(۱) ترمذی: ادب، باب ما جاء في كراهية خروج المرأة متعطّرة: حدیث: ۲۷۸۶، امام ترمذی فرماتے ہیں کہ: یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔

(۲) سورۃ النور: ۳۱۔ (۳) الأحزاب: ۳۳

(۴) تفسیر طبری: ۲۰/ ۲۶۰، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت۔

اندیشہ ہو وہ شرعاً ممنوع ہے۔(۱)

❁ راستہ (خواہ سڑک ہو یا گلی) کے کنارے پر چلے، بیچ راستہ یا بیچ کے قریب نہ چلے، اسی طرح راستہ چلتے وقت مردوں کے ہجوم میں داخل نہ ہو، عام مجالس میں بھی مردوں کے ساتھ نہ بیٹھے، اسی طرح بس اور ٹرین میں بھی ایک ساتھ ایک سیٹ پر نہ بیٹھے؛ کیونکہ یہ مردوں کے ہجوم میں بیٹھنے کے حکم میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لَيْسَ لِلنِّسَآءِ وَسَطُ الطَّرِيْقِ''یعنی: ''سڑک کا درمیانی حصہ خواتین کے لئے نہیں ہے''۔(۲)

مفسر کبیر علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے تبرج کی تفسیر کے بارے میں جہاں اور اقوال، صورتیں اور تفسیریں نقل کی ہیں وہیں ایک تفسیر یہ بھی لکھی ہے کہ اسلام سے پہلے عورتیں مردوں کے ہجوم میں چلا کرتی تھیں۔(۳)

اسی کو قرآن مجید نے تبرّج سے تعبیر کیا ہے اور اس سے عورتوں کو منع کیا ہے: ''وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى''(۴) یعنی ''دکھلاتی نہ پھرو جیسا کہ دکھلانا دستور تھا پہلے جاہلیت کے وقت میں''۔

حضرتِ شعیب علیہ السلام کی دو لڑکیوں کا قصہ قرآن میں مذکور ہے کہ وہ اپنی بکریوں کو پانی پلانے کے لئے بستی کے کنویں پر گئیں تو وہ لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے ایک کنارے کھڑی ہوئی تھیں۔(۵)

---

(۱) بدائع الصنائع:۱/۱۷۵۔

(۲) صحیح ابن حبان: کتاب الحظر والإباحة، حدیث:۵۶۰۱، محقق شعیب الارنوط نے اس روایت کو حسن لغیرہ کہا ہے۔

(۳) تفسیر قرطبی:۱۴/۱۴۱-۱۴۲، موسسۃ الرسالۃ، بیروت

(۴) الأحزاب:۳۳

(۵) القصص:۲۳

❁ راستہ مامون ہو، جیسا کہ حضرتِ شعیب علیہ السلام کی دو لڑکیاں بکریاں چراتی تھیں اور بستی کے کنوئیں پر پانی پلا کر گھر واپس ہوتی تھیں۔(۱)

ظاہر ہے کہ اگر راستہ مامون نہ ہوتا، عزت وناموس پر آنچ آنے کا خطرہ ہوتا اور معاشرہ میں فتنہ وفساد کا غلبہ ہوتا تو حضرتِ شعیب علیہ السلام ہرگز اپنی بچیوں کو بکریاں چرانے اور پانی پلانے کے لئے جانے نہیں دیتے۔ وہ بھی ایک پیغمبر ورسول ہو کر ہرگز ایسا نہیں کرتے۔

❁ راستہ چلتے وقت خواہ پیدل ہو یا سواری پر، دور کا سفر ہو یا قریب کا، بس سے ہو یا ٹرین سے یا ہوائی جہاز سے، جب بھی کہیں بھی، جس حالت میں ہو کسی اجنبی مرد سے گفتگو ہو تو اندازِ گفتگو پرکشش اور لچکدار نہ ہو، ہونٹوں پر مسکان بھری ہوئی گفتگو نہ کرے؛ بلکہ گفتگو کا لہجہ سوکھا ہو، اسلوب طبعی نسوانی جاذبیت والا نہ ہو؛ تاکہ اس کے دل میں کسی طرح کا شیطانی وسوسہ ہو بھی تو وہ دب جائے اور اگلا قدم اٹھانے کی جرأت نہ ہو؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا"(۲)

''تم دبی زبان میں بات نہ کرو؛ کیوں کہ جس کے دل میں مرض ہے وامید ولالچ کرے اور باوقار انداز سے بات کرو''۔

❁ اصل بات یہی ہے کہ عورت گھر سے باہر نہ نکلے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا؛ لیکن ضرورت وحاجت کی بناء پر نکلنا اوپر ذکر کی گئی شرائط کے ساتھ درست ہے، تاہم اس میں بھی اصل یہ ہے کہ عورت گھر سے تنہا نہ نکلے؛ بلکہ اس کے ساتھ کوئی نہ کوئی محرم رشتہ دار ہو، گو راستہ مامون ہو؛ کیونکہ عورت کا گھر سے نکلنا بالکل ہی فتنہ ہے۔(۳)

---

(۱) تفسیر قرطبی:۱۶/ ۲۵۸،مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت

(۲) الاحزاب:۲۳ (۳) أحکام النساء لابن الجوزی:۱۰۹۔

نیز کبھی فتنہ بول کر نہیں آتا؛ بلکہ ہمیشہ ہی اچانک آتا ہے؛ اس لئے ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: "لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ" عورت سفر نہ کرے مگر کسی محرم رشتہ دار کے ساتھ، ان شرائط کے ساتھ عورت کے لئے حصولِ علم کے لئے گھر سے نکلنے کی اجازت ہے۔ (۱)

حصولِ علم کے لئے عورت کا دور کا سفر

عورت کے لئے تنہا دور کا سفر کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ خواہ دنیوی مقصد و تعلیم کے لئے ہو یا دینی غرض و تعلیم کے لئے ہو، حتیٰ کہ فریضۂ حج کے لئے بھی نہیں جاسکتی؛ بلکہ بغیر محرم رشتہ دار کے عورت پر حج فرض بھی نہیں ہوتا۔ (۲)

لہٰذا حصولِ تعلیم کے لئے اپنے محرم رشتہ دار جیسے باپ یا حقیقی بھائی اور اگر شادی شدہ ہو تو اپنے شوہر یا بیٹے کے ساتھ یا کسی دوسرے محرم رشتہ دار کے ساتھ دور کا سفر کرے گی، خواہ سفر بس سے ہو، یا ٹرین یا ہوائی جہاز یا کسی دوسری گاڑی سے ہو؛ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی عورت دو دن کی مسافت کا سفر نہ کرے، جبکہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا کوئی محرم رشتہ دار نہ ہو۔ "لا تسافر المرأة يومين إلا معها زوجها أو ذو محرم" (۳)

ایک روایت میں تین دن کا ذکر آیا ہے:

"لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ أَنْ تُسَافِرَ ثَلَاثًا إِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ مِنْهَا" (۴)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ تین دن اور اس سے زیادہ ایام کا سفر ہو تو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والی کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ سفر کرے، ہاں جبکہ اس کے ساتھ

(۱) بخاري: العمرة، باب حج النساء: حديث: ۵۶۰۱ مسلم: حج باب سفر المرأة مع محرم الى حج وغيره، حديث: ۱۳۳۸۔

(۲) الدار قطني: عن ابن عباس: ۱/ ۱۹۹

(۳) بخاري: باب مسجد بيت المقدس، حديث: ۱۱۹۷

(۴) مسلم، سفر المرأة مع محرم إلي حج، حديث: ۱۳۳۹۔

اس کا باپ یا اس کا بھائی یا اس کا شوہر یا اس کا بیٹا یا اس کا محرم رشتہ دار ہو تو سفر کر سکتی ہے۔

"لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، أَنْ تُسَافِرَ سَفَرًا يَكُونُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَصَاعِدًا، إِلَّا وَمَعَهَا أَبُوهَا، أَوِ ابْنُهَا، أَوْ زَوْجُهَا، أَوْ أَخُوهَا، أَوْ ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا" (۱)

بلکہ ایک روایت میں تو مطلقاً بغیر محرم کے سفر کی مخالفت آئی ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گذری، جب قریب کا سفر بغیر محرم کے منع کیا گیا ہے تو دور کا سفر تو بدرجۂ اولیٰ منع ہوگا۔ آج کل تو صورتحال یہ ہے کہ گھر سے باہر قدم نکالنے پر بھی فتنہ کا اندیشہ ہے۔

تعلیم نسواں

سرزمین عرب میں جہاں مرد علم و ادب کی نعمت سے محروم تھے وہاں عورتیں زیور تعلیم سے کیوں کر آراستہ ہو سکتی تھیں، اسلام سے پہلے شفا بنت عبداللہ عدویہ کے تعلیم یافتہ ہونے کا ذکر ملتا ہے؛ لیکن اسلام نے جس طرح نوع انسانی پر بے شمار احسانات کئے ہیں، عورتوں کو بھی تعلیم کی دولت سے مالا مال کر دیا، اگرچہ ابتداء میں نامور تعلیم یافتہ عورتوں کی تعداد بہت کم تھی؛ مگر بتدریج انہوں نے علم کے میدان میں بلند مقام حاصل کر لیا تھا، سیدہ شفاء بنت عبد اللہ عدویہ کے متعلق اسد الغابۃ میں ہے:

"كَانَتْ مِنْ عُقَلَاءِ النِّسَاءِ وَفُضَلَائِهِنَّ" (۲)

''عورتوں میں بہت بڑی عقلمند اور فاضل تھیں''۔

اسی طرح سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی علمی حیثیت مسلم تھی، تابعین کا ایک بہت بڑا گروہ ان کے آستانہ فضل و کمال سے مستفید ہوتا رہا، ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما علم حدیث کے اسرار و رموز میں اس قدر مہارت رکھتی تھیں کہ ان کا کوئی مد مقابل نہ تھا، وہ کامل

---

(۱) مسلم، سفر المرأۃ مع محرم إلی حج، حدیث: ۱۳۴۰۔

(۲) اسد الغابۃ: الشفاء بنت عبداللہ: ۷/ ۱۶۲، دار الکتب العلمیۃ بیروت

العقل اور صائب الرائے تھیں، بہت سے تابعین نے ان سے اکتساب علم کیا۔(۱)

ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی تعلیم کے لئے سیدہ شفا بنت عبداللہ کی خدمات حاصل کی گئیں، حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ جس طرح تم نے حفصہ کو جھاڑ پھونک کا طریقہ سکھایا، انہیں لکھنا پڑھنا بھی سکھادو: ''أَلَا تُعَلِّمِينَ هَذِهِ رُقْيَةَ النَّمْلَةِ كَمَا عَلَّمْتِيهَا الْكِتَابَةَ''(۲)

اس کے علاوہ ام الدرداء ہجیمہ رضی اللہ عنہا قبیلہ حمیر کی شاخ ''بنو وصاب'' کی چشم و چراغ اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی زوجہ مکرمہ تھیں، علوم و معارف میں نامور عالمہ، وسعت علم اور فہم و فراست میں بہت بلند مقام تھا'' كانت فقيهة، عالمة، عابدة، مليحة، جميلة، واسعة العلم، وافرة العقل'' ان سے اکتسابِ علم کرنے والوں میں حضرت مکحول، حضرت سالم بن ابی الجعد، زید بن اسلم، اسماعیل بن عبید اللہ اور ابو حازم مدنی جیسے اجلہ اور مشاہیر علماء شامل تھے۔(۳)

علامہ بلاذری کی تفصیلات کے مطابق حسب ذیل عورتیں لکھنا پڑھنا جانتی تھیں:

شفاء بنت عبداللہ العدویہ، سید حفصہ بنت عمر، سیدہ ام کلثوم بنت عقبہ، سیدہ عائشہ بنت سعد اور سیدہ کریمہ بنت مقداد رضی اللہ عنہن'' كريمة بنت المقداد أنها كانت تكتب'' (۴)

چنانچہ ایک مرتبہ عورتوں کا ایک نمائندہ وفد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دین سیکھنے میں مرد ہم سے سبقت لے گئے؛ اس لئے آپ ہمارے

---

(۱) دیکھئے: مسند امام احمد: ۲۹۹/۶۔

(۲) سنن ابوداؤد: باب ما جاء فی الرقی، حدیث: ۳۸۸۷۔

(۳) تذكرة الحفاظ، العلامة الذهبي: ۴۴/۱، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، الطبعة الأولى: ۱۴۱۹ھ۔

(۴) فتوح البلدان، امر الخط: ۴۵۴/۱، دار مكتبة الهلال، بيروت۔

لئے بھی کوئی دن مقرر کردیں، تا کہ ہم دین کے احکام سیکھ سکیں جس پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے وعظ وتذکیر کا ایک دن مقرر کردیا "فَوَعَدَهُنَّ مِيْعَادًا" (۱)

☆ **عورتوں کے تعلیمی اسفار:** عورتیں تعلیمی اسفار بھی کرتی تھیں جس کی شکل یہ ہوتی تھی کہ اس میں طالبات کی صنفی حیثیت وضرورت کا پورا خیال رکھا جاتا تھا، اوران کی راحت وحفاظت کا پورا اہتمام ہوتا تھا، خاندان کے ذمہ داران ان کے ساتھ ہوتے تھے، امام سہمی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ جرجان میں فاطمہ بنت محمد بن عبدالرحمن ابوعبداللہ طلقی جرجانی رحمۃ اللہ علیہم کے حال میں لکھا ہے کہ میں نے فاطمہ کواس زمانہ میں دیکھا ہے کہ جب ان کے والدان کو اٹھا کر امام ابواحمد بن عدی جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے جاتے تھے، اور وہ ان سے حدیث کا سماع کرتی تھیں:

"رَأَيْتُهَا وَقَدْ حَمَلَهَا أَبُوهَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الطَّلْقِيُّ إِلَى أَبِي أَحْمَدَ بْنِ عَدِيٍّ وَكَانَتْ تَسْمَعُ" (۲)

☆ **والدہ کا اولاد کے لئے عالم بننے کی تمنا کرنا:** امام ابوالولید حسان بن محمد بن احمد بن ہارون قرشی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۴۹ھ خراسان کے زبردست فقیہ، اپنے دور کے محدثین کے امام اور زہد وعبادت میں سب سے آگے تھے، انہوں نے اپنے مرض الموت میں بیان کیا کہ میری والدہ نے مجھے بتایا کہ جس زمانہ میں تم حالتِ حمل میں تھے، امام عباس بن حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس درس قائم ہوئی، میں نے تمہارے والد سے دس دن تک اس میں حاضری اور شرکت کی اجازت چاہی، انہوں نے اجازت دے دی، دسویں دن جب آخری مجلس ختم ہوگئی، تو امام عباس بن حمزہ رحمۃ اللہ علیہ نے حاضرین سے کھڑے ہونے کو کہا، چنانچہ سب لوگ کھڑے ہوگئے، میں بھی کھڑے ہوئی،

---

(۱) مسند احمد، مسند أبی سعید الخدری، حدیث: ۱۱۲۹۶۔

(۲) تاریخ جرجان، أبو القاسم حمزہ بن یوسف الجرجانی، ذکر من روی من النساء من أہل جرجان: ۱/ ۵۰۷، عالم الکتب بیروت۔

اس کے بعد انہوں نے دعا شروع کی، میں نے اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے عالم لڑکا عطا ہو، پھر آ کر رات میں خواب دیکھا کہ ایک آدمی میرے پاس آ کر کہہ رہا ہے کہ تم کو خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دعا سن لی، اور لڑکا دیا جو عالم ہوگا او رتمہارے والد کی عمر تک زندہ رہے گا: " أبشري، فإن الله قد استجاب دعوتك، ووهب لك ولدا ذكرا، وجعله عالما، ويعيش كما عاش أبوك" اس کے بعد میری والدہ نے بتایا کہ ان کے والد یعنی میرے نانا بہتر سال سال تک زندہ رہے، میرا بھی یہ بہترواں سال پورا ہو چکا ہے، اس واقعہ کے چار دن بعد حسان بن احمد قرشی رحمۃ اللہ علیہ نے شب جمعہ ۵/ربیع الاول ۳۴۹ھ میں انتقال فرمایا۔(۱)

☆ عاصم بن سلیمان الاحول رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ حفصہ بنت سیرین رحمۃ اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہوتے تو وہ اپنی چادر کو سنبھال کر چہرہ پر نقاب ڈال لیتی تھیں، ہم ان سے عرض کرتے تھے کہ آپ یہ تکلفات کیوں کر رہی ہیں، آپ جیسی عمر رسیدہ خواتین کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ"

''جو بڑی بوڑھی عورتیں گھروں میں بیٹھنے والی ہیں جن کو توقع نہیں رہی نکاح کی، ان پر گناہ نہیں ہے کہ اتاریں اپنے کپڑے، بشرطیکہ اپنی زیب وزینت ظاہر کرنے والی نہ ہوں''۔

تو وہ ہم سے دریافت کرتی تھیں کہ اس آیت کے بعد کیا فرمایا گیا ہے؟ جواب میں

---

(۱) المنتظم لابن الجوزی، حسان بن محمد بن احمد: ۱۴/ ۱۲۸، ۱۲۹، دار الکتب العلمیۃ، بیروت بحوالہ خواتین اسلام کی دینی وعلمی خدمات، حضرت مولانا قاضی اطہر صاحب مبارکپوری: ۳۴، شیخ الہند اکیڈمی، دار العلوم دیوبند۔

ہم یہ آیت سناتے تھے: "وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ" (اور اگر وہ اس سے بچیں تو ان کے حق میں بہتر ہے)۔ اس پر کہتی تھی کہ چادر اوڑھ لینے میں یہ بات ہے "**فتقول هو إثبات الجلباب**" (۱)

☆ مغرب اقصی کی مسجد الاندلس کو مریم بنت محمد بن عبداللہ اخذیہ رحمۃ اللہ علیہا نے تعمیر کیا تھا، جس میں طبیب بن کیران کی صاحب زادی رحمۃ اللہ علیہا مستقل طور پر مختلف علوم وفنون کا درس پردہ کے پیچھے سے دیا کرتی تھیں، اور اس میں باری باری سے مرد اور عورتیں سب ہی شامل ہوتے تھے، راوی کا بیان ہے:

"ابنة الطبيب بن كيران تدرّس فيه المنطق من وراء الحجاب وكان لها تضلع فى مختلف العلوم والفنون، وكان النساء يحضرن دروسها بعد العصر ،والرجال وقت الظهر"۔

"وہ مسجد الاندلس میں منطق کا درس پردے کے پیچھے سے دیا کرتی تھیں، وہ مختلف علوم کی جامع تھیں، ان کے درس میں عورتیں عصر کے بعد اور مرد نماز ظہر کے بعد حاضر ہوتے تھے"۔ (۲)

❀❀❀❀❀

---

(۱) السنن الکبری للبیہقی: باب ما جاء فی القواعد من النساء: حدیث: ۱۳۵۳۴، دار الکتب العلمیۃ، بیروت بحوالہ خواتین اسلام کی دینی وعلمی خدمات، حضرت مولانا قاضی اطہر صاحب مبارکپوری: ۴۳، شیخ الہند اکیڈمی، دار العلوم دیوبند۔

(۲) خواتین اسلام کی دینی وعلمی خدمات، حضرت مولانا قاضی اطہر صاحب مبارکپوری: ۴۳، شیخ الہند اکیڈمی، دار العلوم دیوبند۔

خواتین اسلام کے علمی کارنامے

خواتین اسلام کے مختلف کارناموں کو جاننے کے لئے سیر وتراجم پر لکھی گئی کتابیں مثلا: "الأعلام للزركلي"، "أعلام النساء"، كحالہ "الإصابة في تمييز الصحابة"، "اسد الغابة"، "طبقات ابن سعد" وغیرہ کتابیں عام طور پر متداول ہیں: "الحدائق الغناء في أخبار النساء على جميل المغافري المالقي"، "موسوعة الوفاء في أخبار النساء، قاسم عاشور"، "الوفاء باسماء النساء"۔

شیخ اکرم الندوی دامت برکاتہ نے پندرہ سالہ محنت شاقہ سے ۴۳/جلدوں میں ۹/ہزار ایسی محدثات کا ذکر کیا ہے جنہوں نے کسی بھی طرح حدیث شریف کی خدمت کی ہے، بلاشبہ یہ عظیم کارنامہ ہے جو بتلاتا ہے کہ پردہ تعلیم کے میدان میں رکاوٹ نہیں ہے، اس مختصر کتاب میں منتخب خواتین کا تذکرہ لکھتے ہوئے بھی کتاب کی ضخامت بڑھ جانے ڈر لگا رہتا ہے ، اردو زبان میں ہماری معلومات کے مطابق سب سے مفصل کتاب "طالب الہاشمی صاحب" کی "تاریخ اسلام کی چار سو باکمال خواتین" نامی کتاب ہے، جس میں انہوں نے عہد نبوی، تابعین، تبع تابعین ، بنو امیہ ، بنو عباسیہ، خلافت عثمانیہ، خلافت اندلس، مصر، ترکی، مغلیہ سلطنت، ریاست بھوپال کی مختلف عظیم خواتین کا ہمت افزا اور روح کو جلا بخشنے والا تذکرہ کیا ہے، "تذکار صحابیات" بھی ان ہی کے موسوعی قلم سے صادر ہوئی ہے، "ڈاکٹر ندیم سحر عنبرین" صاحبہ نے اپنے مقالہ "خواتین اور خدمت قرآن" میں ایک سو ساٹھ سے زائد خواتین کا ذکر کیا ہے، جنہوں نے تفسیر، تجوید، قراءت، قرآن کی مکمل تفسیر یا کسی خاص موضوع

پر علمی کارنامہ انجام دیا ہے، قاضی اطہر مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اسماء الرجال اور تاریخ کی کتابوں کو کھنگال کر ''خواتین اسلام کی دینی و علمی خدمات'' نامی نصیحت آموز تذکرہ مرتب کیا، ہم نے اس کتاب سے بھی کافی استفادہ کیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ ان معلومات سے بھری کتابوں کے پڑھنے سنانے سے ہمارے اندر جوش عمل اور شوق علم پیدا ہوتا ہے، حوصلے بلند ہوتے ہیں، گھریلو کام کاج کے ساتھ علم دین کے حصول اور اشاعت دین کے لئے قربانیاں دینے کی فکر پیدا ہوتی ہے۔

خواتین اسلام اور علوم وفنون میں مہارت

بلاشبہ عورتوں کا ترجیحی کام شوہر کی اطاعت، امور خانہ داری کا انتظام اور اولاد کی تربیت ہے، ان ذمہ داریوں کے نبھانے کے ساتھ تاریخ میں خواتین کی ایسی بڑی تعداد کا ذکر ملتا ہے، جنہوں نے تفسیر، حدیث، قراءت، فقہ، خطابت اور شعر وشاعری میں ایسے شاندار کانامے انجام دیئے کہ مردان سے استفادہ کرتے تھے۔

اپنی اولاد اور شاگردوں کی ایسی جماعت انہوں نے تیار کی جن کے کارنامے تاریخ نے محفوظ کئے، فقہی یا مسلکی مسائل میں ان کی اصابت رائے، فہم وتدبر، جرأت وبے باکی اور استقامت وپامردی کا لوہا مانا گیا۔

اس کتاب میں ان کے مبسوط تذکرے کا مقصد یہ ہے کہ ہماری طالبات محض سندِ فراغت یا خمارِ عالمیت کے حصول کو منزل نہ سمجھیں؛ بلکہ مستقبل میں انقلابی اور تحریکی کام کریں، زندگی کے جیسے بھی حالات ہو، صحت یا مرض، خوشحالی یا تنگی، سسرالی خاندان مددگار ہو یا نہ ہو، زیور، کپڑے، اچھے چپل اور منصبِ علم کے اکرام کے سارے جذبات کو ذبح کرتے ہوئے صرف خدمتِ دین کے لئے اپنے آپ کو فارغ کردیں، مکانات، جائیداد اور اپنی اولاد کے لئے جینے کے بجائے قوم اور مذہب کے لئے جینے کا حوصلہ پیدا کریں، بلند حوصلے، اونچی تمناؤں کے بغیر کسی سے بڑا کام نہیں ہوتا، اللہ سے اخلاص، بندوں کے ساتھ اخلاق کا تعلق ہمیشہ آپ کا ساتھ دینے والا طاقتور ہتھیار ہے، آپ کی حکمت وہمت سے رسم

ورواج کے بندھن ٹوٹنے چاہئے، آپ کے اندازِ تربیت سے مجددین اولیاء اور مثالی معاشرہ وجود میں آنا چاہئے، پروردگار عالم آپ کو ضرور استقامت عطا فرمائیں، آمین۔

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم جس طرح علم سے آراستہ وپیراستہ تھے، اسی طرح حضرات صحابیات رضی اللہ عنہن بھی مفسرہ، محدثہ، فقیہ، عالمہ، فاضلہ اور کاتبہ تھیں؛ بلکہ صنعت وحرفت اور تجارت کرنے والی تھیں؛ بلکہ دیگر علوم وفنون اور زبان دانی اور زبان شناسی میں بھی ماہر تھیں۔

اسلامی علوم یعنی قراءت، تفسیر، حدیث، فقہ، فرائض میں متعدد صحابیات رضی اللہ عنہن کمال رکھتی تھیں، حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، ام سلمہ اور ام ورقہ رضی اللہ عنہن نے پورا قرآن مجید حفظ کیا تھا (۱) ہند بنت اسد، ام ہشام بنت حارثہ، رائطہ بنت حیان اور ام سعد بنت سعد ابن ربیع رحمۃ اللہ علیہن بعض حصوں کی حافظہ تھیں، ام سعد رحمۃ اللہ علیہا قرآن مجید کا درس بھی دیتی تھیں۔ (۲)

لڑکیاں اور حفظ قرآن

حفظ قرآن سے کثرتِ تلاوت میں سہولت ہوتی ہے، تاریخِ اسلام میں حافظات کا تذکرہ ملتا ہے، لڑکیوں ایک تو اپنے خاص اور دوسرا سسرالی مسائل کی وجہ سے اندیشہ رہتا ہے کہ کہیں قرآن بھولنے کے گناہ کا ارتکاب نہ ہوجائے، داخلہ لیتے وقت دیکھنا چاہئے کہ اگر لڑکی کم عمر ہے اور ذہانت بھی رکھتی ہے، کم وقت میں تکمیل حفظ ہوجائے آئندہ باقی رکھنے میں سہولت بھی ہوگی؛ لیکن اگر گیارہ بارہ سال کی عمر ہے تو چونکہ بالغ ہونے کے بعد تکمیل حفظ میں زیادہ وقت لگ جاتا ہے اور قریب البلوغ یا بالغات کے لئے عالمیت کا نظام شروع کردینا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

لڑکی کم عمر ہے؛ لیکن کمزور ذہن ہے، تو اندیشہ ہے کہ حفظ یا تو مکمل نہیں ہوگا، اگر مکمل ہو بھی گیا تو وہ محفوظ نہیں رکھ پائے گی؛ اس لئے اسے کچھ عصری علوم کے بعد عالمیت کے شعبہ میں داخلہ کروادینا بہتر معلوم ہوتا ہے۔

---

(۱) فتح الباری: ۹/ ۴۷

(۲) اسد الغابۃ: ۷/ ۳۲۷، دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

ذیل کے مضمون میں تلاوتِ قرآن اور حفظ قرآن کا شغف رکھنے والی عظیم خواتین کا تذکرہ کیا گیا، معلوم ہونا چاہئے کہ حافظہ اپنے قرآن کو باقی رکھنے کے لئے تراویح میں خواتین کی مختصر تعداد لے کر انہیں درمیان میں مقتدی کی طرح کھڑے ہو کر امامت کر سکتی ہے، جیسا کہ بعض صحابیات رضی اللہ عنہن امامت کیا کرتی تھیں۔(۱)

☆مسلم عورتوں کے حفظ قرآن تجوید اور تفسیر میں کارنامے

تفسیر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خاص کمال حاصل تھا، صحیح بخاری کے آخر میں ان کی تفسیر کا کافی حصہ منقول ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضرات عائشہ رضی اللہ عنہا علم تفسیر میں اکابر صحابہ کی ہمسر ہیں اور انہوں نے نہایت دقیق آیتوں کی تفسیریں کی ہیں، ان سے احادیث کی کتابوں میں جو تفسیری روایتیں مذکور ہیں، ان کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ آیتیں ہیں جن کے متعلق ان کے دل میں کوئی بات کھٹکی، اور انہوں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استفسار فرمایا اور آپ نے ان کی تفسیر کر دی ہے، مثلاً ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''من حوسب عذب'' قیامت کے دن جس کا حساب ہوا، اس پر عذاب ہو کر رہے گا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، یارسول اللہ! خدا تو فرماتا ہے:

"فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيرًا"

''اور اس سے آسان حساب لیا جائے گا''۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ اعمال کی پیشی ہے، لیکن جس کے اعمال میں پوچھ پاچھ، چھان بین شروع ہوئی وہ برباد ہی ہوا، ایک دفعہ انہوں نے پوچھا یارسول اللہ! خدا فرماتا ہے:

"يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ"

''تمام زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے ہاتھ لپٹے ہوں گے''۔

---

(۱) کتاب الفتاوی، از فقیہ العصر مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم۔

لیکن جب زمین وآسمان کچھ نہ ہوگا تو لوگ کہاں ہوں گے، آپ نے فرمایا: صراط پر، قرآن مجید کی ایک آیت پڑھی:

"اَلَّذِیۡنَ یُؤۡتُوۡنَ مَاۤ اٰتَوۡا وَّقُلُوۡبُهُمۡ وَجِلَةٌ اَنَّهُمۡ اِلٰى رَبِّهِمۡ رٰجِعُوۡنَ"

''جولوگ جو کام کرتے ہیں خوفزدہ دل سے کرتے ہیں وہ اپنے خدا کی طرف رجوع کریں گے''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو شک تھا کہ جو چور ہے، بدکار ہے، شرابی ہے؛ لیکن خدا سے ڈرتا ہے، کیا وہ بھی اس سے مراد ہے، آپ نے فرمایا: نہیں، عائشہ اس سے مراد وہ ہے جو نمازی ہے، روزہ دار ہے، زکاۃ دیتا ہے اور پھر خدا سے ڈرتا ہے۔

دوسری وہ آیتیں ہیں جن کے متعلق دوسروں کے دل میں کوئی شبہ پیدا ہوا ہے اور انہوں نے حضرت عائشہ سے ان کے متعلق سوال کیا ہے، جس کا انہوں نے نہایت خوبی کے ساتھ ازالہ کیا ہے: مثلاً:

① اعمال میں حج میں ایک کوہِ صفا ومروہ کے درمیان دوڑنا ہے، قرآن مجید میں اس کے متعلق وارد ہوا ہے:

"اِنَّ الصَّفَا وَالۡمَرۡوَةَ مِنۡ شَعَاۤئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنۡ حَجَّ الۡبَيۡتَ اَوِ اعۡتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِ اَنۡ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا" (۱)

''صفا اور مروہ کی پہاڑیاں شعائر الٰہی میں سے ہیں، پس جو خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ کرے کچھ مضائقہ نہیں اگر وہ ان کا بھی طواف کرے''۔

عروہ نے کہا خالہ جان! اس کے معنی ہوئے ہیں کہ اگر کوئی طواف نہ کرے تو بھی کچھ حرج نہیں، فرمایا: بھانجے تم نے ٹھیک کہا، اگر آیت کا مطلب وہ ہوتا جو تم سمجھ رہے ہو تو خدا یوں فرماتا: "لَا جُنَاحَ اَنۡ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا"۔ ''اگر ان کا طواف نہ کرو تو کچھ حرج نہیں''، اصل میں یہ

---

(۱) البقرۃ:۱۵۸۔

آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اوس وخزرج اسلام سے پہلے "منات" کو پکارا کرتے تھے، منات "مقام قدید" میں نصب تھا، اس لئے صفا اور مروہ کے طواف کو وہ برا جانتے تھے، اسلام لائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہم لوگ پہلے ایسا کیا کرتے تھے، اب کیا حکم ہے، اس پر خدا نے ارشاد فرمایا کہ: صفا اور مروہ کا طواف کرو، اس میں کوئی مضائقہ کی بات نہیں۔

ابو بکر بن عبد الرحمن ایک محدث تھے، ان کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ تقریر بھلی معلوم ہوئی تو انہوں نے کہا: علم اس کو کہتے ہیں۔

(۲) جس آیت پاک میں چار بیویوں کی اجازت دی گئی ہے، اس کے الفاظ ہیں:

"وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ" (۱)

"اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیموں کے بارے میں تم انصاف نہ کر سکو گے تو عورتوں میں سے دو دو تین تین چار چار سے نکاح کر لو"۔

بظاہر آیت کے پہلے اور پچھلے ٹکڑوں میں ربط نہیں معلوم ہوتا، یتیموں کے حقوق میں عدم انصاف اور چار نکاح کی اجازت میں باہم کیا تعلق ہے،؟ چنانچہ ایک شاگرد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے اس اشکال کو پیش کیا تو فرمایا کہ آیت کا شان نزول یہ ہے کہ بعض لوگ یتیم لڑکیوں کے ولی ہو جاتے تھے، ان سے موروثی رشتہ داری ہوتی تھی اور وہ ولایت کے زور سے چاہتے تھے کہ ان سے نکاح کر کے ان کی جائیداد پر قبضہ کرلیں، اور چونکہ ان کی طرف سے کوئی بولنے والا نہیں ہوتا؛ اس لئے مجبور پا کر اس کو ہر طرح دباتے تھے، خدائے پاک انہی لوگوں کو خطاب کرتا ہے کہ تم ان یتیم لڑکیوں کے معاملے میں انصاف سے پیش نہ آسکو تو ان کے علاوہ اور عورتوں سے دو تین چار نکاح کر لو؛ مگر ان کو نکاح کر کے اپنے قابو میں نہ لاؤ۔ (۲)

---

(۱) النساء: ۳

(۲) مزید آیات کیلئے دیکھئے: سیر الصحابیات مع اسوہ صحابیات: ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷، مولانا سعید انصاری، مولانا عبد السلام ندوی، دار الاشاعت، کراچی

بہت ساری عورتیں حافظات ، قاریات، مقریات اور مفسرات بھی گذری ہیں، جنہوں نے حدیث کی طرح قرآن کی خدمت میں بہترین کارنامے انجام دیئے ہیں۔

حفصہ بنت سیرین رحمۃ اللہ علیہا

حفصہ بنت سیرین رحمۃ اللہ علیہا نے بارہ برس کی عمر میں قرآن کریم کو مع اس کے معانی ومطالب کے حفظ کرلیا تھا۔

فن تجوید وقراءت میں بھی وہ مہارت رکھتی تھیں، ہشام راوی ہیں کہ جب کبھی ان کے بھائی محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہا کو قرأت کے بارے میں کوئی شبہ پڑجاتا تو اپنے شاگردوں سے کہتے کہ جاؤ حفصہ سے پوچھو کہ وہ اسے کیسے پڑھتی ہیں؟ حفصہ رحمۃ اللہ علیہا ہر رات نصف قرآن پڑھا کرتی تھیں۔(۱)

خدیجہ بنت احمد فاسیہ رحمۃ اللہ علیہا

شیخ صالحہ مقرئہ ہیں، کتاب اللہ اور اس کی تجوید وقراءت کی حافظہ اور حروف کے مخارج کی خوب ماہر تھیں، ورش وقالون اور مکی وغیرہ متعدد قراءتوں میں تلاوت کرتی تھیں، اوران قراءتوں کی جملہ وجوہ واحکام سے بخوبی واقف تھیں، پوری باقاعدگی سے قرآن شریف کی تعلیم میں ہمیشہ مشغول رہتیں اور عبادت وتلاوت بھی خوب کرتی تھیں۔(۲)

سلمی ام الخیر بنت محقق ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہا

خود حضرت محقق طبقات القراء صغری میں اپنی لخت جگر کا یوں تعارف کراتے ہیں، سلمی جو میری بیٹی ہیں، انہوں نے ۸۱۳ھ میں حفظ قرآن شروع کیا، پھر مقدمہ جزریہ اور مقدمۃ النحو حفظ کر کے مجھے سنایا، اس کے بعد طیبۃ النشر حفظ کر کے اس کے مطابق مجھے قراءت عشرہ حفظ سنائیں، حتی کہ ۱۲ ربیع الاول ۸۳۲ھ میں اس کی تکمیل کرلی، تلاوت اتنی صحیح ومجود اور معیاری وجامع کہ کیا مجال کہ کوئی اختلاف بھی چھوٹ جائے۔

---

(۱) صفوۃ الصفوۃ: ۱۶/۴، بحوالہ خواتین اسلام کی دینی وعلمی خدمات، حضرت مولانا قاضی اطہر صاحب مبارکپوری: ۶۲، شیخ الہند اکیڈمی، دارالعلوم دیوبند۔

(۲) حوالہ سابق

دسوں قراءتوں میں اس قدر کمال ومہارت اور یاداشت حاصل کی کہ عزیزہ کے وقت میں کوئی شخص بھی اس میں اس کا مثیل اور ہم پلہ نہ تھا، علم اشعار اور عربیت بھی سیکھیں، خطاطی میں بھی کمال حاصل کیا، عربی اور فارسی نظم پر بھی قادرۃ الکلام تھیں، مجھ سے حدیث بھی پڑھی اور علم حدیث میں بھی ید طولی حاصل کیا۔

"قرأت بنفسها الحديث، وسمعت مني وعلى كثيرا بحث صار لها فيه أهلية وافرة"(۱)

عائشہ بنت ابراہیم ام محمد دمشقیہ رحمۃ اللہ علیہا

۶۶۱ھ میں پیدا ہوئیں، ابن عساکر وغیرہ سے حدیث شریف سنی، قرآن مجید کی حافظہ تھیں، عورتوں کو قرآن مجید کی تعلیم دیا کرتی تھیں، کئی خواتین نے ان سے پورا قرآن شریف پڑھا اور بھرپور علمی استفادہ کیا۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ جو موصوفہ کے داماد ہیں، فرماتے ہیں کہ میری خوشدامن عبادت کی کثرت اور قرآن کی خوبیٔ ادا میں اپنی مثال آپ تھیں، اس بارے میں کئی مردوں سے گویا سبقت لے گئی تھیں، دنیا سے بے حد بے رغبت تھیں اور اپنے مال واسباب بہت کم مقدار میں رکھتی تھیں:

"كانت عديمة النظير في نساء زمانها لكثرة عبادتها وتلاوتها و،وإقرائها القرآن العيظم بفصاحة وبلاغة وأداء صحيح ، يعجز كثير من الرجال عن تجويده، وختمت نساء كثيرا، وقرأ عليها من النساء خلق، وانتفعن بها وبصلاحها ودينها وزهدها في الدنيا، وتقللها منها"(۲)

---

(۱) غاية النهاية في طبقات القراء، ابن الجزري: باب السين: ۱/ ۳۱۰، مكتبة ابن تيمية، بيروت۔

(۲) البداية والنهاية: ۱۴/ ۲۲۱، دار إحياء التراث العربي، الطبعة الاولى: ۱۴۰۸ھ، ۱۹۸۸م۔

حافظ ابو الحجاج یوسف مزی ان کے خاوند ہیں جو اپنے زمانہ میں شامی شہروں کے مشہور محدث گزرے اور جو تہذیب الکمال فی اسماء الرجال نیز تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف کے مؤلف ہیں یہ وہ دو کتابیں ہیں، جن کے بارے میں ابن طولون کا قول ہے کہ بعد کے سب محدثین ان دو کتب کے محتاج ہیں، کوئی محدث بھی ان سے استغناء و بے نیازی کا دعوی نہیں کرسکتا، آپ کی وفات ۷۴۲ھ میں ہوئی۔

عائشہ بنت یوسف باعونیہ رحمۃ اللہ علیہا

آپ عالم جلیل یوسف بن احمد بن ناصر باعونی مقدسی ثم الصالحی الدمشقی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی ہیں جن کو ان کے والد چار سال کی عمر میں قدس سے دمشق لے آئے تھے اور وہیں انہوں نے تعلیم حاصل کی تھی۔

موصوفہ نے اپنے دوسرے بہت سے بہن بھائیوں سمیت اپنے والد ہی کے زیر سایہ تربیت پائی اور ان سب نے والد صاحب ہی کے ہمراہ اکٹھا حج بھی کیا۔

موصوفہ نے بذات خود اپنی سیرت کا نقشہ یوں کھینچا ہے کہ اللہ پاک نے بحمدہ مجھ میں اپنی کتاب کریم کی قراءت کی صلاحیت ودیعت کر رکھی ہے، اور صرف آٹھ سال کی عمر میں مکمل حفظ کی دولت سے مجھے مالا مال فرمایا ہے۔

۹۱۹ھ میں قاہرہ جا کر بھی بہت سے علوم وافر مقدار میں حاصل کئے اور وہیں سے افتاء اور تدریس کی اجازت بھی مرحمت ہوئی۔

تالیفات کے لحاظ سے عائشہ باعونیہ رحمۃ اللہ علیہا موصوفہ کو پوری اسلامی تاریخ کی عالمہ خواتین میں ایک امتیازی مقام حاصل ہے، چنانچہ موصوفہ کی چند تالیفات حسب ذیل ہیں:

① الاشارات الخفیۃ فی المنازل العلیۃ، یہ بحر رجز کا ایک قصیدہ ہے، جس میں علامہ ہروی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب منازل السائرین کا خلاصہ ہے۔

② الدر الغائص فی بحر المعجز والخصائص، یہ سیرت نبویہ پر ایک قصیدہ رائیہ ہے۔

(۳) صلات السلام فی فضل الصلاۃ والسلام، یہ ایک ارجوزہ ہے جس میں علامہ سخاوی کی کتاب ''القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع'' کا اختصار کیا گیا ہے۔

(۴) الفتح المبین فی مدح الأمین، یہ نعت نبوی پر ایک قصیدہ میمیہ ہے۔(۱)

فاطمہ بنت عبداللہ بن متوکل علی اللہ رحمۃ اللہ علیہا

ضروری علوم کی عالمہ، انتہائی ذکیہ اور دیندار و متقیہ تھیں، سورہ توبہ تک قرآن شریف حفظ یاد کیا تھا، پوری باقاعدگی کے ساتھ روزانہ سات پارے منزل پڑھا کرتی تھیں۔

جب یحییٰ شرف الدین امام متوکل علی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے موصوفہ کی شادی ہوگئی تو جامع الاصول کا دونوں آپس میں تکرار اور دور کیا کرتے تھے اور اس کے مشکلات کے حل میں اپنے خاوند کے ساتھ موصوفہ بھی حصہ لیا کرتی تھیں، بمقام صنعاء ۹۱۰ھ میں وفات پائی۔(۲)

فاطمہ بنت محمد بن یوسف دیروطی رحمۃ اللہ علیہا

ان کے والد ابن الصائغ سے مشہور ہیں، عالمہ فاضلہ ہیں، اولاً قرآن کریم حفظ کیا، پھر شاطبیہ اور رائیہ اور نونیہ سخاوی وغیرہ کئی کتب حفظ کیں، اپنے والد سے اولاً اِفراداً پھر جمعاً قراءت کی مشق کی، اس کے بعد ان کے والد انہیں قاہرہ لے گئے جہاں موصوفہ نے شہاب سکندری رحمۃ اللہ علیہ اور زین جعفر رحمۃ اللہ علیہ سے قراءتیں پڑھ کر مزید پختگی اور کمال حاصل کیا حتی کہ فن قراءت کی خوب ماہرہ اور فاضلہ بن گئیں۔

شاطبیہ خوب مستحضر اور نوک زبان تھی، اس کے مطالب کو بھی خوب اچھے طریقے سے سمجھتی تھیں؛ بلکہ کئی جگہ اپنی طرف سے نئے نئے اور عمدہ فوائد اور مباحث بھی بتایا کرتی تھیں۔

---

(۱) الکواکب السائرۃ بأعیان المائۃ العاشرۃ، نجم الدین: حرف العین المہملۃ: ۲۸۸/۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، الطبعۃ الأولی: ۱۴۱۸ھ، ۱۹۹۷م۔

(۲) تحفۃ حفاظ: ۱۷۸، ۱۸۳، مکتبۃ الحق، ماڈرن ڈیری جوگیشوری ممبئی۔

"وبرعت فی القراءات مع استحضار الشاطبیة، وفهم جید بحیث تبدی مباحث وفوائد حسنة، وقد انفتع بها فی ذلك جماعة من الرجال والنساء"(۱)

مردوں اور عورتوں کی ایک معتد بہ جماعت نے موصوفہ سے استفادہ کیا، آپ نویں صدی ہجری کی خاتون ہیں۔

میمونہ بنت ابی جعفر یزید القاری رحمۃ اللہ علیہا

آپ دوسری صدی ہجری میں پیدا ہوئیں، ابو جعفر زید بن قعقاع مخزومی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی ہیں جو تابعی ہیں اور قراء عشرہ میں سے آٹھویں قاری ہیں، اپنے والد سے قراءت نقل کرتی ہیں اور خود موصوفہ سے ان کے بیٹے احمد نیز ثابت سے قراءت نقل کرتیں:

"روت القراء عن أبیها أبی جعفر، روی القراءة عنها احمد وابنها وثابت"(۲)

ہجیمہ بنت حی ام درداء صغری تابعیہ رحمۃ اللہ علیہا

یہ ابو درداء رضی اللہ عنہ کی تیسری بیوی ہیں، صغر سنی میں ابو درداء رضی اللہ عنہ سے قرآن پڑھا اور خود موصوفہ سے آگے ابراہیم بن ابی ہبلہ اور عطیہ وغیرہما نے قراءت نقل کی ہے۔

جب ابو درداء رضی اللہ عنہ فوت ہونے لگے تو ام درداء رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ دنیا میں تم نے میرے والدین کو میرا پیغام نکاح بھیجا تھا اور انہوں نے آپ سے میری شادی کردی تھی؛ لیکن آخرت میں میں از خود آپ کو پیغام نکاح دیتی ہوں اور وہاں میرا خیال رکھنا، اس پر ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو پھر میرے بعد تم کسی اور سے شادی نہ کرنا؛ کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "المرأة لآخر أزواجها"(۳) ''عورت اپنے آخری خاوند کے ساتھ ہوگی''۔

---

(۱) الضوء اللامع لأہل القرن التاسع، حرف الفاء: ۱۲/۱۰۶، منشورات دار مکتبۃ الحیاۃ، بیروت۔

(۲) غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء، الأسماء: ۲/۳۲۵، مکتبۃ ابن تیمیہ، الطبع: ۱۳۵۱ھ۔

(۳) تاریخ بغداد، خطیب، ۹/۲۲۷، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

ابو درداء رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ام درداء رضی اللہ عنہا کو پیغامِ نکاح بھیجا "خطب معاوية أم الدرداء" تو موصوفہ نے یہ پوری بات بتادی، اس پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو پھر آپ روزے لازم پکڑ لیں:

"فبعث إليها معاوية إن عليك بالصيام "(۱)

ام درداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ہر طرح کی عبادت کی؛ لیکن جو سکون قلبی اور مقصد برآری کی خاصیت مجالسِ ذکر میں پائی اور کسی بھی عبادت میں ہرگز نہیں پائی، نیز ارشاد فرماتی ہیں کہ عبادت گذاروں کے لئے دنیا ہاروت اور ماروت سے بھی زیادہ جادوگرنی ہے جس نے بھی دنیا کو ترجیح دی اسی کو دنیا نے ذلیل وخوار کیا۔

یونس بن میسرة بن حلبس روایت کرتے ہیں کہ کئی عبادت گذار خواتین رات کو ام درداء کے پاس آجایا کرتیں، اور پھر وہ سب مل کر رات کا اتنا لمبا قیام کرتیں کہ ان کے پاؤں سوج جایا کرتے تھے، جب وہ کھڑے ہونے سے عاجز آتیں تو رسیوں سے لٹک جاتیں "كن النساء يتعبدن مع أم الدرداء، فإذا ضعفن عن القيام تعلقن بالجبال"(۲)

معاذہ بنت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہا

ان کا نام معاذہ بنت عبداللہ، نسبت العدویۃ البصریۃ اور کنیت ام الصہباء تھی، وہ بڑی عالمہ وفاضلہ تھیں، ان کا شمار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شاگردوں میں ہوتا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہت سی احادیث انہوں نے روایت کی ہیں، ان کا شمار اپنے دور کی عظیم المرتبت اور بافضیلت تابعیات میں ہوتا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الحیض، کتاب اللباس اور کتاب التفسیر (سورہ الاحزاب) میں ان سے مروی احادیث نقل کی ہیں، جنھیں انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، ان کی وفات ۸۳ھ/ ۷۰۲ء میں ہوئی۔(۳)

---

(۱) تاریخ دمشق، جهيمة بنت حی: ۱۵۳/۷۰، دار الفکر، بیروت۔

(۲) سير أعلام النبلاء: ام الدرداء: ۱۵۹/۵، دار الحدیث، القاہرۃ، الطبعۃ: ۱۴۲۷ھ۔

(۳) سير أعلام النبلاء، معاذة بنت عبد الله: ۵۰۸/۴، مؤسسة الرسالة، بیروت۔

ان سے متعدد تفسیری روایات مروی ہیں، بطور نمونہ ایک تفسیر روایت ملاحظہ ہو:

عن معاذة عن عائشه قالت: کان رسول الله ﷺ یستاذننا إذا کان فی یوم المرأة منا بعد ما نزلت "ترجی من تشاء منهن وتؤدی إلیك من تشاء" (الأحزاب: ۵۱) قالت معاذة: فقلت لها: "ما کنت تقولین لرسول الله صلی الله علیه وسلم؟ قالت: کنت أقول إن کان ذلك إلی لم أوثر أحدا علی نفسی" (۱)

"حضرت معاذہ رحمۃ اللہ علیہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (ترجی من تشاء منهن و تئووی الیك من تشاء) تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیویوں میں سے کسی کے گھر ہوتے اور دوسری کے گھر رہنا چاہتے تھے تو ان سے اجازت لیتے تھے معاذہ رحمۃ اللہ علیہا کہتی ہیں کہ میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا کہتی تھیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں کہتی تھی کہ اگر آپ مجھ سے اجازت لے رہے ہیں تو میں کسی کو اپنے اوپر ترجیح نہیں دوں گی" (۲)

نفیسہ بنت حسن رحمۃ اللہ علیہا

ان کا سلسلہ نسب یہ ہے: نفیسہ بنت الحسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب، وہ "نفیسۃ العلم" کے نام سے بھی مشہور ہیں، ان کی ولادت ۱۴۵ھ میں مکہ مکرمہ میں ہوئی، ان کا نکاح ان کے چچازاد بھائی اسحاق المؤتمن سے ہوا، جو امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب زادے تھے۔

---

(۱) سنن ابی داود: کتاب النکاح، باب فی القسم بین النساء، حدیث: ۲۱۳۶۔

(۲) خواتین اور خدمت قرآن، ڈاکٹر ندیم سحر عنبرین: ۱۲۲، ۱۲۴۔

سیدہ نفیسہ رحمۃ اللہ علیہا نے پورا قرآن حفظ کرلیا تھا اوراس کی آیات کا انہیں گہرا فہم حاصل تھا، ساتھ ہی انہیں بہت سی احادیث بھی یاد تھیں۔

زرکلی نے ان کے بارے میں لکھا ہے:

"تقية صالحة، عالمة بالتفسير والحديث، ولدت بمكة ....وكانت تحفظ القرآن"(۱)

فاطمہ نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہا

حضرت فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا ایران کے مشہور شہر نیشاپور میں پیدا ہوئیں، بچپن سے ہی ذہین، علم دوست اور نیک فطرت تھیں، حافظہ قرآن، عالمہ، مفسرہ اور فقیہ کی حیثیت سے مشہور ہوئیں، انھوں نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کی، پھر مزید حصول علم کے لیے بغداد کا سفر کیا، جو اس وقت علوم وفنون کا مرکز تصور کا جاتا تھا۔

فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا کی زیادہ تر توجہ علوم قرآن کی طرف مرکوز رہتی تھی، انھیں فن قراءت میں کمال حاصل تھا، قرآن کریم کے معانی ومطالب سے انھیں کافی دلچسپی تھی، حج کی غرض سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئیں اور وہاں قرآن کا درس دینا شروع کیا، رفتہ رفتہ ان کا حلقہ درس وسیع ہوتا چلا گیا اوران کی شہرت دور دراز علاقوں تک پھیل گئی، دوران درس وہ تفسیر کے بعض ایسے نکات پیش کرتی تھیں جن تک دیگر مفسرین کی رسائی نہیں ہوتی تھی؛ اسی وجہ سے ان کو مفسر فاطمہ نیشاپوریہ، کے نام سے جانا جاتا تھا۔

درس قرآن کے علاوہ فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا نے اپنی پوری زندگی عبادت وریاضت اور تعلق باللہ کے لیے وقف کردی تھی، انتہائی سادہ زندگی گزارتیں، سادہ کھانا کھاتیں اور سادہ لباس زیب تن کرتی تھیں، مشہور صوفیہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور ذوالنون المصری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی عظمت کا احتراف کیا ہے، بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

---

(۱) الأعلام للزرکلی: ۸/۴۴، دار العلم للملائین، خواتین اور خدمت قرآن، ڈاکٹر ندیم سحر عنبرین: ۱۴۶، ۱۴۸۔

"ما رأیت امرأة مثل فاطمة وما أخبرتها عن مقام من المقامات إلا كان الخبر لها عیانا"۔(۱)

"میں نے فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا جیسی باکمال عورت نہیں دیکھی، مقامات تصوف میں جس مقام کے بارے میں بھی میں نے ان کو بتایا وہ ان کے لیے عینی تھا"۔

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

"ما رأیت أحدا أجل من امرأة رأیتها بمكة، يقال لها فاطمة النيسابورية كانت تتكلم فى فهم القرآن، وتعجبت منها، وكانت ولية من أولياء الله عز وجل وهي استاذتي"۔(۲)

"میں نے کسی شخص کو مکہ کی اس خاتون سے بڑھ کر نہیں پایا جنہیں فاطمہ نیساپوری رحمۃ اللہ علیہا کہا جاتا ہے، وہ قرآن فہمی کے موضوع پر گفتگو کرتی تھیں، فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا کو مکہ مکرمہ اور بیت المقدس سے ایک خاص قسم کی محبت اور لگاؤ تھا؛ اس لئے وہ انہی دونوں جگہوں پر رہنے کو ترجیح دیتی تھیں، انہوں نے ۲۲۳ھ میں مکہ میں وفات پائی۔ "توفيت بمكة وهي ذاهبة للعمرة سنة ۲۲۳"(۳)

زمرد خاتون رحمۃ اللہ علیہا

زمرد خاتون رحمۃ اللہ علیہا کو "صفوة الملک" بھی کہا جاتا ہے، ان کا تعلق دمشق سے تھا، وہ

---

(۱) عمر رضا كحالة، أعلام النساء: ۴/ ۱۴۷۔

(۲) اعلام النساء، عمر رضا كحالة: ۴/ ۱۴۷، موسسة الرسالة، بیروت۔

(۳) اعلام النساء عمر رضا کحالہ: ۴/ ۱۴۷، ۱۴۸، بحوالہ خواتین اور خدمت قرآن، ڈاکٹر ندیم سحر عنبر، ۱۴۹، ۱۵۰، ہدایت پبلیکشنز، اینڈ ڈسٹری بیوٹرس۔

امیر جاولی کی بیٹی، دمشق کے حکمراں الملک دقاق کی بہن اور تاج الملوک (توری) کی بیوی تھیں، ملکی سیاست میں ان کا بہت عمل دخل تھا، انہوں نے دمشق میں ایک مدرسہ قائم کیا، جو "المدرسة الخاتونية البرانية" کے نام سے معروف تھا، ان کے دو بیٹے تھے، ایک اسماعیل، جنہیں ''شمس الملوک'' کے نام سے بھی جانا جاتا تھا اور دوسرے ''محمود''، بیان کیا گیا ہے کہ اسماعیل کا فتنہ وفساد بڑھ گیا اور اس نے اسلامی ملکوں پر قبضہ کرنے میں انگریزوں کا ساتھ دیا تو زمرد خاتون رحمۃ اللہ علیہا نے اپنے غلاموں کے ذریعے اسے ۵۲۹ھ میں قتل کروادیا، اور اس کی جگہ اپنے بھائی شہاب الدین ابو القاسم محمود بن بوری کو تخت پر بٹھایا، پھر جب ۵۳۳ھ میں اسے بھی قتل کردیا گیا اور ملک میں بہت زیادہ انارکی پھیل گئی تو زمرد خاتون رحمۃ اللہ علیہا نے بغداد کا رخ کیا، پھر وہاں سے مکہ چلی گئیں، آخر میں مدینہ میں سکونت اختیار کرلی، وہاں گزر اوقات کے لئے انہوں نے پرمشقت زندگی گزاری، ۵۵۷ھ میں ان کا انتقال ہوا اور انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

زمرد خاتون رحمۃ اللہ علیہا بڑی علمی شخصیت کی مالک تھیں، انہوں نے احادیث بھی روایت کی ہیں، ان کا خط بہت عمدہ تھا، چنانچہ وہ اپنے ہاتھ سے کتابیں لکھتی تھیں، وہ حافظہ قرآن بھی تھیں، زرکلی نے لکھا ہے:

"روت الحديث واستنسخت الكتب وحفظت القرآن"(۱)

شیخہ صالحہ رحمۃ اللہ علیہا

شیخہ صالحہ رحمۃ اللہ علیہا، عبد الواحد بن محمد بن علی بن احمد الشیرازی، جو ابو الفرج کے لقب سے مشہور تھے کی صاحب زادی اور زین الدین علی بن ابراہیم بن نجار (جو ابن نجیۃ کے نام سے معروف تھے) کی والدہ تھیں، شیخ ابو الفرج اپنے وقت میں شام کے مشہور شیخ اور فقہ حنبلی کے امام تھے، فقہ میں ان کی متعدد تصانیف ہیں، انہوں نے ''کتاب الجواہر'' کے نام سے

(۱) الاعلام للزرکلی، زمرد خاتون: ۴۹/۳، دار العلم للملائین) حدیث کی راویہ تھیں، کتابیں لکھتی تھیں، اور حافظہ قرآن تھیں۔ (خواتین اور خدمت قرآن، ڈاکٹر ندیم سحر عنبرین: ۱۵۵)۔

تیس (۳۰) جلدوں میں ایک تفسیر لکھی تھی، ان کی صاحب زادی نے یہ پوری تفسیر یاد کرلی تھی، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے ماموں سے تفسیر پڑھتا تھا، پھر جب میں اپنی والدہ کے پاس آتا تو وہ مجھ سے دریافت کرتیں کہ آج تمہارے ماموں نے کس سورہ کی تفسیر بیان کی؟ اور انھوں نے کیا کیا باتیں بتائیں؟ میں ان سے بتاتا تو وہ پوچھتیں کہ فلاں سورہ کی تفسیر میں انھوں نے فلاں بات بتائی کہ نہیں؟ میں جواب دیتا نہیں تو وہ فرماتیں: تمہارے ماموں نے فلاں آیت کی تفسیر میں فلاں فلاں باتیں چھوڑ دی ہیں۔(۱)

الشیخہ الصالحۃ رحمۃ اللہ علیہا بڑی نیک خاتون اور حافظہ قرآن تھیں، ساتھ ہی انہیں علم تفسیر سے بھی گہری واقفیت تھی، ذیل طبقات الحنابلۃ میں ہے:

"کانت صالحۃ تعرف التفسیر" (۲) وہ نیک خاتون تھیں، انہیں قرآن حفظ تھا اور وہ تفسیر بھی جانتی تھیں۔(۳)

ام فاطمہ عائشہ رحمۃ اللہ علیہا

ام فاطمہ عائشہ رحمۃ اللہ علیہا ۶۶۱ھ میں پیدا ہوئیں، ان کے والد کا نام ابراہیم بن صدیق تھا، وہ اپنے زمانے کی مشہور محدثہ، قاریہ اور حافظہ قرآن تھیں، ان میں پرہیزگاری اور دین داری بدرجہ اتم پائی جاتی تھی، انہوں نے ابوالفضل بن عساکر رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء سے احادیث سنی اور ان سے بہت سے لوگوں نے احادیث اخذ کیا، عائشہ بنت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہا کی شادی مشہور محدث "حافظ المزی" رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی، ان کے شوہر ان کی بہت عزت کرتے تھے اور انہیں محبوب رکھتے تھے، ان کی وفات جمادی الاولی ۷۴۱ھ میں ہوئی اور انہیں صوفیہ کے مشہور مقبرہ میں شیخ تقی الدین ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے برابر میں دفن کیا گیا۔(۴)

---

(۱) ذیل طبقات الحنابلۃ، زین الدین السلامی البغدادی ابن رجب، مکتبۃ العبیکان، الریاض، ۱۴۲۵ھ۔

(۲) ذیل طبقات الحنابلۃ، زین الدین السلامی البغدادی ابن رجب: ۵۳۶/۲، مکتبۃ العبیکان، الریاض، ۱۴۲۵ھ۔

(۳) خواتین اور خدمت قرآن، ڈاکٹر ندیم سحر عنبر، ۱۵۶، ہدایت پبلیکیشنز، اینڈ ڈسٹری بیوٹرس۔

(۴) أعلام النساء: ۴/۳۔

ام فاطمہ عائشہ رحمۃ اللہ علیہا نے متعدد عورتوں کو قراءت قرآن سکھائی، انہیں قرآن پڑھایا، اور علوم سے بہرہ مند کیا، عائشہ بنت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہا کی قرآن فہمی اور عبادت وریاضت کا اعتراف بہت سے علماء نے کیا ہے علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

"كانت عديمة النظير في نساء زمانها لكثرة عبادتها وتلاوتها واقرائها القرآن العظيم بفصاحه وبلاغة وأداء صحيح، يعجز كثير من الرجال عن تجويده، ختمت نساء كثيرا أو قرأ عليها من النساء خلق" (۱)

"اپنے زمانے کی عورتوں میں کثرت عبادت، تلاوت قرآن اور فصاحت وبلاغت اور صحیح اداء کے ساتھ قرآن پڑھانے کے معاملے میں کوئی دوسرا ان کا ہم سر نہ تھا، ان کی طرح قراءت کرنے سے بہت سے مرد حضرات عاجز تھے، انہوں نے بہت سی عورتوں کا قرآن ختم کروادیا، بہت سی عورتوں نے ان سے قرآن پڑھا" (۲)

عائشہ بنت حریری رحمۃ اللہ علیہا

عائشہ بنت الحریری رحمۃ اللہ علیہا بڑی سخی وفیاض خاتون تھیں، انہوں نے اپنا تمام سرمایہ غریبوں کی امداد اور انھیں قراءت قرآن سکھانے میں خرچ کردیا تھا، رمضان ۸۷۸ھ میں انہوں نے اسی (۸۰) سال کی عمر میں وفات پائی:

"من ربات البر والإحسان، وقفت ريع كل ما تمتلكه على توزيع للفقراء وقرائة القرآن الكريم" (۳)

---

(۱) ابن کثیر، البدایہ والنہایۃ: ۲۲۱/۱۴، دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۸ھ

(۲) خواتین اور خدمت قرآن، ڈاکٹر ندیم سحر عنبرین: ۱۷۰، ۱۷۱۔

(۳) اعلام النساء عمر رضا کحالہ ۱۳۲/۳، خواتین اور خدمت قرآن، ڈاکٹر ندیم سحر عنبر، ۱۷۴، ہدایت پبلیکیشنز، اینڈ ڈسٹری بیوٹرس۔

دور جدید کی مشہور مفسر خواتین

دور جدید میں عالم عرب کی چار خواتین نے پورے قرآن کی تفسیر لکھی ہے:

① زینب غزالی کی تفسیر ''نظرات فی کتاب اللہ'' کے عنوان سے ہے، یہ دو جلدوں میں مصر سے شائع ہوئی ہے، اس کا اردو ترجمہ ہو چکا ہے اور جلد منظر عام پر آنے والا ہے۔

② ماجدہ فارس الشمری نے ''التوضیح والبیان فی تفسیر آیۃ القرآن'' کے نام سے تفسیر لکھی ہے، یہ تفسیر لبنان سے آٹھ (۸) جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔

③ فاطمہ کریمان حمزہ نے ایک تفسیر لکھی ہے، جس کا نام ''الواضح فی تفسیر القران'' ہے۔

④ چوتھی تفسیر نائلہ ہاشم صبری کی ہے، یہ تفسیر ''المبصر لنور القرآن'' کے عنون سے مصر سے شائع ہوئی ہے، اس کا پہلا ایڈیشن گیارہ (۱۱) جلدوں میں اور دوسرا سولہ (۱۶) جلدوں میں شائع ہوا ہے۔

وہ خواتین جنھوں نے کچھ سورتوں کی تفسیر کی ہے، ان میں اہم نام عائشہ عبدالرحمن بنت الشاطی کا ہے، ان کی تفسیر ''التفسیر البیانی للقرآن الکریم'' کے عنوان سے ہے، یہ دو جلدوں میں مصر سے شائع ہوئی ہے، اس میں پارہ عم کی کچھ سورتوں کی تفسیر بیان کی گئی ہے، بنت الشاطی نے علوم قرآن پر بھی کتابیں لکھی ہیں، مثلاً ''القرآن وقضایا الانسان''، ''الاعجاز البیانی لللقرآن الکریم'' وغیرہ، ''حنان لحام'' کا شمار بھی ان خواتین میں ہوتا ہے جنھوں نے قرآن کی کچھ سورتوں کی تفسیر کی ہے، مثلاً ''من ھدی سورہ آل عمران''، ''من ھدی سورہ نساء''، حنان لحام نے علوم سورہ الکوثر، سورہ بقرہ کی تفسیر لکھی ہے، یہ تفسیر، جو ۷۰۵ صفحات پر مشتمل ہے ۲۰۰۶ میں لبنان سے شائع ہوئی ہے۔

تیسری قسم ان خواتین کی ہے جنھوں نے علوم قرآنی کو اپنا موضوع بنایا اور ان میں قرات، تجوید، فصاحت وبلاغت، تدبر قرآن، زیادۃ الحروف اور اقسام القرآن وغیرہ کے موضوعات شامل ہیں، مثال کے طور پر ''اسماء بنت راشد'' نے ایک کتاب ''ھکذا عاشوا مع القرآن'' کے عنوان سے لکھی ہے، جس میں یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ کس طرح صحابہ

نے قرآن کریم کو اپنی زندگی گزارنے کا سامان بنایا اور فلاح و کامرانی سے حاصل کی، علامہ ناصر الدین البانی کی صاحبزادیوں "حسانة" اور "سکینة" نے " الدليل الى تعليم كتاب الله الجليل " کے عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے۔ جو تین (۳) اجزاء پر مشتمل ہے، یہ کتاب ۲۰۰۴ میں دار ابن حزم لبنان سے شائع ہوئی ہے، اس میں قرآن کریم کی تلاوت کے طریقے بتائے گئے ہیں، اور تجوید کی تعلیم کی طرف رہ نمائی کی گئی ہے اور اس کا طریقہ بتایا گیا ہے، صفیہ عبدالرحمن السحیبانی رحمۃ اللہ علیہا نے " الخرائط الذهنية لسور القرآن الكريم " کے عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے جو ۶۹ صفحات پر مشتمل ہے، اس میں انہوں نے قرآن کی سورتوں کے موضوعات کو نقشوں کی مدد سے پیش کیا ہے۔

اس باب میں ۳۷ خواتین کا تذکرہ کیا گیا ہے اور ان کی تصانیف کا مختصر تعارف کرایا گیا ہے، واضح رہے کہ ان خواتین کے حالات زندگی کے بارے میں معلومات عموماً دست یاب قائم نہیں ہیں، ان کے تعارف کا ذریعہ صرف ان کی تصانیف ہیں، ان میں سے بیش تر انٹرنیٹ پر مختلف سائٹس پر اپ لوڈ ہیں، میں نے ان تصانیف کو بنیاد بنا کر ان کا تذکرہ کیا ہے، ان کی علمی اور خاص طور سے قرآنی خدمات کا تعارف کرایا ہے اور ان تصانیف کے مشتملات اور مباحث پر بھی روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے، عین ممکن ہے کہ موجودہ دور میں قرآنیات میں خواتین کی بہت سی تصانیف کا ابھی احاطہ نہ ہوسکا ہو۔(۱)

فاطمہ کریمان حمزة

فاطمہ کریمان حمزہ کے والد کا نام ڈاکٹر عبداللطیف حمزہ ہے، جو" كلية الاعلام " میں شعبہ صحافت میں استاد تھے، کریمان حمزہ رحمۃ اللہ علیہا نے جامعہ قاہرہ کے كلية الآداب سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی، انہوں نے "مجلة الثقافة الجديدة" کے نام سے ایک رسالہ کا بھی اجرا کیا تھا، اس کے علاوہ ۱۹۷۰ سے ۱۹۹۹ء تک مصری ٹیلی ویژن پر دینی پروگرام پیش کیے تھے، انہیں اس حیثیت سے شہرت ملی کہ وہ پہلی خاتون تھیں، جو حجاب کے ساتھ ٹیلی ویژن پر آتی تھیں،

(۱) خواتین اور خدمت قرآن، ڈاکٹر ندیم سحر عنبر، ۱۹۲، تا ۱۹۴، ہدایت پبلیکیشنز، اینڈ ڈسٹری بیوٹرس۔

انہوں نے متعدد کتابیں بھی تصنیف کی ہیں: للہ یا زمری، نیجار والغابۃ، تزوجت مجرما، سید الخلق، موخر الذکر کتاب دراصل ایک انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔جس میں اسلام کی بنیادی تعلیمات توحید، حیات رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خاص طور پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے واقعات بیان کیے گئے ہیں، ٹیلی ویژن پر پیش کیے گئے ان کے متعدد پروگراموں کو شہرت ملی مثلاً: "الرضا والنور، بالحق انزلناہ بالحق نزل، کلمۃ طیبۃ" کئی سال تک وہ ٹیلی ویژن کے پروگراموں کی مدیر عام بھی رہیں، کریمان حمزہ رحمۃ اللہ علیہا کو بچوں کے پروگراموں سے خصوصی دلچسپی تھی، انھوں نے بچوں کے لیے پروگرام، ''القرآن وربی'' کے نام سے پیش کیا تھا، ٹیلی ویژن پر کریمان حمزہ رحمۃ اللہ علیہا نے ۱۵۰۰ سے زائد پروگرام پیش کیے، ان میں شیخ یوسف قرضاوی، شیخ محمد الغزالی اور شیخ محمد متولی الشعراوی رحمۃ اللہ علیہم کے بھی پروگرام پیش کیے۔

کریمان حمزہ رحمۃ اللہ علیہا کو اس حیثیت سے بھی شہرت ملی کہ انہوں نے بچوں اور نوجوانوں کے لیے قرآن کریم کی مکمل تفسیر لکھی ہے، اس کا نام "اللؤلؤ والمرجان فی تفسیر القرآن" ہے، انہوں نے یہ کام ''مجمع البحوث الاسلامیۃ'' کی منظوری کے بعد گزشتہ صدی کی آٹھویں دہائی کے اواخر میں شروع کیا اور تقریباً ڈھائی سال کی مدت میں انجام دیا، ایک انٹرویو میں کریمان حمزہ رحمۃ اللہ علیہا نے اپنی تفسیر کے بارے میں یہ معلومات فراہم کی ہیں:

> ''کبھی میرے حاشیہ خیال میں بھی یہ نہیں آیا تھا کہ میں قرآن کی تفسیر لکھوں گی، کبھی کبھی میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی تھی کہ بچوں کے سامنے قرآن کی تعلیمات پیش کروں، چنانچہ اس کام کو شروع کرنے سے پہلے میں نے استخارہ کی نماز پڑھی، اللہ تعالی نے میری مدد کی، سب سے پہلے میں نے سورہ فاتحہ کی تفسیر لکھی، پھر آخر کے تین پاروں کی تفسیر تیار کی، اسے میں نے ''التفسیر المبسط للاطفال'' کا نام دیا

اس دوران میں نے استخارہ کی بہت سی نمازیں پڑھیں، پھر میں نے بہت آسان زبان میں بچوں کے لیے ایک ترتیب سے تفسیر لکھنے کا آغاز کیا، اس سلسلہ میں مجھے شیخ عادل المعلم سے بھرپور تعاون ملا، انھوں نے تفسیر کے موضوع پر بہت سی کتابیں مجھے فراہم کیں، تفسیر لکھنے کے دوران میں اس اندیشے کا شکار رہتی تھی کہ کیا میری اس تفسیر کو قبول عام حاصل ہوگا؟ اکثر میں اس خوف کا شکار رہتی تھی کہ میں ایک عورت ہوں اور مجھ سے پہلے کسی عورت نے قرآن کریم کی تفسیر نہیں کی ہے، اپنی تفسیر کے بارے میں میں نے متعدد علماء سے رائے لی، انہوں نے اس کے بارے میں پسندیدگی کا اظہار کیا، تفسیر مکمل کر کے میں نے ''دارالشروق'' کے حوالہ کردی، اس تفسیر کے بارے میں سب سے اہم مسئلہ میرے سامنے یہ تھا کہ ازہر سے اس کے سلسلہ میں اجازت نامہ کیسے حاصل کیا جائے، میں نے سوچا کہ اگر ازہر نے اجازت نہیں دی تو میں خاموش ہوجاؤں گی، گویا کہ میں نے کچھ کیا ہی نہیں تھا، قابل ذکر یہ ہے کہ میں شیخ سید طنطاوی کے پاس گئی تو انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ تفسیر کا جائزہ لینے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دیں گے کمیٹی کے اجلاس ہوئے جس میں پانچ، پانچ (۵۔۵) پارے سن کر انہیں منظور کیا گیا، اس طرح جامعہ ازہر نے پوری تفسیر کو سن کر اجازت نامہ جاری کیا۔ (فاطمہ کریمان حمزہ اللولؤ والمرجان فی تفسیر القرآن، مکتبہ الشروق الدولیۃ، ۲۰۱۱، مقدمہ) یہ تفسیر ''اللؤلؤ والمرجان فی تفسیر القرآن'' کے نام سے مکتبہ الشروق الدولیۃ، قاہرہ، سے شائع ہوئی ہے۔(۱)

---

(۱) خواتین اور خدمت قرآن، ڈاکٹر ندیم سحر عنبر، ۲۱۴، ۲۱۶، ہدایت پبلیکشنز، اینڈ ڈسٹری بیوٹرس۔

لطیفہ قزامل

لطیفہ قزامل کا تعلق اسکندریہ سے ہے، انہوں نے بچوں کی تعلیم کے لیے کہ انہیں قرآن کی قراءت، تجوید اور حفظ کس طرح کرایا جائے؟ اس کے منہج پر ایک مفصل کتاب "منۃ الرحمن فی تعلیم اطفال القران" کے عنوان سے تصنیف کی ہے، کتاب کی پہلی اشاعت ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء میں موسستہ دار حفص لتعلیم القرآن الکریم، منیۃ سمنود (مصر) سے ہوئی، کتاب ۴۷۲ صفحات پر مشتمل ہے، اپنے موضوع کے لحاظ سے یہ ایک اہم اور مفصل کتاب ہے۔

مقدمہ میں مصنفہ نے لکھا ہے کہ اس کتاب میں انھوں نے وہ منہج بیان کیا ہے جس سے تین سال کا بچہ آٹھ (۸) ماہ میں مصحف میں کسی بھی مقام سے تجوید کے ساتھ پڑھ سکتا ہے، یہ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے: باب اول: تمہید الحروف، باب ختمۃ التلاوۃ، باب سوم التہجی، باب چہارم التجوید شرح تحفۃ الاطفال اور باب پنجم التحفیظ کے عنوان سے ہے، درج بالا ابواب کے تحت موضوع سے متعلق مختلف پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے، مثالوں، علمی تدابیر اور چارٹس کی مدد سے تجوید اور قرات کے بہترین اصول سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے، بچوں کے عقلی معیار کو ذہن میں رکھتے ہوئے کتاب آسان اور عام فہم انداز میں لکھی گئی ہے، انتہائی دقیق موضوع پر یہ ایک آسان کتاب ہے، کتاب کا باب پنجم استاذ رشا الحکیم اور استاذۃ ماجدہ نے تیار کیا ہے۔(۱)

امانی بنت محمد عاشور

امانی بنت محمد عاشور ام الولید کی کنیت سے مشہور ہیں، انہوں نے قراءت عشرہ پر ایک کتاب تالیف کی ہے، جس کا نام "الاصول النیرات فی القراءات" ہے، کتاب چار سو چوراسی (۴۸۴) صفحات پر مشتمل ہے، اس کی تیسری اشاعت دار الوطن للنشر سے

---

(۱) لطیفہ قزامل، منۃ الرحمن فی تعلیم اطفال القرآن، طبع مصر، ۲۰۰۹، خواتین اور خدمت قرآن، ڈاکٹر ندیم سحر عنبر، ۲۱۹، ہدایت پبلیکیشنز، اینڈ ڈسٹری بیوٹرس۔

۱۴۳۲ھ/ ۲۰۱۱ء میں ہوئی ہے، اپنے مقدمہ میں محترمہ امانی نے اپنے اساتذہ محمد عبد الحمید اور محترمہ ام السعد کا تذکرہ خصوصیت کے ساتھ کیا ہے، جن کے تعاون سے انھوں نے یہ کتاب تیار کی، کتاب پر شیخ احمد بن خلیل شاہین، شیخ محمود بن عمر سکر اور شیخ سالم محمد محمود الجنکی الشنقیطی نے تقریظیں لکھی ہیں، جن میں مؤلفہ کی خدمات کو سراہا ہے۔

کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے: باب اول میں علم قراءت کی تمہیدی بحثیں ہیں، باب دوم میں اس فن کی مشہور کتاب ''شاطبیہ'' کے حوالے سے قراء سبعہ کے اصول بیان کیے گئے ہیں، باب سوم میں اس فن کی دوسری کتاب ''الدرۃ'' کے حوالے سے بقیہ تین قراء کے اصولوں سے بحث کی گئی ہے، باب چہارم میں دونوں کتابوں کی روشنی میں قراءات عشرہ کے اصولوں کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے، اس کتاب میں تمام مشہور قراءتوں اور ان کے قراء کا تعارف کرایا گیا ہے۔(۱)

آمال محمد عبد الرحمن ربیع

ڈاکٹر آمال محمد عبد الرحمن ربیع کی" کتاب الاسرائیلیات فی تفسیر الطبرانی (دراسة فی اللغة و المصادر العبریة)۲۰۰۱ء میں "المجلس الا علی للشئون الاسلامیة وزارۃ الاوقاف مصر" کی جانب سے قاہرہ میں شائع ہوئی، یہ کتاب چار سو ستائیس (۴۲۷) صفحات پر مشتمل ہے، مقدمہ اور خاتمہ کے علاوہ اس میں دو ابواب ہیں۔

باب اول میں پانچ فصلیں ہیں، پہلی فصل میں علامہ طبری کے مختصر حالات اور ان کی تفسیر کا تذکرہ ہے، دوسری فصل میں کتب تفسیر میں اسرائیلیات کی شمولیت اور اس سلسلہ میں صحیح نقطہ نظر پیش کیا گیا ہے، تیسری فصل میں عبرانی مصادر کا تذکرہ ہے، چوتھی فصل میں بیایا گیا ہے کہ طبری نے کہاں کہاں اسرائیلی روایات ذکر کی ہیں، اور پانچویں فصل میں

---

(۱) امانی بنت محمد عاشور، اصول النیرات فی القراء ات، دار الوطن للنشر، ۲۰۱۱، خواتین اور خدمت قرآن، ڈاکٹر ندیم سحر عنبر، ۲۲۸، ہدایت پبلیکیشنز، اینڈ ڈسٹری بیوٹرس۔

اسرائیلیات سے متعلق طبری کے موقف سے بحث کی گئی ہے۔

باب دوم بھی پانچ فصلوں پر مشتمل ہے، ان میں اسرائیلیات کے مخصوص نصوص کا مطالعہ کیا گیا ہے، آخر میں چند ضمیمے ہیں، جن میں تفسیر طبری میں وارد اسرائیلی روایات، ان کے عبرانی مصادر اور راویوں کی فہرستیں پیش کی گئی ہیں۔(۱)

عصمۃ الدین کرکرا

ڈاکٹر عصمۃ الدین ۱۹۳۲ء میں پیدا ہوئیں، انہوں نے جامعہ زیتونہ سے تعلیم حاصل کی، ۱۹۹۰ء میں جامعۃ الحسن الثانی مراکش سے ڈاکٹریت کی ڈگری حاصل کی، ان کی ایک کتاب ”المرأة من خلال الآيات القرآنية“ کے عنوان سے ہے، جو دوسو اسی (۲۸۰) صفحات پر مشتمل ہے اور "الشركة التونسية للتوزيع" سے شائع ہوئی ہے، اس کتاب میں عورتوں کے ان خواتین کا تذکرہ کیا گیا ہے جو قرآن میں مذکور ہیں، مثلاً زوجات الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، امہات الانبیاء، اسی طرح دیگر خواتین، مثلاً آسیہ فرعون کی بیوی، عمران کی بیوی، زکریا علیہ السلام کی بیوی، ملکہ سبا، اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام اور ابولہب کی بیویاں وغیرہ، جن کا ذکر قرآن میں بہ غرض عبرت آیا ہے، اس کتاب کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں ہو چکا ہے، "عصمته الدين كركرا ، المراة من خلال الآت القرآنية ، تيونس" ان کی دوسری کتاب "المراة في العهد النبوي" (صفحات ۳۷۰) کے نام سے ہے۔(۲)

فاطمہ محمد ماردینی

فاطمہ محمد ماردینی نے ایک کتاب ”التفسیر والمفسرون“ کے نام سے لکھی ہے۔ اس میں انہوں نے قدیم وجدید تفسیروں کا تعارف کرایا ہے، ساتھ ہی مفسرین کے مختصر حالات زندگی

---

(۱) آمال محمد عبدالرحمن ربيع ، الاسرائيليات في تفسير الطبري ، وزارة الاوقاف مصر ۲۰۰۱ء، خواتین اور خدمت قرآن، ڈاکٹر ندیم سحر عنبر، ۲۳۴، ہدایت پبلیکیشنز، اینڈ ڈسٹری بیوٹرس۔

(۲) خواتین اور خدمت قرآن، ڈاکٹر ندیم سحر عنبر، ۲۴۹، ہدایت پبلیکیشنز، اینڈ ڈسٹری بیوٹرس۔

اوران کے فکر رجحانات پر بھی روشنی ڈالی ہے، یہ کتاب دار التقویٰ/ بیت الحکمت سے شائع ہوئی ہے۔(۱)

بیگم نور محل

بیگم نور محل کا تعلق حاتم خاں راج شاہی کے ایک بنگالی خاندان سے تھا، ڈاکٹر اعجاز فاروق اکرم نے لکھا ہے کہ بنگالی زبان میں پارہ عم کا منظوم ترجمہ کیا تھا، ان کا یہ منظوم ترجمہ قرآن مُکل (Quran Mukul) کے نام سے ۱۹۴۰ء کے اواخر میں کوہ نور الکٹرانک پریس، اندر کلاچٹا گانگ سے شائع ہوا، اس ترجمہ کو نور محل نے اپنے والد کو معنون کیا تھا، جن کا نام خان بہادر عماد الدین (۱۸۷۵ء ۱۹۳۵) تھا۔(۲)

محمد مجیب الرحمن نے لکھا ہے کہ اس ترجمہ کو قارئین کے درمیان بہت مقبولیت حاصل ہوئی، چنانچہ اس کے پے درپے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے۔(۳)

قاریہ بشیر النساء دختر حافظ بدر الاسلام عثمانی

حافظ قاریہ بشیر النساء نے ۱۲۸۵ھ میں تقریباً ۴۳ برس کی عمر میں بیوہ ہوجانے کے بعد قرآن پاک حفظ کیا، کچھ عرصہ تک پندرہ اور پھر دس پارے روزانہ صبح کی نماز کے بعد پڑھتی تھیں، پھر ایک منزل اور جب زیادہ ضعیف ہوگئیں تو تین سپارے پڑھتیں، حضرت قاری محی الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی پھوپھی ہیں، ان کا سبق یاد کرانا اور پچھلا سننا عرصہ تک موصوفہ نے اپنے ذمہ رکھا، ذرا غصہ زیادہ تھا، اس کے سوا عبادت و ریاضت اور سخاوت میں ایک نشان تھیں، ۱۳۳۲ھ میں بعمر ۹۰ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

---

(۱) خواتین اور خدمت قرآن، ڈاکٹر ندیم سحر عنبر، ۲۵۲، ہدایت پبلیکشنز، اینڈ ڈسٹری بیوٹرس۔

(۲) ڈاکٹر اعجاز فاروق اکرم، برصغیر میں مطالعہ قرآن (تراجم وتفاسیر)، فکرونظر (خصوصی اشاعت، برصغیر میں مطالعہ قرآن) اسلام آباد، جلد ۳۶: شمارہ ۳۔ ۴، ص ۸۷۔

(۳) محمد مجیب الرحمن، بنگالی تراجم وتفاسیر قرآن، ترجمہ: محمد صلاح الدین عمری، مجلہ ششماہی علوم القرآن علی گڑھ، جلد ۹ شمارہ ۱، ۲، جنوری۔ دسمبر، ۱۹۹۴، ص ۱۱۷، خواتین اور خدمت قرآن، ڈاکٹر ندیم سحر عنبر، ۲۸۰، ہدایت پبلیکشنز، اینڈ ڈسٹری بیوٹرس۔

غیاث الدین خلجی کے زمانے میں محل شاہی میں ایک ہزار خادمات حافظہ وقاریہ تھیں۔

محمود خلجی، والی مالوہ کے عہد میں شادی آباد مانڈو علم وفضل کا مرکز تھا، تمام ملک گویا شیراز وسمرقند بن گیا تھا، اس لئے ایک مدرسہ اجین میں اور ایک سارنگ پور میں تعمیر کروایا، اس کے جانشیں غیاث الدین خلجی نے بھی مدارس کو فروغ دیا، اس کے زمانے میں حفظ وقرائت کا اتنا چرچا ہوا محل شاہی میں ایک ہزار خادمات حافظہ وقاریہ تھیں۔

☆ امۃ الواحد بنت المحاملی عالمہ، فاضلہ فقیہہ اور مفیتۃ کے ساتھ حافظ قرآن بھی تھیں۔

☆ امام ابو محمد سراج الدین عبد الرحمن بن عمر دانی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی جمادی الاولی ۲۴۳ھ کی اولاد میں ایک نابینا صاحب زادی تھی، جو اپنے زمانہ میں قوت حافظہ میں عجوبہ شمار کی جاتی تھیں۔

طبقات الجنابلہ میں ہے:

" وكانت له بنت عمياء تحفظ كثيرا إذا سئلت عن باب من العلم من الكتب الستة ذكرت أكثره وكانت في ذلك أعجوبه" (۱)

ابو محمد حران کی ایک لڑکی نابینا تھی، اس کے حافظہ کا یہ حال تھا کہ صحاح ستہ کی کسی حدیث کے بارے میں پوچھا جاتا تو فورا بتا دیتی تھی اور قوت حافظہ میں وہ عجوبہ تھی۔

☆ میمونہ بنت ابو جعفر مدنیہ مشہور قاریہ مجودہ تھیں، انہوں نے یہ فن اپنے والد سے حاصل کیا تھا اور ان سے دوسرے لوگوں نے پڑھا۔

☆ امام القراء ابن جزری نے اپنی صاحب زادی سلمی کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے قراءت سبعہ میں قرآن مجید حفظ کر کے سنایا تھا اور قراءت عشرہ کی تعلیم بھی ان کے اصول کے مطابق حاصل کی تھی، وہ فن تجوید میں اس قدر آگے تھیں کہ اس زمانہ

(۱) ذیل طبقات الحنابۃ لابن رجب الحنبلی، ذکر تصانیفہ: ۳/ ۵۲۳، مکتبۃ العبیکان، الریاض۔

میں کوئی قاری و مجود ان کی ہمسری نہیں کر سکتا تھا۔

☆ ابن تغر بردی نے النجوم الزاہرہ میں لکھا ہے کہ خلیفہ ہارون رشید کی زوجہ زبیدہ کے محل سرا میں ایک ہزار باندیاں قرآن پڑھا کرتی تھیں اور ان کی آواز شہد کی مکھیوں کی آواز کی مانند سنائی دیتی تھیں۔

"وكان في قصر زبيدة مائة جارية تقرأ القرآن، فكان يسمع من قصرها دوي كدوي النحل من القراءة"(۱)

علم حدیث میں مسلم عورتوں کے کارنامے

حدیث میں ازواج مطہرات عموماً اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا خصوصاً تمام صحابیات سے ممتاز تھیں (۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات ۲۲۱۰ ہیں اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ۳۷۸ حدیثیں روایت کی ہیں، ان کے علاوہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا، اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہما اور فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بھی کثیر الروایۃ گزری ہیں۔

محدثین نے روایت حدیث کے لحاظ سے صحابہ کے پانچ طبقے قرار دیئے ہیں، اور تقریباً ہر طبقے میں صحابہ کے ساتھ صحابیات بھی شامل ہیں:

① اول طبقہ یعنی وہ صحابہ جن کی روایتیں ہزار یا ہزار سے زیادہ ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسی طبقے سے ہیں۔

② دوسرا طبقہ: یعنی وہ صحابہ جن کی روایتیں پانچ سو یا پانچ سو سے زیادہ ہیں، اس میں کوئی صحابیہ شامل نہیں۔

③ تیسرا طبقہ: یعنی وہ صحابہ جن کی روایتیں سو یا سو سے زیادہ ہیں؛ مگر پانچ سو سے کم ہیں، ان میں حضرت ام رضی اللہ عنہا ہیں۔

---

(۱) النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ: ۲/ ۲۱۴، وزارۃ الثقافۃ والارشاد القومی، دار الکتب، مصر، تحفۃ حفاظ: ۱۸۴، مکتبۃ الحق، ماڈرن ڈیری جوگیشوری ممبئی۔

(۲) طبقات ابن سعد: ۲/ ۱۲۶۔

④ چوتھا طبقہ: یعنی وہ صحابہ جن کی تعدادِ روایت چالیس سے سوتک ہے، اس طبقہ میں بکثرت صحابیات شامل ہیں، مثلاً: ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا، ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا، ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا، اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا، ام ہانی رضی اللہ عنہا۔

⑤ پانچواں طبقہ: یعنی وہ صحابہ جن کی روایتیں چالیس یا چالیس سے کم ہیں، اس طبقہ میں بکثرت صحابیات شامل ہیں، مثلاً: حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا، حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا، حضرت ربیع بنت مسعود رضی اللہ عنہا، حضرت سبرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا، حضرت کلثوم بنت حسین غفاری رضی اللہ عنہا، حضرت جداء بنت وہب رضی اللہ عنہا وغیرہا۔(۱)

☆ مُضغة، مُخّة، زُبدة اخوات بشر حافی رحمۃ اللہ علیہا، عبادت وتقوی میں مشہور تھیں، مُضغة سب سے بڑی تھیں، زُبدۃ کی کنیت "امّ علی" تھی، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب زادے عبداللہ کا بیان ہے کہ ایک دن میں والد کے ساتھ مکان میں موجود تھا، کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، والد کے حکم پر میں نے دروازہ کھولا تو ایک عورت کھڑی تھی، اس نے کہا کہ میں امام صاحب سے ملنا چاہتی ہوں، تم اجازت لے لو، اجازت ملنے کے بعد اندر آ کر سلام کیا اور کہا کہ ابوعبداللہ! میں رات کو چراغ کی روشنی میں سوت کاتتی ہوں، بعض اوقات چراغ بجھ جاتا ہے، تو چاندنی میں کاتتی ہوں تو ایسی حالت میں مجھ کو چراغ اور چاند کی روشنی میں کاتتے ہوئے دھاگہ کی اجرت میں فرق کرنا چاہئے؟ امام صاحب نے کہا کہ اگر تم کو فرق معلوم ہوتا ہو تو اس کو ظاہر کر دو، پھر اس عورت نے پوچھا کہ مریض کا تکلیف کی وجہ سے رونا شکوہ ہے؟ امام صاحب نے کہا کہ: میرے خیال میں یہ شکوہ نہیں ہے، اس کے بعد وہ چلی گئی۔

عبداللہ کہتے ہیں کہ والد صاحب نے کہا: میں نے کسی شخص کو اس قسم کا مسئلہ معلوم کرتے ہوئے نہیں سنا ہے، تم جاؤ دیکھو، یہ عورت کہاں سے آتی ہے، میں نے دیکھا کہ وہ بشر

---

(۱) خواتین اسلام کی دینی وعلمی خدمات، حضرت مولانا قاضی اطہر صاحب مبارکپوری: ۶۴، شیخ الہند اکیڈمی، دارالعلوم دیوبند۔

بن حارث کے مکان میں گئی وہ ان کی بہن تھی" یا بنی اذهب خلفها. فاعلم لی من هذه المرأة. قال عبد الله: فذهبت ورائها. فإذا هی قد دخلت دار بشر، وإذا هی أخته مخة"، واپس آکر والد صاحب کو بتایا، تو فرمایا کہ بشر حافی کی بہن کے سوا ایسی عورت کا ہونا محال ہے۔(۱)

☆ حضرت عمرہ رحمۃ اللہ علیہا مشہور صحابی سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی پوتی تھیں ان کی پرورش اور تعلیم وتربیت ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں ہوئی تھی، ان کو اللہ تعالی نے قوت حافظہ کے ساتھ غیر معمولی ذکاوت وذہانت سے بھی نوازا تھا، وہ فقہ وحدیث میں مہارت رکھتی تھیں، چنانچہ خلیفہ وقت بھی ان سے فتوے پوچھتے اور حدیث کے بارے میں معلومات حاصل کرتے تھے، امام زہری رحمۃ اللہ علیہ جو بلند پایہ محدثین میں شمار ہوتے ہیں فرماتے ہیں کہ مجھے میرے استاذ مدینہ کے فقیہ قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے مشورہ دیا کہ اگر علم حاصل کرنا چاہتے ہو تو عمرہ بنت عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہا کے پاس جاؤ، چنانچہ جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے انہیں علم کا سمندر پایا۔

مشہور مؤرخ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عمرہ رحمۃ اللہ علیہا بلند پایہ عالمہ تھیں، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کا شمار بلند پایہ علماء وفقہاء کی صف میں کرتے ہیں، اور وہ خود ایک طویل عرصہ تک مدینہ طیبہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی احادیث کے بارے میں حضرت عمرہ رحمۃ اللہ علیہا سے رجوع کرتے رہے، ۸۹ ہجری میں ان کا انتقال ہوا اور جنت البقیع سے قریب اپنے بھائی کے باغ میں دفن ہوئیں۔(۱)

☆ **جمال النساء بی بی ام الخیر:** بغداد میں پیدا ہوئیں اور علم وفضل کے اعتبار سے آسمان شہرت پر آفتاب بن کر چمکیں، ان کے تبحر علمی کی وجہ سے لوگ "جمال النساء" کے

---

(۱) البدایۃ والنہایۃ: بشر الحافی فی الزاہد المشہور: ۱۰/ ۲۹۸، دار الفکر، بیروت، خواتین اسلام کی دینی وعلمی خدمات، حضرت مولانا قاضی اطہر صاحب مبارکپوری: ۱۲۱، شیخ الہند اکیڈمی، دار العلوم دیوبند۔

(۲) مسلم معاشرہ میں خواتین کا علمی وادبی ذوق: ۶۷، دار القلم، قاضی نگر پھلواری شریف، پٹنہ۔

لقب سے یاد کرتے تھے، انہوں نے ابن البطی، ابوالمظفر کاغذی اور شجاع الحربی جیسے بلند پایہ علماء سے علم حدیث حاصل کیا، پھر خود مسند درس بچھائی اور سینکڑوں لوگوں کو حدیث کی تعلیم دی۔

ان سے کسب فیض کرنے والوں میں فاطمہ بنت سلیمان، ابن شحنہ ابن سعد، اسماعیل عساکر اور قاضی تقی الدین سلیمان رحمۃ اللہ علیہم جیسے نامور محدثین کے نام شامل ہیں، فضل وکمال کے علاوہ بی بی ام الخیر زہد وتقوی میں بڑی شہرت رکھتی تھیں، انہوں نے حج کے لئے بار ہا مکہ معظّمہ کا سفر کیا "وكانت صالحة حجت غير مرة" ۶۴۰ھ میں وفات پائی۔(۱)

☆ **عالمہ بی بی خدیجہ بن احمد:** نویں صدی ہجری میں حدیث کی یگانہ روزگار عالمہ ہوئی ہیں، شیخ شہاب الدین احمد بن خلف بن عبدالعزیز بدران الحسنی کی صاحبزادی تھیں، ۷۹۸ھ میں پیدا ہوئیں۔(۲)

☆ **محدثہ بی بی رجب** رحمۃ اللہ علیہا: بی بی رجب رحمۃ اللہ علیہا نویں صدی ہجری میں بہت بڑی محدثہ گذری ہیں، والد کا نام شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر قلیچی رحمۃ اللہ علیہ تھا، ۸۰۰ھ میں پیدا ہوئیں، والد نے ان کی تعلیم وتربیت کا خاص اہتمام کیا، یہاں تک کہ جملہ علوم وفنون میں یگانۂ روزگار ہوگئیں، بالخصوص علم حدیث میں بہت اونچا مقام حاصل کیا، کہا جاتا ہے کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور ان سے حدیث کا سبق لیا، بی بی رجب رحمہا اللہ نے ۸۶۹ھ میں وفات پائی۔(۳)

☆ **بی بی مریم بنت علی** رحمۃ اللہ علیہا: ان کی کنیت ام ہانی تھی، اوائل عمر ہی میں علم وفضل کے آثار ان کی پیشانی سے ہویدا تھے، بچپن ہی میں انہوں نے قرآن حکیم اور نحو کی مشہور کتاب مُلحۃ (لابن الصائغ) اور فقہ شافعی کی مشہور کتاب مختصر ابی شجاع کو حفظ کرلیا،

---

(۱) الوافی بالوفیات، جمانۃ بنت ابی طالب: ۱۱/ ۱۳۸، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۰ھ۔

(۲) مشاہیر نسواں: ۶۱۲، منشی مولوی محمد عباس ایم اے، مطبع خادم التعلیم پنجاب لاہور۔

(۳) مشاہیر نسواں: ۲۸۷، منشی مولوی محمد عباس ایم اے، مطبع خادم التعلیم پنجاب لاہور۔

اور رفتہ رفتہ نحو، فقہ اور حدیث میں یگانۂ روزگار ہوگئیں، پھر انہوں نے اپنی درسگاہ قائم کی اور مدت العمر علوم دین کی اشاعت میں مشغول رہیں، ان کے تلامذہ میں علامہ جلال الدین سیوطی جیسے نابغہ روزگار عالم کا نام بھی شامل ہے۔(۱)

☆ **بی بی زینب بنت عبدالرحمن** رحمۃ اللہ علیہا: بیت المقدس کی رہنے والی تھیں، نسب نامہ یہ ہے کہ زینب بنت عبدالرحمن احمد بن عبدالملک بن عثمان بن عبداللہ بن سعد بن مفلح بن ہبۃ اللہ بن نمیر، اپنے دور کی نامور محدثہ تھیں، خود درس وتدریس میں مشغول رہیں، ان کے شاگردوں میں علامہ صلاح الدین الصفاوی کا نام بھی لیا جاتا ہے، بی بی زینب رحمۃ اللہ علیہا نے ۷۱۰ھ میں وفات پائی۔(۲)

☆ **بی بی شیریں بنت عبداللہ ہندیہ** رحمۃ اللہ علیہا: چھٹی ساتویں ہجری کی ایک نامور محدث امام ابن بندنیجی کی مولاۃ تھیں، وطن مالوف ہند تھا، وہ اپنے محدثانہ اور عالمانہ جاہ وجلال کی وجہ سے موالی وممالیک علماء میں ممتاز مقام ومرتبہ رکھتی تھیں، ایک زبردست محدث کی مولاۃ ہونے کی بناء پر علم وفضل سے خاص نسبت رکھتی تھیں، انہوں نے بڑی محنت سے علم حدیث کی تحصیل کی اور عبدالمنعم بن کلیب سے حدیث کی سماعت کی پھر خود مسند درس بچھائی اور بے شمار لوگوں کو اپنے فیضان علمی سے بہرہ یاب کیا۔

ان کے ارشد تلامذہ میں علامہ ابرقوہی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوالفتح عمر بن حاجب رحمۃ اللہ علیہ کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں، علامہ ابرقوہی رحمۃ اللہ علیہ ان کے خاص الخاص شاگرد تھے، اس لئے وہ شیخۃ الابرقوہی کے لقب سے مشہور ہوئیں، بی بی شیریں رحمۃ اللہ علیہا نے ۶۴۰ھ میں وفات پائی۔

"فی المشتبة أنها "شخية الأبرقوهي" وفی التوضيح:

(۱) مشاہیر نسواں: ۶۴۷، منشی مولوی محمد عباس ایم اے، مطبع خادم التعلیم پنجاب لاہور۔
(۲) مشاہیر نسواں: ۶۲۴، منشی مولوی محمد عباس ایم اے، مطبع خادم التعلیم پنجاب لاہور۔

توفیت سنة اربعین وست مائة"۔ (۳)

☆ **حافظ بی بی حبیبہ محدثہ رحمۃ اللہ علیہا:** حبیبہ بنت عبد الرحمن بن محمد بن احمد بن عبد الرحمن بن اسماعیل بن منصور مقدسی آٹھویں صدی ہجری میں یگانہ روزگار محدثہ گزری ہیں، علم حدیث انہوں نے شیخ تقی الدین بن ابی الفہم الیلدانی اور خطیب مردا سے حاصل کیا اور دوسرے علوم متداولہ ابراہیم بن خلیل سے حاصل کئے، مذکورہ اساتذہ کے علاوہ انہوں نے اسکندریہ کے محدث سبط حافظ سلفی رحمہ اللہ عنہ، بغداد کے محدث ابراہیم بن ابی بکر الزعبی اور فضل اللہ عبد الرزاق سے بھی اجازت حاصل کی، تحصیل علم سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا اور زندگی کا بیشتر حصہ اسی مقدس کام میں گزارا، ان کا حافظہ غضب کا تھا، سینکڑوں حدیثیں زبانی یاد تھیں، ان سے بڑے بڑے علماء نے حدیث کا علم حاصل کیا، ان میں علامہ صلاح الدین الصفدی رحمۃ اللہ علیہ جیسے شہرۂ آفاق عالم بھی شامل تھے، انہوں نے ۷۲۸ھ میں بی بی حبیبہ رحمۃ اللہ علیہا سے حدیث کی اجازت حاصل کی تھی، اس کا ذکر انہوں نے اپنی تصنیف "اعیان العصر واعوان النصر" میں بھی کیا ہے، بی بی حبیبہ رحمۃ اللہ علیہا نے شعبان ۷۳۳ھ میں وفات پائی۔ (۲)

☆ **بی بی زینب بنت عبد اللہ الازہری رحمۃ اللہ علیہا:** علم حدیث میں درجۂ تبحر رکھتی تھیں اور ان کے علم وفضل کی تمام عالم اسلام میں شہرت تھی، وہ ان خواتین میں سے ایک ہیں جن سے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کسب فیض کیا، ۸۷۰ھ میں پیداء ہوئیں، سال وفات معلوم نہیں۔ (۳)

---

(۱) الإکمال لابن ماکولا: ۲۱۲/۴، دار الکتب العلمیة، بیروت، إکمال الإکمال، تکملة لکتاب الإکمال لابن ماکولا، لابن نقطة الحنبلی: ۲۶۲/۳، جامعة ام القری، مکة المکرمة، الطبعة الاولی: ۱۴۱۰ھ۔

(۲) مشاہیر نسواں: ۲۱۸، منشی مولوی محمد عباس ایم اے، مطبع خادم التعلیم پنجاب لاہور۔

(۳) مشاہیر نسواں: ۳۱۰، منشی مولوی محمد عباس ایم اے، مطبع خادم التعلیم پنجاب لاہور۔

☆ **حافظہ بی بی عائشہ اندلسیہ** رحمۃ اللہ علیہا: جس زمانہ میں اندلس پر مسلمانوں کا پرچمِ اقبال پوری شان وشوکت سے لہرا رہا تھا، بی بی عائشہ رحمۃ اللہ علیہا مدینہ منورہ سے اندلس پہنچیں اور وہیں مستقل اقامت اختیار کر لی آپ کو دس ہزار احادیث زبانی یاد تھیں، ان سب کے سلسلہ روایت کو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچاتی تھیں۔(۱)

☆ **عابدہ محدثہ بی ست الفقہاء بنت ابراہیم الزاہد** رحمۃ اللہ علیہا: آٹھویں صدی ہجری میں نامور محدثہ گزری ہیں، زہد وعبادت اور اعمال حسنہ میں بھی اپنی نظیر آپ تھیں، انہوں نے جعفر ہمدانی احمد حرانی، عبدالرحمن بن بُنیمان اور عبداللطیف ابن القطیطی رحمۃ اللہ علیہم جیسے علماء سے علم حدیث کی، اس کے علاوہ علم فقہ میں بھی دسترس حاصل کی سند فراغت لینے کے بعد انہوں نے خود اپنی درسگاہ قائم کی اور ہزاروں تشنگان علم کو سیراب کیا، لوگ ان سے بطورِ خاص پہلے سنن ابن ماجہ کا اور پھر حدیث کی دوسری کتابوں کا درس لیا کرتے تھے:

"وروت الکثیر وسمعوا منها سنن ابن ماجة. واشياء توفيت ولها اثنتان وتسعون سنة ست وعشرين وسبع مائة"(۲)

☆ **امام جلال الدین سیوطی** رحمۃ اللہ علیہ **کی استاذہ بی بی حنیفہ** رحمۃ اللہ علیہا: شیخ عبدالرحمن بن احمد بن عمر بن القمنی کی صاحبزادی تھیں، ان کا شمار نویں صدی ہجری کے شہرۂ آفاق عالمات اور محدثات میں ہوتا ہے، اپنے دور کے یگانہ روزگار محدث علامہ کمال ابن خیر سے علم حدیث حاصل کیا اور فارغ التحصیل ہونے کے بعد خود اپنی درسگاہ قائم کی، اس سلسلہ میں اس زمانے کے بڑے بڑے علماء نے بی بی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہا سے کسب فیض کیا، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں بھی اپنے شیوخ کے زمرہ میں شمار کیا ہے۔(۳)

---

(۱) نفح الطیب من غصن الأندلس الرطیب، للتلمسانی: ۲۹۰/۴، دار صادر، بیروت۔

(۲) الوافی بالوفیات، بنت طولون: ۱۵/ ۴۷، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

(۳) تذکرۃ الخواتین۔

☆ **امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی استاذہ بی بی ملکہ رحمۃ اللہ علیہا:** شرف الدین بن عبد اللہ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی تھیں، آٹھویں صدی ہجری میں نامور محدثہ گزری ہیں، مدت العمر درس وتدریس میں مشغول رہیں اور بے شمار لوگوں نے ان سے علم حدیث حاصل کیا، امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے حدیث کی اجازت لی، بی بی ملکہ رحمۃ اللہ علیہا نے ۸۰۲ھ میں وفات پائی۔(۱)

☆ **بی بی ام عمر رحمۃ اللہ علیہا:** حافظ تقی الدین محمد رافع السلامی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی تھیں، مشہور محدثہ ہوئی ہیں، انہوں نے علامہ عبد الرحیم بن ابی الیسر رحمۃ اللہ علیہ اور کئی دوسرے علماء سے علم حدیث حاصل کیا اور بعد میں خود اپنی درسگاہ قائم کی، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے فاضل زمانہ بزرگوں نے ان سے اجازت حدیث حاصل کی، ۸۰۵ھ میں وفات پائی۔(۲)

☆ **بی بی علیہ بنت حسان رحمۃ اللہ علیہا:** دوسری صدی ہجری کے محدث امام اسماعیل بن علیہ کی والدہ، بصرہ میں بنوشیبان کی باندی تھی، امام اسماعیل کے والدہ ابراہیم بن مقسم کوفہ میں کپڑے کی تجارت کرتے تھے، اور کاروبار کے سلسلے میں آمدورفت بصرہ میں رہتی تھی، وہیں انہوں نے بی بی علیہ کو بنوشیبان سے لے کران سے نکاح کرلیا۔

☆ **بی بی فاطمہ بنت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہا:** ساتویں صدی ہجری کی فاضلہ ہیں، ۶۴۵ھ میں پیدا ہوئیں، ان کے والد ابراہیم بن محمود بن جوہر نہایت دانا اور فاضل آدمی تھے، انہوں نے اپنی بیٹی کو نہایت اعلیٰ تعلیم دلائی اور ان کو اس دور کے بڑے بڑے علماء سے استفادہ کا موقع بہم پہنچایا، تعلیم سے فارغ ہوکر بی بی فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا نے خود درس وتدریس کا سلسلہ شروع کردیا، چند ہی سالوں میں مشرق سے مغرب تک ان کے کمالاتِ علمی کا شہرہ ہوگیا، بیان کیا جاتا ہے کہ علامہ شیخ تقی الدین سبکی، ابن ابی الحسن

---

(۱) مشاہیر نسواں: ۶۴۹:۹، منشی مولوی محمد عباس ایم اے، مطبع خادم التعلیم پنجاب لاہور۔

(۲) مشاہیر نسواں: ۵۹۶:۷، منشی مولوی محمد عباس ایم اے، مطبع خادم التعلیم پنجاب لاہور۔

ابن الکویک اور شیخ ذہبی رحمۃ اللہ علیہم جیسے فضلاءِ زمانہ ان کی درسگاہوں میں حاضر ہوئے اور ان سے احادیث سنیں، بی بی فاطمہ بنت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہا نے ۷۱۰ھ میں وفات پائی۔(۱)

☆ **امام جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ کی استاذہ بی بی امۃ الخالق رحمۃ اللہ علیہا:** عبداللطیف بن صدقہ بن عوض المناوی العقبی کی صاحبزادی رحمۃ اللہ علیہا تھی، ۸۱۴ھ، میں پیدا ہوئیں، زمانہ تعلیم میں مسند احمد، معجم طبرانی، سیرۃ ابن ہشام، الفیہ، منہاج وغیرہ کتابیں پڑھیں اور بعض کو حفظ کرلیا، علامہ جمال الدین حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس درس میں شریک ہوئیں بعد میں خود طویل مدت تک درس وتدریس میں مشغول رہیں، ان سے کئی بڑے بڑے محدثین نے روایتیں لیں ہیں، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان سے کسب فیض کیا ہے۔

شعر وشاعری میں درک رکھتی تھیں، ذیل کے اشعار انہی کے ہیں:

هى المقادير فدعن أو تذر   أن كنت اخطأت فما أخطأ القدر
أذا أراد الله أمرا بامرء   وكان ذا عقل وسمع وبصر
اصم أذنيه واعما قلبه   وسله من عقله سل الشعر
حتى إذا أنفذ فيه حكمه   رد الله عقله ليعتبر

’’مقدر ہے کبھی بلاتا ہے کبھی چھوڑتا ہے، اگر چہ میں خطا کروں؛ لیکن مقدر خطا نہیں کرتا، اللہ جب بندے کو کوئی کام کرانا چاہتا ہے، اس حال میں کہ وہ عقل وسماعت وبصارت رکھتا ہے تو اس کو بہرا اور اس کے دل کو اندھا کردیتا ہے اور (دودھ میں سے) بال کی طرح عقل نکال لیتا ہے، یہاں تک کہ وہ شخص کام کرلیتا ہے تو اس کی عقل واپس کی جاتی ہے؛ تاکہ عبرت پکڑے‘‘۔

(۱) مشاہیر نسواں: ۶۴۳، منشی مولوی محمد عباس ایم اے، مطبع خادم التعلیم پنجاب لاہور۔

وفات: بی بی امۃ الخالق رحمۃ اللہ علیہا نے ۹۲۰ھ میں وفات پائی۔(۱)

☆ **فقہ وحدیث کی ماہرہ بی بی عائشہ بنت مسلم حرانی** رحمۃ اللہ علیہا: حران کی رہنے والی تھیں، ۶۴۷ھ میں پیدا ہوئیں، بچپن ہی سے علم حاصل کرنے کا بے حد شوق تھا، اللہ نے ذہن رسا سے بھی نوازا تھا، والد نے حوصلہ افزائی کی اور ان کو اپنے دور کے بڑے بڑے علماء سے تعلیم دلائی، انہوں نے اپنے ذہن رساں کی بدولت فقہ اور حدیث میں کامل دستگاہ پیدا کی اور پھر سالہا سال تک درس وتدریس میں مشغول رہ کر خلق خدا کو فائدہ پہنچایا، خود ان کے ایک بھائی محاسن بن مسلم نے ان سے علم حدیث سیکھا اور مرتبہ کمال کو پہنچے، اللہ تعالیٰ نے بی بی عائشہ کو بہت اچھی صحت سے نوازا تھا، انہوں نے نوے سال کی عمر پائی اور ۷۳۷ھ میں فوت ہوئیں۔(۲)

☆ **آٹھویں صدی کی نامور محدثہ بی بی فاطمہ بنت ابراہیم** رحمۃ اللہ علیہا: بی بی فاطمہ بنت ابراہیم آٹھویں صدی ہجری میں نامور محدثہ گزری ہیں، علم وفضل اور زہد وعبادت میں اپنا ثانی نہ رکھتی تھیں، ۷۴۱ھ میں وفات پائی۔(۳)

☆ **دمشق کی مستند عالمہ بی بی زینب بنت سلیمان** رحمۃ اللہ علیہا: سلیمان بن ابراہیم الاشعریہ رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی تھیں، فن حدیث میں یکتائے روزگار تھیں، پہلے شام میں درس دیتی رہیں۔

پھر مصر چلی گئیں اور وہیں درس وتدریس میں زندگی گزار دی، ان کی غیر معمولی قابلیت کی وجہ سے لوگ ''مستند الدمشقیہ'' کے لقب سے یاد کرتے تھے۔(۴)

☆ **زمرد خاتون** رحمۃ اللہ علیہا: سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کی بہن تھیں، عام طور پرست

---

(۱) مشاہیر نسواں: ۶۵، منشی مولوی محمد عباس ایم اے، مطبع خادم التعلیم پنجاب لاہور۔

(۲) مشاہیر نسواں: ۷۶۳ وزوزو، منشی مولوی محمد عباس ایم اے، مطبع خادم التعلیم پنجاب لاہور۔

(۳) مشاہیر نسواں: ۶۴۳، منشی مولوی محمد عباس ایم اے، مطبع خادم التعلیم پنجاب لاہور۔

(۴) مشاہیر نسواں: ۶۲۳۵، منشی مولوی محمد عباس ایم اے، مطبع خادم التعلیم پنجاب لاہور۔

الشام (شام کی ملکہ) کے لقب سے مشہور ہیں، نہایت نیک، علم دوست اور فیاض خاتون تھیں، انہوں نے دمشق میں ایک عظیم الشان دار العلوم بنایا اور اس کے دور کے ایک نامور فقیہ شیخ عثمان بن عبد الرحمن بن الصلاح شہرزوری رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر اس کا پرنسپل (صدر اساتذہ) مقرر کیا، یہ دار العلوم شہر کی تمام درس گاہوں میں امتیازی حیثیت رکھتا تھا۔(۱)

☆ **مولانا بہاء الدین مقدسی رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردہ بی بی ست الاہل رحمۃ اللہ علیہا:** علوان بن سعید بن علوان بن کامل کی صاحبزادی تھی، ان کا شمار ساتویں صدی ہجری کی نامور عالمات وعارفات میں ہوتا ہے، بعلبک کی رہنے والی تھیں، حنبلی المسلک تھیں، انہوں نے مولانا بہاء الدین مقدسی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیثیں روایت کی ہیں، ۷۰۳ھ میں وفات پائی۔(۲)

☆ **چوتھی صدی کی عظیم واعظہ بی بی حمدہ رحمۃ اللہ علیہا:** چوتھی صدی ہجری کے آخر میں ایک زبردست واعظہ ہوئی ہیں، باپ کا نام واثق تھا، بغداد کی رہنے والی تھیں، انہوں نے شیخ احمد بن علی بن بدران الحلوانی رحمۃ اللہ علیہ سے علم حدیث حاصل کیا تھا، بی بی حمدہ رحمۃ اللہ علیہا نے بغداد کے باب المراتب میں اپنی درس گاہ قائم کی تھی، وہاں وہ مجلس وعظ منعقد کیا کرتی تھیں اور لوگوں کو حدیث وفقہ کا درس بھی دیا کرتی تھیں، کہا جاتا ہے کہ اس دور کے ایک نامور عالم دین اور خطیب ابن سمعانی رحمۃ اللہ علیہ نے فن خطابت اور علم حدیث دونوں بی بی حمدہ رحمۃ اللہ علیہا سے سیکھے تھے۔(۳)

☆ **مکہ مکرمہ کی محدثہ بی بی کریمہ بنت احمد مزوری رحمۃ اللہ علیہا:** ان کا شمار پانچویں صدی ہجری کی شہرۂ آفاق عالمات میں ہوتا ہے، احمد بن محمد بن ابی حاتم کی صاحبزادی تھیں،

---

(۱) مشاہیر نسواں: ۳۰۶، منشی مولوی محمد عباس ایم اے، مطبع خادم التعلیم پنجاب لاہور۔

(۲) معجم الشیوخ الکبیر للذہبی: ۱/ ۲۸۳، الذہبی، مکتبۃ الصدیق، الطائف، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، مشاہیر نسواں: ۶۲۵، منشی مولوی محمد عباس ایم اے، مطبع خادم التعلیم پنجاب لاہور۔

(۳) مشاہیر نسواں: ۲۳۰، منشی مولوی محمد عباس ایم اے، مطبع خادم التعلیم پنجاب لاہور۔

ایران کے شہر مرو میں پیدا ہوئیں، سالہا سال تک دینی علوم کی تحصیل کرتی رہیں، کئی یگانہ روزگار علماء سے حدیث کا سماع کیا اور ان سے اجازت حاصل کی، پھر مکہ معظّمہ چلی آئیں، اور وہیں حدیث کا درس دیا کرتی تھیں، اندلس کے مشہور محدث ابو بکر محمد بن سابق صقلی، بی بی کریمہ رحمۃ اللہ علیہا مروزی ہی کے شاگرد تھے، وہ صقلیہ (سسلی) میں دولت اسلامی کے زوال کے بعد مشرق روانہ ہوئے اور مکہ معظّمہ میں بی بی کریمہ رحمۃ اللہ علیہا سے حدیث کی تحصیل کی، پھر وہاں سے اندلس پہنچے اور اہل غرناطہ کو اپنی ان احادیث سے فیض یاب کیا جن کی تحصیل مشرق میں کی تھی، ابن بشکوال لکھتا ہے:

"روی عن کریمہ بنت احمد المروزی وغیرها،وقدأتی الاندلس أخذ عنه أهل غرناطة" یعنی ابو بکر محمد نے کریمہ بنت احمد مروزی وغیرہا سے روایت، وہ اندلس آئے اور ان سے اہل غرناطہ نے تحصیل کی۔

علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہ میں ۴۶۳ھ کے ایام حج میں کریمہ سے صحیح بخاری کا سماع کیا، محدثہ کریمہ کی مجالس درس میں سینکڑوں لوگ شریک ہوتے تھے اور مقدور بھر فیض اٹھاتے تھے، ان سے کسب فیض کرنے والوں میں محدث ابو بکر محمد بن سابق صقلی، علامہ خطیب بغدادی اور علامہ ابو طالب زینبی رحمہم اللہ کے علاوہ متعدد دوسرے بلند پایہ اربابِ فضل وکمال شامل ہیں، کہا جاتا ہے کہ بی بی کریمہ حدیث اور دوسرے علوم مروجہ میں کمال رکھنے کے علاوہ رموز معرفت سے بھی خوب آشنا تھیں، انہوں نے باختلاف روایت ۴۶۴ھ میں وفات پائی۔(۱)

☆ **بی بی عمائم رحمۃ اللہ علیہا:** مولانا حسام الدین بن محمد بن ایوب الحسینی کی صاحبزادی تھیں، ان کا شمار نویں صدی ہجری کی نامور عالمات حدیث میں ہوتا ہے، بہت سے اونچے درجے کے علماء نے ان سے حدیث کا درس لیا۔(۲)

---

(۱) التقیید لمعرفۃ رواۃ السنن والمسانید، ابن نقطۃ: ۱/ ۴۹۹، دار الکتب العلمیۃ، الطبعۃ الاولی: ۱۴۰۸ھ۔

(۲) مشاہیر نسواں: ۴۰ ۶، منشی مولوی محمد عباس ایم اے، مطبع خادم التعلیم پنجاب لاہور۔

☆ **محدثہ وکاتبہ فخر النساء شہدہ رحمۃ اللہ علیہا:** چھٹی صدی ہجری میں شہرہ آفاق محدثہ کاتبہ ہوئی ہیں، والد کا نام ابونصر احمد بن عمر الابری تھا، وہ اپنے دور کے ایک ممتاز عالم دین تھے۔

شہدہ رحمۃ اللہ علیہا ۴۸۴ھ میں ایران کے شہر دینور میں پیدا ہوئیں، ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی، فن خوشنویسی (کتابت) بھی انہی سے سیکھا، اور اس میں ایسی مہارت حاصل کی کہ اس دور کے بڑے بڑے خوشنویس ان کے کمالِ فن کا اعتراف کرتے تھے، والد نے حدیث اور دوسرے علوم کی اعلیٰ تعلیم انہیں اس دور کے کئی نامور علماء: ابوعبداللہ حسن بن احمد نعمانی، ابوبکر محمد بن احمد الشاشی، احمد بن عبدالقادر بن یوسف اور ابوالحسینی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ سے دلوائی، اس طرح جملہ علوم میں انہیں درجہ تبحر حاصل ہوگیا۔

شہدہ رحمۃ اللہ علیہا کو علم حدیث میں اتنی شہرت حاصل ہوئی کہ تشنگان علم دور دور سے جوق در جوق ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور ان کے خوان علم سے ریزہ چینی کرنا اپنے لئے سعادت اور فخر کا باعث سمجھتے تھے، کہا جاتا ہے کہ ان کے درس میں بڑے بڑے شیوخ وائمہ حاضر ہوتے تھے اور ان سے سند عالی حاصل کرتے تھے، شہدہؒ حدیث کے علاوہ تاریخ اور زبان وادب پر بھی ایسی عمدہ تقریریں کرتی تھیں کہ سننے والوں کے دلوں پر نقش ہوجاتی تھیں، اپنے علم وفضل، خوشنویسی اور خطیبانہ صلاحیتوں کی بناء پر وہ لوگوں میں ''فخر النساء'' کے معزز لقب سے مشہور ہوگئی تھیں۔

شادی کے پینتالیس برس کے بعد ان کے شوہر نے وفات پائی، انہوں نے یہ صدمہ بڑے صبر اور حوصلے سے برداشت کیا اور اپنے آپ کو ہمہ تن درس وتدریس کے لئے وقف کردیا، خلیفہ مستقصی بن مستنجد عباسی (۵۶۶ھ تا ۵۷۵ھ) نے ان کے فضل وکمال کی شہرت سنی تو ان کو ایک بہت بڑی جاگیر عطا کی؛ تاکہ وہ یکسوئی کے ساتھ اشاعت تعلیم میں مشغول رہ سکیں، شہدہ رحمۃ اللہ علیہا نے اس کی آمدنی سے دریائے دجلہ کے کنارے ایک عظیم الشان درسگاہ بنائی، جس میں سینکڑوں طلبہ تعلیم حاصل کرتے تھے، ان کے تمام اخراجات شہدہ خود برداشت کرتی تھیں۔

شہدہ رحمۃ اللہ علیہا آخر دم تک درس وتدریس میں مشغول رہیں اور ۵۷۴ھ میں نوے سال سے زیادہ عمر پا کر بغداد میں اس عالم ناپائیدار سے رحلت کی، نماز جنازہ ''جامع القصر'' بغداد میں ادا کی گئی، جنازہ میں لوگوں کے علاوہ بڑے بڑے علماء اور عمائد سلطنت بھی شریک ہوئے محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ''شہدہ رحمۃ اللہ علیہا'' بڑی صالح اور عبادت گزار خاتون تھیں۔(۱)

☆ **چھٹی صدی کی نامور محدثہ بی بی سفری رحمۃ اللہ علیہا:** چھٹی صدی ہجری میں نادرۂ روزگار محدثہ ہوئی ہیں، قاضی یعقوب بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی تھیں، اپنے دادا اور اپنے بھائی سے علم حدیث حاصل کیا اور پھر طویل مدت تک لوگوں کو حدیث کا درس دیتی رہیں۔(۲)

☆ **امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی رحمۃ اللہ علیہا:** امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی وہ علم رکھتی تھیں کہ امام ممدوح حدیث وفقہ کا املاء بھی ان سے کراتے تھے خود بولتے اور صاحبزادی قلم بند کرتی تھیں۔

بلکہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا سبب ہی اس صاحبزادی کے حجاب وانفعال سے ہوا، آپ صاحبزادی سے مسائل فقہ املاء کرا رہے تھے، اس میں بعض نسوانی مسائل کا ذکر آیا جس میں سے بعض مسائل جماع ومباشرت سے متعلق تھے جن میں یہ لفظ بھی املا میں آیا ہے کہ "إذا نجامعهن يكون كذا" جب ہم عورتوں سے جماع کرتے ہیں تو ایسا ہوتا ہے مثلا غسل واجب ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ، صاحبزادی نے یہ مسئلہ لکھا اور غیر اختیاری طور پر کچھ ہلکا شرم آمیز تبسم کیا، اس پر امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر پڑ گئی، بے حد شرمندہ ہوئے اور اس انفعال اور شرمندگی سے مغلوب ہو کر وفات پا گئے۔ انا للہ وإنا إليه راجعون۔

---

(۱) وفیات الاعیان، شہدۃ بنت الابری: ۲/۴۷۷، دار صادر، بیروت، مشاہیر نسواں: ۳/۴۷، منشی مولوی محمد عباس ایم اے، مطبع خادم التعلیم پنجاب لاہور۔

(۲) مشاہیر نسواں: ۶۲/۷، منشی مولوی محمد عباس ایم اے، مطبع خادم التعلیم پنجاب لاہور۔

ظاہر ہے کہ حیادار سے حیا کی جاتی ہے، اس سے جہاں امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کی محجوبیت اور پردہ داری نمایاں ہوتی ہے، وہیں صاحبزادی کی حیاء وعفت اور پردہ داری کا بھی کافی ثبوت فراہم ہوتا ہے کہ وہ پردہ کی کس حد پر پہنچی ہوئی تھیں، جس نے باپ پر شرمندگی اور انفعال کا یہ غیر معمولی اثر ڈالا کہ وہ جانبر نہ ہوسکے۔

محدثات کا علم فقہ: امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے بائیس صحابیات کی جو فقہ وفتوی میں مشہور تھیں تصریح کی ہے۔

☆ فاطمہ بنت محمد بن احمد السمرقندی رحمۃ اللہ علیہا

شیخ علاء الدین حنفی فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ ۵۳۹ھ مصنف ''تحفۃ الفقہاء'' کی صاحبزادی فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا فقیہہ جلیلہ تھیں، ان کے شوہر شیخ علاء الدین کاسانی رحمۃ اللہ علیہ ۵۸۷ھ نے ''تحفۃ الفقہاء'' کی شرح ''البدائع الصنائع'' لکھی ہے، شرح کے لکھنے کے دوران شوہر سے غلطی ہوجاتی تو وہ اس کی تصحیح کرادیتیں، فتاوی پر فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا، ان کے والد اور شوہر تینوں کے دستخط ہوا کرتے تھے:

"وكانت الفتوى أولا يخرج عليها خطها وخط أبيها، فلما تزوجت بالكاساني صاحب البدائع المتوفى بعد فاطمة سنة ۵۸۷ھ كانت الفتوى تخرج بخط الثلاثة." (۱)

☆ ام الواحد ستیہ رحمۃ اللہ علیہا بنت قاضی حسین بن اسماعیل محاملی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن وفقہ کو زبانی یاد کرلیا تھا، فقہ شافعی میں کمال حاصل تھا، شیخ ابی علی بن ابی ہریرہ کے ساتھ فتوی دیا کرتی تھیں "تفتي مع أبي علي بن أبي هريرة"، امۃ الرحمن بنت شیخ تقی الدین بن ابراہیم بن علی واسطی فقہ وفتوی میں شہرت رکھتی تھیں، ست الفقہاء کے نام سے یاد کی جاتی تھیں، ام زینب بنت عباس بغدادیہ، شیخہ، عالمہ، فقیہ، زاہدہ، زمانہ کی سیدہ تھیں۔ (۲)

---

(۱) إعلام النساء في عالمي العرب والإسلام: ۴/ ۹۴، مؤسسة الرسالة، بيروت

(۲) تاریخ بغداد: ۱۶/ ۶۳۲، دار الغرب الاسلامی، بیروت۔

فن درایت میں مسلم عورتوں کے کارنامے

روایتِ حدیث کی ایک مثال یہ واقعہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے دور میں یہ خیال پھیل گیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج میں خدا کو دیکھا تھا؛ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے اس کا ذکر آیا تو بولیں کہ جو شخص یہ روایت کرے، وہ دروغ گو ہے، اس کے بعد یہ آیت پڑھی:

"لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ"

''خدا کو کوئی نگاہ نہیں پا سکتی، اور وہ نگاہوں کو پالیتا ہے، وہ لطیف اور خبیر ہے''۔

ان کے سامنے جب یہ روایت کی گئی کہ نحوست عورت، گھوڑے اور گھر میں ہے، تو انہوں نے اس سے انکار کیا اور یہ آیت پڑھی:

"مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا"(۱)

''زمین میں یا تمہارے اندر تمہیں جو مصیبتیں پہنچتی ہیں، وہ پہلے سے لکھی ہوتی ہیں''۔

غزوہ بدر میں جو مارے گئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے مدفن پر کھڑے ہو کر فرمایا تھا:

"هَلْ وَجَدتُّم مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا"

''خدا نے جو تم سے وعدہ کیا تم نے اس کو پالیا''۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! آپ مردوں کو پکارتے ہیں، آپ نے جواب میں فرمایا:

---

(۱) مسند احمد، عائشۃ بنت الصدیق، حدیث: ۲۶۰۸۸

"ما أنت بأسمع منهم ولكن لا يجيبون"

''تم ان سے زیادہ نہیں سنتے؛ لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے جب یہ روایت کی گئی تو انہوں نے کہا کہ آپ نے یہ نہیں؛ بلکہ یہ ارشاد فرمایا تھا:

"وَاللهِ إِنَّهُمْ لَيَعْلَمُونَ الْآنَ أَنَّ الَّذِي كُنْتُ أَقُولُ لَهُمْ حَقًّا"

''وہ اس وقت یقینی طور پر جانتے ہیں کہ میں ان سے جو کچھ کہتا تھا وہ سچ تھا''۔

اس کے بعد انہوں نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی:

إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ [النمل:۸۰] و {وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ [فاطر:۲۲]

''اے پیغمبر! تو مردوں کو اپنی بات نہیں سنا سکتا'' اور ''نہ ان کو جو قبر میں ہیں''۔(۱)

(۲) عام طور پر متعہ کی حرمت میں احادیث پیش کرتے ہیں، لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ایک شاگرد نے جواز متعہ کی روایت کی نسبت ان سے پوچھا تو انہوں نے اس کا جواب حدیث سے نہیں دیا؛ بلکہ فرمایا: میرے تمہارے درمیان خدا کی کتاب ہے، پھر یہ آیت پڑھی:

"الَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ"

''جو لوگ کہ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، بجز اپنی بیوی یا لونڈیوں کے ان پر کوئی ملامت نہیں''۔

---

(۱) بخاری: باب قتل أبي جهل، حديث: ۳۹۷۸۔

اس لئے ان دو صورتوں کے علاوہ کوئی اور صورت جائز نہیں "ما زوجه الله أو ملكه فقد عدا"۔(۱)

بناتِ اسلام نے علم حدیث کی اشاعت میں صرف درس وتدریس اور روایت ہی سے کام نہیں لیا؛ بلکہ محدثین کی طرح انہوں نے بھی اس فن میں مستقل کتابیں تصنیف کیں اور اسلامی کتب خانوں میں اپنی کتابوں کا اچھا خاصا ذخیرہ چھوڑا، اپنی مرویات کو کتابی شکل میں مدون کیا، فن اسماء الرجال میں کتابیں لکھیں، کتب احادیث کو نقل کیا، ان میں بہت سی عالمات کتابوں کے ضبط ومقابلہ اور تصحیح میں خاص ملکہ اور شہرت رکھتی تھیں۔

☆ **عائشہ بنت طلحہ رحمۃ اللہ علیہا:** آیئے زنانہ کمال کا ایک اور رنگ ہم حضرت عائشہ بنت طلحہ رحمۃ اللہ علیہا کی زندگی میں دیکھتے ہیں، زمانہ ان کا بھی وہی ہے اور ان کا شمار بھی تابعیات میں ہوتا ہے، اللہ نے ان کو باطنی فضل وکمال کے ساتھ ظاہری حسن وجمال سے بھی خوب نوازا تھا، اچھی صورت وسیرت رکھنے والی عورتوں میں انکا چرچا رہتا اور ان کے حسن وجمال کو جو بھی دیکھتا حیران وششدر رہ جاتا تھا، وہ خود ہی اپنے بارے میں فرماتی ہیں:

"والله لأنا أحسن من النار في عين المقرور في الليلة القارة"۔ (۲)

''خدا کی قسم ٹھنڈی رات میں سردی سے بے چین شخص کی نظر میں آگ جتنی پیاری ہوتی ہے میں اس سے بھی زیادہ دلکش ہوں''۔

عائشہ بنت طلحہ رحمۃ اللہ علیہا نہایت شریف گھرانے کی تھیں، ان کی والدہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام کلثوم تھیں اور ان کے والد جنت کی بشارت پانے والے حضرت طلحہ بن

---

(۱) المستدرک للحاکم: ۲/۲۷۴، حدیث: ۳۴۸۴، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

(۲) مختصر تاریخ دمشق، عائشۃ بنت طلحۃ بن عبید اللہ: ۲۰/۱۷۱، دار الفکر للطباعۃ والنشر، دمشق، سوریا۔

عبیداللہ رضی اللہ عنہ تھے، جو اپنی سخاوت کی وجہ سے ''طلحہ خیر اور'' طلحہ فیاض'' کے نام سے مشہور تھے، عائشہ بنت طلحہ رحمۃ اللہ علیہا کو حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رحمۃ اللہ علیہا سے شاگردی کی نسبت تو تھی ہی کہ وہ رشتہ میں ان کی خالہ بھی تھیں: لیکن ساتھ ہی ان کو شعر و ادب اور دیگر علوم و فنون میں بھی بڑا کمال حاصل تھا، چنانچہ ایک طرف بلند پایہ محدثین امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، امام مزی رحمۃ اللہ علیہ، ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ انہیں عمرہ بنت عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہا اور حفصہ بنت سیرین رحمۃ اللہ علیہا کی طرح معتبر ترین راویوں میں شمار کرتے ہیں، تو دوسری طرف ادب کی کتابیں ان کے لطائف، ان کی زندگی کے البیلے انداز اور اپنے شوہر کے ساتھ ان کی دلچسپ داستانوں سے بھری پڑی ہیں، ساتھ ہی وہ جہاں علمی کمال میں شہرت رکھتی ہیں، وہیں ذکر و عبادت میں بھی اپنے زمانہ میں بے مثال نظر آتی ہیں۔

عائشہ بنت طلحہ رحمۃ اللہ علیہا میں حسن و جمال کے ساتھ جو نسوانی اوصاف پیدا ہوتے ہیں وہ بھی یقیناً تھے، چنانچہ جب روٹھ جاتیں تو ان کو منانا بڑا مشکل ہوتا، اور مصعب بن زبیر کو اس کے لئے بڑے جتن کرنے پڑتے تھے۔

ایک دن صبح سویرے سوئی ہوئی تھیں کہ شوہر نامدار نے بیس ہزار دینار کی قیمت کے آٹھ موتی ان کی گود میں لاکر بکھیر دیئے تو بجائے خوش ہونے کے کہنے لگیں ''کہ میری نیند ان موتیوں سے کہیں زیادہ قیمتی تھی''۔

ایک دن ناراض ہوگئیں تو دس ہزار درہم کے انعام کے وعدہ پر اشعب نامی شخص نے ان کو منانے کی کوشش کی؛ لیکن ان پر کوئی اثر نہیں ہوا، تو وہ شخص کہنے لگا کہ اللہ کے واسطے آپ تھوڑی دیر کے لئے مان جائیں؛ تاکہ میں اپنے دس ہزار وصول کرلوں، پھر آپ کو بداخلاقی کا اختیار ہے، یہ سنکر ان کو ہنسی آگئی اور انہوں نے اپنے شوہر سے ناراضگی ختم کردی، مصعب بن زبیر قتل کردیئے گئے تو پھر انہوں نے عبیداللہ بن معمر سے شادی کرلی اور آٹھ سال تک ان کے ساتھ رہیں، پھر ان کا بھی انتقال ہوگیا، تو انہوں نے کھڑے ہوکر ماتم کیا جو عربوں کے رواج کے مطابق اس بات کی علامت تھی کہ اب وہ شادی نہیں کریں گی۔

اس کے بعد انہوں نے ایک سال مکہ مکرمہ میں اور ایک سال مدینہ طیبہ میں گزارنا اپنی زندگی کا معمول بنالیا تھا، اور چونکہ ان کے پاس دولت بھی بے پناہ تھی تو کبھی کبھار اس کی دیکھ بھال کے لئے طائف بھی جایا کرتی تھیں، اور حج کے لئے نکلتیں تو بڑے شان وشوکت سے نکلتی تھیں۔

ان کے حسن و جمال سے زیادہ ان کے فضل وکمال کا شہرہ تھا اور ان کو بڑی عزت اور احترام کی نظروں سے دیکھا جاتا تھا۔

ہشام بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں گئیں تو اس نے پوچھا کہ کیوں زحمت کی؟ تو بڑی بے باکی سے کہا کہ، اسلئے آئی ہوں کہ ایک طرف بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط سالی ہے، اور دوسری طرف بادشاہ وقت بھی اپنی ذمہ داریوں سے غافل ہے۔

ہشام بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ نے علماء اور دانشوروں کو جمع کیا کہ عائشہ بنت طلحہ رحمۃ اللہ علیہا کے ساتھ علمی مجلس منعقد کی جاسکے، چنانچہ ان کے علم وفضل اور شعر وادب اور علم الانساب میں مہارت پر خود خلیفہ وقت دنگ رہ گیا، اور ان کی عالمانہ گفتگو سن کر علماء کو بھی حیرت ہوئی۔(۱)

☆ اور امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے عجیبہ بنت حافظ بن محمد بن ابو غالب باقداری بغدادیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے اساتذہ اور شیوخ حدیث کے حالات دس جلدوں میں لکھے تھے۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ "ولها مشيخة في عشرة أجزاء" (۲) شیوخ واساتذہ کے تذکرے میں ان کی ایک کتاب دس جلدوں میں ہے، تو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عجیبہ باقداریہ کے شیوخ کی تعداد کس قدر زیادہ تھی۔

---

(۱) الدر المنثور فی طبقات ربات الخدور، عائشة بنت طلحة: ۲۸۵/۱، المطبعة الكبرى الأميرية، مصر، مسلم معاشرہ میں خواتین کا علمی وادبی ذوق: ۶۷،، دار القلم، قاضی نگر پھلواری شریف، پٹنہ۔

(۲) سیر أعلام النبلاء: ۴۱۲/۱۶، دار الحدیث القاہرۃ۔

☆ فاطمہ خاتون رحمۃ اللہ علیہا بنت محمد حطینی اصفہانیہ کوتصنیف وتالیف میں بڑا اچھا سلیقہ حاصل تھا، انہوں نے بہت سی عمدہ عمدہ کتابیں لکھی تھیں، جن میں "الرموز من الکنوز" پانچ جلدوں میں تھی، امام فاسی نے تصریح کی ہے:

ولها طرق حسنة فی الوعظ وتوالیف حسنة ککتابها الموسوم بالرموز من الکنوز یقارب خمس مجلدات(۱)

''وعظ گوئی میں ان کو اچھا ملکہ حاصل تھا، انہوں نے اچھی اچھی کتابیں لکھیں جیسے ان کی کتاب "الرموز من الکنوز" تقریباً پانچ جلدوں میں ہے''۔

☆ ام محمد فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا بنت النفیس محمد بن عبدالمنعم البھنسی نے حدیث اور دوسرے علوم میں بہت سی کتابیں لکھیں، فاسی نے لکھا ہے:

"کتبت بخطها الکثیر من الحدیث والعلم" (۲)

علم حدیث اور دوسرے علم میں انہوں نے اپنے قلم سے بہت کچھ لکھا۔

☆ خدیجہ رحمۃ اللہ علیہا بنت محمد شاہجہانیہ بغدادیہ نے اپنے استاذ حدیث ابن سمعون کی جملہ مرویات واحادیث کو ایک الگ کتاب میں جمع کیا تھا" کتبت بخطها عن ابن سمعون"(۳)

☆ ام محمد شہدہ بنت صاحب کمال الدین عمر کو بہت سی حدیثیں زبانی یاد تھیں، انہوں نے بہت سی احادیث کتابی شکل میں یکجا کرلی تھیں" وکانت تکتب وتحفظ أشیاء"(۴)

---

(۱) العقد الثمین، تقی الدین الفاسی: ۸/ ۲۰۲، موسسۃ الرسالۃ بیروت۔

(۲) العقد الثمین، تقی الدین الفاسی: ۸/ ۲۹۰، موسسۃ الرسالۃ بیروت۔

(۳) العبر: ۲/ ۳۱۱، دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔

(۴) العبر: ۴/ ۲۲، دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔

☆ خدیجہ رحمۃ اللہ علیہا بنت شیخ شہاب الدین مکیہ اور ان کے معاصر علماء وفضلاء میں خط وکتابت کے ذریعہ دینی اموراور علمی مسائل میں بحث وتحقیق جاری رہا کرتی تھیں، وہ اس سلسلہ میں چھوٹے بڑے رسائل بھی لکھا کرتی تھیں۔" وبينها وبين علماء عصرها وصلحائه مكاتبات ومحاورات" (۱)

☆ عائشہ رحمۃ اللہ علیہا بنت عمارۃ بن یحییٰ افریقہ کے شہر بجایہ کی رہنے والی تھیں، ان کا خط نہایت پاکیزہ اور خوبصورت تھا، انہوں نے ایک کتاب اپنے ہاتھ سے نقل کی تھی جو اٹھارہ جلدوں میں تھی، غبرینی کا بیان ہے:

" وكان لها خط حسن ،رأيت كتاب الثعالبي بخطها في ثمانية عشر جزءا" (۲)

''ان کا خط بہت عمدہ تھا، میں نے ثعلبی کی ایک کتاب ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دیکھی ہے جو اٹھارہ جلدوں میں ہے''۔

ان چند مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عالمات وفاضلات نے تصنیف وتالیف اور کتابت وتحریر کے شعبہ میں بھی اچھی یادگار چھوڑی ہیں۔

اس کے علاوہ محدثات کی کتابوں اوران کی مرویات کی قبولیت اوراہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ علماء ومحدثین نے ان پر تخریج لکھی اوران کو اصل قراردے کر اپنی مرویات کو ان سے ملایا کہ ان کی کتابوں اور مرویات پران کے تلامذہ یا بعد کے علماء نے تخریج کی ہے۔

☆ امام فاسی نے ام الفضل خدیجہ رحمۃ اللہ علیہا بنت تقی الدین علی بن ابوبکر طبریہ مکیہ کے حال میں لکھا ہے کہ "وخرّج لها وحدّثت" (۳) ان کی احادیث کی تخریج کی گئی

---

(۱) العقد الثمین، تقی الدین الفاسی: ۲۰۸/۸، موسسة الرسالة بیروت

(۲) عنوان الدراية من كان من العلماء فى المائة السابعة ببجاية: ۱/ ۴۷، ۴۸، منشورات دار الآفاق الجديدة، بيروت۔

(۳) العقد الثمین، تقی الدین الفاسی: ۲۱۰/۸، موسسة الرسالة بیروت۔

اورانہوں نے حدیث کا درس دیا۔

☆ اسی طرح امّ احمد ریسۃ رحمۃ اللہ علیہا بنت القاضی محی الدین ابی جعفر طبری مکی کے بارے میں بیان کیا ہے: "وخرج لها أيضا وحدثت۔۔۔۔" (ان کی احادیث پر بھی تخریج کی گئی اورانہوں نے بھی حدیث کا درس دیا)۔(۱)

☆ عائشۃ رحمۃ اللہ علیہا بنت محمد بن مسلم الحرانیۃ، عالم فاضل خاتون تھیں، بہت ساری احادیث روایت کیں، ابن بطوطہ نے جامع بنی امیۃ دمشق میں ان سے احادیث کی سماعت کی، درزی اور خیاطی کے عمل سے کسب معاش کرتیں، نہایت مخیرہ اور قانعہ خاتون تھی، ۷۳۶ھ میں وفات ہوئی۔(۲)

☆ زینب رحمۃ اللہ علیہا بنت عالمگیر، یہ خاتون شاہ محی الدین اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی ہیں، نہایت عالم فاضل اورادیب خاتون گذری ہیں، جن کی وفات سن ۱۱۱۳ھ میں ہوئی، ہدیۃ العارفین میں ان کی کئی ایک تصانیف کا تذکرہ کیا گیا ہے، جن میں ان کا ایک دیوان شعر بھی شامل ہیں، خصوصا ان کی تفسیر بنام "زیب التفاسیر" کے نام سے موسوم ہے، ممکن ہے کہ ان کی یہ تفسیر شعری دیوان کے مثل فارسی میں ہی ہو۔(۳)

فقہ وفتاوی میں مسلم عورتوں کے کارنامے

اسلام اور مسلمانوں کی امتیازی شان یہ رہی ہے کہ اسلامی اور دینی علوم میں مردوں کی طرح عورتوں نے بھی پورا حصہ لیا ہے اورانہوں نے تعلیم وتدریس اور نشر واشاعت میں ان کے دوش بدوش خدمات انجام دی ہیں۔

فقہ وفتاوی کی باقاعدہ تدوین سے پہلے خاص فقہاء وفقیہات اس میں مہارت وشہرت رکھتے تھے، عہد رسالت میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس جملہ دینی علوم وامور کا مرکز

---

(۱) العقد الثمین، تقی الدین الفاسی: ۲۲۰/۸، موسسۃ الرسالۃ بیروت۔

(۲) محمد خیر رمضان یوسف، المؤلفات من النساء ومؤلفاتھن، ۲۷، دار ابن حزم بیروت۔

(۳) محمد خیر رمضان یوسف، المؤلفات من النساء ومؤلفاتھن، ۴۴، دار ابن حزم بیروت۔

تھی، ہر قسم کے معاملات ومسائل آپ کے سامنے پیش کئے جاتے تھے، اور آپ ان میں رہنمائی فرماتے تھے، نیز اس زمانہ میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم فتوی دیا کرتے تھے، بعض روایات میں ہے کہ عہدِ رسالت میں صرف حضرت ابوبکر اور حضرت رضی اللہ عنہما فتوی دیا کرتے تھے۔(۱)

اسی طرح بعض صحابہ رضی اللہ عنہم جو مختلف مقامات میں امیر ومعلم بنا کر بھیجے جاتے تھے، کتاب وسنت کی روشنی میں فتوی کا کام کرتے تھے، دوسری صدی کے نصف اول تک فقہ وفتاوی کا یہی حال رہا کہ حتی کہ ۱۴۰ھ اور ۱۵۰ھ کے درمیان پورے عالم اسلام میں فقہی ترتیب وتبویب پر باقاعدہ احادیث کی تدوین ہوئی اور علمائے اسلام نے اس انداز پر کتابیں لکھیں، اس دور سے پہلے احادیث وفقہ کے حاملین اپنے اپنے طور پر تحدیث وافتاء کی خدمات انجام دیتے رہے، جن میں مردوں کے علاوہ عورتیں بھی شامل تھیں۔

چنانچہ امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اعلام الموقعین میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فقہی مسائل وفتاوی منقول ومحفوظ کئے گئے ہیں، ان کے تعداد ایک سوتیس سے زائد ہے، ان میں مرد وعورت سب ہی شامل ہیں، پھر ان کے حسب ذیل تین طبقات قائم کر کے ہر طبقہ کے فقہاء ومفتیان کی طرح فقیہات ومفتیات کے نام درج کئے ہیں۔

طبقہ مکثر ین میں سات اجلہ صحابہ ہیں جن کے فتاوی اگر مدون ومرتب کئے جائیں تو ہر ایک صحابی کی ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے، چنانچہ خلیفہ مامون کے پڑپوتے ابوبکر محمد بن موسی بن یعقوب بن امیر المومنین مامون نے ان میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے فتاوی بیس جلدوں میں مرتب کئے تھے، اس طبقہ علیا میں فقیہہ امت ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی شامل ہیں۔

طبقہ وسطیٰ میں تیرہ فقہائے صحابہ ہیں جن میں سے ہر ایک کے فتاوی مختصر کتاب میں آسکتے ہیں، ان میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں۔

---

(۱) دیکھئے طبقات ابن سعد۔

طبقہ سفلی میں باقی حضرات ہیں، ان میں ہر ایک کے فتاوی ایک ایک جزء میں جمع کئے جاسکتے ہیں، ان میں ام المؤمنین حضرت صفیہ، ام المؤمنین حضرت حفصہ، ام المومنین حضرت ام حبیبہ، ام المومنین حضرت جویریہ، ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہن کے علاوہ حضرت فاطمۃ الزہراء، حضرت ام عطیہ، حضرت اسماء بنت ابوبکر، حضرت ام شریک، حضرت ام درداء، حضرت عاتکہ بنت زید، حضرت سہلہ بنت سہیل، حضرت ام سلمہ، حضرت زینب بنت ام سلمہ، حضرت ام ایمن، حضرت امام یوسف، حضرت غامدیہ رضی اللہ عنہن شامل ہیں، جن میں بعض تابعیات میں سے ہیں۔(۱)

اس تصریح کے مطابق ایک سوتیس فقہائے صحابہ میں بائیس فقیہات ومفتیات ہیں، جن میں سے ہر ایک کے فقہی مسائل اور فتاوی ضخیم جلدوں، متوسط کتابوں اور مختصر اجزاء میں مرتب ہوسکتے ہیں اور جن کے تفقہ اور فقہی آراء کی مقبولیت وشہرت صحابہ وتابعین کے زمانے میں عام تھی۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرۃ الحفاظ میں بتیس حفاظ صحابہ کا تذکرہ کر کے اجمالی طور سے چونسٹھ عظیم صحابہ کے نام درج کئے ہیں، جن میں صحاح احادیث مروی، جن میں ان چودہ صحابیات کے اسماء بھی درج ہیں:

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق، ام المؤمنین حضرت جویریہ بنت حارث مصطلقیہ، ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر بن الخطاب، ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رملہ بنت ابو سفیان امویہ، ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش اسدیہ، حضرت زینب بنت ابوسلمہ مخزومیہ، حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاشمیہ، حضرت ام الفضل لبابہ بنت حارث ہلالیہ، ان کی بہن ام المؤمنین حضرت میمونہ بنت حارث ہلالیہ، حضرت ام عطیہ نسیبہ انصاریہ، ام المؤمنین حضرت ام سلمہ ہند مخزومیہ، حضرت ام حرام بنت ملحان انصاریہ، ان کی بہن حضرت ام سلیم بنت ملحان انصاریہ اور حضرت ام ہانی بنت ابوطالب رضی اللہ عنہن۔(۲)

---

(۱) دیکھئے: إعلام المؤقعین

(۲) دیکھئے: تذکرہ الحفاظ۔

یہاں ان ہی فقیہات ومفتیات کا مختصر تعارف مقصود ہے، جس میں ان کی فقہی حیثیت کو نمایاں طور پر بیان کیا گیا ہے، ان فقیہات اسلام اور فقیہات امت میں ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا کا نام سرفہرست ہوتا اگر وہ قدیم الوفات نہ ہوتیں، ہم بطور تبرک ان کا مختصر حال لکھتے ہیں۔

☆ **حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا:** ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبری بنت خویلد رضی اللہ عنہا ابتداء میں عتیق بن عائذ کے نکاح میں تھیں، پھر ابو ہالہ نباش بن زرارہ اسیدی کے نکاح میں آئیں، ان سے ہند بن ابو ہالہ پیدا ہوئے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ربیب یعنی پروردہ تھے، اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تیسری شادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوئی، عام روایت کے مطابق اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال تھی، جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف پچیس سال کے تھے، حضرت ابراہیم بن ماریہ قبطیہ کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھی، یعنی حضرت قاسم، حضرت طاہر، حضرت طیب رضی اللہ عنہم، حضرت فاطمہ، حضرت زینب، حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہن، یہ سب خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ کی مالدار ترین عورت تھیں، تجارتی کاروبار بہت اونچے پیمانہ پر کرتی تھیں، زمانہ جاہلیت میں اعلی کردار کی وجہ سے طاہرہ کے لقب سے مشہور تھیں، نہایت عاقلہ فاضلہ اور معزز خاتون تھیں، وہ پہلی مسلمان تھیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاکر اپنا سب کچھ اسلام کے لیے وقف کر دیا اور چوبیس سال چھ ماہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفیقہ حیات رہیں، اور اپنی دولت اثر ورسوخ اور فہم وفراست سے کام لے کر مکی دور میں ہر نازک موقع پر اسلام کے لئے سپر بنی رہیں، قدیمۃ الوفات ہونے کی بناء پر وہ فقیہات ومفتیات کے طبقہ میں شمار نہیں ہوسکیں؛ مگر واقعہ یہ ہے ان کی ذات اس طبقہ کے لئے سرنامہ اور عنوان ہے، اور بنات اسلام کے دینی اور علمی کارناموں کی حسین داستان میں

زیب عنوان ہیں۔

☆ **حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علمی مقام:** ام المؤمنین حضرت عائشہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما ''فقیہ الامت'' کے لقب سے مشہور ہیں، فقہ، حدیث، فرائض، احکام، حلال وحرام، اخبار واشعار، طب وحکمت، غرض بہت سے علوم کی جامع اور اپنے زمانہ میں سب سے آگے تھیں، ان کی فقاہت اور جامعیت اجلہ صحابہ کے یہاں مسلم تھی۔

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ صحابہ جس بات میں شک وشبہ کرتے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رجوع کرتے، اس کے بارے میں ان کے پاس صحیح علم پاتے تھے، امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اعلم الناس یعنی سب لوگوں سے زیادہ علم رکھتی تھیں، اور اکابر صحابہ ان سے علمی اور دینی باتیں دریافت کرتے تھے۔

عام طور سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات آپ کی حدیثوں کو بہت زیادہ یاد رکھتی تھیں؛ مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اس بارے میں سب سے آگے تھیں، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں فتوی دیا کرتی تھیں، حتی کہ وصال تک فتوی دیتی رہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اکابر صحابہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما ان کی خدمت میں آدمی بھیج کر ان سے احادیث وسنن کے متعلق سوالات کیا کرتے تھے۔

اسی کو امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

''لو جمع علم عائشه إلى علم جميع أزواج النبي صلى الله عليه وسلم جميع النساء لكان علم عائشة أفضل''(۱)

''اگر تمام ازواج مطہرات کا علم؛ بلکہ تمام مسلمان عورتوں کا علم جمع کیا جائے اور اس کے مقابلے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم جمع کیا

---

(۱) الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب: عائشۃ بنت ابی بکر: ۱۸۸۳/۴، دار الجیل، بیروت۔

جائے تو ان کا علم سب سے اعلی وافضل ہوگا"۔

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تلامذہ واصحاب میں ان کے بھتیجے قاسم بن محمد بن ابوبکر اور بھانجے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ان کے فقہی آراء سے تجاوز نہیں کرتے تھے؛ بلکہ ان ہی کے فقہی مسائل پر عمل کرتے تھے۔(۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عنہا نے براہِ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی احادیث کی روایت کی ہے، نیز اپنے والد حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت جذامہ بنت وہب اسدیہ اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بڑے فقہاء صحابہ میں سے تھیں، اور فقہائے صحابہ دینی مسائل میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے، ایک جماعت نے ان سے فقہ حاصل کی ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے احادیث رسول اور ان کی فقہی آراء وفتاوی کی روایت کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، جن میں خاص ان کے رشتہ داروں اور اہل خاندان کے نام یہ ہیں، بہن ام کلثوم بنت ابوبکر صدیق، رضاعی بھائی عوف بن حارث بن طفیل، دونوں بھتیجے قاسم بن محمد بن ابوبکر، دونوں بھتیجیاں حفصہ بنت عبد الرحمن ابن ابی بکر اور اسماء بنت عبد الرحمن بن ابوبکر، دونوں بھتیجے عروہ بن زبیر بن عوام اور عبد اللہ بن زبیر عوام (یہ دونوں اسماء بنت ابوبکر کے صاحب زادے ہیں) بھانجی عائشہ بنت طلحہ، عبد اللہ بن ابوعتیق، محمد بن عبد الرحمن بن ابوبکر، عباد بن حبیب بن عبد اللہ ابن زبیر، عباد بن حمزہ بن عبد اللہ بن زبیر، موالی یعنی غلام ابویونس، ذکوان، ابوعمرو ابن فروخ۔

اور صحابہ میں عمرو بن عاص، ابوموسی اشعری، زید بن خالد الجہنی، ابوہریرہ، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عباس، ربیعہ بن عمرو جرشی، سائب بن یزید، حارث بن عبد اللہ بن نوفل رضی اللہ عنہم وغیرہ۔

(۱) دیکھئے: اعلام الموقعین۔

اور اکابر تابعین میں سے سعید بن مسیب، عبداللہ بن عامر بن ربیعہ، صفیہ بنت شیبہ، علقمہ بن قیس، عمر بن میمون، مطرف بن عبداللہ بن شخیر، ہمام بن حارث، ابوعطیہ وداعی، ابوعبیدہ بن عبداللہ بن مسعود، مسروق بن اجدع عبداللہ بن حکیم، عبداللہ بن شداد بن ہاد، عبد الرحمن بن حارث بن ہشام، ان کے دونوں صاحب زادے ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث، اور محمد بن عبدالرحمن بن حارث ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف، اسود بن یزید نخعی، ایمن مکی، ثمامہ بن حزن قشیری، حارث بن عبداللہ بن ربیعہ، حمزہ بن عبداللہ بن عمر، جناب صاحب مقصورہ، سالم بن سبلان، سعد بن ہشام بن عامر، سلیمان بن یسار، ابووائل، شریح بن ہانی، زر بن جیش ابوصالح السمان، عابس بن ربیعہ، عامر بن سعد بن ابی وقاص، طلحہ بن عبداللہ بن عثمان، طاؤس، ابوالولید عبداللہ بن حارث بصری، عبداللہ بن شقیق عقیلی، عبداللہ بن شہاب حولانی، ابن ابی ملیکہ، عبداللہ اللہبی، عبدالرحمن بن شماسہ، عبداللہ بن عمر لیثی، عراک بن مالک، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ، عطاء بن ابی رباح، عطاء بن یسار، عکرمہ، علقمہ بن وقاص، علی بن حسین بن علی، عمران بن حکان، مجاہد بن جبر، کریب، مالک بن ابوعامر اصبحی، فردہ بن نوفل اشجعی، محمد بن قیس بن مخرمہ، محمد بن منتشر، نافع بن جبیر بن مطعم، یحی بن عمر، نافع مولی ابن عمر، ابوبردہ بن موسی اشعری، ابوالجوزاء ربعی، ابوالزبیر مکی، خیرہ والدہ حسین بصری، صفیہ بنت ابوعبیدہ، عمرہ بنت عبدالرحمن، معاذہ عدویہ۔ (۱)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اصحاب وتلامذہ کی یہ فہرست لکھ کر ''خلق کثیر'' لکھا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ بالا حضرات کے علاوہ اور بھی بہت سے علماء وفضلاء نے ان سے روایت کی، ۵۷ھ یا ۵۸ھ میں فوت ہوئیں۔

☆ **حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا:** ام المؤمنین حضرت ام سلمہ بنت ابوامیہ یا سہیل کا نام ہند ہے، پہلے ابوسلمہ بن عبدالاسد کے نکاح میں تھیں، ان سے ایک لڑکی اور ایک لڑکے عمر پیدا ہوئے، عمر کی پرورش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی تھی، ۲ھ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

---

(۱) دیکھئے: تہذیب التہذیب۔

بیوگی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئیں، حدیث وفقہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہی تمام عورتوں سے زیادہ علم رکھتی تھیں، محمود بن لبید کا قول گذر چکا ہے کہ:

کان أزواج النبی ﷺ یحفظن من حدیث النبی ﷺ کثیرا ولا مثلا لعائشه وأم سلمة (۱)

''ازواج مطہرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثیں بہت زیادہ یاد رکھتی تھیں، مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سب سے آگے تھیں''۔

ان کے غلام (مولیٰ) شیبہ بن نصاح بن سرجس بن یعقوب اپنے زمانہ کے اہل مدینہ کے امام القراء تھے، حضرت نافع مولی ابن عمر تجوید وقرأت میں ان کے شاگرد ہیں، اور ان کی باندی (مولاۃ) خیرہ امام حسن بصری کی والدہ ہیں" وکانت خیرة ام الحسن البصری مولاة ام سلمة" (۲)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ اپنے شوہر ابو سلمہ بن عبد الاسد اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت کی ہے اور ان سے حدیث کی روایت کرنے والوں میں ان کے یہ متعلقین ہیں، صاحب زادے عمر بن ابو سلمہ، صاحبزادی زینب بنت ابو سلمہ، بھائی عامر بن ابو امیہ، بھتیجے مصعب بن عبد اللہ بن ابو امیہ، موالی نبہان، عبد اللہ بن رافع، نافع، سفینہ، ابو کثیر، ابن سفینہ خیرہ ہیں۔

ان حضرات کے علاوہ سلیمان بن یسار، اسامہ بن زید بن حارثہ، ہند بنت حارث فراسیہ، صفیہ بنت شیبہ، ابو عثمان نہدی، حمید بن عبد الرحمن بن عوف، ان کے بھائی ابو اسامہ بن عبد الرحمن بن عوف، سعید بن مسیب، ابو وائل، صفیہ بنت محصن، شعبی، عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق، عبد الرحمن بن حارث بن ہشام، ان کے دونوں بیٹے عکرمہ بن عبد الرحمن بن حارث

---

(۱) الطبقات الکبری لابن سعد: عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۲/ ۲۸۶، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

(۲) المعارف لابن قتیبہ: ۱/ ۱۴۳، الہیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، لاقاہرۃ۔

اور ابوبکر بن عبد الرحمن بن حارث، قبیصۃ بن ذویب، نافع مولی ابن عمر، لیلیٰ بن مالک اور دوسرے علماء وفقہاء نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔(۱)

☆ **حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا:** ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما پہلے خنیس ابن عبد اللہ بن حذافہ سہمی کی نکاح میں تھیں، ان کے انتقال کے بعد ۲ھ یا ۳ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئیں، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن ہیں، نہایت بزرگ اور صوامہ قوامہ اور صالحہ خاتون تھیں، قتال مرتدین کے سلسلہ میں جنگ یمامہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سے جو مصحف لکھا گیا وہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بعد حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ہی کے پاس رکھا گیا، اور انہوں نے اس اہم دینی امانت کی کما حقہ نگہداشت کی۔

انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث کی روایت کی ہے اور ان سے روایت کرنے والوں میں یہ حضرات قابل ذکر ہیں۔

بھائی عبد اللہ بن عمر، بھتیجے حمزہ بن عبد اللہ بن عمر، صفیہ بنت ابوعبید زوجہ عبد اللہ بن عمر، ام بشر انصاریہ، مطلب بن ابووداعہ، حارث بن وہب، شتیر بن شکل، عبد اللہ بن صفوان بن امیہ، عبد الرحمن بن حارث بن ہشام، مسیب بن رافع، ابومجلز، ان حضرات کے علاوہ رواۃ کی ایک جماعت نے ان سے روایت کی ہے، ۴۱ یا ۴۵ھ میں انتقال فرمایا۔(۲)

☆ **حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا:** ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نام رملہ بنت ابوسفیان صخر بن حرب ہے، ابتدائی دور میں اسلام لائیں اور اپنے شوہر کے ساتھ ہجرتِ حبشہ میں شریک رہیں، پہلے عبید اللہ بن جحش اسدی کے نکاح میں تھیں، جن کا انتقال حبشہ میں ہوا، بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔

۴۴ھ میں انتقال فرمایا، انہوں نے آخری وقت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر کہا کہ

---

(۱) دیکھئے: تہذیب التہذیب۔

(۲) دیکھئے المعارف ابن قتیبہ۔

ہمارے اور ہماری سوکنوں کے درمیان جو کچھ ہوا اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمائے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے جواب میں کہا کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف کرے اور درگذر فرمائے، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اس گفتگو سے آپ نے مجھے خوش کردیا، اللہ تعالیٰ آپ کو بھی خوش کرے، پھر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بلاکر یہی بات کہی اور انہوں نے اس کے جواب میں اسی قسم کی عفو و درگذر کی بات کی:

"فقالت : سررتنی سرك الله، وأرسلت إلى ام سلمة فقالت لها مثل ذلك" (۱)

''حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور زینب بنت جحش سے روایت کی ہے اور ان سے مندرجہ ذیل حضرات نے روایت کی ہے''۔

صاحب زادی حبیبہ بنت عبداللہ بن جحش اسدی، دونوں بھائی معاویہ بن ابی سفیان اور عتبہ بن ابوسفیان، بھتیجے عبداللہ بن عتبہ بن ابوسفیان، بھانجے ابوسفیان بن سعید بن مغیرہ بن اخنس بن شریق، دونوں موالی سالم ابن سوار، اور ابوالجراح، ان کے علاوہ ابوصالح السمان، عروہ بن زبیر، زینب ام سلمہ، صفیہ بنت شیبہ، شہر بن حوشب وغیرہ نے ان سے روایت نقل کی ہے۔

☆ **حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا:** ام المؤمنین حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا پہلے ابوسبرہ بن ابورہم کے نکاح میں تھیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام ''سرف'' میں ان سے نکاح فرمایا اور اسی مقام پر ۳۸ھ میں ان کا انتقال ہوا، ان کے مولی اور غلام یسار تھے، جن کے لڑکے عطاء بن یسار، سلیمان بن یسار، مسلم بن یسار اور عبدالملک بن یسار تھے، یہ چاروں بھائی فقہائے اسلام میں سے تھے، ایک موقع پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے بارے میں شہادت دی کہ "إنها كانت من اتقانا لله

(۱) الطبقات الکبری لابن سعد: ام حبیبۃ: ۷۶/۸، دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔

وأوصلنا للرحم" وہ ہم سب ازواج نبی میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والی اور صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔(۱)

انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے اور ان سے ان حضرات نے روایت کی ہے، چاروں بھانجے عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن شداد بن الہاد، عبدالرحمن بن سائب، یزید بن اصم، ربیب بن عبداللہ خولانی، باندی ندبہ، والی عطاء بن یسار اور سلیمان بن یسار، ابراہیم بن عتبہ، عبداللہ بن معبد بن عباس، کریب مولی ابن عباس، عبیدہ بن سباق، عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ، عالیہ بنت سبیع وغیرہ۔(۲)

☆ **حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا:** ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث بن ابوضرار پہلے مسافع بن صفوان کے نکاح میں تھیں، بعد میں رسول اللہ ﷺ کے عقد میں آئیں، وہ ایک غزوہ میں قیدیوں کے ساتھ تھیں، اسکے بعد بنو مصطلق کے تمام قیدی آزاد کردیئے گئے، چنانچہ اس نکاح کی برکت سے ایک سو خاندان کو آزادی ملی۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز کے بعد دن چڑھے گھر میں تشریف لے گئے اور دیکھا کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا اب تک اپنے مصلی پر نماز پڑھ رہی ہیں، آپ ﷺ نے ان کو یہ دعا پڑھنے کی تلقین فرمائی:

"سبحان الله عدد ما خلق، سبحان الله رضا نفسه، سبحان الله زنة عرشه، سبحان الله مداد كلماته" (۳)

"حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے اور ان سے ان حضرات نے روایت کی ہے، عبداللہ بن عباس، عبید بن سباق، ابوایوب مراغی، مجاہد بن جبیر، کریب مولی ابن عباس، کلثوم بن مصطلق،

(۱) الطبقات الکبری لابن سعد: ام حبیبة: ۸/ ۱۱۰، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

(۲) الطبقات الکبری لابن سعد: ام حبیبة: ۸/ ۱۱۰، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

(۳) الطبقات الکبری لابن سعد: جویریة بنت الحارث: ۸/ ۹۴، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

عبداللہ بن شداد بن الہاد، ۵۰ھ یا ۵۶ھ میں انتقال کیا''۔(۱)

مذکورہ بالا امہات المؤمنین فقہ وفتاوی میں شہرت رکھتی تھیں، دیگر امہات المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ، حضرت زینب بنت جحش، حضرت زینب بنت خزیمہ، حضرت ریحانہ بنت زید رضی اللہ عنہن اہل بیت رسول کی افراد اور کاشانہ نبوت کی رہنے والی تھیں، اور وہ بھی دینی علوم سے حصہ وافر رکھتی تھیں، ان سے بھی احادیث مروی ہیں، چنانچہ حدیث کی کتابوں میں ان کی مرویات اور واقعات موجود ہیں، البتہ مذکورہ چھ امہات المؤمنین فقہ وفتاوی اور حدیث میں نمایاں مقام رکھتی تھیں۔

☆ **حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا:** حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کے ایک سال بعد ہوا، ان کی اولاد میں حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت محسن، حضرت ام کلثوم کبری، حضرت زینب کبری رضی اللہ عنہن ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شہادت کے مطابق عورتوں میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور مردوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تھے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بڑے فضائل ومناقب ہیں، وصالِ نبوی کے چھ ماہ کے بعد ان کا وصال ہوا۔

انہوں نے اپنے والد ماجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی اور ان سے دونوں صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے براہ راست اور پوتی حضرت فاطمہ بنت حسین بن رضی اللہ عنہا نے مرسل روایت کی، نیز حضرت عائشہ، حضرت ام سلمہ، حضرت انس بن مالک اور حضرت ام سلمی، ام رافع رضی اللہ عنہم وغیرہ نے روایت کی ہے۔

☆ **حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما:** حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کا لقب ذات النطاقین ہے، مکہ مکرمہ میں سترہ آدمیوں کے بعد اسلام لائیں، بڑی عاقلہ، فاضلہ اور نبیلہ خاتون تھیں، ساتھ ہی سخاوت اور حق گوئی میں مشہور تھیں، ان کے صاحبزادے عبداللہ بن زبیر عوام نے یزید کے دور میں مکہ مکرمہ میں اپنی خلافت قائم

(۱) دیکھئے: تہذیب التہذیب۔

کی تھی، حضرت اسماء سو سال کی عمر میں ۷۳ھ میں فوت ہوئیں، اس وقت بھی ان کی نظر اور عقل میں فتور نہیں آیا تھا، احادیث میں ان کے بھی بڑے مناقب وفضائل آئیں ہیں۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے اوران سے ان حضرات نے روایت کی ہے: دونوں صاحب زادے عبداللہ بن زبیر اور عروہ بن زبیر، بھتیجے عبداللہ بن عروہ بن زبیر، بھتیجی فاطمہ بنت منذر بن زبیر، عباد بن حمزہ بن عبداللہ بن زبیر، عباد بن عبداللہ بن زبیر، مولی عبداللہ بن کیسان، صفیہ بنت شیبہ، عبداللہ بن عباس، مسلم مصری، ابونوفل بن ابو عقرب، عبداللہ بن ابی ملیکہ، وہب بن کیسان وغیرہ۔(۱)

☆ **ام عطیہ رضی اللہ عنہا:** حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا نام نسیبہ بنت کعب یا حارث انصاریہ ہے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوکر زخمیوں اور مریضوں کا علاج کرتی تھیں، ان کے بارے میں ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

"کانت من کبار نساء الصحابة رضی اللہ عنہم" (۲)

"وہ صحابیات میں بڑے مقام ومرتبہ کی مالک تھیں"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک صاحبزادی کے انتقال پر ان کے غسل میں شریک تھیں، بعد میں غسلِ میت میں ان کی حدیث معتبر مانی جاتی تھی، اور بصرہ کے علماء وفقہاء میں ان کا شمار ہوتا تھا، صحابہ اور تابعین ان سے غسل میت کا طریقہ سیکھتے تھے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اوران سے حضرت انس بن مالک، محمد بن سیرین، حفصہ بنت سیرین، عبدالملک بن عمیر، اسماعیل بن عبدالرحمان ابن عطیہ، علی بن اقمر، ام شراحیل رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کی ہے۔(۳)

---

(۱) دیکھئے تہذیب التہذیب۔

(۲) الاستیعاب فی معرفة الأصحاب، ام عطیة الأنصاریة: ۴/ ۱۹۴۷، دار الجیل بیروت۔

(۳) الاستیعاب فی معرفة الأصحاب، ام عطیة الأنصاریة: ۴/ ۱۹۴۷، دار الجیل بیروت۔

☆ **حضرت ام شریک انصاریہ** رضی اللہ عنہا: حضرت ام شریک کا نام غزیہ یا غزیلہ بنت دودان بن عوف بن عمرو انصاریہ رضی اللہ عنہا دوسیہ ہے، ان کے حالات میں اختلافات پائے جاتے ہیں، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے، اور ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، شہر بن حوشب رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کی ہے۔(۱)

☆ **فاطمہ بنت قیس** رضی اللہ عنہما: حضرت فاطمہ بنت قیس قرشیہ فہریہ رضی اللہ عنہما حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ کی بڑی بہن ہیں، قدیمۃ الاسلام ہیں اور انہوں نے ہجرت کے آغاز میں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی ہے، ان کے ظاہری اور باطنی حسن وکمال اور دینی علوم میں فہم وبصیرت کے بارے میں امام ابن عبد البر نے تصریح کی ہے۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے ان کو "امراۃ نجود" یعنی باہمت وحوصلہ خاتون کے لقب سے یاد فرمایا ہے: "وكانت امرأة نجودا . والنجود النبيلة"۔(۲)

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے اور ان سے قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق، ابوبکر بن ابوجہم بن ابوسلمہ بن عبد الرحمن، سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر بن عوام، عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عبید بن مسعود، اسود بن یزید، سلیمان ابن یسار، عبد اللہ البہی، محمد بن عبد الرحمن بن ثوبان، عامر شعبی، عبد الرحمن بن عاصم بن ثابت اور ان کے مولی تمیم نے روایت کی ہے۔(۳)

☆ **ام ایمن** رضی اللہ عنہا: حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کا نام برکہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باندی ہیں، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش میں بڑی توجہ وشفقت سے کام لیا ہے، آپ ان کو ماں کہہ کر پکارتے تھے، اور فرماتے تھے کہ "هذه بقية أهل بيتي"

---

(۱) أسد الغابة: ام شریک القرشیة: ۷/۳۴۰، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

(۲) الاستیعاب فی معرفة الأصحاب: ۴/۱۹۰۱، دار الجیل، بیروت۔

(۳) دیکھئے تہذیب التہذیب۔

آپ نے ان کو آزاد کر دیا، اس کے بعد آپ نے حضرت عبید بن زید سے نکاح کر لیا، یہ غزوۂ حنین میں شہید ہو گئے تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا جن سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، غزوہ احد اور غزوہ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں شریک ہو کر زخمیوں کی مرہم پٹی اور مجاہدین کو پانی پلانے کی خدمت انجام دی ہے۔

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے اور ان حضرت انس بن مالک حسن بن عبداللہ صنعانی اور ابو یزید مدنی رضی اللہ عنہم وغیرہ نے روایت کی ہے، خلافت عثمانی کی ابتداء میں انتقال ہوا۔(۱)

☆ **حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا:** حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا کا نام خیرہ بنت ابو حدرد اسلمی ہے، ان کی نسبت ہجیمیہ اور وصابیہ ہے، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں، نہایت عالمہ، فقیہ اور عاقلہ، فاضلہ اور عابدہ زاہدہ خاتون تھیں: "و كانت من فضلاء النساء وعقلائهن وذوات الرأى منهن مع العبادة والنسك" وہ نسک وعبادت کے ساتھ طبقہ نسواں میں عاقلہ، فاضلہ اور صاحب الرائے تھیں۔

انہوں نے اپنے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہت زیادہ احادیث کی روایت کی ہے اور ان سے مکحول شامی، سالم بن ابو جعد، زید بن اسلم، اسماعیل بن عبید اللہ، ابو حازم مدینی، عطاء کیخارانی اور کئی دیگر حضرات نے روایت ہے۔

ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے شوہر ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور ان سے تابعین کی ایک جماعت نے روایت کی ہے، جس میں صفوان بن عبداللہ بن صفوان، میمون بن مہران، زید بن اسلم اور ام درداء الصغری رحمۃ اللہ علیہم شامل ہیں۔(۲)

---

(۱) الطبقات الکبری لابن سعد: ام أیمن: ۱۷۹/۸، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

(۲) الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب: ۱۹۳۵/۴، دار الجیل، بیروت

☆ **حضرت زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا:** حضرت زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں، اس لئے ان کو زینب بنت ام سلمہ بھی کہتے ہیں، حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما ان سے بے انتہا محبت کرتی تھیں، انہوں نے ان کو دودھ پلایا تھا، حضرت زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا فقہاء مدینہ میں ممتاز مقام و مرتبہ رکھتی تھی۔

مشہور تابعی عالم ابورافع رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے:

"كنت إذا ذكرت امراة بالمدينة فقيهة ذكرت بنت أبي سلمة"

''میں جب بھی مدینہ کی کسی فقیہ عورت کو یاد کرتا تو زینب بنت ابوسلمہ کو یاد کرتا تھا''۔

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امہات المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے اور ان سے ان کے صاحبزادے ابوعبیدہ بن عبداللہ بن زمعہ، محمد بن عمرو بن عطاء، حمید بن نافع مدنی، عراک بن مالک، عروہ بن زبیر، ابوسلمہ بن عبدالرحمن، کلیب بن وائل، علی بن حسین بن علی زین العابدین، ابوقلابہ جرمی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ نے روایت کی، ۷۳ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال کیا۔(۱)

☆ **ام حرام بنتِ ملحان رضی اللہ عنہا:** حضرت ام حرام بنت ملحان بن خالد انصاریہ رضی اللہ عنہا حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی بہن حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خالہ اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے بہت مانوس تھے اور ان کی بڑی تعظیم وتکریم کرتے تھے۔

امام عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(۱) الإصابة في تمييز الصحابة، لابن حجر: ۱۶۰/۸، دار الكتب العلمية، بيروت۔

"كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يكرمها، ويزورها في بيتها، ويقيل عندها ودعا لها بالشهادة"

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام حرام کا احترام فرماتے ، ان کے گھر جا کر ملاقات کرتے ، دوپہر میں ان کے یہاں سوتے ، اور آپ نے ان کو شہادت کی دعا دی''۔

صحیح بخاری وغیرہ میں اس سلسلے میں ان کے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب دیکھنا اور حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کی اپنی شہادت کی خواہش پر آپ کا ان کو اس کی دعا دینا اور غزوۂ قبرص میں شہادت پانا مذکور ہے، وہ خلافت عثمانی میں ۲۷ھ میں قبرص کی بحری مہم میں اپنے شوہر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہوئیں، ساحل قبرص پر جہاز سے اتریں اور سواری سے گر کر شہید ہوگئیں اور وہیں دفن کی گئیں۔

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ، عمیر بن اسود عنسی، یعلی بن شداد، عطاء بن یسار نے روایت کیا ہے۔(۱)

☆ حضرت ام سلیم بنت ملحان انصاریہ رضی اللہ عنہا: حضرت ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کی بہن اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ ہیں، ابتدائے اسلام میں اپنی قوم کے ساتھ مسلمان ہوگئی، مگر ان کے شوہر مالک بن نضر ان کی دعوت اسلام پر خفا ہو کر شام چلا گیا، اس کے بعد ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے ان کو شادی کا پیغام دیا، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے بعد انہوں نے ان سے نکاح کیا، اور حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے اپنے صاحبزادے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا: تم ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے میرے نکاح کا انتظام کردو، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوئیں۔

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے حضرت عبد اللہ بن ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے،

(۱) الاستيعاب في معرفة الأصحاب: ۱۹۳۱/۴، دار الجيل، بيروت۔

جن کی اولاد میں بڑی برکت ہوئی، ان کے دس لڑکے تھے، سب کے سب عالم دین اور محدث وفقیہ تھے اور ان سب سے علم پھیلا، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی اور ان سے صاحب زادے انس بن مالک رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، عمرو بن عاصم انصاری رضی اللہ عنہ، ابوسلمہ بن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے روایت کی: "روى عنها أنس بن مالك، وورى سليمان بن المغيرة عن ثاتب"(۱)

☆ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا: حضرت ام الفضل لبابہ الکبری بنت حارث بن حزن ہلالیہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی حقیقی بہن، حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی زوجہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی خالہ ہیں، ایک روایت کے مطابق ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کے بعد وہ دوسری عورت ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا، ان کے بطن سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے چھ نجیب وشریف لڑکے پیدا ہوئے، فضل، عبد اللہ فقیہ، معبد، قُثَم، عبد الرحمن، فضل سے حضرت لبابہ کی کنیت ام الفضل رضی اللہ عنہا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو الفضل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچی تھیں، آپ خاص طور سے ان کے یہاں تشریف لے جاتے اور آرام فرماتے تھے:

"وروت عنه أحاديث كثيرة. كانت من المنجيات"

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت زیادہ احادیث کی روایت کی اور ان عورتوں میں سے تھیں جن کی اولاد نجیب وشریف تھی، ان سے ان کے صاحب زادے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، کریب مولی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، ان کے مولی عمیر بن حارث رضی اللہ عنہ، انس بن مالک رضی اللہ عنہ، قابوس بن ابو مخارق رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن حارث بن نوفل رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے۔

ایک مرتبہ صحابہ کو شک ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوم عرفہ کا روزہ رکھا یا نہیں تو اسے معلوم کرنے کے لئے حضرت ام الفضل لبابہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی خدمت میں دودھ کا

(۱) الاستيعاب في معرفة الأصحاب: ۱۹۴۱/۴، دار الجیل، بیروت۔

پیالہ بھیجا، جسے آپ نے نوش فرمالیا، اور معلوم ہو گیا کہ آپ نے روزہ نہیں رکھا ہے۔(۱)

☆ **حضرت ام ہانی بنت ابوطالب رضی اللہ عنہا:** حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن ہیں، فتح مکہ کے وقت اسلام لائیں اور ان کا شوہر ہبیرہ بن ابووہب نجران کی طرف بھاگ گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو شادی کا پیغام بھیجا تو ان الفاظ میں معذرت کی:

"یارسول اللہ لأنت أحب إلی من سمعی وبصری وحق الزوج عظیم أخشی أن أضیع حق الزوج".(۲)

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ مجھے میری ذات سے بھی زیادہ محبوب ہیں، مگر شوہر کا حق بڑا ہے میں ڈرتی ہوں کہ کہیں شوہر کا حق ادا نہ کرسکوں''۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد تک زندہ رہیں، صحاح ستہ وغیرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی روایات موجود ہیں، ان سے ان کے صاحبزادے جعدہ بن ہبیرہ، پوتے یحییٰ بن جعدہ بن ہبیرہ، دوسرے پوتے ہارون، دونوں غلام ابومرہ ابوصالح، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن حارث بن نوفل ہاشمی، عبداللہ بن عبداللہ بن حارث بن نوفل ہاشمی، عبدالرحمن بن ابویعلی، مجاہد، عروہ، ان کے علاوہ شعبی، عطاء، کریب، محمد بن عقبہ بن ابومالک نے روایت کی ہے۔

ان محدثات وفقیہات اور مفتیات کے علاوہ صحابہ وتابعین وتبع تابعین میں بے شمار ایسی بناتِ اسلام تھیں جن کے علم وتفقہ کا شہرہ عام تھا اور ان سے محدثین نے روایت کی ہے، حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب کی آخری جلد میں کتاب النساء کے تحت اسماء وکنی سمیت تقریباً سوا تین سو محدثات وفقیہات کا ذکر کیا ہے اور تقریب التہذیب میں ان کی تعداد

(۱) الاستیعاب فی معرفة الأصحاب: ۱۹۰۸/۴، دار الجیل، بیروت۔

(۲) الطبقات الکبری لابن سعد: ام ہانی بنت أبی طالب: ۱۲۰/۸، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

ساڑھے تین سو کے قریب بتائی ہے، نیز روایت النساء عن النساء کے ماتحت انیس نامعلوم محدثات کا حال لکھا ہے۔(۱)

☆ **فقیہ یوسف بن یحیٰ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کی بہن فاطمہ بنت یحیٰ اندلسیہ قرطبیہ رحمۃ اللہ علیہا:** عالمہ، فاضلہ اور پرہیزگار ہونے کے ساتھ فقیہ بھی تھیں، اور بھائی کی طرح آپ بھی اس فن میں شہرت رکھتی تھیں، ان کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ان کے جنازہ میں جس قدر زیادہ مسلمان شریک ہوئے اس سے پہلے اس کی نظیر نہیں ملتی "ولم یر علی نعش المرأة ما رئی علی نعشها"۔(۲)

☆ **قاضی ابوعبداللہ حسین بن اسماعیل محاملی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحب زادی امۃ الواحد سُتَیۃ** رحمۃ اللہ علیہا نے اپنے والد اور اسماعیل بن عباس، وراق عبد الغافر بن سلامہ حمصی، ابوالحسن مصری اور حمزہ ہاشمی وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا تھا، نہایت فاضلہ عورت تھیں، فرائض، حساب، نحو اور دیگر علوم وفنون میں مہارت رکھتی تھیں، اور خاص بات یہ تھی کہ:

> "حفظت القرآن والفقه... وبرعت فی المذهب الشافعي وكانت تفتي مع أبي علی بن أبي هريرة"۔(۳)
>
> "انہوں نے قرآن وفقہ کو زبانی یاد کیا اور فقہ شافعی میں ان کو کمال حاصل تھا، وہ شیخ ابوعلی بن ابوہریرہ کے ساتھ فتوی دیا کرتی تھیں"۔

بنت المحاملی کے بارے میں یہاں تک لکھ دیا ہے:

---

(۱) تلخیص از کتاب: طالبات کے لئے تربیتی واقعات ۶۴-۸۶، مولانا خبیب نقشبندی، ادارہ تالیفات اشرفیہ، پاکستان، یہ سارے صحابیات کے حالات ماخوذ از، خواتین اسلام کی دینی وعلمی خدمات: از ۱۴۴ تا ۱۷۷۔

(۲) بغتیة الملتمس: ۱/۵۴۷، دار الکتاب العربی، القاہرة، بحوالہ خواتین اسلام کی دینی وعلمی خدمات، مولانا قاضی اطہر مبارکپوری: ۶۲ شیخ الہند اکیڈمی، دارالعلوم دیوبند۔

(۳) صفة الصفوة لابن الجوزی: ۵۱۵، دار الکتاب العربی، بیروت۔

"وكانت فاضلة أحفظ الناس للفقه على مذهب الشافعي"(۱)

وہ نہایت فاضلہ اور مذہب شافعی کی فقہ کی سب سے بڑی حافظہ تھیں۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس دور میں بنت المحاملی سے زیادہ فقہ کا جاننے والا دوسرا کوئی نہیں تھا؛ اس لئے وہ امام ابوعلی بن ابوہریرہ کے ساتھ فتوی دیا کرتی تھیں۔

☆ فقیہہ، مفتیہ ام ہانی عیوسہ ان کی بہن فاطمہ اور شیخ زورق کی دادی فقیہہ ام البنین رحمۃ اللہ علیہن، یہ تینوں فقیہات و مفتیات مغرب اقصی میں فقہ و فتوی میں خاص شہرت کی حامل تھیں۔(۲)

☆ **ام عیسی** رحمۃ اللہ علیہا **بنت ابراہیم بن اسحاق بغدادیہ** بھی بغداد میں مفتیہ تھیں، خطیب نے لکھا ہے کہ: "ذكر لي أنها كانت فاضلة عالمة تفتي في الفقه" ان کے بارے میں مجھ سے بیان کیا گیا کہ وہ عالمہ فاضلہ تھیں اور فقہی مسائل میں فتوی دیا کرتی تھیں۔

ابن جوزی نے بھی ام عیسی کے فتوی دینے کی تصریح تقریبا ان ہی الفاظ میں کی ہے۔(۳)

☆ شیخ تقی الدین ابراہیم بن علی واسطی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی امۃ الرحمن رحمۃ اللہ علیہا فقہ اور فتوی میں خاص ملکہ اور شہرت رکھتی تھیں اور سب الفقہاء کے لقب سے یاد کی جاتی تھیں۔(۴)

☆ **دہماء** رحمۃ اللہ علیہا **بنت یحیٰی ابن المرتضی امام احمد بن یحیٰی** رحمۃ اللہ علیہ کی بہن ہوتی ہیں، عالمہ فاضلہ، شاعرہ ہیں، ان کی مصنفات کا تذکرۃ علامہ شوکانی نے کیا ہے، ان کی ایک

---

(۱) تاریخ بغداد: ۱۴/ ۴۴۳، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

(۲) صفۃ الصفوۃ لابن الجوزی: ۵۱۵، دار الکتاب العربی، بیروت

(۳) تاریخ بغداد: ۱۴/ ۴۴۲، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

(۴) ضال عبر فی خبر من غبر، للذہبی: ۴/ ۷۷، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

کتاب بنام "شرح الأزهار فی فقه الأئمة الأخيار" ہے جوان کے بھائی احمد (المتوفی: ۸۴۰ھ) کی "الأزہار" کی شرح ہے۔(۱)

علم فرائض

فرائض میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خاص مہارت تھی اور بڑے بڑے صحابہ کرام ان سے فرائض کے متعلق مسائل دریافت کرتے تھے:

"لقد رأيت مشيخة أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم الأكابر يسألونها عن الفرائض"(۲)

علوم الاسرار

اسلامی علوم کے علاوہ اور علوم میں بھی صحابیات دستگاہ رکھتی تھیں، مثلاً علم اسرار میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو پوری واقفیت تھی (۳) خطابت میں اسماء بنت سکن کا خاص شہرہ تھا "وكان يقال لها خطيبة النساء" (۴) تعبیر میں اسماء بنت عمیس مشہور تھیں "وكان عمر يسألها عن تفسير الأنام"(۵)

علوم الطب

طب اور جراحی میں رُفیدہ اسلمیہ، ام مطاع، ام کبشہ، حمنہ بنت جحش، معاذہ، لیلی، امیمہ، ام زیاد، ربیع بنت معوذ، ام عطیہ، ام سلیم، کو زیادہ مہارت تھی، رفیدہ کا خیمہ جس میں جراح خانہ تھا مسجد نبوی کے پاس تھا:

"كان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد جعل سعد بن

---

(۱) محمد خیر رمضان یوسف، المؤلفات من النساء ومؤلفاتهن، ۳۹، دار ابن حزم بیروت۔

(۲) طبقات ابن سعد: عائشة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۲/۲۸۶، دار الکتب العلمیة، بیروت

(۳) مسند احمد

(۴) الإصابة فی تمییز الصحابة، اسماء بنت یزید: ۸/۲۱، دار الکتب العلمیة، بیروت

(۵) الإصابة فی تمییز الصحابة، اسماء بنت یزید: ۸/۶۱، دار الکتب العلمیة، بیروت

معاذ فی خیمتها فی مسجده لیعوده من قریب"(۱)

شاعری

شاعری میں خنساء، سعدی، صفیہ، عاتکہ، امامہ، مریدیہ، ہند بنت حارث، زینب بنت عوام، اروی، عاتکہ بنت زید، ام ایمن، قتیلہ عبدریہ، کبشہ بنت رافع، میمونہ بلویہ، نعم، رقیہ زیادہ نامور ہیں، خنساء کا مثل آج تک عورتوں میں پیدا نہیں ہوا، ان کا دیوان چھپ گیا ہے۔(۲)

مسلم عورتوں کی خطاطی، کتابت اور انشاء میں کارنامے

خواتین اسلام میں بہت ساری خواتین وہ بھی جنہوں نے فن انشاء اور حسن کتابت میں نام پیدا کیا ہے، امراء اور سلاطین نے سرکاری مراسلات ومکاتبات میں بھی ان سے کام لیا ہے۔

☆ ام الفضل فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا بنت حسن بن علی الاقرع بغدادیہ کاتبہ، بنت الاقرع کی کنیت سے مشہور ہیں، فن خطاطی میں استاذ زمانہ تھیں، مشہور خطاط ابن البواب کے خط کی پوری نقل کرتی تھیں اور اہل علم ان سے خطاطی سیکھتے تھے، امام ذہبی فرماتے ہیں:

"الکاتبة التی جودوا علی خطها وکانت تنقل طریقة ابن البواب"(۳)

فاطمہ کاتبہ رحمۃ اللہ علیہا کے طرز خط پر لوگوں نے اپنے خط درست کئے وہ ابن البواب کاتب کے خط کی نقل کرتی تھیں۔

امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے: "وکان خطها مستحسنا فی الغایة" ان کا خط نہایت درجہ پاکیزہ اور حسین تھا۔

---

(۱) الاستیعاب: رفیدة: ۱۸۳۸/۴، دار الجیل، بیروت۔

(۲) سیر الصحابہ: ۲۰۷/۶ تا ۲۲۲، مولانا سعید انصاری صاحب مرحوم۔

(۳) العبر فی خبر من غبر للإمام الذہبی: ۳۴۲/۲، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

بنت الاقرع رحمۃ اللہ علیہا کو ان کے حسن خط کی وجہ سے وزیر ابو نصر عبد الملک کندری رحمۃ اللہ علیہ نے بلاد جبل بلایا اور دیوان عزیزی اور عیسائی شاہ روم کے مابین مسلم صلح نامہ کی کتاب کرائی، صلح نامہ صرف ایک ورق میں لکھا گیا تھا جس پر بنت الاقرع کو ایک ہزار دینار دیئے گئے تھے "فأعطاني ألف دينار"(۱)

☆ امۃ العزیز خدیجہ رحمۃ اللہ علیہا بنت یوسف عالمہ، فاضلہ اور محدثہ تھیں اور ساتھ ہی خوشنویس تھیں اور فن کے مشاہیر سے خطاطی تعلیم حاصل کی تھی، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وجودت الخط على جماعة"(۲)۔

''انہوں نے خطاطوں کی ایک جماعت سے خوشنویسی سیکھی تھی''۔

☆ فخر النساء شہدہ بنت احمد کاتبہ لقب سے مشہور تھیں، ان کا خط نہایت پاکیزہ اور حسین تھا، ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: "وكان لها خط حسن"(۳)''ان کا خط حسین وجمیل تھا''۔

ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے حسن خط کے بارے میں لکھا ہے:

"كانت من العلماء وكتبت الخط الجيد"(۴)

وہ علماء میں سے تھیں اور ان کا خط نہایت عمدہ تھا۔

☆ اندلس کی مشہور کاتبہ وادیبہ ''مُزنہ'' امیر الناصر لدین اللہ کی خاص کاتبہ ومنشیہ تھیں اور ان کا خط نہایت حسین وجمیل تھا، "كاتبة الأمير الناصر لدين الله كانت أديبة حسنة الخط"۔ ۳۵۸ھ میں فوت ہوئیں۔(۵)

---

(۱) المنتظم: ۱۶/ ۲۷۳، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

(۲) العبر فی خبر من غبر للإمام الذہبی: ۳/ ۳۹۸، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

(۳) المنتظم: ۱۸/ ۲۵۴، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

(۴) وفیات الأعیان لابن خلکان: ۲/ ۴۷۷، دار صادر، بیروت۔

(۵) بغیۃ الملتمس: ۱/ ۵۴۶، دار الکتاب العربی، القاہرۃ۔

☆ ''مُنیۃ'' کاتبہ خلیفہ معتمد علی اللہ عباسی کی باندی تھیں، فن کتابت اور انشاء میں خاص شہرت رکھتی تھیں، اور ''الکاتبہ'' کے لقب سے مشہور تھیں، انہوں نے حدیث کی تعلیم ابو الطیب محمد بن اسحاق بن یحیی الوشاء سے پائی تھی اور ان سے عبید اللہ بن حسین بزار انباری نے روایت کی تھی "منية الكاتبة جارية خلافة أم ولد المعتمد"(۱)

☆ اندلس کی عالمات وفاضلات میں صفیہ بنت عبد اللہ حسن خط میں شہرت کی مالک تھیں، ایک مرتبہ ایک عورت نے ان کے خط میں عیب نکالا تو اس کے جواب میں یہ اشعار کہے:

عائبة خطى فقلت لها اقصرى فسوف أريك الدو فى نظم أسطرى
ونادیت كفى كى تجود بخطها وقربت أقلامى ورقى ومحبرى
فخطت بأبيات ثلاث نظمتها ليبدو لها خطى وقلت لها: انظرى (۲)

☆ عالمات اندلس میں ''لبنیٰ'' نامی ایک کاتبہ ہیں جو خلیفہ حکم بن عبد الرحمن اموی کی خاص کاتبہ تھیں اور سرکاری خط وکتابت کی ذمہ داری سنبھالتی تھیں، ان کو فن کتابت میں حذاقت ومہارت حاصل تھی، خط نہایت پاکیزہ تھا، علم الحساب میں بھی ماہر تھیں، ساتھ ہی ساتھ شاعری، نحو، عروض اور دیگر علوم وفنون سے حصہ وافر رکھتی تھیں:

"كانت حاضقة بالكتابة نحوية شاعرة بصيرة بالحساب مشاركة فى العلم وكانت عروضية حسن الخط جدا"(۳)

☆ عائشہ بنت عمارہ بن یحیی شریف بجاویہ افریقیہ ادیبہ شاعرہ تھیں: "عائشة كانت اديبة، أربية، فصيحة لبيبة"، ان کا خط نہایت پاکیزہ پختہ تھا، کتاب

---

(۱) تاریخ بغداد: ۱۴/ ۴۴۲، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

(۲) بغية الملتمس: ۱/ ۵۴۳، دار الکتاب العربی، القاہرۃ۔

(۳) بغية الملتمس: ۱/ ۵۴۶، دار الکتاب العربی، القاہرۃ۔

الثعالبی کوانہوں نے اٹھارہ جلدوں میں اپنے خط سے نقل کیا تھا۔(۱)

مسلم عورتوں کے وعظ و نصیحت میں کارنامے:

☆ حضرت امام حسن بصری کی والدہ ''خیرۃ'' عورتوں کے مجمع میں وعظ سنایا کرتی تھیں۔

☆ معاذہ بنت عبداللہ تابعی

حضرت صلہ بن اشیم رحمۃ اللہ علیہا کی زوجہ بڑی عابدہ، زاہدہ، عالمہ اور فاضلہ خاتون تھیں اور عورتوں کو وعظ سنایا کرتی تھیں۔(۲)

☆ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ الحکم عائشہ بنت محمد بغدادیہ الواعظہ رحمۃ اللہ علیہا نہایت بزرگ خاتون تھیں اور عورتوں کو وعظ کرتی تھیں۔

☆ زلیخا بنت الیاس غزنویہ کے بارے میں امام فارسی نے لکھا ہے کہ وہ خرقہ پہن کر عورتوں کے گھر جایا کرتیں اور وعظ کرتیں۔

☆ تاج النساء بنت رستم اصفہانیہ نے مکہ مکرمہ میں مجاروت اختیار کی تھی، بقول امام تقی الدین فارسی مکی وہ مکی صوفیاء میں سب سے آگے تھیں۔

☆ صفیہ بنت ابراہیم کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ مکہ ومدینہ میں صوفیات کی شیخہ اور فقراء کی خادمہ تھیں۔

☆ صفیہ بنت ابراہیم حرمین شریفین کی عابدات، زاہدات اور صوفیات کی مرشدہ تھیں، اصلاح وتربیت کی خدمات بھی انجام دیتی تھیں، مرد فقراء، عباد اور زہاد کی خدمت کرتی تھیں۔

☆ فاطمہ بنت عبدالرحیم حرانیہ کے بارے میں خطیب بغدادی اور ابن جوزی کا بیان ہے کہ وہ صوفیہ کے لقب سے مشہور ہیں چونکہ وہ صوف (اونی کمبل) ہی پہنتی تھیں، ساٹھ سال سے زائد مدت تک اپنے مصلے پر بلا بستر سوئیں۔

---

(۱) عنوان الدرایۃ: ۱/ ۴۷، دار الآفاق الجدیدۃ، بیروت۔

(۲) أعلام النبلاء للذہبی: معاذۃ بنت عبداللہ: ۴/ ۵۰۸، موسسۃ الرسالۃ بیروت

☆ بی بی ام الخیر بنت حریش بن سراقہ البارقی رحمۃ اللہ علیہا کوفہ کی ایک نڈر اور بیباک خاتون تھیں، وہ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھیں، اور نہایت فصیح و بلیغ رجزیہ اشعار پڑھ کر لوگوں کو ان کی مدد پر ابھارتی تھیں، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ایک مرتبہ والی کوفہ کو فرمان بھیجا کہ ام الخیر حریش کو عزت واحترام کے ساتھ میرے پاس دمشق بھیج دو، والی کوفہ نے ان کی حکم کی تعمیل کی، جب وہ دمشق پہنچیں تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے حرم میں اتارا اور پھر ایک دن ایوانِ خلافت میں بلا بھیجا، انہوں نے دربار میں آتے ہی کہا:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ"

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب مسنون دے کر فرمایا "ام الخیر میں اب کس طرح امیر المؤمنین کے لقب کا مستحق ہو گیا؟

بولیں: "لکل أجل کتاب" (یعنی ہر بات کا ایک وقت معین ہے)

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی مزاج پرسی کی تو انہوں نے کہا: "اللہ تعالیٰ نے خیر وعافیت کے ساتھ ایک روشن مجلس اور مہربان حکمراں کی خدمت میں پہنچایا"۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں اپنے حسنِ نیت ہی سے تم لوگوں پر فتح مند ہوا ہوں"۔

ام الخیر: اے امیر المؤمنین: اللہ تعالیٰ آپ کو لغزشِ مقال سے بچائے"

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "نہیں میرا ارادہ نیک تھا، اے ام الخیر! تم کو تقریر یاد ہے جو تم نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے قتل کے وقت کی تھی؟

ام الخیر: اگر پہلے سے تیار کی ہوتی تو یاد بھی رہتی، چند جملے تھے جو صدمے کے سبب آپ ہی آپ زبان سے نکل گئے تھے، اس کے سوا اگر کوئی اور کلام سننا چاہتے ہیں تو حاضر ہوں"۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا: کسی کو ان کی تقریر یاد ہے؟ ایک صاحب نے ام الخیر کی اس فصیح و بلیغ اور پر جوش تقریر کے چند جملے امیر رضی اللہ عنہ کے سامنے

پڑھے، ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کئے گئے تھے اور لوگوں کو اہل شام سے لڑنے پر ابھارا گیا تھا۔

اب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ام الخیر سے مخاطب ہوکر فرمایا: ''اے ام الخیر! تیری اس تقریر نے تو لوگوں کو میرے خون کا پیاسا بنادیا تھا، واللہ اگر اب میں تمہیں قتل کر ڈالوں تو اس میں کوئی قباحت نہ ہوگی''۔

ام الخیر: واللہ مجھے ہرگز افسوس نہ ہوگا؛ کیوں کہ آپ کی شقاوت میری سعادت کا باعث ہوگی اور میں شہید کہلاؤں گی''۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: ''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں تو کیا کہتی ہے؟

ام الخیر: جب وہ خلیفہ ہوئے لوگ ان سے راضی تھے اور جب وہ شہید ہوگئے تم لوگ ان سے ناراض تھے''۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: ''مدح ایسی ہی گول مول ہوتی ہے''۔

ام الخیر: ''خدا گواہ ہے اس سے کوئی اور مطلب نہیں، وہ سابقین الاولوین میں سے تھے اور بیشک آخرت میں ان کا درجہ بلند ہے''۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ''حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے''؟

ام الخیر: ''جن کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہو اور جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی کے بیٹے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر مصیبت کے ساتھی ہوں اور ان کے حق میں میری رائے کیا وزن رکھتی ہے؟''۔

اس کے بعد ام الخیر نے کہا: اے امیر! آپ قریش میں احلم الناس مشہور ہیں:

"فإن قريشا تحدث أنك أحلمها، فأنا أسألك بأن تسعني بفضل حلمك وأن تعفيني من هذه المسائل وامض لما شئت من غيرها"

اس قسم کے سوالوں سے مجھے معذور رکھیے، چنانچہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سوالات

موقوف کردیئے اور ام الخیر کو ایک بیش قیمت انعام دے کر رخصت کر دیا۔(۱)

☆بی بی زرقاء رحمۃ اللہ علیہا

ان کا تعلق عرب کے مشہور قبیلہ ہمدان سے تھا، عدی بن قیس کی بیٹی تھیں اور اپنے قبیلے کی فصیح اللسان شاعرات میں شمار ہوتی تھیں، جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے شریک تھیں اور رجزیہ اشعار پڑھ پڑھ کر اپنے قبیلے کو لڑائی کے لئے ابھارتی تھیں، کہا جاتا ہے کہ ان کے پر جوش اشعار سن کر ان کا قبیلہ بڑے جوش وخروش کے ساتھ آخر دم تک لڑتا رہا، لڑائی کے بعد وہ کوفہ چلی گئیں، اور اپنے گھر میں خاموشی سے زندگی گزارنے لگیں۔

ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دربار میں زرقاء کا ذکر چل پڑا، اہلِ دربار میں سے بعض نے کہا کہ زرقاء کے اشعار نے بڑا غضب ڈھایا اور کئی مرتبہ لڑائی کا رخ بدل ڈالا، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''بتاؤ اس عورت کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہئے؟

مصاحبوں نے کہا: ''اے امیر یہ عورت واجب القتل ہے''۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یہ تو بہت برا مشورہ ہے، کیا تم یہ چاہتے ہو کہ لوگ میرے بعد یہ کہیں کہ معاویہ نے ایک عورت پر قابو پا کر اس کو قتل کر ڈالا، میں ہرگز ایسا نہ کروں گا''۔

پھر انہوں نے عامل کوفہ کو خط لکھا کہ زرقاء کو عزت واحترام کے ساتھ چند معتمد محرموں اور قبیلہ کے سرداروں کے ہمراہ میرے پاس دمشق بھیج دو۔

عاملِ کوفہ کو یہ خط ملا تو اس نے زرقاء کو طلب کر کے امیر کے فرمان سے آگاہ کیا، زرقاء نے کہا: اگر امیر نے میرا دمشق جانا میری مرضی پر رکھا ہے تو میں وہاں نہ جانا بہتر سمجھتی ہوں اور اگر یہ امیر کا حتمی حکم ہے تو بہر حال اسے ماننا پڑے گا:

"إن كان أمير المؤمنين جعل المشيئة إلى لم أرم من

---

(۱) بلاغات النساء، ابن طیفور، ام الخیر: ۱/۱۴۰، مطبعة مدرسة والدة عباس الأول، القاهرة، مشاہیر نسوان، بحوالہ: تاریخ اسلام کی چار سو باکمال خواتین، طالب ہاشمی: ۷۰، پین اسلامک پبلشرز، اردو بازار، لاہور۔

بلدي هذا، وإن كان حتم الأمير فالطاعة له هو أولى بي".(۱)

☆ام جعفر عتابہ رحمۃ اللہ علیہا

محمد بن حسین بن قحطبہ کی بیٹی، یحییٰ برمکی کی بیوی اور جعفر برمکی کی والدہ تھی، اصل نام فاطمہ تھا؛ مگر وہ اپنے لقب سے عتابہ مشہور ہوئی، اسکی کنیت ام جعفر تھی، نہایت عالمہ فاضلہ، معارف پرور اور فیاض خاتون تھیں، بعض مورخین نے لکھا ہے کہ وہ ایک اونچے درجے کی متکلمہ اور اعلی درجہ کی خوشنویس تھی، اس کے علاوہ ان کو علم حساب میں بھی کمال درجے کی مہارت حاصل تھی۔

خلیفہ ہارون رشید نے بچپن میں ام جعفر کا فاطمہ کا دودھ پیا تھا، وہ اپنی رضاعی ماں کی بے حد عزت کرتا تھا، جس زمانے میں برمکی خاندان خلیفہ ہارون الرشید کے قہر وغضب کا نشانہ بنا اور اس کے حکم سے یحیٰ اور اس کے فرزند جعفر اور فضل کو گرفتار کر کے قید خانہ میں ڈال دیا گیا تو ہارون نے قسم کھا کر کہا کہ فاطمہ (عتابہ) کے لئے کسی قسم کی روک ٹوک نہیں ہے وہ جب چاہیں میرے پاس آسکتی ہیں اور جو اسفار کرنا چاہیں کرسکتی ہیں۔

عتابہ تک ہارون کا یہ قول پہنچا تو وہ رقہ سے بغداد پہنچی اور محل شاہی میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی، جب اجازت ملنے میں دیر ہوئی تو وہ ننگے پاؤں بلا نقاب شاہی محل تک آئی، خاندان کی بربادی کی وجہ سے وہ اس وقت غم کی تصویر بنی ہوئی تھی، ابن فضل حاجب نے ہارون الرشید کو بتایا کہ عتابہ اس حالت میں دروازے پر کھڑی ہے تو وہ فوراً اٹھا اور برہنہ پا چل کر اس کا اس کا استقبال کیا اور پیشانی کا بوسہ لے کر نہایت عزت واحترام کے ساتھ اپنے پاس بٹھایا، عتابہ کی آمد کا مقصد اپنے شوہر اور بیٹوں کو قید سے چھڑانا تھا، اس نے کہا:

"امیر المؤمنین کیا ہم زمانہ کی سختیوں کے اسی طرح شکار بنے رہیں گے اور کیا ہم پر جھوٹی تہمتیں لگائی جاتی رہیں گی، کیا میں نے اسی دن کے لئے آپ کو اپنا دودھ پلایا تھا۔

(۱) تاریخ دمشق لابن عساکر: زرقاء بنت عدی بن مرۃ: ۶۹/۱۶۶، دار الفکر للطباعۃ والنشر، بیروت۔

ہاورن نے تجاہل عارفانہ سے کہا: کیوں مادرِ مہربان کیا ہوا؟

عتابہ نے کہا: مہدی عباسی کے بعد یحیٰی آپ کے لئے بمنزلہ والد کے ہے اور جس رتبہ کا وہ شخص ہے اس سے آپ واقف ہیں، ہادی کے مقابلے میں اس نے آپ کی ولی عہدی کے لئے جو کوششیں کیں ان کا بھی آپ کو علم ہے۔

ہارون نے کہا: لیکن جو حکم الٰہی تھا وہ تو جاری ہو چکا ہے۔

عتابہ بولی: خدا کو بڑی قدرت ہے

"یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ أم الکتاب"

"اللہ جس کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے
اور اسی کے پاس اصل کتاب ہے"۔

ہارون نے کہا: ہاں بے شک یہ سچ ہے کہ خدا جس کا چاہتا ہے قصور معاف کرتا ہے مگر ان لوگوں کا قصور ایسا نہیں جسکو خدا معاف کر دے"

عتابہ بولی: معاملاتِ غیب تو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، امیر المؤمنین کو کیسے معلوم ہو گیا کہ خدا معاف نہیں کرے گا"۔

ہارون یہ سن کر کچھ دیر خاموش رہا اور پھر کسی شاعر کا یہ شعر پڑھا:

وإذا المنية انشبت أظفارها
الفيت كل تميمة لا تنفع

"جب موت اپنے ناخن چبھوتی ہے☆ تو کوئی تعویذ فائدہ نہیں دیتی"

عتابہ نے فوراً کہا: امیر المؤمنین میں تو یحیٰی کے حق میں تعویذ نہیں ہوں اور نہ میرا یہ دعویٰ ہے؛ لیکن آپ اسی شاعر کا یہ دوسرا شعر بھی تو پڑھئے:

وإذا افتقرت إلى الذخائر لم تجد
ذخرا يكون كصالح الأعمال

آ آجب تم کو سرمائے کی ضرورت پیش آئے تو کوئی سرمایہ اچھے اعمال

سے بڑھ کر نہیں ملے گا''۔

یہ تقریر سن کر ہارون نے سر جھکا لیا، پھر دیر تک دونوں کے درمیان عالمانہ گفتگو ہوتی رہی، آخر کار عتابہ نے سبز زمرد کا ایک ڈبہ پیش کیا جس میں ہارون کے بچپن کے ٹوٹے ہوئے دانت اور بال جو مشک میں ڈوبے ہوئے تھے، موجود تھے، اس نے ان کا واسطہ دے کر یحییٰ کی رہائی کی درخواست کی؛ لیکن ہارون آلِ برمک سے اتنا سخت ناراض تھا کہ اس کا دل نہ پسیجا اور عتابہ ناکام واپس گئی، چند دن بعد ہارون نے جعفر برمکی کو قتل کرا دیا، یحییٰ اور فضل بدستور قید رہے اور قید خانے ہی میں فوت ہو گئے۔ (۱)

☆ ملکہ زبیدہ

ام جعفر زبیدہ پانچویں عباسی خلیفہ ہارون الرشید کی ملکہ تھی، اس کے والد کا نام جعفر تھا جو دوسرے عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور کا بیٹا تھا، زبیدہ ۱۴۵ھ میں موصل میں پیدا ہوئی، اس وقت اس کا والد موصل کا گورنر تھا، اس نے اپنی بیٹی کا نام امۃ العزیز رکھا اور بڑے ناز ونعم سے اس کی پرورش کی، امۃ العزیز نے ابھی زندگی کی پانچ ہی بہاریں دیکھی تھیں کہ جعفر کا انتقال ہو گیا اور وہ یتیم رہ گئی، دادا ابو جعفر منصور نے اسے بغداد بلا لیا، ننھی امۃ العزیز بڑی خوبصورت بچی تھی، دادا نے اس کی تر وتازہ رنگت کی وجہ سے اس کا نام زبیدہ رکھ دیا (زبیدہ، زبدہ کا اسم تصغیر ہے جس کا مطلب ہے ملائی، مکھن، یا گیندے کا پھول) یہ نام اتنا مشہور ہوا کہ لوگ اس کے اصل نام امۃ العزیز کو بالکل بھول گئے، ابو جعفر منصور نے اپنی پیاری پوتی کی تعلیم وتربیت کا خاص اہتمام کیا اور اس کام کے لئے نہایت لائق اور فاضل استاذ مقرر کئے، زبیدہ بڑی سلیم الفطرت اور ذہین بچی تھی، اس نے بڑے ذوق وشوق سے تعلیم حاصل کی، اسی عمر میں اس کو قرآن کریم اور احادیث نبوی سے دلی اور روحانی تعلق پیدا ہو گیا جو عمر بھر قائم رہا، دوسرے علوم دینی اور عربی ادب میں بھی اس نے بڑے دسترس حاصل کر لی،

---

(۱) البرامکہ، بحوالہ: تاریخ اسلام کی چار سو باکمال خواتین، طالب ہاشمی: ۷۰، پین اسلامک پبلشرز، اردو بازار، لاہور۔

جوان ہوئی تو حسنِ صورت کے علاوہ حسنِ سیرت سے بھی آراستہ تھی اور علم وفضل کے اعتبار سے بھی بہت بلند مقام رکھتی تھی، ۱۶۵ھ ہجری میں چچا مہدی نے جو ابوجعفر منصور کے بعد خلیفہ بن چکا تھا، زبیدہ کی شادی اپنے بیٹے ہارون الرشید سے کردی، یہ شادی شاہانہ شان وشوکت کے ساتھ انجام پائی، مہدی کے بعد زبیدہ کے شوہر کا بڑا بھائی ہادی خلیفہ بنا، ۱۶۹ھ اس نے ۱۷۰ھ میں وفات پائی تو ہارون الرشید مسندِ خلافت پر بیٹھا اور زبیدہ کو ایک وسیع وعریض سلطنت کی خاتون اول ہونے کی عزت حاصل ہوگئی۔

زبیدہ بڑی خوش پوش، رحمدل، مخیر اور علم دوست خاتون تھی، ایک طرف تو اس کے جاہ وحشم کا یہ حال تھا کہ اس کا ایک ایک جوڑا ہزاروں دینار میں تیار ہوتا تھا، اس کی جوتیاں ہیروں اور موتیوں سے مزین ہوتی تھیں، اس کے محل میں عنبر کی شمعیں جلتی تھیں، اس کے باورچی خانے کا یومیہ خرچ دس ہزار درہم تھا اور سینکڑوں لوگ اس کے دسترخوان پر پرورش پاتے تھے اور دوسری طرف اس کی دینداری کی کیفیت یہ تھی کہ اس کے حرم میں سو کنیزیں قرآن کریم کی حافظہ تھیں، جو باری باری نہایت خوش الحانی سے قرآن حکیم کی تلاوت کرتی رہتی تھیں، اس طرح اس کا محل ذکرالٰہی سے معمور رہتا تھا، علماء وشعراء کی بھی بڑی قدردان تھی اور بعض کو مستقل وظیفے دیتی تھی، وہ نماز روزے کی سختی سے پابند تھی، عمر بھر عذرِ شرعی کے بغیر نہ کبھی کوئی نماز قضاء کی اور نہ کوئی روزہ چھوڑا، زندگی میں کئی مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی، ان میں ایک پاپیادہ حج بھی شامل تھا، اس کو رفاہِ عامہ کے کاموں سے بھی بے انتہا دلچسپی تھی اور ان پر بے دریغ روپیہ صرف کرتی رہتی تھی، عراق سے مکہ معظّمہ کو جو راستہ جاتا تھا اس پر حاجیوں اور مسافروں کے لئے موزوں مقامات پر سرائیں بنوائیں اور کنوئیں کھدوائے، یہ راستہ تیز ہواؤں یا آندھیوں کی وجہ سے اکثر ریت سے اٹ جاتا تھا اور مسافر صحراء میں ادھر اُدھر بھٹکتے پھرتے تھے؛ ملکہ زبیدہ نے لاکھوں دینار صرف کرکے راستے کے دونوں طرف پتھر کی مضبوط دیواریں بنوادیں؛ تاکہ کسی کو راستہ معلوم کرنے میں دقت پیش نہ آئے؛ ملکہ نے صرفہ کثیر سے کئی مسجدیں بھی بنوائیں، علاوہ ازیں ایک نہر عرعارہ کوہِ لبنان

سے بیروت تک بنوائی جس کے پل آج تک ''قناطر زبیدہ'' کے نام سے مشہور ہیں۔

ملکہ زبیدہ کا سب سے بڑا کارنامہ جو اس کا نام قیامت تک زندہ رکھے گا ''نہر زبیدہ'' کی تعمیر ہے، ہارون الرشید کے دور خلافت سے کئی سال پہلے مکہ معظّمہ میں پانی کی قلت پیدا ہوگئی تھی اور حاجیوں کو سخت تکلیف اٹھانی پڑتی تھی، ایک دفعہ تو مکہ میں پانی کا ایسا قحط ہوا کہ ایک مشکیزہ دس درہم میں اور بڑی مشک ایک اشرفی میں ملتی تھی، ملکہ زبیدہ کو جب حجاج اور اہلِ مکہ کی مصیبت کا علم ہوا تو اس نے پختہ ارادہ کرلیا کہ کوئی ایسا مستقل انتظام کرے گی جس سے مکے والوں کو پانی برابر پہنچتا رہے اور ہر سال لاکھوں حاجیوں کو بھی پانی خوب ملتا رہے، اس نے کھدائی اور تعمیرات کے بڑے بڑے ماہروں کو طلب کیا اور انہیں حکم دیا کہ مکہ معظّمہ کے نواحی علاقے میں چشمے تلاش کریں، ان ماہرین نے بڑی دوڑ دھوپ کے بعد ملکہ کو اطلاع دی کہ انہوں نے دو جگہوں پر چشمے ابلتے دیکھے ہیں، ایک چشمہ تو مکہ معظّمہ سے پچیس میل کے فاصلے پر طائف کے راستے میں ہے اور دوسرا چشمہ کرا کی پہاڑیوں میں نعمان نام کی ایک وادی میں ہے؛ لیکن ان چشموں کا پانی مکہ معظّمہ تک لے جانا بہت مشکل ہے؛ کیوں کہ راستے میں متعدد پہاڑیاں ہیں، نیک دل ملکہ نے حکم دیا کہ جس طرح بھی ہو سکے ان چشموں کا پانی مکہ معظّمہ تک پہنچانے کے لئے ایک نہر کھودو، اس کام پر خواہ کتنا ہی روپیہ خرچ ہو جائے اس کی کچھ پروا نہ کرو، اگر کوئی مزدور ایک کدال مارنے کی اجرت ایک اشرفی بھی مانگے تو اس کو دے دو۔

ملکہ کا حکم ملتے ہی انجینئروں نے بے شمار کاریگروں اور مزدوروں کی مدد سے نہر کھودنے کا کام شروع کردیا، یہ لوگ مسلسل تین سال تک دن رات پہاڑیاں کاٹنے اور نہر بنانے میں مشغول رہے، آخر اللہ نے ان کی محنت شاقہ کو بارآور کیا اور نہر تیار ہوگئی، اس کام پر ملکہ کے سترہ لاکھ طلائی دینار خرچ ہوئے، جب اخراجات کا حساب ملکہ کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ دریائے دجلہ کے کنارے اپنے محل میں بیٹھی تھی، اس نے حساب کے کاغذات پر سرسری نظر بھی نہ ڈالی اور سب کو یہ کہہ کر دریا میں ڈال دیا کہ ہم نے اس حساب کو ''حساب

کے دن'' کے لئے چھوڑ دیا ''ترکنا الحساب لیوم الحساب''؛ کیوں کہ یہ کام میں نے اللہ کو راضی کرنے کے لئے کیا ہے، اگر میرے ذمہ کسی کو کچھ دینا ہو تو وہ مجھ سے لے لے، اور اگر میرا کسی کے ذمہ کچھ باقی ہو تو میں نے اس کو معاف کیا، پھر ملکہ نے نہر کی تعمیر میں حصہ لینے والے تمام ماہرین، کاریگروں اور مزدوروں کو دل کھول کر انعام دیا اور بڑی خوشی منائی، فی الحقیقت دونوں چشموں سے دو الگ الگ نہریں نکالی گئیں، آگے چل کر یہ دونوں نہریں ایک دوسرے سے مل گئیں اور پھر یہی ایک نہر عرفات تک چلی گئی، اسی نہر کا نام ''نہر زبیدہ'' ہے، پہاڑوں کے اندر راستے میں جگہ جگہ حوض بھی بنائے گئے؛ تا کہ بارش کا پانی بھی ان حوضوں میں جمع ہو کر نہروں میں شامل ہوتا رہے، نہروں کی گزرگاہ کو ایسے مسالے سے بنایا گیا ہے کہ پانی زمین کے اندر جذب نہیں ہونے پاتا، اس علاقے میں اکثر ریت کے طوفان آتے رہتے ہیں، اس لئے نہروں کو اوپر سے پاٹ دیا گیا؛ تا کہ ریت ان میں گرنے نہ پائے، شروع شروع میں ''نہر زبیدہ'' کا نام ''عین المشاش'' تھا؛ لیکن اللہ کو ''زبیدہ'' کے نام کو دوام بخشنا تھا، اس لئے بعد میں اسی کے نام سے مشہور ہوگئی، یہ نہر مکہ معظّمہ سے چند میل دور جبلِ عرفات کے ساتھ ساتھ بہتی ہوئی ایک مقام ''چاہ زبیدہ'' پر ختم ہو جاتی ہے، وہاں تک اس کی کل لمبائی ۳۲ ہزار میٹر ہے، ملکہ کی خواہش تھی کہ نہر خاص مکہ معظّمہ شہر تک پہنچ جائے، لیکن کوئی ایسی رکاوٹ پیش آگئی کہ اسے ''چاہ زبیدہ'' تک ہی ختم کرنا پڑا، پھر بھی اہل مکہ کو اس سے بڑا آرام ہو گیا، کیوں کہ چاہ زبیدہ سے مکہ تک پانی مختلف طریقوں سے شہر میں آتا رہتا تھا، نہر پر پانی کی تقسیم کے لئے جگہ جگہ حوض اور کنوئیں بنے ہوئے۔(۱)

☆بی بی حفصہ بنتِ سیرین رحمۃ اللہ علیہا

امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی بہن تھیں، ان کا شمار جلیل القدر تابعیات میں ہوتا ہے،

---

(۱) مشاہیر نسواں دائرہ معارف اسلامیہ: ۱۰/المامون وغیرہ اسلام کی چار سو باکمال خواتین، طالب ہاشمی: ۸۵، پین اسلامک پبلشرز، اردو بازار، لاہور۔

انہوں نے بارہ برس کی عمر میں قرآن پڑھ لیا اور حدیث کی تحصیل بھی کر لی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے چودہ سال کی عمر میں قرآن حکیم کو مطالب ومعانی کے ساتھ حفظ کر لیا تھا اور فن تجوید وفن قراءت میں بھی کمال حاصل کر لیا تھا، بی بی حفصہ رحمۃ اللہ علیہا نے متعدد صحابہ اور تابعین سے روایت نقل کی ہے، جن میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا، حضرت خیرہ ام الحسن بصری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ شامل ہیں۔

ایاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حفصہ رحمۃ اللہ علیہا سے بڑھ کر فضل والا کسی کو نہیں پایا، حضرت حفصہ رحمۃ اللہ علیہا کو قرآن پاک کی تلاوت کا بہت شوق تھا، ہر رات کو تہجد میں نصفِ قرآن پاک ختم کر لیتی تھیں، فنِ قراءت میں ایسا کمال حاصل تھا کہ اگر امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کو قراءت میں کسی مقام پر کوئی شبہ ہوتا تو وہ اپنے تلامذہ سے کہتے، ذرا ٹھہرو، حفصہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کرو:

"كان إذا أشكل عليه شيء من القراءة قال: اذهبوا فسلموا حفصة كيف تقرأ"۔ (۱)

☆ بی بی امامہ رضی اللہ عنہا

خلیفہ الواثق باللہ عباسی (۲۲۷ھ، ۸۴۱ء تا ۲۳۲ھ، ۸۴۷ء) کے عہد میں ایک نامور خاتون ہوئی جو عربی شعر وادب میں بہت اونچا مقام رکھتی تھی اور تمام عالم اسلام میں اس کی سحر البیانی کی دھوم مچی ہوئی تھی۔

ایک مرتبہ اس نے اپنے دور کے ایک مشہور جواں مرد رئیس اسود بن فنان کی شان میں یہ مدحیہ اشعار کہے جو آناً فاناً عرب کے بچے بچے کی زبان پر چڑھ گئے:

إذا شئت ان تلقى فتى لو وزنته
بكل معدى وكل يمان

(۱) صفة الصفوة: ۶۰۷ دار الکتاب العربی، بیروت،، بحوالہ: تاریخ اسلام کی چار سو باکمال خواتین، طالب ہاشمی: ۵۳، بیت اسلامک پبلشرز، اردو بازار، لاہور۔

وفي بهم فضلا وجوادا وسودا

وزناً فذاك الأسود بن قنان

فتى لا يرى في ساحة الأرض مثله

ليوم خراب أو ليوم ظعان

جب تو (اے مخاطب) چاہے کہ ایسے نوجوان سے ملے کہ اگر تو اس کا موازنہ کسی یمنی یا معد کے خانوادہ کے کسی فرد سے کرے، اور ان دونوں کے مقابلہ میں اسے فضیلت، سخاوت اور سرداری میں بڑھا ہوا پائے تو پھر وہ اسود بن قنان ہی ہے، روئے زمین پر اس کا کوئی ثانی نہیں اس دن جب میدان کارزار میں ہر چیز تباہ و برباد ہو رہی ہو، یا جب ہودج نشیں عورتیں باہر نکل چکی ہوں۔(۱)

☆بی عائشہ بنت احمد

چوتھی صدی ہجری میں نہایت باکمال خاتون گزری ہیں، قرطبہ (اندلس) کی رہنے والی تھیں، مورخ ابن حیان رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اندلس کی خواتین میں کوئی شریف عورت علم وفہم اور شعر وادب میں اس باکمال خاتون (عائشہ بنت احمد) کے پایہ کی نہ تھی، اندلس کے حکمراں ان کے مرتبہ علمی کی بے حد قدر کرتے تھے اور اکثر ان کو انعام واکرام سے نوازتے رہتے تھے، جملہ علوم میں کمال رکھنے کے علاوہ ان کو فن کتابت (خوشنویسی) میں عجیب ملکہ حاصل تھا، ان کا سواد خط اتنا خوبصورت تھا کہ جو دیکھتا تھا دنگ رہ جاتا تھا، انہوں نے بے شمار علمی کتابیں اپنے ہاتھ سے لکھیں اور علماء اندلس نے ان سے بھرپور فائدہ اٹھایا، شعر وشاعری سے بھی شغف رکھتی تھیں، اور اپنے دور کے نہایت بلند پایہ شعراء میں شمار کی جاتی تھیں۔

کتاب المغرب کا مصنف لکھتا ہے کہ ''ابوعبداللہ طبیب عائشہ کا چچا تھا، وہ اندلس کا چوٹی کا شاعر تھا؛ لیکن ہم اگر یہ کہیں کہ عائشہ ابوعبداللہ سے زیادہ باکمال شاعرہ تھیں تو اس میں

(۱) تذکرۃ المجالس: اسلام کی چارسو باکمال خواتین، طالب ہاشمی: ۱۶۷، چین اسلامک پبلشرز، اردو بازار، لاہور۔

کوئی مبالغہ نہ ہوگا"۔

ایک دفعہ عائشہ مظفر بن منصور بن ابی عامر کی خدمت میں حاضر ہوئی اور فی البدیہہ یہ شعر پڑھے:

اراك الله فيه ما تريد ... ولا برحت معاليه تزيد

فقد دلت مخايله على ما ... تؤمله وطالعه السعيد

تشوقت الجياد له وهز ال ... حسام هوى وأشرقت النبود

و كيف يخيب شبل قد نمته ... إلى العليا ضراغمة أسود

فسوف تراه بدرا في سماء ... من العليا كواكبه الجنود

وأنتم آل عامر خير آل ... زكاء الأبناء من كم والجدود

وليد كم لدى رأى كشيخ ... وشيخكم لدى حرب وليد

"جو ارادہ تو رکھتی ہے خدا تجھے ویسا ہی اس کو دکھائے اور اس کے رتبے ہمیشہ بڑھتے رہیں"۔ "اس کا بشرہ تجھے اس چیز کی امید دلا رہا ہے جو تو ارادہ رکھتی ہے، ہوائی نے اس کی طرف شوق کیا اور اسکے لئے محبت کی تلوار متحرک ہوئی اور علم بلند ہوئے"۔ "کس طرح وہ شیر کا بچہ ناکام رہے گا، جو شیران اسود کی اولاد سے ہے"۔ "تو اس کو چودھویں رات کے چاند کی مانند دیکھے گا، آسمان بلند میں اور اس کا لشکر تارے ہیں"۔ "پس اے آل عامر تم سب سے زیادہ شریف اولاد ہو، تمہارے باپ اور بیٹے سب ذہین ہیں"۔

تمہارے بچے رائے زنی کے وقت بڈھے اور تمہارے بڈھے شمشیر زنی کے وقت بچے ہیں۔(۱)

---

(۱) الدر المنثور في طبقات ربات الخدور: المطبعة الكبرى الاميرية، مصر، الطبعة الأولى: ۱۳۱۲ھ، مشاہیر نسوان: اسلام کی چار سو باکمال خواتین، طالب ہاشمی: ۱۹۸، چین اسلامک پبلشرز، اردو بازار، لاہور۔

ام زین الدین رحمۃ اللہ علیہا

ام زین الدین رحمۃ اللہ علیہا کا شمار پانچویں صدی ہجری کی یگانہ روزگار عالمات وعابدات میں ہوتا ہے، ویسے تو ان کو تمام علوم دینی میں دسترس حاصل تھی؛ لیکن علمِ تفسیر میں خاص مہارت رکھتی تھیں، ان کے بھائی امام عبدالوہاب بھی بہت بڑے مفسر قرآن تھے، انہوں نے ''کتاب الجواہر'' کے نام سے تیس جلدوں میں قرآن حکیم کی تفسیر لکھی تھی، ام زین الدین کو یہ تمام تفسیر زبانی یاد تھیں ''وکانت بنت الشیخ تحفظه''، ان کے بیٹے زین الدین بھی علامہ دہر تھے اور اپنے وقت کے امام تسلیم کئے جاتے تھے، طالب علمی کے زمانے میں وہ ایک مرتبہ اپنے ماموں (امام عبدالوہاب) سے تفسیر کا سبق لے کر گھر آئے تو والدہ نے پوچھا: ماموں نے آج کیا پڑھایا؟ انہوں نے جو پڑھا تھا بیان کر دیا، انہوں نے پوچھا: فلاں آیت کے ساتھ فلاں قول بھی بیان کیا؟ بیٹے نے کہا: نہیں، مسکرا کر کہا کہ بھائی بھول گئے ہوں گے۔

ام زین الدین رحمۃ اللہ علیہا کو عبادت الٰہی سے خاص شغف تھا، اپنے وقت کا بیشتر حصہ مصلے پر بیٹھ کر گزارتی تھیں، کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اسی حالت میں مسلسل چالیس سال گزار کر وفات پائی۔(۱)

بی بی ام العلاء رحمۃ اللہ علیہا

اندلس کے شہر ''وادی الحجارۃ'' کے ایک سوداگر یوسف کی بیٹی تھیں، ان کا شمار پانچویں صدی ہجری کی باکمال عالمات وشاعرات میں ہوتا ہے، ''کتاب المغرب'' کے مصنف نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ایک بوڑھے نے اس کو شادی کا پیغام بھیجا، جواب میں ام العلاء نے اس کو یہ شعر لکھ بھیجے

الشیب لاینجع فیه الصبا
بحیلة فاسمع إلی نصحی

---

(۱) ذیل طبقات الحنابلۃ: ۱/۱۶۱، مکتبۃ العبیکان، الریاض،: اسلام کی چار سو باکمال خواتین، طالب ہاشمی: ۲۱۱، بیت اسلامک پبلشرز، اردو بازار، لاہور۔

''بڑھانے کے دھوکے میں لڑکپن نہیں آتا، کسی طرح میری نصیحت کو سن!''۔

فلا تکن أجهل من فی الوری
یبیت فی الحب ل کما یضحی

''دنیا میں جاہلوں کی طرح نہ بن ☆ دن رات سوائے محبت کے کوئی کام نہیں''۔

یہ فاضلہ اپنے وطن کی مناسبت سے ''حجاریہ'' کے لقب سے بھی مشہور ہے، اس کے یہ شعر حسنِ معذرت میں نہایت عمدہ ہیں۔

أفهم مطارح أحوالی وما حکمت
به الشواهد وأعذرنی ولا تلم

''سمجھ لے میرے مقتضائے حال اور قرائن سے، اور معذور رکھ مجھے ملامت نہ کر''۔

ولا تکلنی إلی عذرأ بیّنه
شرّ المعازیر ما یحتاج للکلم

''اور مجھ سے اظہار عذر کی امید نہ رکھ ☆ عذروں میں بدتر عذر وہ ہے جو بیان کا محتاج ہو''۔

وکل ما جئته من زلة فبما
أصبحت فی ثقة من ذلك الکرام

''اور میری سب لغزش اس لئے ہے کہ ☆ میں تیرے کرم پہ بھروسہ رکھتی ہوں''۔(۱)

---

(۱) الدر المنثور فی طبقات ربات الخدور: المطبعة الکبری الأمیریة، مصر، الطبعة الأولی: ۱۳۱۲ھ، اسلام کی چار سو باکمال خواتین، طالب ہاشمی: ۲۱۱، چین اسلامک پبلشرز، اردو بازار، لاہور۔

بنت زہر رحمۃ اللہ علیہا

بعض روایت کے مطابق یہ ابوبکر محمد (الحفید) بن عبدالملک (ابن زہر) کی بیٹی تھی، اور بعض کے مطابق خواہر زادی (بھانجی) وہ بھی امراض نسواں کے علاج میں بڑی مہارت رکھتی تھی، قابلہ گری (زچگی) کی تعلیم اس نے بطور خاص حاصل کی تھی، وہ بھی بی بی صفیہ (والدہ یا پھوپھی) کے ساتھ محلات شاہی میں خواتین کے علاج کے لئے جایا کرتی تھی، ابن ابی صبیعہ نے "عیون الانباء فی طبقات الاطباء" میں ایک جگہ لکھا ہے:

> "صفیہ ابوبکر کی بہن، اور بھانجی دونوں طب میں ماہر تھیں، اور معالجہ نسوانی سے متعلق علوم پر ان کو وقوف حاصل تھا، یہ دونوں منصور کے حرم میں علاج کے لئے جایا کرتی تھیں" (۱)

بی بی تقیہ شامیہ رحمۃ اللہ علیہا

ان کی کنیت ام علی تھی، چھٹی صدی ہجری میں شام کی نامی گرامی شاعرہ اور عالمہ ہوئی ہیں، شہر دمشق میں صفر ۵۰۵ھ میں پیدا ہوئیں، باپ کا نام ابوالفرج تھا، بی بی تقیہ نے تمام علوم متداولہ خصوصاً علم حدیث میں کامل دسترس حاصل کی، انہوں نے وطن سے باہر جا کر بھی کئی فضلاء زمانہ سے استفادہ کیا، ان میں علامہ ابو طاہر احمد بن محمد سلفی اصفہانی کا نام خصوصیت سے قابل ذکر ہے، وہ نہایت باعصمت اور پاکدامن خاتون تھیں، اور ان کی پاکدامنی کا عام چرچا تھا، سالہا سال تک لوگوں کو حدیث کا درس دیتی رہیں، شعر و شاعری میں ان کو درجہ کمال حاصل تھا، بہت سے شعراء وقت کے ساتھ ان کے شاعرانہ مناظرے ہوئے۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ اس نے (سلطان صلاح الدین ایوبی کے بھتیجے) ملک مظفر تقی الدین عمر کی تعریف میں ایک قصیدہ لکھا، یہ قصیدہ خمریہ تھا، یعنی اس میں شراب سے متعلق بہت

---

(۱) مشاہیر نسوان: ۲۴۷، اسلام کی چار سو باکمال خواتین، طالب ہاشمی: ۲۱۱، چین اسلامک پبلشرز، اردو بازار، لاہور۔

سے تلازمات ونکات تھے، ملک مظفر نے قصیدہ سن کر طنزیہ کہا، معلوم ہوتا ہے بڑی بی کو ان سب باتوں کی بچپن سے خبر ہے، بی بی تقیہ کو ملک مظفر کی بات کا علم ہوا تو انہوں نے ایک اور قصیدہ لکھا، یہ قصیدہ حربیہ تھا، یعنی اس میں لڑائی سے متعلق تلازمات ونکات تھے، پھر انہوں نے ملک مظفر کو کہلا بھیجا کہ میں ایک علم والی شاعرہ ہوں، مجھ کو شراب کے بارے میں ویسا ہی علم ہے جیسا لڑائی کے بارے میں "علمی بهذا کعلمی بهذا" (اس لئے کوئی قصیدہ پڑھ کر یہ گمان نہ کیجئے کہ میرا علم اس قصیدہ تک ہی محدود ہے) بی بی تقیہ نے ۵۷۹ھ ہجری میں وفات پائی۔(۱)

دختر شاہ اسحاق رحمۃ اللہ علیہا

دختر حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب (شاہ محدث عبد العزیز دہلوی رحمہ اللہ کے نواسے) انہوں نے سارے علوم اپنے والد گرامی سے حاصل کئے تھے، اور قرآن حدیث اور فقہ میں درجہ تبحر حاصل کر لیا تھا، ان کی شادی مولانا مفتی عبد القیوم بودھانوی رحمۃ اللہ علیہ (بڈھانوی) سے ہوئی تھی، جو سید احمد شہید بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اول مولانا عبد الحی بڈھانوی کے فرزند تھے مولانا عبد القیوم رحمۃ اللہ علیہ بڑے متبحر عالم تھے اور عوام کے علاوہ خواص میں بھی ان کو بڑی عزت واحترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا، ۱۲۷۱ھ میں نواب شاہجہاں بیگم والیہ بھوپال کی شادی نواب باقی محمد خان سے ہوئی تو نکاح پڑھانے کے لئے مولانا عبد القیوم ہی کو بلایا گیا تھا، والیہ بھوپال نے ان کے علم وفضل کو دیکھتے ہوئے انہیں ریاست کا مفتی اعظم مقرر کیا۔

مولانا ابو الحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''خواتین اور دین کی خدمت'' میں اپنے استاذ مولانا حیدر حسن خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''ان مولانا مفتی عبد القیوم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب کوئی مقدمہ آتا اور اس

---

(۱) وفیات الاعیان، تقیۃ الصوریۃ: ۱/۲۹۷، دار، صادر بیروت اسلام کی چار سو باکمال خواتین، طالب ہاشمی: ۲۵۷، بیت اسلامک پبلشرز، اردو بازار، لاہور۔

میں کوئی فیصلہ نہیں کر پاتے اور اس فکر میں پڑ جاتے کہ اس مسئلہ کا شرعی حکم کیا ہے؟ تو کہتے ابھی آتا ہوں، اور گھر میں جا کر اہلیہ سے جو حضرت شاہ اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی تھی، پوچھتے، کیا آپ نے اپنے والد صاحب سے کوئی روایت سنی ہے یا اس مسئلہ میں آپ کے علم میں کوئی بات ہے؟ اور آ کر فیصلہ کرتے اور بعض اوقات تو بلا تکلف کہہ دیتے کہ ذرا بیوی سے پوچھ آؤں، جس خاتون سے بھوپال کے مفتی اعظم پیچیدہ مسائل میں مشورہ کرتے ہوں اس کے علم و فضل کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے"(۱)

ام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہا

حضرت سعید بن مسروق رحمۃ اللہ علیہما کی اہلیہ اور تبع تابعین کے گل سر سبد حضرت امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ تھیں، شوہر حضرت سعید بن مسروق اونچے درجے کے عالم تھے، خود بھی بہت نیک سیرت اور صاحب علم خاتون تھیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے والدین کی معاشی حالت اچھی نہیں تھی جو ان کے حصولِ علم کی راہ میں رکاوٹ ثابت ہو رہی تھی؛ مگر ام سفیان رحمۃ اللہ علیہا کے جذبہ دینی اور ہمت مردانہ نے اس کو دور کر دیا، ایک دن انہوں نے حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کو حصول علم کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

"یا بنی اطلب العلم وأنا أكفيك بمغزل"

"اے میرے بیٹے تم حصولِ علم میں مشغول رہو، میں چرخہ کات کر تمہارے اخراجات پورے کروں گی"۔

ام سفیان رحمۃ اللہ علیہا نے بیٹے کو صرف حصول علم ہی کی ترغیب نہیں دی؛ بلکہ ان کو یہ نصیحت

(۱) مسلمان خواتین کی دینی اور علمی خدمات: اسلام کی چار سو باکمال خواتین، طالب ہاشمی: ۲۳۲، ۲۳۳، چین اسلامک پبلشرز، اردو بازار، لاہور۔

بھی کی کہ یہ علم ان کے اخلاق و کردار کو سنوارنے کا سبب ہو، ان کے بگاڑنے کا باعث نہ ہو، وہ عبادت ہو، تجارت نہ ہو، ان کا یار ہو مار (سانپ) نہ ہو، چنانچہ ایک بار بڑی دلسوزی سے نصیحت کی کہ:

> ''بیٹے جب تم دس حرف لکھ چکو تو دیکھو کہ تمہاری چال ڈھال اور حلم ووقار میں کوئی اضافہ ہوا یا نہیں، اگر کوئی اضافہ نہیں ہوا تو علم نے تم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا'' (۱)

سیدہ فاطمہ ام الخیر رحمۃ اللہ علیہا

پیران پیر سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ تھیں، (پیرانِ پیر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تاریخِ اسلام کی نہایت برگزیدہ ہستی ہیں، ان کی جلالت قدر کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ اہل سنت کے سبھی مکاتب فکر ان کا نام نہایت عزت واحترام سے لیتے ہیں) نہایت پاکباز، عابدہ زاہدہ اور رخدا رسیدہ خاتون تھی، ان کی شادی سید ابوصالح جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی تھی، وہ بھی بڑے متقی اور خدارسیدہ بزرگ تھے، ان کا عقدِ نکاح سیدہ فاطمہ سے جن حالات میں ہوا ان کو پڑھ کر ایمان تازہ ہوجاتا ہے، روایت ہے کہ عنفوان شباب میں سید ابوصالح اکثر ریاضات ومجاہدات میں مشغول رہتے تھے، ایک دفعہ دریا کے کنارے عبادت کررہے تھے، کھانا کھائے ہوئے تین دن گزر چکے تھے، اچانک ایک سیب دریا میں بہتا ہوا دکھائی دیا، بسم اللہ کہہ کر اسے پکڑ لیا اور کھا گئے، پھر دل میں خیال پیدا ہوا کہ معلوم نہیں اس سیب کا مالک کون ہے، میں نے بغیر اجازت کھا کر امانت میں خیانت کی ہے، یہ خیال آتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور دریا کے کنارے پانی کے بہاؤ کی مخالف سمت سیب کے مالک کی تلاش میں چل پڑے، کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد ان کو لبِ دریا ایک وسیع باغ نظر آیا، اس میں سیب کا ایک تناور درخت تھا، جس کی شاخوں سے

---

(۱) العلم والعلماء: مرکز نماء للبحوث والدراسات بحوالہ: تاریخ اسلام کی چار سو باکمال خواتین، طالب ہاشمی: ۱۴۳، پین اسلامک پبلشرز، اردو بازار، لاہور۔

ٹپکے ہوئے سیب پانی میں گر رہے تھے، سید ابو صالح نے لوگوں سے اس باغ کے مالک کا پتہ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس کے مالک جیلان کے ایک رئیس سید عبد اللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، فوراً ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، سارا ماجرا بیان کیا اور بصد ادب بلا اجازت سیب کھا لینے کے لئے معافی چاہی۔

سید عبد اللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ خاصان خدا میں سے تھے، وہ سمجھ گئے یہ نوجوان اللہ کا خاص بندہ ہے، دل میں تڑپ اٹھی کہ اس کو اپنے سایہ عاطفت میں لے لوں، فرمایا: دس سال تک اس باغ کی رکھوالی کرو اور مجاہدہ نفس کرو، پھر سیب معاف کرنے کے بارے میں سوچوں گا، سید ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شرط منظور کر لی اور دس سال تک باغ کی رکھوالی کرتے رہے، ساتھ ہی سید عبد اللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت کے مطابق مدارجِ سلوک بھی طے کرتے رہے، دس سال کے بعد سید عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ دو سال اور باغ کی رکھوالی کرو، سید ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ نے تعمیل ارشاد کی، بارہ سال کی مدت پوری ہوتے ہی سید عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں بلا کر فرمایا: اے فرزند آزمائش کی کسوٹی پر پورا اترا ہے؛ لیکن ابھی ایک خدمت باقی ہے، وہ یہ کہ میری ایک لڑکی ہے جو پاؤں سے لنگڑی، ہاتھوں سے لنجی، کانوں سے بہری، اور آنکھوں سے اندھی ہے، اس بیچاری کو اپنے نکاح میں قبول کرو تو میں سب تمہیں بخش دوں گا، سید ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شرط بھی منظور کر لی اور سید عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی لختِ جگر کا نکاح ان سے کر دیا، ان کی یہ لختِ جگر سیدہ فاطمہ تھیں، شادی کے بعد ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ نے سیدہ فاطمہ کو پہلی مرتبہ دیکھا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ان کے تمام اعضاء صحیح وسالم ہیں اور وہ کمال درجہ حسن ظاہری سے متصف ہیں، دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ یہ کوئی اور لڑکی ہے، اسی وقت باہر نکل گئے اور شیخ عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا، انہوں نے فرمایا: یہی لڑکی میری لختِ جگر اور تمہاری بیوی ہے، اس کی جو صفات میں نے تم سے بیان کی تھیں، ان کا مطلب یہ تھا کہ اس نے آج تک کوئی کام شریعت کے خلاف نہیں کیا، اس لئے لنجی ہے، آج تک گھر سے باہر قدم نہیں نکالا اس لئے لنگڑی ہے، آج تک خلافِ

حق کوئی بات نہیں سنی اس لئے بہری ہے آج تک کسی نامحرم پر نظر نہیں ڈالی اس لئے اندھی ہے۔

اب سید ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سب کچھ سمجھ گئے اور ان کے دل میں اپنی اہلیہ کے لئے بے حد محبت اور عزت پیدا ہوگئی، اس طرح بخیر وخوبی ان دونوں پاکباز ہستیوں کی رفاقتِ حیات کا آغاز ہوا، انہوں نے جیلان (گیلان) ہی میں مستقل سکونت اختیار کر لی، وہیں سیدہ فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا کے بطن سے بہ اختلاف روایت ۴۷۰ھ یا ۴۷۱ھ میں عالم اسلام کی وہ مایہ ناز ہستی پیدا ہوئی جس کے مہتمم بالشان تبلیغی اور اصلاحی کارناموں نے خزاں رسیدہ شجرِ ملت کو سر سبز کر دیا اور راہ راست سے بھٹکے ہوئے لاکھوں انسانوں کو راہِ ہدایت پر گامزن کر دیا، ہماری مراد سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ ابھی کم سن ہی تھے کہ سایہ پدری سے محروم ہو گئے، والدہ ماجدہ نے بڑے صبر وحوصلہ سے کام لیا اور اپنے چار پانچ سالہ فرزند کی تعلیم وتربیت اور نگرانی پر خاص توجہ دی، اسی توجہ کا نتیجہ تھا کہ سیدنا شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ ایک مثالی جوانِ صالح بنے، ابتدائی تعلیم انہوں نے مقامی مکتب میں حاصل کی، اٹھارہ برس کی عمر میں مزید تعلیم کے لئے بغداد جانے کا ارادہ کیا، اس مقصد کے لئے والدہ ماجدہ سے اجازت طلب کی، انہوں نے باچشم پُر نم اپنے لختِ جگر کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: میرے نورِ بصر! تیری جدائی تو ایک لمحہ کے لئے بھی مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتی؛ لیکن جس مبارک مقصد کے لئے تم بغداد جانا چاہتے ہو میں اسکے راستہ میں حائل نہ ہوں گی، حصولِ علم ایک مقدس فریضہ ہے، میری دعا ہے کہ تم تمام علوم میں درجہ کمال حاصل کرو، میں تو شاید اب جیتے جی تمہاری صورت نہ دیکھ سکوں گی، مگر میری دعائیں ہر حال میں تمہارے ساتھ رہیں گی۔

پھر فرمایا: تمہارے والد مرحوم کے ترکہ میں سے اسی دینار میرے پاس ہیں، چالیس دینار تمہارے بھائی کے لئے رکھتی ہوں اور چالیس زادِ راہ کے لئے تمہارے سپرد کرتی ہوں۔

پھر سیدہ فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا نے یہ چالیس دینار سید عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کی بغل کے نیچے ان کی گدڑی میں سی دیے، جب وہ گھر سے رخصت ہونے لگے تو ان سے فرمایا:

''میرے پیارے بچے! میری آخری نصیحت سن لو، اسے کبھی نہ بھولنا، وہ یہ ہے کہ ہمیشہ سچ بولنا اور خواہ کچھ بھی ہو جائے جھوٹ کے نزدیک بھی نہ بھٹکنا''۔

سعادت مند فرزند نے بادیدگریاں عرض کیا:

''اماں جان! میں سچے دل سے وعدہ کرتا ہوں کہ ہمیشہ آپ کی نصیحت پر عمل کروں گا''۔

سیدہ فاطمہ رحمہ اللہ نے اپنے نور العین کو گلے لگا لیا اور پھر ایک آہِ سرد کھینچ کر فرمایا:

''جاؤ تمہیں اللہ کے سپرد کیا وہی تمہارا حافظ و ناصر ہے''۔

والدہ ماجدہ سے رخصت ہو کر شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہا بغداد جانے والے ایک قافلے کے ساتھ ہو لئے، اس زمانے میں طویل بیابانی راستوں میں تنہا سفر کرنا ممکن نہ تھا، لوگ قافلے بنا کر سفر کرتے تھے، اور اپنی حفاظت کا مقدور بھر اہتمام کرتے تھے، پھر بھی رہزنوں کا خطرہ ہر وقت دامن گیر رہتا تھا، شیخ عبد القادر کا قافلہ جب ہمدان سے آگے ترنگ کے سنسان کوہستانی علاقے میں پہنچا تو ساٹھ قزاقوں کے ایک جتھے نے قافلے پر حملہ کر دیا اور اہل قافلہ کا سب مال واسباب لوٹ لیا، شیخ عبد القادرؒ ایک طرف کھڑے تھے کہ ایک ڈاکو نے ان سے پوچھا:

اے لڑکے! تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟

انہوں نے بلا خوف وہراس اطمینان سے جواب دیا، ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں، ان کی ظاہری حالت دیکھ کر ڈاکو کو ان کی بات پر یقین نہ آیا اور وہ ان پر ایک نگاہِ استہزاء ڈالتا ہوا چلا گیا، پھر ایک دوسرے ڈاکو نے ان سے یہی سوال کیا، انہوں نے اس کو بھی وہی جواب دیا، یہ ڈاکو بھی ان کی بات کو ہنسی میں اڑا کر چلا گیا، شدہ شدہ یہ بات ڈاکوؤں کے

سردار احمد بدوی تک پہنچی، اس نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ اس لڑکے کو پکڑ کر میرے پاس لاؤ، ڈاکوؤں نے سید صاحب کو پکڑ کر احمد بدوی کے سامنے پیش کیا تو اس نے ان سے پوچھا:

لڑکے! سچ سچ بتا تیرے پاس کیا ہے؟

انہوں نے بے دھڑک جواب دیا: میں پہلے بھی تیرے دو ساتھیوں کو بتا چکا ہوں کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔

سردار نے کہا: کہاں ہیں نکال کر دکھاؤ۔

حضرت نے فرمایا: میری بغل کے نیچے گدڑی میں سلے ہوئے ہیں، سردار نے گدڑی کو ادھیڑ کر دیکھا تو اس میں سے واقعی چالیس دینار نکل آئے، سردار اور اس کے ساتھی یہ دیکھ حیران رہ گئے، سردار نے استعجاب کے عالم میں کہا:

لڑکے تمہیں معلوم ہے کہ ہم ڈاکو ہیں؛ لیکن پھر بھی تم نے دیناروں کا بھید ہم پر ظاہر کر دیا، اس کی کیا وجہ ہے؟

حضرت نے فرمایا: میری پاکباز والدہ نے گھر سے رخصت ہوتے وقت مجھے نصیحت کی تھی کہ ہمیشہ سچ بولنا، بھلا ان چالیس دیناروں کی خاطر میں والدہ کی نصیحت کیسے فراموش کر دیتا؟

یہ سن کر سردار پر رقت طاری ہوگئی اور روتے ہوئے بولا۔

آہ بچے تم نے اپنی ماں سے کئے ہوئے عہد کا اتنا پاس رکھا، حیف ہے مجھ پر کہ اتنے سالوں سے اپنے خالق کا عہد توڑ رہا ہوں، اے بچے! آج سے میں اس کام سے توبہ کرتا ہوں۔

دوسرے ڈاکوؤں نے بھی اپنے سردار کا ساتھ دیا، لوٹا ہو مال تمام قافلے والوں کو واپس کر دیا اور اس کے بعد نیکی اور پرہیزگاری کی زندگی اختیار کر لی۔

ایک روایت ہے کہ جس زمانے میں شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں تحصیل علم میں مشغول تھے، ایک دفعہ سیدہ فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا نے کسی کے ہاتھ ان کے لئے سونے کا ایک ٹکڑا

بھیجا۔

سیدہ فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا کے سالِ وفات کے بارے میں سب تذکرے خاموش ہیں، البتہ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ تعلیم میں ان کی غیر حاضری ہی میں کسی وقت وفات پائی۔(۱)

---

(۱) اخبار الاخیار، اسلام کی چار سو باکمال خواتین، طالب ہاشمی: ۲۰۸، چین اسلامک پبلشرز، اردو بازار، لاہور۔

تاریخ مدارسِ بنات

☆ عورتوں کے مدرسے وخانقاہیں: چوتھی صدی تک گھروں ہی میں تعلیم وتربیت کے مراکز تھے، جب مدرسوں کا سلسلہ قائم ہوا تو انہوں نے بھی ایک نسوانی مدرسہ قائم کیا، اندلس کی مشہور عالمہ، فاضلہ بنت محمد عورتوں کو ہر قسم کی تعلیم دیتی تھیں، اور ''المعلمة'' کے لقب سے مشہور تھیں، مریم بنت ابو یعقوب شلبیہ حاجہ مشہور تھیں، دونوں کے زنانہ مدارس تھے۔(۱)

☆ ام الحسین بنت قاضی مکہ شہاب الدین طبری نے مکہ مکرمہ میں بہت سے رفاہ عام کے کام کئے، امام فارسی نے لکھا ہے کہ ام الحسین نے مکہ میں یتیموں کا مدرسہ بنایا تھا۔(۲)

☆ سلطان صلاح الدین ایوبی کی بہن شہزادی ربیعہ خاتون عالمہ فاضلہ تھیں، ملک شام کے مقام جبل میں ایک عظیم الشان مدرسہ تعمیر کیا تھا اور اسی مدرسہ کے صحن میں دفن ہوئیں۔(۳)

☆ امام تقی الدین فاسی مکی کی کتاب شفاء الحرام میں ایسی خانقاہوں کا تذکرہ ہے، خلیفہ مقتدی عباسی کی زوجہ قہرمانہ نے ۴۹۲ھ میں رباط فُقاعیہ تعمیر کرائی تھی، جو ایسی بیواؤں کے لئے وقف تھی جن کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا تھا۔ ''وقفته على المنقطعات الأرامل''(۴)

---

(۱) بغية الملتمس في تاريخ رجال أهل الأندلس: ۱/ ۵۴۳، دار الكتاب العربي بيروت۔

(۲) شفاء الغرام بأخبار البلد الرحام: ۱/ ۴۳۵، دار الكتب العلمية، بيروت۔

(۳) البداية والنهاية: ربيعة خاتون بنت أيوب: ۱۳/ ۱۷۰، دار الفكر، بيروت۔

(۴) شفاء الغرام بأخبار البلد الحرام: ۱/ ۴۳۱، دار الكتب العلمية، بيروت۔

☆ شیخ قطب الدین قسطلانی کی والدہ نے مکہ کی دیگر خواتین کے ساتھ مل کر ایک ایسی رباط تعمیر کرائی جس میں بے سہارا، بے وطن اور دین دار خواتین رہتی تھیں۔

" منهن والدة الشيخ قطب الدين القسطلاني على الفقراء الغريبات والمتدينات"(۱)

☆ رباط بنت التاج ان خواتین کے لئے وقف تھا جو اپنے وطن سے آ کر مکہ مکرمہ میں عبادت و ریاضت میں مشغول رہتی تھیں، ان رباطوں اور خانقاہوں میں رہنے والی عورتیں تعلیم حاصل کرتی تھیں۔"أنه وقف على النساء الصوفيات الأخيار والمجاورات"(۲)

☆ دارارقم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پہلی درسگاہ و پناہ گاہ تھی، اس میں زبیدہ خاتون نے دوبارہ ''دار زبیدہ'' کے نام سے درس گاہ قائم کی، ۵۰۰ھ میں خلیفہ المستضیٔ باللہ عباسی کی باندی طالب الزمان الحبشية نے دار زبیدہ کو خرید کر شافعی علماء اور فقہاء کے لئے وقف کیا۔(۳)

☆ بناتِ اسلام کی طرف سے سب سے پہلا مدرسہ مغرب اقصی کے شہر فاس میں ۲۴۵ھ میں قائم ہوا، جو آج بھی جامع قرویین کے نام سے موجود ہے، اور اس کا فیض عالم اسلام کی عظیم درسگاہ کی حیثیت سے جاری ہے، اس کی تعمیر کا سہرا فاس کی ایک عابدہ، زاہدہ اور نیک دل خاتون ام البنین فاطمہ بنت محمد بن عبداللہ فہریہ رحمۃ اللہ علیہا کے سر ہے، اس نے جامع قرویین کی زمین خریدنے میں انتہائی احتیاط سے کام لیا؛ تاکہ اس میں حرام مال لگنے کا شبہ تک نہ ہو اور بنیاد کے دن سے تعمیر مکمل ہونے تک

---

(۱) شفاء الغرام بأخبار البلد الحرام: ۱/ ۴۳۵، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

(۲) شفاء الغرام بأخبار البلد الحرام: ۱/ ۴۳۶، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

(۳) المدارس فی مكة المكرمة والمدينة المنورة خلال العصرين الأيوبي والمملوكي: ۰، أمل مطر العصيمي، ۱۴۴۱ھ ۲۰۱۹م۔

اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے روزہ رکھا، قبیلہ ہوارہ کے ایک آدمی سے زمین خریدی، خاندانی وراثت کے مال سے قیمت ادا کی اور شنبہ یکم رمضان ۲۴۵ھ میں بنیاد رکھی۔

☆ اسی طرح ام البنین کی بہن مریم بنت محمد بن عبداللہ فہریہ رحمۃ اللہ علیہا نے اسی سال ۲۴۵ھ، میں ایک مسجد تعمیر کی، جس میں اپنے والد سے پائی ہوئی وراثت کا مال خرچ کیا، بعد میں یہ مسجد جامع الاندلسی کے نام سے مشہور ہوئی اور اس سے بھی صدیوں تک علوم وفنون کا سرچشمہ جاری رہا اور چوتھی صدی میں اس کو جامع قرویین کی شاخ قرار دیا گیا۔(۱)

☆ مکہ مکرمہ کے قاضی شیخ شہاب الدین طبری کی صاحب زادی ام الحسین محدثہ وفقیہہ اور عابدہ زاہدہ عورت تھیں، انہوں نے مکہ مکرمہ میں بہت سے رفاہ عام کے کام کئے، جن میں ''کُتاب الایتام''، یعنی یتیموں کے لئے مکتب بھی تھا، اس مدرسہ کو تعمیر کر کے مکہ میں اور بہت سی جائداد وقف کی تا کہ یتیم بچوں کی تعلیم وتربیت ہو:

"ولها نظم، ومآثر بمكة، منها سبيل بالمسعى، ورباط بالزقاق الحجر، وكتاب أيتام" ووقفت على ذلك وقفا كافيا بمكة"(۲)

☆ مکہ مکرہ میں مدرسہ قایتبائی کے قیام واجراء میں ایک نیک دل خاتون کے اخلاص وایثار کو بڑا دخل تھا، اور یہ شاہی مدرسہ ایک فقیرہ کے جذبۂ ایثار کی نشانی بنا، ۸۸۳ھ میں مصر کے سلطان قایتبائی نے مکہ مکرمہ کے شاہی وکیل کو لکھا کہ اس کے نام سے ایک مدرسہ جاری کیا جائے، جس میں مذاہب اربعہ کی تعلیم دی جائے، اسی کے ساتھ ایک رباط تعمیر کی جائے جس میں یتیموں کے لئے بہتر کمرے بنوائے جائیں، اور مدرسہ کے طلباء کو بقدر کفایت وظیفہ جاری کیا جائے، وکیل نے مدرسہ کے لئے

---

(۱) الأعلام للزركلي، أم البنين: ۵/ ۱۳۲، دار العلم للملائين، بيروت، خواتین اسلامی کی دینی وعلمی خدمات: ۹۸۔

(۲) العقد الثمين: ۸/ ۳۴۲، من تكنى ام الحسين، خواتین اسلامی کی دینی وعلمی خدمات: ۹۹۔

جگہ تلاش کی تو بنوالحسن کی خاتون شریفہ شمسیہ نے اپنا ذاتی مکان پیش کردیا، جس کو خرید کر مدرسہ تعمیر کیا گیا" فاشتری دار الشریفة شمسية وهدمها كما هدم رباطي السدرة والمراغي" یہ مدرسہ باب السلام اور باب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان واقع تھا اور اس کا فیض مدتوں جاری رہا۔(۱)

☆ سعودیہ کی شاہی خواتین نے مکہ مکرمہ میں پیاسوں کے لئے سبیلوں کو قائم کیا، ام الحسن نے مسعیٰ میں، صوفیہ ام سلیمان رحمۃ اللہ علیہا نے جنت المعلی کے قبرستان کے متصل، زینب بنت قاضی شہاب الدین نے اپنے بھائی قاضی نجم الدین کی طرف سے سبیل السیدہ، خلیفہ مقتدر عباسی کی والدہ نے سبیل جوخی، صوفیہ ام سلیمان نے سوق اللیل میں عورتوں کے لئے ایک طہارت خانہ تعمیر کرا کر وقف کیا۔(۲)

خواتین اسلام کی علم کے خاطر بے نکاحی زندگی

☆ خواتین اسلام میں سے کئی ایک نے اپنی پوری زندگی دین اور علم دین کی خدمت کے لئے یوں وقف کردی کہ زندگی بھر شادی نہیں کی، اس کی متعدد مثالیں پائی جاتی ہیں، ام الکرام کریمہ بنت احمد مرزویہ مستقل طور سے مکہ مکرمہ میں قیام کرتی تھیں، ائمہ حدیث نے ان سے صحیح بخاری کی روایت کی ہے انہوں نے زندگی بھر شادی نہیں کی اور تجرد کی حالت میں بڑی عمر میں وفات پائی"وما تزوجت قط. وقيل: إنها بلغت المائة, وسمع منها خلق" (۳)

---

(۱) المدارس فی مكة المكرمة والمدنية المنورة، امل مطر العصيمى: ۱۸، ۱۴۴۱ھ، خواتین اسلامی کی دینی وعلمی خدمات:۹۹۔

(۲) تاريخ مكة المشرفة والمسجد الحرام والمدينة: ابن ضياء: فصل ذكر السقايات بمكة المشرفة وحرمها: ۱/ ۲۰۷، دار الکتب العلمیة، بیروت، مدارس بنات کی اہمیت، وطالبات کی لئے درس ہدایت، مفتی خبیب نقشبندی: ۴۸۔

(۳) العبر فی خبر من غبر، شمس الدين الذہبی: ۲/ ۳۱۵، دار الکتب العلمیة، بیروت: ۳/ ۲۵۴، خواتین اسلامی کی دینی وعلمی خدمات: ۱۱۲۔

☆ فاطمہ بنت سلمان معمرہ محدثات میں سے ہیں زندگی بھر مجرّد رہیں، تقریباً نوے سال میں عمر میں فوت ہوئیں، شیخ معمرہ حبیبہ بنت عزالدین مقدیسہ اکانوے سال کی عمر میں فوت ہوئیں، انہوں نے بھی شادی نہیں کی تھی، مسندۃ الشام زینب بنت کمال الدین نے پوری زندگی علم وعمل اور صلاح وتقوی میں بسر کی اور دنیا سے بن بیاہی گئیں''۔(۱)

☆ ام محمد خدیجہ بغدادیہ رحمۃ اللہ علیہا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر رہا کرتی تھیں، امام صاحب ان سے بہت مانوس تھے اور ان پر خاصی توجہ فرماتے تھے، امام صاحب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کا بیان ہے :" كانت تجئى إلى أبى تسمع منه ويحدثها"(۲)

ہندوستان میں مدارس نسواں کی تاریخ:

مسلمانوں کے عہد حکومت میں کچھ ایسے روشن خیال اور مہذب فرماں رواں گذرے ہیں، جو خواہ مرکزی سلطنت سے تعلق رکھتے ہوں یا صوبوں سے وہ تعلیم نسواں کے بڑے حامی اور علمبردار رہے ہیں، انہوں نے اپنے حدود سلطنت میں تعلیم نسواں کے لیے مدارس کھولے اور ان کی فلاح وبہبود کے لئے بہت کوشش کی۔

مدرسہ جونپور: ۸۴۵ھ میں شیراز ہند جونپور میں بی بی راجہ بیگم نے ایک مدرسہ قائم کیا جو اسی نام سے مشہور ہوا۔

بیگمات سلاطین تیموری: اشاعت تعلیم کا یہ سلسلہ ہر دور میں اور مختلف شاہی خانداں کے زمانے میں وسیع تر ہوتا گیا اور عورتیں ومرد دونوں اصناف علم وہنر سے مستفید ہوتی رہیں۔

---

(۱) خواتین اسلامی کی دینی وعلمی خدمات: ۱۱۲۔

(۲) خدیجہ والد صاحب کے پاس آتی تھیں، اور ان سے حدیث کا سماع کرتی تھیں، اور والد صاحب بھی ان سے احادیث بیان کرتے تھے، تاریخ دمشق ابن عساکر: ۷۰/۱۵، دار الفکر، بیروت، خواتین اسلامی کی دینی وعلمی خدمات: ۱۱۲۔

ایک بنگالی فاضل نریندر ناتھ ایم اے بی ایل نے نہایت محنت کے ساتھ صدہا کتابوں اور تاریخوں کے حوالوں سے ۱۹۱۶ھ میں (Promotion of Learning in India) نامی رسالہ شائع کیا، اس میں ایک مختصر باب زنانہ تعلیم سے متعلق ہے، جس میں وہ لکھتا ہے:

> ''ہم کو کچھ واقعات ایسے بھی ملتے ہیں جو ہندوستان میں مسلمانوں کے دور میں تعلیم نسواں کی قدر اور اس کی حفاظت کا کافی ثبوت دیتے ہیں، اس میں شک نہیں ہے کہ پردہ کی بدولت تعلیم میں چند رکاوٹیں پیدا ہوگئیں، جن کی وجہ سے لڑکیاں اپنی عمر کے محدود حصے تک اسکول میں بھیجی جاتی تھیں''۔

چھوٹی بچیوں کے لئے پردہ کی کوئی قید نہیں تھی، اس لئے وہ اپنی ابتدائی تعلیم بالعموم چھوٹے بچوں کے ساتھ مکتبوں میں حاصل کرتی تھیں، جہاں انہیں قرآن پاک کے علاوہ معمولی لکھنا پڑھنا اور حساب وغیرہ بھی سکھایا جاتا تھا، بعض عورتیں اپنے اپنے گھروں پر بھی مکتب کھول کر لڑکیوں کو قرآن مجید کے ساتھ ساتھ معمولی لکھنا بھی سکھاتی تھیں، علم کے علاوہ سینا پرونا، کھانا پکانا اور دوسرے گھریلو فرائض سکھانے کا بھی اہتمام وانتظام تھا، جس میں ایک گھر میں اتنی لڑکیاں جمع ہوجاتی تھیں کہ ایک استانی کے لئے ان سب کو سبق دینا دشوار ہوجاتا تھا، اس کے لئے بڑی لڑکیاں استانی کے زیر نگرانی چھوٹی بچیوں کو سبق دیتی تھیں۔

اس طرح انہیں پڑھانے کا عملی تجربہ ہوجاتا تھا اور بڑے ہونے پر ان میں سے اکثر خود اپنا الگ مکتب کھول لیا کرتی تھیں، ان مکاتب میں بلا معاوضہ تعلیم دی جاتی تھی، یعنی لڑکیوں سے مطلق فیس نہ لی جاتی، محلہ کی غریب، متوسط اور بعض دفعہ امیر گھرانے کی لڑکیاں بھی یہاں تعلیم حاصل کرتی تھیں، متعدد بیوہ عورتیں اپنی زندگی ہی تعلیم وتدریس کے لئے وقف کردیا کرتی تھیں، وہ بچیوں کو گھر پر تعلیم دے کر اپنا گذر اوقات کرتی تھیں۔

لڑکیوں کے لئے الگ مدارس ومکاتب کا انتظام بھی تھا، جہاں مرد تعلیم دیتے تھے، بچی کو

مکتب میں داخل کرنے سے قبل عزیز واقرباء کو مدعو کیا جاتا اور لڑکوں کی طرح ان کی بھی بسم اللہ کی رسم ہوتی تھی، مجوزہ استاد بچی کو ایک رنگیں کاغذ پر جسے "زرفشانی" کہتے تھے علاحدہ لکھ کر دیتا تھا اور پھر حاضرین کے سامنے اسے پڑھواتا، بچی کے والدین حسب استعداد استانی کو نذرانہ پیش کرتے، ہر نئی کتاب کے شروع ہونے پر والدین استاذ کو اپنے گھر پر مدعو کرتے تھے اور انہیں تحفے تحائف پیش کرتے، اس طرح قرآن شریف ختم ہونے پر استاذ کو بطور ہدیہ کچھ نہ کچھ دیا جاتا تھا، مکتب کی بچیوں کو مٹھائی تقسیم کی جاتی اور پھر بقایا دن کی چھٹی کردی جاتی تھی۔(۱)

یہ خیال رکھا جائے کہ مختلف اوقات میں استاذ کو ہدیہ اور تحائف دینے کے ہرگز یہ معنی نہ تھے کہ وہ فیس یا معاوضہ کے طور پر دیئے جاتے تھے، بلکہ یہ ایک تحفہ یا نذرانہ ہوتا تھا جو والدین یا سرپرست اپنی خوشی سے دیا کرتے تھے

ان چھوٹے چھوٹے مکاتب میں استاذ واستانیاں الگ الگ تعلیم دیتے تھے، برصغیر کی تاریخ میں عورتوں کے بعض بڑے بڑے مدارس کا بھی تذکرہ ملتا ہے، ابن بطوطہ ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"اس شہر میں لڑکیوں کے تیرہ مدارس تھے اور وہاں کی عورتیں نہایت حسین، عفت مآب اور ان میں بعض حافظہ قرآن تھیں"۔(۲)

☆ عہد اکبری میں حرم کی شاہی خواتین باقاعدہ تعلیم پاتی تھیں اکبر نے اپنے حلقہ فتح پور سیکری میں ان کی تعلیم کے لئے چند کمرے خصوصی طور پر وقف کردیئے تھے، جو بطور اسکول استعمال ہوتے تھے، مسٹر لاء نے اپنی کتاب میں اسمتھ کے حوالے سے قلعہ کے نقشہ میں تعلیم گاہ کو دکھایا ہے، اسمتھ جیسے تاریخ داں کا اسے مان لینا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ اکبر کے زمانے میں خواتین حرم کی تعلیم کا باقاعدہ انتظام تھا، تعلیم نسواں کا چرچا صرف حرم اور خواص تک محدود نہ تھا؛ بلکہ عوام میں بھی اس کا پوری طرح رواج

---

(۱) مسلمانوں کا نظام تعلیم: ۲۳۰، پروفیسر سعید احمد، انجمن پریس لانرس روڈ، کراچی، ۱۹۸۱ء۔

(۲) سفرنامہ ابن بطوطہ، ابن بطوطہ، :۲۳۰، جے آر، آفسیٹ پرنٹرز، دہلی، ۲۰۰۰ء۔

تھا، مسلمانوں کے عہد میں اگرچہ عام زبان فارسی تھی؛ لیکن علمی زبان عربی تھی، اعلی تعلیم میں نہ صرف یہ کہ عربی ادب کا بہت بڑا دخل تھا؛ بلکہ باقی تمام علوم فلسفہ، ہیئت، طب ہندسہ وغیرہ کی تعلیم بھی عربی زبان کے ذریعے ہی دی جاتی تھی؛ لیکن جہاں تک تعلیم نسواں کا سوال تھا ان کے واسطے اعلی اور مذہبی تعلیم کے بجائے ادبی تعلیم پر زیادہ زور دیا جاتا تھا؛ اس لئے ان کے واسطے عربی سے زیادہ فارسی کارآمد ہوتی تھی۔

عالم فاضل، ادیب ہونے کے علاوہ بکثرت عورتیں صوفیاء مشائخ کی فہرست میں بھی ملتی ہیں، جس میں رابعہ بصریہ کا نام بطور مثال پیش کیا جاسکتا ہے، دہلی میں ابھی تک ایسی خدارسیدہ بیبیوں کے مزارات ہیں جو مرجع خلائق بنے ہوئے ہیں۔(۱)

☆ مغل شہنشاہ اپنی لڑکیوں کی تعلیم کے لئے عموماً ایرانی عورتوں کا تقرر کرتے تھے، اوران کی تعلیم میں اعلی مذہبی تعلیم کے بجائے ادب، شعروشاعری اورتاریخ وغیرہ پر زیادہ زور دیا جاتا تھا(۱۴) بہر حال شہزادیوں میں سے اکثر حافظہ قرآن ہوتی تھیں، جہاں تک فارسی ادب کا تعلق ہے اس میں اکثر شہزادیاں کافی مشہور ہیں، امراء بھی اپنی لڑکیوں کی تعلیم کے لئے استانیوں کو مقرر کرتے تھے، جوان لڑکیوں کو ان کے گھر آکر یا وہیں رہ کر تعلیم دیتی تھیں۔(۲)

☆ مغلیہ خاندان میں دستور تھا کہ بطور فرض قرآن اور حدیث کی تعلیم دی جاتی تھی اوراس کے بعد دیگر علوم پڑھائے جاتے تھے، چنانچہ فرخ سیر کی بیگم احمد النساء اور رفیع الدرجات کی بیگم خجستہ سلطانہ پوری تعلیم یافتہ خواتین تھیں، اس دور میں ایسے جلیل القدر علماء پیدا ہوئے کہ پہلے دور میں بھی نہ ہوئے تھے، یہ واقعۃً عورتوں میں بھی سلسلہ تعلیم جاری رہنے کا بین ثبوت ہے۔

ابوظفر بہادر شاہ کی ملکہ نواب زینت محل نے نہایت عالم وفاضل خاتون سے تعلیم پائی

---

(۱) مسلم خواتین کی تعلیم، محمد امین زبیری: ۴۴، ترقی اردو بیورو وزارت، ۱۹۵۶ء۔

(۲) حوالہ سابق: ۳۳۶۔

تھی، اور پھر اس کے بعد خود محلہ کی شریف لڑکیوں کو تعلیم دینے اور امور خانہ داری کی تربیت کرنے کا مشغلہ اختیار کیا۔

اس دور کی ایک وقیع تحریر تعلیم نسواں اور اس کے طریقہ کار کے تعلق سے سرسید احمد خان کی ملاحظہ ہو جو ۱۸۱۷ء میں پیدا ہوئے، ایک تقریر بہ جواب سپاسنامہ ''خاتونان پنجاب'' میں کہا تھا۔ (۱)

''میں نے اپنے خاندان میں تین قسم کی عورتوں کو دیکھا ہے، ایک وہ جو ہماری ماؤں اور خالاؤں کی ساتھی تھیں، میں نے ان کو دیکھا کہ وہ سب پڑھنا جانتی تھیں اور چند ان میں سے ایسی تھیں جو فارسی کتابیں بھی پڑھ سکتی تھیں، میں نے خود گلستان کے چند سبق اپنے والد سے پڑھے ہیں اور اکثر ابتدائی فارسی کتابوں کے سبق اپنی والدہ سے پڑھے ہیں اور اکثر ابتدائی فارسی کتابوں کے سبق ان کو سنائے ہیں''۔

''دوسرا گروہ میری ہم عصر بہنوں کا تھا جو گھروں میں تعلیم پاتی تھیں، ان کی تعلیم کا طریقہ میں نے دیکھا کہ رشتہ داران قریب میں سے کوئی معزز اور آسودہ گھر لڑکیوں کی تعلیم کے لئے منتخب کیا جاتا تھا اور خاندان کی لڑکیاں اس گھر میں پڑھنے کے لئے جمع ہوتی تھیں، اور اس گھر کی بزرگ عورت جوان لڑکیوں میں سے کسی کی ماں، کسی کی نانی، کسی کی خالہ، کسی کی ممانی اور کسی کی پھوپھی ہوتی تھیں، ان سب لڑکیوں کی نگرانی کرتیں، ان کی تربیت کے لئے متعدد استانیاں بھی ملازم ہوتی تھیں''۔

''اس مکان کا ایک ٹکڑا (جو ہمیشہ ضلع کی عمارتوں میں ایک دالان ہوتا تھا) بطور مکتب کے تجویز کیا جاتا تھا، اس میں تخت بچھے ہوتے تھے اور ان پر نہایت صاف ستھرا فرش ہوتا تھا اور سب لڑکیاں وہاں بیٹھ کر پڑھتی تھیں اور استانی پڑھاتی تھیں، اس گھر کی عورتیں وقتاً فوقتاً اس دالان میں جا کر ان لڑکیوں اور ان کے پڑھنے کے حالات کی نگرانی کرتی تھیں، کبھی کبھی کوئی رشتہ دار مرد ان لڑکیوں کا بھائی یا باپ، نانا، خالو آ کر لڑکیوں کا سبق سنتا تھا اور کبھی کس

---

(۱) حوالہ سابق ۲۱۷۔

لڑکی کو خود پڑھاتا تھا، اس وقت ان عورتوں میں سے ایسی عورتیں بھی زندہ موجود ہیں، جو عربی زبان سے بھی کسی قدر واقف ہیں اور مشکاۃ شریف، حصن حصین، چہل حدیث اور متعدد کتابوں کو نہایت خوبی سے پڑھا سکتی ہیں، تیسری قسم کی وہ لڑکیاں ہیں جو میرے سامنے بچہ تھیں اور اب بڑی ہو گئیں ہیں، ان کی تربیت بھی اس طرح پر میری آنکھوں کے سامنے ہوئی ہے، میری حقیقی بہن کے شوہر نہایت بزرگ تھے، لڑکیوں کی تعلیم میں زیادہ کوشش کرتے تھے، پہلے زمانے میں عورتوں کو لکھنے کا کچھ خیال نہ تھا، مگر تیسرے گروہ کی لڑکیوں میں سے کسی کسی کو لکھنے کا بھی شوق ہوا''۔

''میرے نانا کے حقیقی بھائی ہر روز ایک دن بیچ کر کے مکتب میں آتے تھے اور فارسی خط جو لڑکی لکھنا سیکھتی تھی، اس کو اصلاح دیتے تھے، عربی خط جو لڑکیاں لکھتی تھیں ان کو میرے حقیقی بہنوئی اصلاح دیتے تھے، صبح سے کھانے کے وقت تک پڑھنے کا وقت تھا، کھانے کے وقت پر سب لڑکیاں نماز پڑھتی تھیں اور عصر کے وقت تک پھر اپنے پڑھنے لکھنے میں مصروف رہتی تھیں، عصر کے بعد ڈولیوں میں سوار ہوئی اور اپنے گھر چلی گئیں''۔

''جمعہ کا دن نہایت دلچسپ ہوتا تھا، سب لڑکیاں بدستور صبح سے آتی تھیں اور سب مل کر چھوٹی چھوٹی پتیلیوں میں مختلف اقسام کے کھانے پکاتی تھیں جو ہماری طرف کی زبان میں ''ہنڈکلیا'' کہلاتی ہے، ان لڑکیوں میں سے ایک لڑکی میزبان بنتی اور سب لڑکیوں کو انہیں کا بنایا ہوا کھانا کھلاتی تھی، کبھی کبھی وہ اپنے ہم عمر بھائیوں کو بھی بلاتی تھیں اور کھلاتی تھیں، غرض کہ اس طرح ان کو وہ چیزیں جن کا سیکھنا اور جاننا عورتوں کے لئے نہایت ضروری ہے سکھائی اور پڑھائی جاتی تھیں، اور خاندان کا طور طریقہ اور سلیقہ سکھایا جاتا تھا، ان کی تعلیم میں وہ علوم داخل نہ تھے جن کو لوگ اس زمانے میں یورپ کی تقلید سے لڑکیوں کی تعلیم میں داخل کرنا چاہتے تھے، یورپ اور امریکہ کی حالت معاشرت کے خیال سے شاید وہ علوم لڑکیوں کو سکھانے ضروری ہوں؛ کیوں کہ ممکن ہے کہ وہاں عورتیں پوسٹ ماسٹر یا پارلیمنٹ کی ممبر ہو سکیں؛ لیکن ہندوستان میں نہ اب وہ زمانہ ہے اور نہ سیکڑوں برس بعد ہی آنے والا ہے، اس

لئے جو علوم اس زمانہ میں عورتوں کے لئے مفید تھے وہی اس زمانہ میں بھی مفید ہیں اور علوم صرف دینیات اور اخلاق کے لئے تھے، اس زمانہ کی لڑکیاں قرآن شریف پڑھتی تھیں، اس کا ترجمہ پڑھتی تھیں، نماز، روزہ کے مسائل (سے متعلق) کتابیں پڑھتی تھیں، جس نے تعلیم میں زیادہ ترقی کی اور فارسی سیکھ لی اس کو قصص الانبیاء، حکایات الاولیاء اور اس قسم کی اخلاق کی کتابیں اور مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی بعض حکایات پڑھائی جاتی تھیں، جس زمانے میں مشکاۃ شریف کا ترجمہ اردو میں نہ ہوا تھا اور لڑکیوں نے حدیث پڑھنے کا شوق کیا ان کو شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ مشکاۃ شریف پڑھایا جاتا تھا، اخیر زمانے میں اردو ترجمہ مشکاۃ شریف اور اردو ترجمہ حصن حصین یعنی ظفر جلیل زیادہ تر درس میں داخل تھا، بعض لڑکیوں نے ملفوظات حضرت نظام الدین اولیاء یعنی فوائد الفواد اپنے شوق سے پڑھے تھے، صرف ایک عورت سے میں واقف ہوں جس نے تزک جہانگیری اپنے باپ سے پڑھی تھی؛ مگر اس کی ہم جولیاں کہتی تھیں کہ اس سے کیا فائدہ ہے، کوئی اور خدا رسول کی کتاب پڑھو، یہی طریقہ طریقۂ تعلیم تھا جس سے لڑکیوں کے دل میں نیکی اور خدا ترسی، رحم، محبت اور اخلاق پیدا ہوتا تھا اور یہی تعلیم ان کے دین و دنیا کی بھلائی کے لئے کافی تھی''۔

☆ انیسویں صدی میں نسوانی تعلیم کو بہت فروغ حاصل ہوا، مدارس نسواں بھی کھلے، الغرض من حیث القوم یہ مسئلہ مسلمانوں کی توجہ اور عملی کوشش کا محور بن گیا، بھوپال میں جہاں حکومت نسواں کا تیسرا عہد چل رہا تھا، پہلے سے قائم شدہ مدارس کی اصلاح کر کے زنانہ مدارس قائم کئے جا رہے تھے، حیدرآباد کا محبوبہ گرلز اسکول آمنہ بیگم (لیڈی حیدری) کا قائم کردہ ہے، جو آج تک چل رہا ہے۔

☆ میرٹھ میں مولوی محمد اسماعیل جو بچوں کی درسی کتابوں کی تصنیف و تالیف کے لئے مشہور و معروف ہیں، تعلیم نسواں کی طرف متوجہ ہوئے اور ۱۹۱۰ء میں اپنے زیر نگرانی چند ابتدائی مدرسے کھولے۔

مدارس: آگرہ میں مولوی سعید احمد زبیر کی ذاتی کاوشوں سے ''صغیر فاطمہ نسواں''

اسکول کے نام سے ایک زنانہ مدرسہ جاری ہوا، اسکے علاوہ چند مکاتب بھی تھے جس میں خواندہ بیویاں تعلیم دیتی تھیں، علی گڑھ کے قرب وجوار میں ماہرہ نامی ایک علمی آبادی تھی، جس میں ''شمیم فاطمہ نسواں اسکول'' خاتون شمیم فاطمہ کے نام سے ۱۹۳۴ء میں وجود میں آیا۔

☆انجمن حمایت الاسلام

مسلم پنجاب نے بھی زنانہ تعلیم کے فروغ میں بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، بالخصوص انجمن حمایت اسلام نے بڑی سرگرمی دکھائی، اس نے ۱۸۸۴ء میں نسواں مدارس کا اجراء کیا، ۱۸۹۴ء تک پندرہ مدارس قائم ہوگئے جن میں طالبات کی مجموعی تعداد تقریباً پانچ سو تھی، ان مدارس میں اس زمانے کے رائج کردہ نظام تعلیم کے علاوہ قرآن مجید کی تعلیم کا بھی انتظام تھا، ضروری مسائلِ دین بھی سکھائے جاتے تھے، ۱۹۲۵ء تک اس کا انتظام مردانہ کمیٹی کے ہاتھ میں تھا؛ مگر ۱۹۲۵ء سے ایک زنانہ سب کمیٹی بنا کر اس کے سپرد کردیا، اس کے علاوہ لڑکیوں کے دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم کا انتظام بھی تھا۔

مدرسۃ البنات جالندھر: ۱۹۲۶ء میں جالندھر کے مولانا عبدالحق عباس صاحب کو تعلیم نسواں کی اہمیت کا احساس ہوا، چنانچہ انہوں نے ایک کرائے کے مکان میں دو ابتدائی جماعتیں اور ایک خصوصی جماعت سے مسلمان عورتوں کی دینی ودنیوی زندگی کو ملحوظ رکھ کر ایک انوکھا نظام ترتیب دیا اور ۱۹۲۶ء میں مدرسۃ البنات جاری کردیا، سترہ سال کے اندر اندر اس مدرسے نے ایسی ترقی کی اور اس کا نظام تعلیم اتنا مقبول ہوا کہ پنجاب اور دیگر صوبہ جات ہند کے علاوہ بیرونی ممالک مثلاً افریقہ، جاوا، عدن وغیرہ سے بھی خواتین یہاں آنے لگیں، لڑکیوں کی مزید سہولت کے لئے اسکول کے ساتھ ہی بورڈنگ ہاؤس کا بھی انتظام کیا گیا۔

۱۹۴۳ء تک یہ مدرسہ درجہ ششم تک تھا، اردو وعربی کی تعلیم جماعت اول ہی سے شروع ہوجاتی تھی، دوسری جماعت میں مختلف عربی کتب کی مدد سے عربی زبان کی تعلیم دی جاتی تھی اور قرآن مجید شروع کردیا جاتا تھا، پارۂ عم نصف آخر حفظ کرایا جاتا، حتی کہ درجہ ششم تک پہنچ کر ادب وانشاء قواعد عربی اور تفسیر وحدیث کا نصاب ختم ہوجاتا اس کے بعد دو درجے

خصوصیہ اولی وخصوصیہ ثانیہ محض اردو، عربی، علم وادب، تعلیم ومذہب اور علم وعمل کے لئے مخصوص تھا، ایک درجہ ہفتم تانہم تھا، جس میں مولوی عالم وجوادی فاضل کے نصاب کی تعلیم دی جاتی تھی، ان درجات میں عربی قواعد، منطق، عربی ادب فقہ، فرائض، ادب اور تاریخ، علم فصاحت وبلاغت اور تفسیر وفقہ کا نصاب تھا، ایک درجہ میٹرک کا تھا جس میں اردو وعربی کی زبان دانی لازمی تھی ساتھ ہی قرآن کریم کی باقاعدہ تعلیم کا بندوبست تھا آخری درجہ ادیب عالم کا تھا۔

اول کے متذکرہ درجات میں حفظِ صحت، خوش خطی، سلائی، ڈرائنگ، ہینڈورک، دھلائی اور مختلف قسم کی دستکاری اور امور خانہ داری کی تعلیم کا انتظام تھا، جس کا معیار درجہ بدرجہ ترقی کرتا گیا، درجہ دوم سے انگریزی تعلیم دی جاتی تھی، اس طرح ہر درجے میں جسمانی ورزش سے متعلق مختلف قسم کے کھیلوں کا بھی انتظام تھا۔

اس کے علاوہ ملک کے مختلف گوشوں میں مدارس نسواں کھلے، بچیوں کو ان کے مناسب تربیت وتعلیم دی جانی لگی۔(۱)

❁❁❁❁❁❁

(۱) ساری تفصیلات کے لئے رجوع کریں: ہندوستانی مسلم خواتین کی علمی خدمات، ڈاکٹر ناہید ظفر: ۱۶۴=۱۷۴۔

ہندوستانی خواتین
ان کی علمی اور دینی وادبی خدمات

اس عنوان کے تحت بتلایا گیا کہ عرب کی طرح ہندوستان کی خواتین نے بھی علمی اورادبی میدان میں حصہ لیا، روایتی مکاتب اور مدارس سے آگے بڑھ کر تفسیر وحدیث، فقہ وادب اور تصنیف وتالیف میں وہ حصہ لے چکی ہیں اور حصہ لے سکتی ہیں، اپنی گھریلو ذمہ داریوں کے بعد اگر توفیقِ الٰہی شامل رہی اور ہمت کو بلند کرلیا جائے تو اپنی استعداد کو بلند کیا جاسکتا ہے، علمی سفر کو جاری رکھا جاسکتا ہے، خانگی مسائل اور جھمیلے بھی آسان ہوجاتے ہیں جب قوم وملت کے کام کو ترجیح دی جاتی ہے، تمدنی ترقیات کے وسائل فراہم کردے، خدمت دین کے مختلف میدان بنتے جارہے ہیں، جس میں دردمند مربیہ عالمات کی ضرورت ہے، کالج اور اسکول کی طالبات کا ایک وسیع میدان ہے جس کو ان بگڑتے حالات میں بھی کافی نظر انداز کیا جارہا ہے، نکاح، طلاق، خلع اور تقسیم جائیداد کے مسائل پر گھر گھر شعور بیدار کرنے کی ضرورت ہے، محبت اور محنت کے ساتھ پیدا ہونے والے نئے افکار ونظریات کی گمرہیوں سے امت کو واقف کروایا جانا چاہئے، عالمی اور ملکی سطح پر اٹھائے جانے والے شبہات کے کانٹے امت مسلمہ کے دل سے صاف کرنا بھی وقت کی ایک ضرورت ہے۔

ہندوستان خواتین نے بہت زیادہ دینی وعلمی وادبی خدمات انجام دی ہیں، جن کا تذکرہ درج ذیل کیا جارہا ہے:

خواتین کی دینی وعلمی خدمات

① آپا حمیدہ بیگم

۱۹۱۴ء میں بمقام گوجرنوالہ پیدا ہوئیں، جنجوعہ راجپوت خاندان کی مایہ ناز بیٹی تھی، والد کا نام چودھری محمد عالم، پنجاب یونیورسٹی سے دوم پوزیشن حاصل کر کے میٹرک کا امتحان پاس کیا، قرآن وحدیث میں کامل دستگاہ حاصل تھی، آپا حمیدہ پاکستان کی ایسی خواتین کی سربراہ تھیں جنہوں نے دین اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے تگ ودو کی، تحصیل علم اور تبلیغ دین ان کے خاص مشغلے تھے، محترمہ نے رضا کارانہ طور پر دینیات کا مضمون اپنے ذمہ لیا اور نہایت حکمت کے ساتھ اسے شامل نصاب کیا، اس طرح تمام طالبات کو اپنی دینی واخلاقی اصلاح کا موقع فراہم کر دیا اور ذوق وشوق کے ساتھ اس فریضہ کو انجام دیتی رہیں، ہزاروں طالبات ومعلمات ان کے حلقۂ عقیدت سے متعلق تھیں، محترمہ اپنے گھر میں خواتین ولڑکیوں کو اکٹھا کرتیں اور تقاریر ووعظ کے ذریعے رسم ورواج سے اجتناب اور احکام شرعیہ کو ادا کرنے کی دعوت دیتیں، آپ نے اپنا بیشتر وقت خواتین کی دینی واخلاقی اصلاح میں صرف کیا۔

② امۃ القادر

مولوی حسین عطاء اللہ صاحب کی یہ صاحبزادی ۱۲۸۳ء میں پیدا ہوئی، آپ کا نام امۃ القادر تھا، لیکن مولوی عبدالقادر سے عقد کے بعد بدرالنساء کے نام سے مشہور ہوئیں، مولوی نصیر الدین محمد عبدالباری مصنف ''دکن میں اردو'' آپ کے صاحبزادے ہیں، علم نواز شوہر کی صحبت نے آپ کے اندر علم دوستی ونثر نگاری کا شوق پیدا کر دیا، شوہر کے انتقال کے بعد آپ نے نہایت عمدہ طریقے سے اولاد کی تعلیم وتربیت کی، یہ ایک عالمہ وفاضلہ اور صاحب تصنیف خاتون تھیں ان کی دو تصانیف ''گلزار اولیاء'' بہت مقبول ہوئی، اس کتاب میں اخلاق آموز کرامات اولیاء کرام جمع کی گئی ہیں، اس کے علاوہ آپ کی دوسری تصنیف ''ممالک اسلامیہ کی سیر'' بھی خاص شہرت کی حامل ہے۔(۱)

(۱) تذکرہ جمیل، محمد عبدالرزاق بسمل: ۲۱۷، شمس الاسلام پریس، لکھنو

③ اہلیہ عبدالقادر

مشہور ومعروف دینی عالم اور سراج الاخبار کے مالک مولوی فقیر محمد صاحب کی صاحبزادی تھیں، ۱۸۹۸ء میں بمقام جہلم پیدا ہوئیں، آپ کی صرف دو بہنیں تھیں، والدین نے لڑکیوں کی تعلیم وتربیت نہایت بہترین انداز میں کی، دینی ودنیاوی اور خانگی تعلیم کے لئے علاحدہ اساتذہ مقرر کئے، دس سال کی عمر میں آپ نے اپنے والد کے حکم سے حافظ عبداللہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی اور روحانی تعلیم حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا؛ لیکن تھوڑے ہی دنوں کے بعد حافظ صاحب کا انتقال ہونے سے یہ سلسلہ رک گیا، چودہ برس کی عمر میں عبدالقادر صاحب کی زوجیت میں آئیں جو ایک سرکاری عہدیدار تھے، شوہر کی وفات کے بعد آپ پانچ بچوں کے ساتھ لاہور چلی آئیں۔

آپ کو سیر وسیاحت اور علماء سے گفتگو سننے کا بڑا شوق تھا، چنانچہ متعدد علماء سے ملاقات کرنے کے علاوہ پرانے مندروں اور عمارتوں کے کھنڈرات کی بھی سیر کی۔

④ امۃ اللہ تسنیم

محترمہ ایک ذی لیاقت اور ذہین وفہیم خاتون تھیں، مولانا سید ابوالحسن ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی بہن تھیں، آپ ایک علم نواز خاتون گذری ہیں، آپ کا ایک اہم وقابل ستائش کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شارحِ مسلم کی مقبول ومعروف کتاب ''ریاض الصالحین'' کا سلیس ترجمہ ضروری حواشی وتشریحی عنوانات کے ساتھ ''زادسفر'' کے نام سے دو جلدوں میں کیا اور علمی دنیا میں اپنا نام روشن کیا۔

⑤ امۃ العزیز بیگم

یہ حیدرآباد دکن کی ایک باعزت علمی خاندان کی چشم وچراغ تھیں، اپنے والد محترم احمد خلیل سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اردو، فارسی وعربی کی درسی کتابیں پڑھیں، اپنی ذہانت کے سبب بہت جلد تمام مضامین میں عبور حاصل کرلیا، مطالعہ وتصنیف وتالیف کا بے حد شوق تھا، شادی کے فقط پندرہ سال بعد بیوہ ہوگئی، انہوں نے خود اپنی اکلوتی بیٹی کی پرورش

کی، فقہ کی طرف ان کا رجحان زیادہ تھا، اس میدان میں کافی کام کیا، اور ''سرتاج'' نامی ایک فارسی اخلاقی قصوں کی ایک کتاب کا جو قومی تعمیر میں بہت مؤثر ہوسکتی تھی ترجمہ کیا جو کئی سو صفحات پر مشتمل ہے، غربت کے سبب نادر عربی کتابوں کی نقلیں لے کر یا سستی خرید کر قیمتی عربی کتابوں کا کتب خانہ فراہم کیا، بلا شبہ آپ عربی وفارسی کی ایک محنتی طالبہ گذری ہیں، چونکہ فقہ وحدیث میں کمال رکھتی تھیں، اپنے خاندان کی ایک مشہور عالمہ خاتون شمار کی جاتی تھیں، اس کے علاوہ تصوف واخلاق کی مشہور کتاب ''لطائف اشرفی'' کا اردو میں ترجمہ کیا، ایک فقہی کتاب ''ہدایت الناظرین'' تصنیف کی جو تین سے زائد جلدوں میں ہے، غالبا یہی ان کی آخری کتاب ہے۔(۱)

⑥ شہزادی جہاں آرا

شہزادی جہاں آرا ان ذی شان والدین کی بیٹی ہے جن کی بدولت دنیا کو تاج محل جیسی عظیم الشان عمارت نصیب ہوئی جو دنیا کے سات عجائبات میں سے ایک ہے، یہ شاہ جہاں کی انتہائی چہیتی ولاڈلی شہزادی تھی، ان کی والدہ ممتاز محل کی یاد میں ہی شاہ جہاں نے تاج محل تعمیر کرایا تھا، یہ ۲۱ صفر المظفر ۱۰۲۳ھ کو پیدا ہوئی، جب کہ شاہ جہاں کو رانا امر سنگھ والی سے فتح حاصل ہوئی تھی۔

جہاں آراء نے شاہ جہانی عہد کی اعلیٰ علمی فضاء کے گہوارے میں پرورش پائی جہاں ان کی اعلی تعلیم وتربیت کا انتظام کیا گیا، شہزادی کی پیدائش کے وقت تیموری حرم میں دنیا کی قابل ترین خواتین موجود تھیں، حرم کے ماحول کے اثر سے جہاں آرا نے زندگی کے ہر شعبہ میں مہارت حاصل کر لی تھی، ستی النساء جو حافظ قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ علم قراءت، علم طب، تجوید اور ادب شناسی میں کامل دستگاہ رکھتی تھیں، شہزادی کی تعلیم وتربیت پر مقرر کی گئیں، انہوں نے اپنے فرائض نہایت عمدگی سے نبھائے، اور بیگم کی تعلیم وتربیت میں کوئی کسر نہ چھوڑی، جہاں آراء نے قرآن کریم اور پھر فقہ کی ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد

(۱) تذکرہ جمیل، محمد عبدالرزاق بسل ۱۰۷، شمس الاسلام پریس، لکھنو۔

فارسی، اور نیز جملہ علوم متداولہ میں مکمل دستگاہ حاصل کرلی، انتہائی نیک شریف اور دیندار شہزادی تھیں، اپنے دن کا بیشتر حصہ قرآن مجید کی تلاوت اور احادیث کے مطالعہ میں گزارتی تھیں، بے پناہ ناز ونعم میں پرورش پانے کے باوجود غرور نام کو نہ تھا، اس کے برخلاف خوش اخلاقی، ملنساری وانکساری ان کا خاص جوہر تھا، آپ کے برابر اعلیٰ فہم وفراست اورشرع کی پابندی خواتین میں بہت کم نظر آتی ہے۔

مذکورہ تمام صفات کے علاوہ یہ اپنے عہد کی انتہائی معروف شاعرہ اور مصنفہ تھیں، انشاء پردازی سے گہری رغبت رکھتی تھیں، انہوں نے عربی وفارسی دونوں زبانوں میں شاعری کی، کلام میں نہایت شائستگی، روانی، سلاست اور فراست پائی جاتی تھی، ان اوصاف کے سبب شاہ جہاں وممتاز محل ان کی بڑی قدردانی کرتے تھے۔

جہاں آراء نہ صرف یہ کہ شاعرہ تھیں؛ بلکہ دو کتابوں ''مونس الارواح'' اور ''صاحبیہ'' کی مصنفہ تھیں، مونس الارواح حضرت معین الدین چشتی کی سوانح حیات ہے اور ''صاحبیہ'' میں انہوں نے اپنے پیرومرشد ملاشاہ قادری کی سوانح حیات لکھی ہے۔

بیگم صاحبہ نے ۲۶ سال کی عمر میں ''مونس الارواح'' تصنیف کی، اس معروف کتاب میں مصنفہ نے خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ اور ان کے سلسلے کے اکابرین کے حالات بہت ہی عقیدت مندی، ہوشیاری وذہانت سے قلم بند کئے ہیں، درحقیقت یہ کتاب شہزادی کے مذہبی وصوفیانہ ذوق کی ترجمانی کرتی ہے:

ایک جگہ تحریر کرتی ہیں:

''احوال بزرگان راکہ مقربان درگاہ حمدیت انداز کتب ورسائل معتبرہ باحتیاط تمام پیروں آوردہ بقیہ تحریر آوردہ شدہ اعتقاد این ضعیفہ انچہ دریں رسالت بنت گردیدہ صحت نامہ داروامید کہ خوانندگاہ رافیض بہ ماتماز حاصل آید''۔(۱)

(۱) مغل شاہزادیا، محمود علی، شوبی آفسیٹ پریس، دریا گنج، دہلی۔

''بزرگوں کے حالات جو خداوند کریم کی بارگاہ میں مقرب ہیں، ان ہی معتبر رسالوں اور کتابوں سے بڑی احتیاط کے ساتھ اکٹھا کر کے ضبط تحریر میں لایا گیا ہے، اس تصنیف سے یہ امید ہے جو کچھ میں نے اس رسالے میں پوری صحت کے ساتھ جمع کیا ہے، پڑھنے والوں کو اس سے پورا پورا فائدہ اور فیض پہنچے''۔

مولانا شبلی رحمۃ اللہ علیہ ''مونس الارواح'' کے بارے میں لکھتے ہیں: کتاب کی عبارت بہت صاف وشستہ ہے، بلاشبہ صاحبہ کی طرز انشا کی خوبی قابل توصیف ہے، اس میں فن خطاطی کے اعلی نمونے بھی پائے جاتے ہیں، یہ کتاب پیرس کی نمائش ۱۹۱۱ء میں بھیجی جاچکی ہے۔(۱)

جہاں آراء کو تصوف سے بہت دلچسپی تھی اور وہ اپنے وقت کا بیشتر حصہ تلاوت قرآن اور مشائخ عظام کے ملفوظات کے مطالعہ میں گذارتی تھیں۔

جہاں آراء اپنی خواہش کے مطابق خواجہ نظام الدین اولیاء کے مزار انور پر ٹھیک بائیں میں مدفون ہوئیں، بیگم نے اپنی مزار اپنی حیات میں ہی تیار کر لی تھی، اس قبر کو انہوں نے شاہ جہاں آباد کی حدود کے باہر حضرت نظام الدین اولیاء کے پر شکوہ روضہ کے زیر سایہ تعمیر کرایا تھا، یہ بالکل سنگ مرمر کا ہے اور چھت نہیں۔(۲)

⑦ جاناں بیگم

جاناں بیگم بیرم خان کی بیٹی اور عبد الرحیم خان خاناں کی ہمشیر تھی، ان کی شادی شاہ اکبر کے بیٹے دانیال سے ہوئی، یہ انتہائی ذہین ودانشمند خاتون تھی، زیور تعلیم سے پوری طرح آراستہ تھی، تعلیم یافتہ خواتین اور استاد شاعرات میں شمار کی جاتی تھیں، سخن وری وطباعی کے لحاظ سے وہ ایک بلند پایہ شاعرہ تھی۔

ان کی شاعری میں برجستگی وشیوا بیانی پائی جاتی ہے، انتہائی نیک وپارسا خاتون تھیں،

---

(۱) حوالہ سابق

(۲) ہندوستانی مسلم خواتین کی علمی خدمات، ڈاکٹر ناہید ظفر: ۲۵۰۔

فطرتاً علوم دینیہ میں بڑی رغبت رکھتی تھیں، ان کا اہم ترین کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے قرآن پاک کی تفسیر فارسی زبان میں لکھی، اس مقدس کارنامے کے صلہ میں اکبر اعظم نے ۵۰ ہزار دینار بطور انعام دیئے اور اس کو بہ احترام اپنے کتب خانے میں جگہ دی۔

بیگم صاحبہ انتہائی با اخلاق کشادہ دل تھیں، فقراء ومشائخ سے انہیں بڑی عقیدت تھی، علماء کا بڑا احترام کرتیں، اس نے اپنی شادی میں تمام فضول رسم ورواج کی ممانعت کردی، چنانچہ شادی بڑی سادگی سے انجام پائی، پھر بھی بیرم خان کی اکلوتی بیٹی ہونے کے ناطے شادی میں دو کروڑ روپیہ خرچ ہوا، شہزادہ دانیال کی وفات کے بعد جب نورالدین محمد جہانگیر نے جاناں بیگم کو نکاح کا پیغام بھیجا تو اس وفادار وعفت مآب بیگم نے اس کے جواب میں زلفیں ترشوا کر اور پورے دانت نکلوا کر جہانگیر کی خدمت میں بھیجا، جہانگیر عفت وحیاء کا یہ نمونہ دیکھ کر حیران رہ گیا، اور جاناں بیگم سے پھر کبھی نکاح کی خواہش ظاہر نہیں کی، غالباً ان کا کلام کافی رہا ہوگا، مگر حوادث زمانہ نے سب مٹادیا، زندگی کے آخری ایام میں فریضہ حج ادا کرنے کے بعد ۱۰۷۰ھ میں عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی۔(۱)

⑧ رقیہ خلیل عرب

پروفیسر خلیل عرب کی صاحبزادی تھیں، مادری زبان عربی تھی؛ مگر بھوپال کی پیدائش ہونے کی وجہ سے اعلی درجے کی اردوداں تھیں،، ایک رسالہ ''علم اور تعمیر انسانیت قرآن کریم کی روشنی میں'' شائع ہوا، عربی زبان اور علوم دینیہ کی فاضل تھیں، آپ نے متعدد کتابیں تصنف کیں۔(۲)

⑨ شہزادی زیب النساء بیگم

مشہور ومعروف مغل شہزادی زیب النساء اپنے علمی کارناموں کے سبب تاریخ میں کسی تعارف کی محتاج نہیں، یہ اورنگ زیب عالم گیر کی سب سے بڑی اولاد تھیں، ۱۰ ارشوال

---

(۱) ہندوستانی مسلم خواتین کی علمی خدمات، ڈاکٹر ناہید ظفر: ۳۵۱۔

(۲) ہندوستانی مسلم خواتین کی علمی خدمات، ڈاکٹر ناہید ظفر: ۳۰۴۔

۱۰۴۷ء میں دولت آباد دکن میں پیدا ہوئیں، اس کا پہلا نام زبیدہ بیگم تھا، اس میں شک نہیں کہ موصوفہ تیموری شہزادیوں کے علمی چمنستان کا گل سرسبز تھیں، علم وفضل کی جو دولت اسے نصیب ہوئی شاہی خاندان میں ماسوا دو ایک کے کسی کو حاصل نہ ہو سکی۔

زیب النساء کی والدہ دل رس بانو بیگم رابعہ ددورانی بنت شاہ نواز صفوی ایک ذہین وعلم دوست خاتون تھیں، ان کا مقبرہ دہلی میں ہے، بادشاہ عالم گیر صغرسنی میں ہی شہزادی کی تعلیم وتربیت کی طرف متوجہ ہوا، حسبِ دستور سب سے پہلے قرآن شریف پڑھایا گیا، ابتدائی تعلیم اپنی پھوپھی روشن آرا بیگم سے حاصل کی، تقریباً سوا چار سال کی عمر میں حافظہ مریم (جو کہ اورنگ زیب کے معتمد عنایت اللہ خان کی والدہ اور شکر اللہ کشمیری کی زوجہ تھیں، بیشاپور سے ہجرت کر کے یہاں آئیں، زیب النساء کی اتالیق مقرر ہوئیں) کی کوشش اور اپنی خداداد صلاحیتوں کے باعث شہزادی نے تھوڑے سے عرصے میں قرآن شریف حفظ کرلیا، اس کارنامہ سے خوش ہوکر اورنگ زیب نے زیب النساء کو تیس ہزار اور مریم کو بیس ہزار اشرفیاں بطور انعام عنایت فرمائیں، اسی کے ساتھ ایک عظیم الشان جشن کا اہتمام کیا گیا جس میں تمام علماء وصلحاء کو مدعو کیا گیا، ان سب کو بھی بادشاہ نے انعام واکرام سے نوازا، شہزادی نے حافظہ مریم سے بعض دیگر ابتدائی کتابیں بھی پڑھی تھیں، حفظ قرآن کے بعد زیب النساء نے ایک نامور مصنف ملا جیون (جن کا نام شیخ احمد بن ابوسعید پٹھونی تھا) کی شاگردی اختیاری کی، ملا جیون نے ہی اورنگ زیب کو تعلیم دی تھی، زیب النساء نے ان سے تمام کتابیں پڑھیں، سید صباح الدین ایوب اپنی معروف تصنیف ''بزم تیموریہ'' حصہ سوم میں بیان کرتے ہیں:

''شہزادی زیب النساء نے ملا سعید اشرف سے درسی کتب کے علاوہ فقہ، اصول فقہ اور علم حدیث کی تحصیل کی، ملا سعید اشرف نے ہی زیب النساء کو فن شاعری سکھائی، مآثر عالم گیری، عالم گیر نامہ اور مرآۃ العالم کے بیان کے مطابق زیب النساء عربی وفارسی میں بھی کامل دسترس رکھتی تھیں''۔

زیب النساء انتہائی درجہ کا علمی مذاق رکھتی تھی، شہزادی ہونے کے باوجود زیادہ عیش

پرست یا آرام طلب نہ تھی، درباری سیاست سے بالکل کنارہ کش رہتی تھی، بقول علامہ شبلی کے "زیب النساء کا دربار بیت العلوم تھا، جس میں ہر فن کے علماء وفضلاء موجود تھے، جو ہمیشہ تصنیف وتالیف میں مصروف رہتے تھے، کتابیں ہمیشہ اس کے نام سے موسوم رہتی تھیں، یعنی ان کتابوں کے عنوان "زیب" سے شروع ہوتے تھے، ملا شفیع الدین اردبیلی کی "زیب التفاسیر" اور مرزا خلیل کی "زیب المشان" اسی سلسلے کی کڑی ہیں، شعراء میں ملا سعید اشرف نعمت خان عالی سے اس نے فتاوی عالمگیری کا ترجمہ بھی کرایا، اس کا دار التصنیف کے ساتھ ایک عظیم کتب خانہ اور دار المطالعہ بھی تھا، جہاں اس عہد کی تمام اعلی درجے کی علمی ومذہبی کتب فراہم کردی گئی تھیں، اور ہزار ہار روپیہ ان کی فراہمی پر صرف ہوتا تھا، اس کے علاوہ زیب النساء بیگم اہل علم وکمال کو حد درجہ قدر ومنزلت دیتیں اور اکثر حوصلہ افزائی فرماتی تھیں، اس کے ملازمین میں بیشتر علم وفضل میں خصوصیت کے ساتھ ممتاز سمجھے جاتے تھے، ان لوگوں کے سپرد علمی کام تھے، ان میں اکثر شاعر، مصنف اور خوشنویس تھے، علماء عمدہ ومفید کتابیں تصنیف کرتے تھے، بعض کے سپرد ترجمے کا کام تھا۔

زیب النساء ایک درویش مزاج شہزادی تھی، انتہائی سادہ وسفید لباس زیب تن کرتیں، اس کے سلسلے میں فرماتی ہیں:

دختر شاہم ولیکن وفقر وردہ ام
زیب وزینت بس ہمیں است
نام من زیب النساء است

ترجمہ: "میں بادشاہ کی بیٹی ہوں، لیکن فقیری میرا پیشہ ہے، میری زیب وزیبائش کے لئے میرا نام زیب النساء کافی ہے"۔

زیب النساء نے متعدد باغات، سرائیں، مساجد وعمارات تعمیر کرائیں، ان کا مشہور باغ نواں کوٹ لاہور میں تھا، جو کہ انتہائی خوبصورت ودلکش تھا، اس میں حمام، فوارے، آبشارے تھے، اس کی عمارت میں بیش بہا پتھر استعمال کئے گئے تھے، اس باغ کو نمونہ

بہشت کہا گیا۔

۱۷۱۰ء میں یہ مشہور و معروف شہزادی اور علم نواز شہزادی اس دار فانی سے کوچ کر گئی، ''زینب المساجد'' واقع دریا گنج جو ''گھٹا مسجد'' کے نام سے مشہور ہے، میں سپرد خاک کی گئیں۔(۱)

⑩ شہزادی زینب النساء بیگم

شہزای زینب النساء اورنگ زیب کی انتہائی ذکی وغیور بیٹی تھی، یہ ۱۶ کتوبر ۱۶۳۴ء کودل رس بانو کے بطن سے پیدا ہوئیں، آپ عالم شاہ کی حقیقی بہن تھیں، مولانا محمد علیم الدین سالک اپنی معروف ومقبول تصنیف ''دختران ہند'' میں تحریر کرتے ہیں:

> ''زینب النساء بیگم عالم گیر کی غیور و خود دار لڑکی تھیں اس کے اخلاق حسنہ اور اطوار شستہ کے اثر سے بڑے بڑے امیر کانپتے تھے اور اس کے سامنے دم نہ مار سکتے تھے، اس کے دامنِ تقدس پر فرشتے عبادت کرتے تھے''۔

شاہ اورنگ زیب نے اپنی اولاد کی اعلیٰ تعلیم وتربیت کے لیے بھرپور اسلامی ماحول مہیا کیا، زینب النساء اپنے کی والد کی خلف الصدق ثابت ہوئی، اس کا بیشتر وقت تلاوت قرآن پاک، عبادت اور احادیث کے مطالعے میں صرف ہوتا تھا، وہ علوم قرآنیہ پر مکمل دسترس رکھتی تھی، زینب النساء ایک ادب نواز وعلم پرور شہزادی تھی، ذوق شاعری اس نے ورثے میں پایا تھا، صبح گلشن میں زینب النساء بیگم کا ذکر ایک شاعرہ کے طور پر کیا گیا ہے، مؤلف رقم طراز ہیں:

> ''زینب النساء ہمشیر زیب النساء بیگم از بنات اورنگ زیب گیر بادشاہ است عالمہ وشاعرہ وحافظہ کلام اللہ بود زینب المساجد بنا کردہ الی الآن دو شہر شاہ جہاں باد موجود و معمور برنگ فرارش در صحن ہمایوں مسجد است ایں شعر خودش منقوش ومنقول''۔

---

(۱) ہندوستانی مسلم خواتین کی علمی خدمات، ڈاکٹر ناہید ظفر: ۳۲۰۔

ترجمہ: ''زیب النساء کی بہن زینب النساء اورنگ زیب کی بیٹیوں میں سے ہے، حافظ قرآن، عالمہ اور شاعرہ ہے، اس نے زینب المساجد کی تعمیر کرائی جو اب تک شاہ جہان بادشاہ کے شہر میں موجود ہے، اس کی آراءگاہ پر یہ شعر کندہ ہے:

مونس مادر لحد فضل خدا تنہا بس است

سایہ از ابر رحمت قبر پوش ما بس است

ترجمہ: ''ہماری مدد کے لئے قبر میں صرف خدا کا فضل کافی ہے، خدا کی ابر رحمت کا سایہ ہماری قبر کے لئے کافی ہے''۔(۱)

⑪ ستی النساء خانم

ستی النساء ایران کے معروف علاقہ مازندان کے شہر آمل (جو بلبلوں کے شہر کے نام سے مشہور ہے) کی رہنے والی تھیں، ان کا خاندان اپنی قابلیت وعلمیت کے سبب بڑا مشہور تھا، ان کا چھوٹا بھائی ملک الشعراء طالب آملی دربار جہانگیری سے متعلق تھا، ستی النساء کی شادی اس عہد کے مشہور عالم وفاضل اور بلند مرتبہ شاعر حکیم نصیرا نے کاشی سے ہوئی، شوہر کی وفات کے بعد انہوں نے دربار شاہی کی ملازمت اختیار کی اور رفتہ رفتہ اعلی عہدے پر پہنچی، کہ ممتاز محل کی مہر خاص کی حفاظت کی ذمہ داریاں ان کو دی گئی، اور عہد شاہجہانی میں بیکس بیواؤں، یتیم لڑکیوں اور دوسری غریب عورتوں کی عرضیوں کو دربار شاہی میں پیش کرنے کی ذمہ داری بھی ان ہی پر ڈالی گئی؛ کیوں کہ آپ تعلیم وتربیت سے آراستہ ایک عالمہ وفاضلہ بیگم تھیں، حافظہ قرآن اور امور خانہ داری میں مہارت رکھتی تھیں، علم تجوید سے بخوبی واقف تھیں، ساتھ ہی فارسی نظم ونثر میں خاص مہارت رکھتی تھیں، علاوہ ازیں طب میں انہیں نمایاں مقام حاصل تھا، جس کے سبب انہیں نہایت عزت واحترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا، انہوں نے طب کی باقاعدہ تعلیم پائی تھی، اور اپنا ذاتی مطب چلاتی تھیں، علاج ومعالجے کے سلسلے میں کافی مشہور

---

(۱) ہندوستانی مسلم خواتین کی علمی خدمات، ڈاکٹر ناہید ظفر: ۳۰۴۔

تھیں، ممتاز محل ان کی مذکورہ بالا خوبیوں سے بڑی متاثر تھیں، اسی سبب اپنی لائق و ہونہار بیٹی جہاں آرا کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری ان کے سپرد کردی جسے انہوں نے بحسن وخوبی نبھا کر شہزادی جہاں آرا کی علمی لیاقت میں چار چاند لگائے۔(۱)

⑫ سکندر جہاں بیگم

نواب سکندر جہاں بیگم نواب گوہر بیگم کی صاحبزادی اور ریاست بھوپال کی دوسری فرماں روا تھیں، آپ کی شادی ریاست کے آٹھویں رئیس اور چچازاد بھائی نواب جہانگیر محمد خان سے ہوئی، چنانچہ نواب سکندر جہاں بیگم کے والد نواب نظر محمد خان مرحوم کی وصیت کے مطابق نواب جہانگیر محمد خان بھوپال کے نواب مقرر ہوئے، ۱۸۴۴ء میں نواب صاحب کا انتقال ہوگیا، اس کے بعد ان کی بیٹی نواب شاہجہاں بیگم جانشیں ہوئیں؛ مگر ان کی عمر سات سال تھی، چنانچہ کم عمری کے پیش نظر ان کی والدہ نواب سکندر بیگم نے بحیثیت مختارِ ریاست حکومت کی باگ ڈور سنبھال لی، موصوفہ اعلی درجے کی منتظم و مدبر خاتون تھیں، اور انتظام حکومت سے بخوبی واقف تھیں۔

آپ ایک علم دوست و علم نواز خاتون تھیں، علوم وفنون کی دل کھول کر سرپرستی فرمائی، دوران سفر فروغ علم کے لئے اہلِ علم کو اپنے یہاں بلاکر بھوپال میں آباد کرتی رہیں، اور کشادہ دلی سے ان کی سرپرستی فرمائی۔

اس زمانے میں اعلی تعلیم کے علاوہ مشرقی، مذہبی اور ابتدائی تعلیم مساجد میں یا اہلِ علم کے مکانوں پر دی جاتی تھی؛ لیکن بیگم صاحبہ کے زیر سرپرستی ابتدائی تعلیم کا باقاعدہ نظام قائم ہوا، ساتھ ہی آپ نے تصنیف وتالیف کی طرف بھی اپنی توجہ مبذول کی اور ۱۸۳۶ء میں تصنیف وتالیف کا پہلا ادارہ ''دفتر تاریخ'' کے نام سے قائم کیا، نواب مولوی سید صدیق حسن خان ''دفتر تاریخ'' کے مہتمم مقرر ہوئے اور وسیع پیمانے پر تالیف شروع ہوئی، تصنیف وتالیف کے کاموں کی حوصلہ افزائی کی خاطر ''مطبع سکندری'' کے نام سے ایک بڑا مطبع بھی

(۱) ہندوستانی مسلم خواتین کی علمی خدمات، ڈاکٹر ناہید ظفر: ۳۵۲۔

وجود میں آیا، اس عہد میں بکثرت مشاہیر موجود تھے، جس میں شاہ رؤف احمد راحت، عبد الواحد مسکین، شیخ زین العابدین، مولوی عبد القیوم فرنگی محل، مولوی حسیب احمد روہیت، حکیم فرزند علی، حکیم اصغر حسین، فرخ آبادی (فرانسیسی) مولوی جمال الدین خان، مولوی صدیق حسن خان، مولانا امجد علی اشہری وغیرہ نے بڑی شہرت پائی۔

سکندر بیگم کو بذات خود تصنیف وتالیف سے گہری رغبت تھی، ممالک محروسہ کے دوروں میں اپنا روزنامچہ لکھا کرتی، سفر حجاز کے بعد سفر نامہ مرتب کیا جو ''سفر نامہ حجاز'' سے موسوم ہے، اس میں عرب کے موسمی حالات، تمدن، معاشرت، زراعت وتجارت، تعلیم وتربیت کو نہایت دلکش انداز میں پیش کیا ہے، اس کا انگریزی ترجمہ بھی ہوا ہے، سفر حجاز میں ترکوں کی اخلاقی حالت سے متاثر ہو کر آپ نے انہیں تعلیم قرآن سے روشناس کرانے اوران کی اخلاقی حالت سدھارنے کا عزم کیا، اس وقت ترکی حکومت میں ترجمہ قرآن ممنوع تھا، سرکار عالیہ نے ایک مشہور عالم اور ترکی زبان کے ماہر شیخ احمد داغستانی کو مکہ مکرمہ ہی میں ترجمہ قرآن پر رضامند کیا، اور جب انہوں نے ترجمہ کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیا تو اس کار خیر پر آپ نے بڑی مسرت کا اظہار کیا اور بطور انعام پانچ ہزار کی رقم عنایت کی، ساتھ ہی قیمتی تحائف سے بھی نوازا (مگر افسوس کہ یہ ترجمہ طبع نہ ہوسکا، اور عرصہ دراز تک سرکاری کتب خانے میں محفوظ رہ کر اب غالباً لاپتہ ہوگیا)۔

مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت جامعیت کے ساتھ تفسیر قرآن شروع کی تھی؛ مگر صرف دو پارے ہی لکھ پائے تھے کہ عالم جاودانی سے بلاوا آگیا، اور آپ خالق حقیقی سے جاملے، سرکار خلاء نشیں نے مولوی حیدر علی مناظر جو کہ ''مبنی الکلام'' کے منصف بھی تھے، بالمشاہرہ پانچ سو روپئے ماہوار اس کام پر مقرر کیا، اور ہدایت کی کہ اس کی تکمیل شاہ صاحب ہی کے اصول پر کی جائے، امداد کے لئے چند دیگر علماء بھی مقرر کئے، چنانچہ کئی سال میں ''المحصنات'' تک چار جلدیں تیار ہوئیں (جو ندوۃ العلماء کے کتب خانے میں موجود ہیں) بیگم صاحبہ نے قرآن مجید سے اصول وقوانین کے انتخابات پر توجہ کی، چنانچہ مولوی سید حسین

شاہ بخاری اور مولوی عبدالقیوم کواس کام پر مامور کر کے یہ انتخابی مجموعہ مرتب کروایا۔(۱)

⑬ والدہ محترمہ علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ (محترمہ خیر النساء صاحبہ بہتر آپ بیتی)

میری آنکھ ایسے گھرانے میں کھلی جس کو اللہ نے دین ودنیا کی دونوں خوبیاں عطا فرمائی تھی، میرے دادا مولوی سعید الدین صاحب حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور دنیاوی حیثیت سے مرفہ الحال تھے، والد ماجد اور چچا کو ورثہ میں بڑی جائداد ملی تھی، میرے چچا مولوی سید رشید الدین صاحب نے تو جائداد کا انتظام اپنے ذمہ لیا اور والد محترم حضرت شاہ ضیاء النبی صاحب رحمہ اللہ نے علم سلوک کی طرف توجہ کی، وہ ایک طرف بڑے عالم تھے تو دوسری طرف ایک بڑے مرشد اور شیخ، دور دور سے طالبینِ حق آتے اور تربیت حاصل کرتے تھے، والد ماجد کی جائیداد کا حصہ یا تو مہمانوں پر یا کتابوں پر خرچ ہوتا تھا، اس طرح ان کے پاس قیمتی اور نایاب کتابوں کا اچھا خاصا ذخیرہ جمع ہو گیا تھا اور ہر علم وفن کی کتابیں اکٹھا ہو گئی تھیں۔

والدہ ماجدہ ایک نہایت صالح اور اہل علم خاتون تھیں، انہیں سے میں نے قرآن ناظرہ پڑھا، انہوں نے سوائے ایک مرتبہ کے کبھی نہ جھڑکا، نہ مارا؛ چونکہ مجھے فطری طور پر کھیلنے کودنے کا شوق نہ تھا اور نہ بچوں میں اٹھنے بیٹھنے کا، اس وجہ سے اس کا موقع بھی نہ آنے دیا، والدہ محترمہ نے مجھ کو قرآن مجید کا ترجمہ بھی پڑھایا، اس وقت اس کا رواج ہی یہ تھا کہ بچے ترجمہ والے قرآن لے کر پڑھتے تھے۔

قرآن کے پڑھنے کے بعد مجھ کو حفظ کرنے کا خود بخود شوق پیدا ہوا اور کوشش کر کے اپنے چند ہم سبق بھی تیار کر لئے اور بھائی مولوی حافظ سید عبید اللہ صاحب مرحوم سے حفظ کرنا شروع کر دیا اور تقریباً تین سال میں خدا کے فضل وکرم سے قرآن حفظ کر لیا۔

جب میں نے قرآن حفظ کرنا شروع کیا تو میرے بڑے بہنوئی اور چچا زاد بھائی مولوی سید خلیل الدین صاحب مرحوم بہت خوش ہوئے اور انہوں نے اس خوشی میں ہر ہفتہ

---

(۱) ہندوستانی مسلم خواتین کی علمی خدمات، ڈاکٹر ناہید ظفر: ۳۵۹۔

دعوت کرنی شروع کردی، ہر ہفتہ ایک نئی دعوت کرتے اور جب میں نے پورا قرآن حفظ کرلیا تو ایک عظیم الشان دعوت کی اور انتہائی خوشی و مسرت کا اظہار کیا۔

اردو کی پہلی کتاب اور دینیات کی پہلی کتاب کے بعد چند اور کتابیں سبقاً سبقاً پڑھ کر اپنے شوق سے کتابوں کا مطالعہ کرنے لگی، میرے والد ماجد کے یہاں چونکہ ہر قسم کی کتابیں موجود تھیں، اور جب بھی کوئی نئی کتاب آتی والد سب سے پہلے مجھ کو پڑھنے کو دیتے، اس وجہ سے میں اپنا زیادہ وقت کتابوں کے مطالعہ میں صرف کرتی، ایک مرتبہ میرے ہاتھ قصہ شاہ روم اور کتاب حلیمہ دائی لگ گئی، میں پڑھ رہی تھی کہ محترم بھائی مولوی سید خلیل الدین صاحب تشریف لائے دیکھ کر فرمایا یہ کتابیں مت پڑھو، اس کی روایتیں مستند نہیں ہیں، اس کے بجائے راہِ نجات اور مالا بد منہ پڑھو، وہ دونوں کتابیں میں اپنی والدہ سے پڑھنے لگی، یہ دونوں کتابیں چونکہ مسائل پر ہیں اس وجہ سے مجھ کو مسائل سے دلچسپی ہوگئی اور واقفیت بھی ہونے لگی، تاریخ میں جن کتابوں نے مجھ پر اثر ڈالا وہ ''قصص الانبیاء'' اور ''فتوح الشام'' ہیں، ''فتوح الشام'' کا نثر میں اردو ترجمہ میرے ایک عزیز میاں عبدالرشید کے گھر سے میری والدہ لائیں، وہ خود بھی پڑھتی تھیں، میں بھی پڑھتی، صحابہ کرام کے حالات پڑھتی اور ان کے جہاد وغیرہ کے تذکرے پڑھتی تو دل میں جوش وخروش کا دریا موجزن ہوجاتا، کچھ عرصہ کے بعد میرے ماموں سید عبدالرزاق کلامی میاں ٹونکی نے ''فتوح الشام'' کا اردو منظوم ترجمہ کیا جس کا نام ''صمصام الاسلام'' ہے، وہ ٹونک سے کوئی عزیز ساتھ لائے، مجھ کو ملی، میں پڑھنے لگی، اس کے ساتھ دوسری عزیز عورتیں بھی اس کو پڑھتی تھیں، میرے گھر بھر کی عورتیں جمع ہوجاتیں اور بڑے درد اور جوش میں سب ڈوبے ہوتے، چھوٹے چھوٹے بند، اشعار میں روانی اور سلاست اتنی ہوتی کہ مجلس سے اٹھنے کو جی نہ چاہتا، میں اس کتاب کو خوب پڑھتی؟ اس کے پڑھنے اور سننے کا اثر ہوتا کہ خواہش پیدا ہوتی کہ کاش ہم مرد ہوتے تو اللہ کے راستہ میں کام آتے، یا ہمارا شمار اُن عورتوں میں ہوتا جو ان مبارک مواقع میں شریک ہوئیں۔

نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم کی ''مقاصد الصالحین'' اور ''مآثر الصالحین''

جب پڑھی تو بزرگوں کی محبت اور ان جیسا بننے کی خواہش پیدا ہوئی، یہ دو کتابیں مجھ کو اتنی پسند آئیں کہ بار بار پڑھیں، اور حرز جان بنائیں، آج بھی جب کہ اتنی مدت گذر چکی ہے ان واقعات وحالات کا اثر دل پر ہے اور بزرگوں کا ادب اور ان کی محبت جو کچھ دل میں ہے اس میں ان کتابوں کو بڑا دخل ہے اور آج بھی یہی خواہش بیدار رہتی ہے کہ اللہ ان جیسا بنا دے۔

میرے محترم بھائی اور ایک طرح کے مربی مولوی سید خلیل الدین صاحب اکثر جب گھر آتے تو حالی مرحوم کی مشہور کتاب "مُسدّس حالی" پڑھ کر سناتے، ان سے سن کر اس کے پڑھنے کا شوق ہوا اور اس کو پڑھنے لگی، اس کتاب کو اتنا زائد پڑھا کہ اس کے اشعار یاد ہو گئے، ساتھ ہی ساتھ اپنے ماموں حکیم فخر الدین مرحوم کی مسدس خیالی بھی پڑھی، ان دونوں کتابوں کے کثیر تعداد میں اشعار زباں زد ہو گئے تھے۔

مجھے فطری طور پر شعر کہنے کا شوق تھا، ان منظوم کتابوں کے پڑھنے اور حرز جان بنانے نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا، اور میں چھپ چھپ کر شعر کہنے لگی، لیکن میرے اشعار زیادہ تر مناجاتوں کی شکل میں ہوتے یا حمد ونعت کی شکل میں، مجھ کو یاد پڑتا ہے کہ سب سے پہلے میں نے جو اشعار کہے اس کے چند مصرعے حسب ذیل ہیں:

الٰہی نہ کرنا اکیلا کبھی تو — خدایا نہ رکھنا نرالا کبھی تو
عزیزوں کو میرے نہ کرنا جدا تو — ہمارا ہمیشہ سے ہے رہنما تو

والد صاحب کے کتب خانہ میں مجھ کو دو اور کتابیں ملیں جن کو میں نے بڑے ذوق وشوق سے پڑھا، پہلی کتاب نواب صدیق حسن خان صاحب کی "الداء والدواء" اور دوسری کتاب ابن سیرین کی "تعبیر الرویا" کا ترجمہ تعبیر خواب، تعبیر خواب پڑھنے سے تعبیر دینے کا شوق ہوا اور خوابوں کی تعبیر دینے لگی، خدا کا کرنا میں خواب بھی خوب دیکھنے لگی، اور پھر اس کی تعبیر بھی خود دے لیتی اور دوسرے لوگ اپنے خواب بیان کرتے اور میں تعبیر دیتی اور یہ سلسلہ بعد میں برابر جاری رہا، خدا کے فضل سے اکثر تعبیر صحیح نکلتی، "الداء والدواء" مجربات اور بحر وظائف کے مطالعہ سے دعا کرنے اور سورتوں کی تلاوت اور اس کے وظیفہ کا ذوق

بڑھتا گیا، اور صبح قرآن کی تلاوت کے بعد چہل حدیث اور سورتوں کا ورد کرتی، یہ میرا روز کا معمول ہوگیا تھا۔

نواب صدیق حسن خان صاحب کی ایک کتاب ''طیٔ الفراسخ اِلی منازل البرازخ'' میرے یہاں تھی، وہ میں نے پڑھی، اس کا پڑھنا تھا کہ دل کی حالت بدل گئی، قبروں کے حالات پڑھ کر دنیا سے بے دلی پیدا ہوگئی، چونکہ دل کمزور تھا؛ اس لئے وہ بے دلی آگے چل کر اختلاج کی شکل میں تبدیل ہوگئی، اور مسلسل دو سال تک اختلاج اپنے شباب پر رہا، اثناء میں ''طریق النجاۃ'' جو ''مشکاۃ شریف'' کا ترجمہ ہے پڑھنے لگی، اس میں ایک واقعہ نظر سے گذرا، وہ واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ مدینہ کے بازار میں گذرے، ایک مری ہوئی بکری نظر آئی، آپ ﷺ نے فرمایا: اس بکری کو کون ایک درہم میں خریدے گا، صحابہ نے عرض کیا کہ اس بکری کو کون خرید سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: جتنی بے قیمت یہ بکری ہے اس سے زیادہ خدا کی نگاہوں میں بے قیمت یہ دنیا ہے۔

اس واقعہ سے دعاؤں کی طرف دل پھر گیا، چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے دعا کرتی، میری دعاؤں کی کثرت کی بناء پر بعض ہمجولیاں مذاق کرنے لگیں، اس اثناء میں میرے یہاں ایک نئی کتاب آئی، وہ کتاب ہاتف کی نعمتِ عظمٰی ہے، اس کتاب میں خاص بات یہ تھی کہ ہر مصرعہ خدا کے نام سے شروع ہوتا یا خدا کے نام پر ختم ہوتا اور دین ودنیا کی تمام خواہشیں اس میں آگئی تھیں، اس کو میں نے زبانی یاد کرلیا اور حرز جان بنالیا، بعد نماز عصر کئی عورتیں جمع ہوجاتیں اور سب مل کر اس مؤثر مناجات کو ہم آواز ہوکر پڑھتیں اور جب بھی کوئی غم ومصیبت کا وقت آتا تو اس کا ورد کیا جاتا اور اللہ تعالیٰ رحم فرمادیتا، پے بہ پے ایسے واقعات اور اسباب پیدا ہوتے رہے کہ دل مناجاتوں کی طرف پھر گیا، میں ہر وقت ذوق وشوق سے مناجاتیں پڑھتی، جب بے چینی بڑھ جاتی تو رو رو کر عرض کرتی:

ترا شیوہ کرم اور مجھے عادات گدائی ہے
نہ ٹوٹے آس اے مولیٰ ترے در کے فقیروں کی

سجدہ میں گر جاتی اور رو رو کر خدا سے دعا مانگتی، میری اکثر دعائیں مناجاتوں کی شکل میں نکلتی تھیں، اللہ کا بڑا کرم تھا کہ دعاؤں اور مناجاتوں کے بعد اختلاج میں بڑا سکون ہوتا اور طبیعت اتنی ہلکی ہوجاتی کہ جیسے رحمت کے دروازے کھل گئے ہوں اور خزانۂ رحمت لوٹ رہی ہوں اور میری زبان سے یہ اشعار نکل پڑے:

کیوں نہ آئے رحم تجھ کو حال پر میرے رحم
تیری ہی رحمت تو ہے مونس مری ہمدم مری
بے بسوں کا بس تو ہی مونس تو ہی غمخوار ہے
تجھ سے کہہ کر کیوں نہ ہو بیتابی دل کم مری
کب نہیں ہوگی خبر تجھ کو دل سے بے تاب کی
آہ پہنچے گی ترے دربار میں جس دم مری
سائلوں میں اک ترے دربار کے میں بھی تو ہوں
کیوں نہ ہو فریاد دل یہ درہم وبرہم مری
کیوں نہ میں چاہوں کہ خود ہی چاہنے والا ہے تو
کب گوارا ہے تجھے کہ چشم ہو کچھ نم مری

اعتقادات کے معاملہ میں اللہ کے فضل وکرم سے میرا خاندان توحید وسنت کا حامل رہا ہے، خصوصاً حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے گھر گھر توحید کا چرچا تھا، میرے یہاں ایک بڑی بی تھیں جن کی عمر سو سال تھی، انہوں نے حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تھا، وہ اکثر حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کرتیں، کہتی تھیں کہ حضرت اتنے قوی تھے کہ اپنے ہاتھوں کی انگلیاں پھیلا کر بچوں کو جھلاتے تھے، جب جانے لگے تو فرمایا کہ اتنی مدت تک نہ لوٹوں گا تو سمجھنا کہ شہید ہوگیا، حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تقویۃ الایمان اور مولانا خرم علی کی ''نصیحۃ المسلمین'' مطالعہ میں رہتی اور عورتیں، بچے، مرد سب اس کا مطالعہ کرتے۔(۱)

(۱) خواتین اور دین کی خدمت، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ۱۳۲=۱۳۶، مکتبہ اسلام لکھنو)

مولانا علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے والدہ محترمہ کے تربیتی خطوط

عزیزی سلمہ، دعا

تمہارا اب تک کوئی خط نہیں آیا، روز انتظار کرتی ہوں، مجبوراً کر خود لکھتی ہوں، جلد اپنی خیریت کی اطلاع دو۔

عبد العلی (ڈاکٹر حکیم مولانا سید عبد العلی رحمۃ اللہ علیہ سابق ناظم ندوۃ العلماء برادر اکبر مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ) کے آنے سے اطمینان ضرور ہوا، مگر تمہارے خط سے تو اور تسکین ہوتی، عبد العلی سے میں نے تمہاری دوبارہ طبیعت خراب ہونے کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ "علی کو اپنی صحت کا بالکل خیال نہیں، جو وقت تفریح کا ہے وہ پڑھنے میں گزارتے ہیں" میں نے کہا: تم روکتے نہیں کہا: بہت کہہ چکے اور کہتے رہتے ہیں؛ مگر وہ خیال نہیں کرتے، اس سے سخت تشویش ہوئی اول تو تمہاری بے خیالی اور ناتجربہ کاری اور پھر بے موقع محنت جس سے اندیشہ ہو۔

علی! مجھے امید تھی کہ تم انگریزی کی طرف مائل نہ ہوگے، مگر خلافِ امید تم کہنے میں آگئے اور اتنی محنت گوارہ کرلی، خیر بہتر جو کچھ تم نے کیا، یہ بھی اس کی حکمت ہے بشرطیکہ استخارہ کرلیا ہوتا۔

مجھے تو انگریزی سے بالکل انسیت نہیں؛ بلکہ نفرت ہے، مگر تمہاری خوشی منظور ہے، علی! دنیا کی حالت نہایت خطرناک ہے، اس وقت عربی حاصل کرنے والوں کا عقیدہ ٹھیک نہیں تو انگریزی والوں سے کیا امید؟ بجز عبد العلی اور طلحہ (مولانا سید طلحہ حسنی ایم، اے، علی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے پھوپھا اور عربی زبان وادب کے زبردست عالم) کے تیسری مثال نہ پاؤ گے، علی! اگر لوگوں کا عقیدہ ہے کہ انگریزی والے مرتبے حاصل کررہے ہیں کہ کوئی ڈپٹی ہوئے، کوئی جج، کم ازکم وکیل اور بیرسٹر ہونا تو ضروری ہے؛ مگر میں بالکل اس کے خلاف ہوں، میں انگریزی والوں کو جاہل اور اس کے علم کو بالکل بیکار سمجھتی ہوں، خاص کر اس وقت میں معلوم نہیں کیا ہوا اور کس علم کی ضرورت ہو، اس وقت البتہ ضرورت تھی۔

اس مرتبہ کو تو ہر کوئی حاصل کرسکتا ہے، یہ عام ہے، کون ایسا ہے جو محروم ہے، وہ چیز

حاصل کرنا چاہئے جو اس وقت گراں ہے اور کوئی حاصل نہیں کر سکتا، جس کے دیکھنے کو آنکھیں ترس رہی ہیں اور سننے کو کان مشتاق ہیں، آرزو میں دل مٹ رہا ہے، مگر وہ خوبیاں نظر نہیں آتیں۔

افسوس ہم ایسے وقت میں ہوئے، علی! تم کسی کے کہنے میں نہ آؤ، اگر خدا کی رضا مندی حاصل کرنا چاہتے ہو اور میرے حقوق ادا کرنا چاہتے ہو تو ان سبھوں پر نظر کرو جنھوں نے علم دین حاصل کرنے میں عمر گذاری، ان کے مرتبے کیا تھے؟ شاہ ولی اللہ صاحب، شاہ عبدالعزیز صاحب، شاہ عبدالقادر صاحب، مولوی ابراہیم صاحب (مشہور اہل حدیث عالم ہیں، جو علی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے نانا شاہ ضیاء النبی کے مرید اور بڑے ربانی، حقانی عالم تھے، ان کا وعظ بڑا موثر اور رقت آمیز تھا، ان کے ایک وعظ سے ہمارے نوجوانوں کی بڑی اصلاح ہوئی، اور ان کی کایا پلٹ گئی) تمہارے بزرگوں میں خواجہ احمد صاحب (یعنی خواجہ نصیر احمد صاحب جو حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے بیک واسطہ خلیفہ اور حضرت شاہ ضیاء النبی اور مولانا سید فخر الدین کے شیخ و مرید تھے) مولوی محمد امین صاحب مرحوم (مولانا سید محمد امین نصیر آبادی مراد ہیں، جن سے ضلع رائے بریلی، سلطان پور، پرتاب گڑھ اور ان کے نواح میں بڑی اصلاح اور شرک و بدعت کی بیخ کنی ہوئی) جن کی زندگی اور موت قابل رشک ہوئی، کس شان و شوکت کے ساتھ دنیا برتی اور کیسی کیسی خوبیوں کے ساتھ رحلت فرمائی۔

یہ مرتبے کیسے حاصل ہو سکتے ہیں، انگریزی مرتبہ والے تمہارے خاندان میں بہت ہیں، اور ہوں گے؛ مگر اس مرتبہ کا کوئی نہیں، اس وقت بہت ضرورت ہے، ان کو انگریزی سے کوئی انس نہ تھا، یہ انگریزی میں جاہل تھے، یہ مرتبہ کیوں حاصل ہوا۔

علی! اگر میرے سوا اولادیں ہوتیں تو سب کو میں یہی تعلیم دیتی، اب تم ہی ہو، اللہ تعالیٰ میری خوش نیتی کا پھل دے کہ سوکی خوبیاں تم سے حاصل ہوں، اور میں دارین میں سرخ رو اور نیک نام اور صاحب اولاد کہلاؤں، آمین ثم آمین، میں خدا سے ہر وقت دعا کرتی ہوں کہ وہ تمہیں ہمیشہ اور شوق دے اور خوبیاں حاصل کرنے اور تمام فرائض ادا کرنے کی توفیق دے آمین۔

اس سے زیادہ مجھے کوئی خواہش نہیں، اللہ تعالیٰ تمہیں ان مرتبوں پر پہنچائے اور ثابت قدم رکھے آمین، علی! ایک نصیحت اور کرتی ہوں بشرطیکہ تم عمل کرو، اپنے بزرگوں کی کتابیں کام میں لاؤ اور احتیاط لازم رکھو جو کتاب نہ ہو وہ عبد العلی کی رائے سے خریدو، باقی وہی کتابیں کافی ہیں، اس میں تمہاری سعادت مندی ظاہر ہوگی، اور کتابیں برباد نہ ہوں گی، اور بزرگوں کو خوشی ہوگی، اس سعادت مندی کی مجھے بیحد خواہش ہے کہ تم ان کتابوں کی خدمت کرو، جو روپیہ خرچ کرو، انہی ضرورتوں میں یا کھاؤ۔

قرض کبھی نہ لو، ہو تو خرچ کرو ورنہ صبر کرو، طالب علم یوں ہی حاصل کرتے ہیں، تمہارے بزرگوں نے بہت کچھ مصیبتیں جھیلی ہیں، اس وقت تکلیف باعث فخر سمجھو، جو ضرورت ہو ہمیں لکھو، ہم جس طرح ممکن ہوگا پورا کریں گے، خدا مالک ہے، مگر قرض نہ کرنا یہ عادت ہلاک کرنے والی ہے، اگر وفائے وعدہ کرو تو کوئی حرج نہیں۔

صحابہ نے قرض لیا ہے؛ مگر ادا کر دیا ہے، ہم کون چیز ہیں علی، یہ تمہاری سعادت مندی ہے کہ میری نصیحت پر عمل کرو۔

تمہاری والدہ (۱)

☆ سندھ جانے پر تشویش اور کامیابی کی دعا

نور چشم علی سلمہ!

دعا اور بہت دعا! تمہارا خط انتظار اور متواتر خطوط بھیجنے کے بعد ملا، بے حد خوشی اور اطمینان حاصل ہوا؛ مگر جو تم نے سندھ جانے کا ارادہ ظاہر کیا ہے اس سے فکر ضرور پیدا ہوگئی ہے، نہیں معلوم وہ کدھر ہے اور وہاں کے حالات کیا ہیں اور کتنے روز رہنا ہوگا، اگر عبدو اور طلحہ کی رائے ہو تو مناسب ہے؛ مگر تم کل حالات سے اطلاع دو، تو بہتر ہے کہ اطمینان ہو جائے، اللہ تعالیٰ تمہیں پوری کامیابی عطا کرے، بس آرزو یہی ہے کہ جو دور دراز سفر کے لئے گوارہ کرلیا، ورنہ ایسے دل دلوں کے لئے سخت دشوار اور ناممکن تھا، منظور کرنا تمہیں اس کی

(۱) خواتین اور دینی خدمت، مولانا سید ابو الحسن ندوی ۱۱۹۔ ۱۲۳، مکتبہ اسلام لکھنؤ۔

حفاظت میں دے چکی وہ بڑا خوب حفاظت کرنے والا اور ساتھ دینے والا ہے، میں کیا کر سکتی ہوں اوندھی کھوپڑی کی:

تیرے محفوظ کو کوئی ضرر پہنچا نہیں سکتا
عناصر چھو نہیں سکتے ، فلک دھمکا نہیں سکتا

بس یہ کہہ کر دل کو سمجھا لیتی ہوں، مگر پورا یقین ہے اس کی رحمت پر، اللہ تعالیٰ سے ہر وقت دعاء ہے کہ وہ تمہیں توفیق دے نیک کاموں کی، اور علوم دین کے پورے مرتبہ پر پہنچائے اور ثابت قدم رکھے کہ دنیا وآخرت میں نیک نام ہو آمین۔

میری دلی تمنا ہے کہ دونوں جہاں کی خوبیاں تمہیں حاصل ہوں اور تم قابل رشک ہو جاؤ اور اپنی کوششوں میں کامیاب ہو، آمین، یہ سب سفر مبارک ہو، آمین، اللہ تعالیٰ تم سے وہ کام کروائے جو تمہاری فلاح وبہبودی، میرے راحت وآرام اور خدا کی رضامندی اور خوشی کا باعث ہو، آمین، تم اپنی خیریت سے جلد اطلاع دیتے رہو، جہاں بھی ہو، وہ مالک ہے، ہم پر رحم کرے گا، اور جو کچھ فیض حاصل ہو، مجھے اطلاع دو، دعاء، تمہاری والدہ۔(۱)

☆ باقاعدگی سے خط لکھنے کی نصیحت

نور چشم لخت جگر علی سلمہ!

دعا ہا! تمہارے دو خط مفصل ملے، جس سے اطمینان ہوا، اس سے بے حد خوشی ہوئی کہ مولانا محمد علی صاحب کے صاحبزادہ بھی تمہارے ساتھ ہیں، دیکھیں کب تک رہنا ہو، اللہ تعالیٰ جلد کامیاب کرے، آمین۔

خاص وقتوں میں میری یہ دعا ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں وہ علم دے جو صحابہ کرام نے حاصل کیا، جس سے ایمان کو قوت ہو اور تمام جھگڑے پاک ہوں اور اس وقت کے فتنوں سے نجات ہو جائے اور پورا پورا اطمینان ہو۔

میں کہہ نہیں سکتی جو میری خواہش ہے اور جس کے لئے مجھے علم دین حاصل کرنے کی

(۱) خواتین اور دینی خدمت، مولانا سید ابوالحسن ندوی، ۱۳۰، مکتبہ اسلام لکھنؤ۔

خواہش ہوئی، اللہ تعالیٰ میری آرزو پوری کرے اور دنیا وآخرت میں مجھے سرخ رو اور نیک نام کرے، آمین، تم یوں ہی برابر خط لکھتے رہو تو خدا کا شکر کروں گی، ان دونوں ابوالخیر وعظ کہتے ہیں، ہر جمعہ کو میدان پور میں بھی ہوتا ہے، خدا کرے تم لوگوں سے اسلام پھیلے اور کفر گھٹے، آمین اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو ثابت قدم رکھے، پانچ روپیہ عبدو کو دے دیئے ہیں، پھر ان شاء اللہ ملنے پر بھیجوں گی، ماموں صاحب ماموں جی کو سلام لکھو تو بھائی جی یعنی اپنے ابا جی کو بھی لکھا کرو، محمود، محمد ثانی، سلمہما پڑھتے ہیں، خدا کرے وہ اس قابل ہوجائیں کہ ان سے راحت ہو، والسلام، تمہاری والدہ۔ (۱)

☆صحت کا خیال رکھنے کی نصیحت

نور چشم، لخت جگر، نور بصر علی سلمہ طول عمرہ!

دعاہا! خدا پر بھروسہ ہے، تمہارا حافظ وناصر ہے، تم خط برابر لکھتے رہو تو مجھے تسکین رہے گی، دیکھو ہمت سے زیادہ محنت نہ کرنا، اس موسم میں زیادہ محنت دماغ قبول نہیں کرسکتا، دل ودماغ کی صحت ضروری ہے، اس کا زیادہ خیال رکھو، جہاں تک ممکن ہوایک ماہ کی محنت ایک دن میں نہ کرنا، اگر تم اس قدر محنت کروگے تو پھر دنیا کیسے برتوگے، دنیا بھی برتنا عبادت ہے، ہمدردی اور حق پرستی یہ تمام باتیں خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کی ہیں، پھر تمام اعزہ اس کے منتظر رہتے ہیں، خاص کر تمہاری طرف سے بہت کچھ امیدیں ہیں، مجھے خواہش ہے کہ تم علم میں مغرب والوں سے مرتبہ میں زیادہ نکلو کہ علوم دین کی طرف اعتراض کا موقع نہ ملے، اللہ تعالیٰ سے ہر وقت دعا ہے کہ تمہیں وہ خوبیاں حاصل ہوں کہ تمام وہ خوبیاں جن پر سب کو فخر ہے ہیچ ہوجائیں اور علوم دین کے سب شائق ہوں، اللہ تعالیٰ میری آرزو پوری کرے، آمین۔

تم خط جلد جلد لکھتے رہو، ورنہ مجھے بے حد تکلیف ہوگی، عبدو تمہارے طرز عمل سے بے حد خوش ہوئے، مجھے لکھا تھا، یہ پہلا خط تھا جس سے یہ مبارک الفاظ ظاہر ہوئے، مجھے بے حد تمنا تھی کہ عبدو کی زبان سے سنوں، خدا کا شکر ہے کہ یہ خواہش پوری ہوئی، یہ تمنا ہے کہ

(۱) خواتین اور دینی خدمت، مولانا سید ابوالحسن ندوی ۱۳۵، مکتبہ اسلام لکھنؤ۔

ہر زبان پر تمہاری نیک نامی اور کامیابی ہو، آمین، اللہ تعالیٰ تمہارے نیک ارادے پورے کرے اور تمہیں ثابت قدم رکھے، اور ان کے راستے پر چلادے جن پر انعام کیا ہے، اور تمہارے عمل کو قبول کرے آمین، تمہاری والدہ۔

مناجات

عزیزی علی سلمہ!

دعاہا! تمہارا کارڈ پہنچا، یہ معلوم کر کے بے حد خوشی ہوئی کہ تمہارے پرچے اچھے گزرے اور اس مرتبہ پرچوں میں خطرہ تھا، خدا سے ہر وقت دعا کرتی ہوں، اس کی رحمت کا انتظار کرو، جب اس کی رحمت سے نتیجہ ظاہر ہوجائے تو انشاء اللہ خوش ہو کر آنا اور جب تک نتیجہ نہ معلوم ہو روز صبح کو سنت اور فرض کے درمیان خشوع وخضوع کے ساتھ سورہ فاتحہ اکتالیس بار پڑھتے رہ اور اول وآخر گیارہ بار درود شریف، یہ بہت مجرب ہے اور پھر فرض پڑھ کر فاتحہ ایک بار اور الم نشرح تین بار ''إِنَّآ أَنزَلْنَا'' گیارہ مرتبہ پڑھ لیا کرو، اول وآخر درود جس قدر ممکن ہو تو دونوں پڑھ لیا کرو اور خدا پر بھروسہ رکھو، یہ مناجات تمہارے لئے میں نے خدا سے کی ہے خدا کرے مقبول ہو، آمین

سدا سے تیرے مجھ پر انعام ہیں ہیں انعام بھی اور اکرام ہیں:

جو مانگا دیا، اور دیا ہے بے طلب پھری میں ترے در سے محروم کب تک
تھی جو کچھ مجھے فکر سب دور کی میں لائی جو حاجت وہ منظور کی
ترے فضل کی کچھ نہیں انتہا جو آیا ترے در پہ وہ خوش ہوا
تری شان رحمت سے ہے یہ بعید پھر در سے تیرے کوئی ناامید
کرم کر میرے حال پر بھی کریم کہ ہے نام تیرا غفور ورحیم
~~مری سعی وکوشش نہ برباد کر~~ ترے در پہ آئی ہوں امداد کر
دعا جلد میری یہ ہو مستجاب علی ہو تیرے فضل سے کامیاب
وہ ہو کامیابی جو ہو باسند ہو ایسی سند جو کہ ہو مستند

نہ ہو فکر کوئی نہ رنج وتعب | تمنائیں بر آئیں میری یہ سب
خطاؤں پہ ان کے نہ کر تو نظر | یہ بندے ہیں تیرے تو ہی رحم کر
جہاں میں سدا دونوں پھولیں پھلیں | سدا یہ شریعت پہ قائم رہیں
یہ سب بہن بھائی رہیں شاد کام | جہاں میں ہو اقبال ان کا غلام
خزاں میں جو ہے آج فصل بہار | یہ سب فضل تیرا ہے پروردگار
یہ فضل بہاری رہے تا حیات | ہو بہتر کی بہتر حیات اور ممات (۱)

⑭ نواب شاہ جہاں بیگم

نواب شاہ جہاں بیگم کی جانشیں نواب سلطان جہاں بیگم بھوپال کی آخری فرماں رواں خاتون گزری ہیں، آپ کا نکاح احتشام الملک نواب احمد علی خان سے ہوا، سرکار عالیہ کی ذات وصفات ان اعلی اقدار کی مظہر ہیں جن سے قوم وملت کا سر فخر سے اونچا ہو جاتا ہے اور انسانیت ان کے اوصاف حمیدہ پر بجا طور پر ناز کر سکتی ہے، آپ زمانہ شناس، ذی وقار، بے دار مغز، مدبر، رعیت پرور، انسانیت، قوم پروری اور جذبہ درمندی کا دوسرا نام نواب سلطان جہاں بیگم تھا۔

۱۷ جولائی ۱۹۰۱ء میں والدہ شاہ جہاں بیگم خلد مکان کی آنکھ بند ہو جانے کے بعد حکومت برطانیہ کی جانب سے رئیس بھوپال قرار پائیں۔

نواب سلطان جہاں بیگم کی عدم دلچسپی نے شاعری کو فروغ نہیں دیا؛ بلکہ عملی نثر اس عہد میں خوب فروغ پایا، بیگم نواب کے ذوق علمی نے ایسی متعدد کتابیں لکھوائیں جو علمی سرمایہ میں بیش بہا اضافے کا سبب بنیں، تحریر میں فکری عنصر عام ہوا، تنوعِ مضامین کے ساتھ ساتھ سادہ سلیس عبارت کا رجحان عام رہا، نوجوان ادباء نے مقالہ نگاری وغیرہ میں خوب طبع آزمائی کی، علمی وادبی رسائل کا اجراء عمل میں آیا، ان میں ''الحجاب''، ''ظل السلطان''، ''ندیم''، ''الحبیب''، ''نگار بھوپال''، ''اور محسن الملک'' بالخصوص قابلِ ذکر ہیں، تمام مدارس

(۱) خواتین اور دینی خدمت، مولانا سید ابوالحسن ندوی ۱۵۰، مکتبہ اسلام لکھنؤ۔

میں اردو کی تعلیم کو ضروری قرار دیا گیا، اور ملازمت کا اعلیٰ معیار بھی اردو دانی کو ہی قرار دیا گیا۔

آپ نے نہ صرف یہ کہ ان مصنفین کی سرپرستی کی جو بھوپال میں قیام پذیر تھے؛ بلکہ بھوپال سے باہر بھی بے شمار علمی کتابیں ان کی تعاون سے شائع ہوتی رہیں، جن میں مولانا شبلی کی سیرۃ النبی بھی شامل ہے، فروغِ تعلیم کے لئے ایک لائبریری قائم کی جس کو ''حمیدیہ لائبریری'' کا نام دیا گیا، اس میں بیش بہا علمی ذخیرہ تھا، آپ کو اردو زبان سے بڑا لگاؤ تھا، اوراس کے فروغ واشاعت میں گہری دلچسپی تھی، ادب کی خدمت کرنے والوں کو مالی تعاون دے کران کی حوصلہ افزائی کی جاتی، بھوپال میں اردو کا بلند معیار اور بڑے بڑے شعراء کی پیداوار انہیں کے رہینِ منت ہے۔

مولانا شبلی نے ۱۹۱۲ میں جب پہلی مرتبہ ''سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کی تالیف کا اعلان کیا اور مسلمانوں سے اس کے مصارف کی اپیل کی تو بڑی فیاضی سے اس کا جواب ملا، اور ہر طرف سے رقمیں آنے لگیں، اس وقت محمد امین زبیری نواب سلطان جہاں کے ''مہتمم تاریخ'' تھے، انہوں نے آپ کو اس اپیل کی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا اس سعادت کو اپنے لئے مخصوص فرمائیں، بیگم صاحبہ ایسے امور کے لئے حاتمِ وقت تھیں، فوراً آمادہ ہوگئیں، سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ مصارف کی تمام تر ذمہ داری خود لے کر بقیہ سب امدادوں سے بے نیاز کر دیا، اوراس وقت حکم صادر فرمایا: ''چونکہ اردو میں اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی مفصل اور مستند سوانح عمری موجود نہیں ہے، جب مجھے معلوم ہوا کہ شمس العلماء مولانا شبلی جو تاریخ اسلام کے باکمال اور مستند مؤرخ ہیں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرتب کر رہے ہیں، لیکن مالی وسائل سے مجبور ہیں، اور انہوں نے امداد کی اپیل شائع کی ہے، میں نے اس اپیل کو دیکھا اور افسوس ہوا کہ ایسی ضروری مذہبی تصنیف کے لئے پبلک سے اپیل کرنے کی نوبت پہنچتی ہے، میں نے ان کو مطلع کیا فوراً کام شروع کر دیں، جس قدر روپئے کی اپیل کی گئی وہ میں دوں گی؛ لیکن اپیل میں ان کتابوں کا ذکر نہیں تھا، جو تالیف میں ضروری تھیں، جب حمید

اللہ خان (بیگم صاحبہ کے چھوٹے صاحبزادے) کو یہ ضرورت معلوم ہوئی تو انہوں اس ثواب میں حصہ لینے کے لئے فوراً دو ہزار روپے خریداری کتب کے لئے مولانا کے پاس بھیج دیئے اور اجازت دی کہ جس قدر کتابوں کی ضرورت ہو وہ بھی خرید لی جائیں اس کی قیمت ادا کر دی جائے گی۔

اس فیاضانہ پیشکش کو مولانا شبلی نے نہایت جوش سے قبول کرتے ہوئے اپریل ۱۹۱۲ کے ''الندوۃ'' میں اعلان کیا کہ ''مجلس تالیف سیرۃ النبی ﷺ نے چندوں کی وصولی کرنے کی جن تدابیر کا اعلان کیا تھا، ایک زبیدۂ وقت نے ان سب کو منسوخ کر دیا اور تمام وصول شدہ چندے واپس کر دیئے''۔

مصارف کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد مولانا شبلی پوری توجہ ولگن سے اس کتاب کی تالیف میں لگ گئے؛ مگر چند ہی دنوں میں اندازہ ہوا کہ خرچ تخمینے سے زیادہ بڑھ جائے گا، مولانا نے اس مسئلے میں بیگم صاحبہ کی خدمت میں پیش کیا تو نہایت فیاضی سے جواب ملا:

''آپ مطمئن رہیں، جو مصارف بھی ہوں گے میں دوں گی'' اسی وقت اس کے لئے حکم صادر کیا اور مولانا سے فرمایا:

''میں نے اپنا فرض تو ادا کر دیا، اور یقیناً اس ثواب کی مستحق ہوگئی جو اس کام کا مجھے ملے گا؛ لیکن آپ کی صحت تو اتنی خراب ہے کہ دو دو وقت کھانا بھی نہیں کھاتے، آپ نہ رہے تو کتاب کیوں کر پوری ہوگی''۔

مولانا نے جواب دیا کہ ''کتاب ضرور پوری ہوگی، دو آدمی تیار کر لئے ہیں، حمید الدین، اور سید سلیمان پوری کریں گے''۔

مگر افسوس کہ مولانا ابھی سیرۃ النبی کی پہلی اور دوسری جلد ہی لکھ پائے تھے کہ خالق حقیقی سے جا ملے، پھر جب مولانا کے تجویز کردہ نقشے کے مطابق سیرت اور دوسرے علمی منصوبوں کی تکمیل کے لئے ''دارالمصنفین'' قائم ہوا تو بیگم صاحبہ نے مولانا حمید الدین

اور سید صاحب کو بھوپال بلا کر ان کی حوصلہ افزائی کی اور فرمایا کہ: مصارف کی طرف سے مطمئن ہو کر اس کار خیر کو آگے بڑھائیں، اس طرح سیرت کی امداد دارالمصنفین کی طرف منتقل ہو گئی، ۱۹۱۸ء میں سیرت کی پہلی جلد شائع ہو کر کے سید صاحب نے بیگم صاحبہ کی خدمت میں پیش کیا جس پر آپ نے انتہائی خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: ''یہ بڑا کام ہوا'' اس ملاقات میں سید صاحب نے دارالمصنفین کے کاموں کی تفصیل بتائی اور بتایا کہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حصے بھی تیار ہیں، اور سلسلہ سیرت کی دوسری کتابیں ''سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا'' ''سیرۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم'' اور ''سیرۃ الصحابیات رضی اللہ عنہن'' بھی لکھی جا چکی ہیں؛ لیکن طباعت کا سامان نہ ہونے کے سبب چھپ نہیں رہی ہیں چونکہ اس لئے پریس کی ایک مشین درکار ہے، جس کی قیمت تین ہزار ہے، بیگم صاحبہ نے نہایت فیاضی سے حکم صادر کیا:

> ''اس کے خرچ کے لئے مطلوبہ رقم فوراً مولوی سید سلمان ندوی کو پیش کردی جائے؛ تاکہ ایسے کتب ہائے خیر کا سلسلہ جاری رہے اور قوم اس سے مستفید ہو سکے''۔

حاصل شدہ رقم سے مشین خرید کر مطلوبہ پریس قائم ہوا جس سے دارالمصنفین کی کتابوں کی بہ سہولت طباعت عمل میں آنے لگی، اس طرح نواب صاحبہ کی فیاضی و علم دوستی کے سبب دارالمصنفین کی بنیاد پڑی، نواب حمید اللہ نے بھی امداد جاری رکھی جو ریاست کے خاتمہ تک برابر جاری رہی۔

بیگم صاحبہ خود بلند پایہ مصنفہ وادیبہ تھی، ان کی تصانیف میں ''مذہب، سبیل الحنان، عفت المسلمات، ہدیۃ الزوجین، سیرۃ مصطفے، مدار الفرقان اور افضال رحمانی، اسلام میں عورت کا مرتبہ، فضائل مشہور، تربیت اخلاق کی پہلی، دوسری، تیسری اور چوتھی کتاب، باغ عجیب حصہ اول تا سوم، مہذب زندگی، زیور نسواں، مقصد ازدواج، معیشت و معاشرت، فرائض النساء وغیرہ دیگر کتابیں ہیں۔(۱)

---

(۱) ہندوستانی مسلم خواتین کی علمی خدمات: ۳۶۲ تا ۳۶۷

⑮ بھوپال سومنات یا سلطنت مومنات

کسی نے حضرت لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ پر الزام لگایا کہ آپ بھوپال کو سومنات کہتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ میں یہ نہیں کہتا، میں سلطنت مؤمنات کہتا ہوں، اس سلطنت مؤمنات میں جس کے تحت سلطنت پر نواب سکندر جہاں بیگم اور نواب شاہ جہاں بیگم جیسی فاضلہ رونق افروز ہوئیں، ایک زمانہ میں وہاں کے مفتی اعظم مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب تھے (جو مولانا عبد الحیٔ بڈھانوی حضرت سید احمد کے پہلے خلیفۂ اعظم کے صاحبزادے تھے) مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب کا حال بھوپال کے لوگوں نے بیان کیا اور میرے استاذ مولانا حیدر حسن خان صاحب بیان کرتے تھے کہ ان کے پاس جب کوئی مقدمہ آتا اور اس میں کوئی فیصلہ نہیں کر پاتے اور اس فکر میں پڑ جاتے کہ اس مسئلہ میں شرعی حکم کیا ہے تو کہتے ابھی آتا ہوں اور گھر میں جا کر اپنی اہلیہ سے، جو حضرت شاہ اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی تھی، پوچھتے کہ آپ نے اپنے والد صاحب سے کوئی روایت سنی ہے یا اس مسئلہ میں آپ کے علم میں کوئی بات ہے، اور آ کر فیصلہ کرتے اور بعض اوقات تو بلا تکلف کہہ دیتے ہیں ذرا بیوی صاحبہ سے پوچھ آؤں، کوئی مثال ہے اس کی دنیا میں؟ (۱)

⑯ شاہ بانو بیگم

میمونہ سلطان نام تھا، لیکن شاہ بانو بیگم کے نام سے شہرت پائی، محترمہ کو نواب فرماں روائے بھوپال فرزند نواب سلطان جہاں بیگم کی اہلیہ رہنے کا فخر حاصل تھا، ان کی تعلیم و تربیت نواب سلطان جہاں بیگم کے فیض تربیت شاہ بانو بیگم صاحبہ کو بھی قوم و ملت کی خدمت کرنے کا شوق پیدا ہوا، چنانچہ انہوں نے مولانا شبلی کے رسالہ ''بدر الاسلام'' کا فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا، ۱۹۱۱ھ میں سفر یورپ واستنبول وغیرہ کے حالات ''سیاحت سلطانی'' کے نام سے بطور سفر نامہ لکھے جس کا انگریزی ترجمہ کیا گیا، تصانیف میں ''ذکر مبارک'' اور ''خلافت راشدہ'' بہت مقبول ہیں، جو کہ بھوپال، علی گڑھ، حیدر آباد اور مدراس میں شامل نصاب

---

(۱) خواتین اور دین کی خدمت، مولانا سید ابوالحسن علی الندوی: ۶۷، مکتبہ اسلام لکھنؤ۔

رہیں اور کئی مرتبہ ہزاروں کی تعداد میں چھپیں، طرز تحریر عصری رجحانات کا حامل ہے اور اس میں نواب سلطان جہاں بیگم کی انشاء پردازی کی جھلک دکھائی دیتی ہے، محترمہ کئی کتابوں کی مصنفہ تھیں، جس میں مندرجہ ذیل کتابوں نے ہر خاص وعام میں مقبولیت پائی:

① مسلک مروارید، حصہ اول تا چہارم

② اکابر اسلام کی تاریخی حکایات، حصہ اول تا چہارم

③ گل وریحاں، اس میں بچوں کے لئے نتیجہ خیز اور دل چسپ کہانیاں لکھی گئی ہیں۔

④ ذکر مبارک، یہ کتاب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تاریخی حالات کے بارے میں معلومات فراہم کرتی ہے۔

⑤ آغاز اسلام، اس میں اسلام کی ترقی کی روشنی میں بیان کی گئی ہے۔

⑥ اخلاقی حکایات، اس کتاب میں عورتوں اور بچوں کے لئے اخلاقی حکایات بیان کی گئی ہیں۔

⑦ فرائض مادری، اس تصنیف میں حفظان صحت کے اصولوں نیز اولاد کی بہترین تربیت سے آگاہ کیا گیا ہے۔

بیگم نواب دلہن شاہ بانو کی علم دوستی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ روزانہ آٹھ گھنٹے مضامین مثلاً ہندی، اردو، فارسی، عربی، انگلش وغیرہ کا مطالعہ کیا کرتی تھیں، اور یہ معمول محترمہ نے تاحیات جاری رکھا۔(۱)

⑰ مریم بانو

ڈھاکہ کی رہنے والی نواب سید محمد کی صاحبزادی تھیں، آپ انتہائی رحمدل، محنتی اور تعلیمی مشاغل میں دلچسپی رکھنے والی خاتون تھیں، محترمہ کی ایک اہم علمی خدمت یہ تھی کہ بے شمار غریب اور نادار لڑکیوں کو بغیر معاوضہ اردو اور قرآن شریف کی تعلیم دے کر دولتِ علم سے مالا مال کیا، آپ بالعموم چھ مہینے میں قرآن شریف ختم کرایا کرتی تھیں، ساتھ ہی صحتِ تلفظ کا خاص اہتمام رکھتی تھیں، انہیں پڑھانے میں بڑی مہارت رکھتی تھی، اندازِ بیان انتہائی مؤثر

(۱) خواتین اور دین کی خدمت، مولانا سید ابوالحسن علی الندوی: ۶۷، مکتبہ اسلام لکھنو۔

ہوتا تھا، علاوہ ازیں لڑکیوں کو امورِ خانہ داری کی بھی تعلیم دیتی تھیں اور اس بات کا خاص خیال رکھتی تھیں کہ کوئی یتیم نادار لڑکی علم کی نعمت سے محروم نہ رہ جائے ، دورانِ تعلیم خرچ خود برداشت کرتی تھیں اور تعلیم پوری ہونے کے بعد ان لڑکیوں کی شادی بھی کرتی تھیں، اس موقع پر ایک قیمتی جوڑا اور ایک قرآن شریف جو کہ اطلس کے جزدان میں ہوتا تھا بطور ہدیہ عنایت فرماتیں، تاحیات وسیع القلب اور علم دوست خاتون نے یہی مشغلہ جاری رکھا۔(۱)

⑱ والدہ مولانا مرتضی شریفی

محترمہ نہایت عالمہ وفاضلہ اور بلند پایہ محدثہ تھیں، ان پر حدیث کا فن اتنا غالب تھا کہ بخاری کی ایک شرح فارسی زبان میں لکھی تھی، تذکرہ میں آپ کی تالیف میں منہج الباری شرح فارسی بخاری کا نام خاص طور پر لیا گیا ہے، آپ کے صاحبزادے مولانا مرتضی ابن حجر مکی کے شاگرد تھے؛ لیکن اکثر علوم آپ ہی سے حاصل کئے، اس سے آپ کی قابلیت کا بہ خوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔(۲)

⑲ آمنہ خاتون عفت

محترم آمنہ خاتون عفت شیخ مولانا عبدالاحد صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈی، پی آئی کی دختر اول تھیں، ۱۲/نومبر ۱۹۰۳ء کو بمقام سہارنپور پیدا ہوئیں، قرآن شریف ختم کرنے کے بعد اردو، فارسی وانگریزی کی تعلیم خانگی طور پر والد سے حاصل کی، جنوری ۱۹۲۰ء میں خاندانی عزیز محترم ناظر حسن وکیل ومیونسپل کمشنر کے عقد میں آئیں، جن کا تعلق مظفر نگر سے تھا، کم سنی سے ہی مضمون نگاری شروع کردی تھی، فنِ شاعری میں بھی قدرت تھی، آپ نے ایک زنانہ اسکول اسلامی درسگاہ کی بنیاد رکھی جس نے بہ حیثیت انگلش مڈل اسکول دختران مظفر نگر کی بیش بہا تعلیمی خدمات انجام دیں، اس کے علاوہ ایک صنعتی وحرفتی زنانہ اسٹور قائم کیا، جس نے بڑی شہرت پائی۔

محترمہ ایک خوش گوار، قادر الکلام شاعرہ تھیں، کلام دلکش وسنجیدہ ہے، اسلوب بیان

---

(۱) ہندوستانی مسلم خواتین کی علمی خدمات: ۴۹۶

(۲) ہندوستانی مسلم خواتین کی علمی خدمات: ۵۱۷۔

پاکیزہ ولطیف ہے، ذیل میں بطور نمونہ چند اشعار ذکر کئے جاتے ہیں:

طلوع سحر

وقت نماز ایں است کیف نماز ایں است

''تارہ دمک رہا ہے، دھندلا مسک رہا ہے، بادل سڑک رہا ہے، جلوہ ٹپک رہا ہے''۔

وقت نماز ایں است کیف نماز ایں است

''غنچہ چٹک رہا ہے، بلبل چہک رہا ہے، سبزہ لہک رہا ہے، بیلا مہک رہا ہے''۔

وقت نماز ایں است کیف نماز ایں است

''پتہ لچک رہا ہے، ساغر جھلک رہا ہے، شیشہ جھلک رہا ہے''۔

وقت نماز ایں است کیف نماز ایں است

''شفاف آسمان ہے، دریا سا ایک رواں ہے، باد صبا دواں ہے، کیا حسیں سماں ہے''۔

وقت نماز ایں است کیف نماز ایں است

''غنچہ ہر ایک جواں ہے، ہر پھول گلستاں ہے، جلوہ تیرا جہاں ہے، ہر گل میں تو نہاں ہے''۔

وقت نماز ایں است کیف نماز ایں است

''کیا جوش طائراں ہے، ہر اک مدح خواں ہے''

دریا صحیفہ خواں ہے موجوں میں اک اذان ہے

''ہر ذرہ جاگ اٹھا ہے، نغمہ زناں صبا ہے، ہر برگ اک ثناء ہے، سجدہ کناں فضاء ہے''۔

وقت نماز ایں است کیف نماز ایں است

نماز

پڑھو مومنو پنج گانہ نماز
کہ ہے رکن اول دوگانہ نماز

ہے فرمان حق اس جگہ صاف صاف
نہ ہوگا کبھی بے نمازی معاف

کثافت گناہوں کی دھوتی ہے یہ
مددگار بخشش میں ہوتی ہے یہ

تمہیں سیدھا رستہ یہ دکھلائے گی
بلا شبہ جنت میں لے جائے گی

اگر ہے قیامت کا تم کو یقیں
تو کیوں اس کی سختی کا پھر غم نہیں

کہ پرسش یہی پہلے کی جائے گی
نہ تدبیر اس وقت بن آئے گی

اگر تم کو دعوی ہے اسلام کا
اگر فکر ہے اپنے انجام کا

کرو رکن اول کو تم اختیار
نہ ہو اس سے غفلت کبھی زینہار

مساجد میں حاضر ہو با صد نیاز
ادا با جماعت ہو دل سے نماز

نماز اہل ایمان کی معراج ہے
کہ یہ فرد اسلام کا تاج ہے

خدا را بنو اس کے پابند تم
کہ ہو دین و دنیا میں خورشید تم

(۲۰) جمال النساء بیگم سلمی

جمال النساء بیگم نام اور سلمی تخلص ہے، آپ کے والد مولانا سید نادر الدین دار العلوم حیدرآباد میں فلسفہ وکلام کی تعلیم دیتے تھے، آپ کا عقد حیدرآباد کے مشہور شاعر حضرت امجد سے ہوا، ابتدائی تعلیم مدرسہ نسواں نام پلی میں حاصل کرنے کے بعد اپنے والد سے عربی وفارسی کی تکمیل کی، آپ ایک بہترین انشاء پرداز اور عمدہ نثر نگار تھیں، شعر گوئی کا ذوق طبعی تھا، حمد، نعت اور تصوف آپ کے خاص موضوع تھے۔

کلام کا نمونہ یہ ہے:

نہ ہو کوئی راہ یہی ہم رہی ہے
رہوں بے خبر میں یہی آگہی ہے
کبھی ہے قیام اور کبھی وقت سجدہ کبھی سرکشی ہے کبھی عاجزی ہے کبھی ٹیس دل میں کبھی

لب پہ آہیں:

مری جان کو اک نہ اک دل لگی ہے
نہ میری سنیں گے نہ بولیں گے مجھ سے
عجب بے کسی ہے عجب خامشی ہے
نہ معلوم جب تجھ کو دیکھوں تو کیا ہو
ترے نام ہی سے مجھے بے خودی ہے
ہے سلمہ دل وجان سے امجد کی لونڈی
اور امجد غلام نبی ہے
وہ یوسف گم گشتہ جس جا پہ نہاں ہوگا
کس پہل میں پوشیدہ وہ راحت جاں ہوگا
یہ عالم کثرت کب توحید نشاں ہوگا
اس جسم کی مسجد میں کب شور اذاں ہوگا
میرا عربی آقا اللہ کہاں ہوگا
دیکھوں اے گلشن میں ڈھونڈوں اسے صحرا میں
ہے عالم بالا میں یا عرش معلیٰ
دل میں ہے مقام اس کا یا دیدہ بینا میں
وہ کعبہ میں رہتا ہے یا گلشن طیبہ میں
میرا عربی آقا ، اللہ کہاں ہوگا (۱)

(۲۱) زاہدہ خاتون شیردانیہ (ز۔خ۔ش)

محترمہ شیروانی نسل سے تعلق رکھتی تھی، دسمبر ۱۸۹۴ء میں بمقام بیگم پور ضلع علی گڑھ میں پیدا ہوئیں اور جدید فرودگاہ ''ظفر منزل'' میں پرورش پائی (جو بیگم پور سے چھ فرلانگ پر

(۱) تذکرہ شاعرات اردو، محمد جمیل احمد: ۴۰۴ بریلی الکٹرک پریس، آر، ایس، لارستوگی پرنٹرز، ۱۹۴۴ء۔

واقع ہے) آپ نے دس گیارہ سال کی عمر سے شعر کہنا شروع کیا، ان کا کلام اکثر وبیش تر رسائل میں شائع ہو کر خراجِ تحسین وصول کرتا رہا، آپ نے علمی دنیا میں اپنے نام کی بہ نسبت ز۔خ۔ش سے زیادہ شہرت پائی، تخلص کبھی زاہدہ، کبھی نزہت، اور کبھی ز۔خ کرتی تھیں، ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی، تربیت کے لئے ایک ایرانی معلمہ رخشندہ خانم کو مقرر کیا گیا۔

محترمہ ز۔خ۔ش نے اپنی زندگی میں اپنے اصلی نام، مقام اور شخصیت کو دنیا سے پوشیدہ رکھا اور اپنا زانوئے ادب کسی استاد کے سامنے مدت العمر تہ نہیں کیا، اپنی خداداد ذہانت کی بدولت دنیائے ادب میں استاذِ سخن بن کر چمکیں، چنانچہ وہ کہتی ہیں:

بے فیض تلمذ ہوئی استاذِ سخن میں
یہ فخر ہے احقر خود ساز سے مختص

آپ کو نام اور شہرت کی قطعی خواہش نہ تھی، اکثر لوگوں نے آپ کے کلام کو ایک مرد کا کلام سمجھا، اکبر الہ آبادی کو بھی یہی شبہ ہوا جس کا اظہار انہوں نے ایک خط کے ذریعے کیا؛ لیکن بعد میں محترمہ خواجہ بانو صاحبہ اہلیہ خواجہ حسن نظامی کے توسط سے یہ شک دور ہوا۔

محترمہ عبادت گزار، دین دار اور پابند شریعت تھیں، آپ ایمان کی دولت کے ساتھ علم کی برکتوں سے بھی فیض یاب تھیں آپ کو اردو، فارسی وعربی میں دسترس حاصل تھی، دینیات اور اسلامی تاریخ سے آپ کو ابتداء ہی سے دلچسپی تھی۔

اپنے والد کے مکان پر ۴؍فروری ۱۹۲۲ء کو بہ عالم دوشیزگی وفات پائی اور اپنے خاندانی قبرستان میں دفن کی گئیں۔

محبوب خدا سے استدعا

آہ اے نامِ محمد! اے حرارت آفرین
چارۂ بے چارگاں تسکین دل ہائے حزیں

اے دوائے درد دل اے مرہم زخم جگر
آہ اے تریاقِ سم کفر، اے حامی دیں
اے حرارت آفرینِ قلب ما افسردگاں
المدد! انصر ! اے جان بخش جسمِ مومنین
یا محمد گرچہ تیری امت محبوب ہے
شامت اعمال سے مغضوب رب العالمین
آج کل نہ گفتہ بہ ہے گرچہ حال مؤمناں
ان کی اگلی شان وشوکت گرچہ اب بالکل نہیں
ہا مگر اے خاص محبوبِ خدا وند کریم
باعثِ ایجاد عالم، انتخاب المرسلین
اب بھی تیرے اسم اعظم میں وہی تاثیر ہے
اب بھی تیرے نام پر قربان ہیں ہم شاہ دیں
آج بھی سنتے ہیں جب نام محمد مصطفے
لرزہ براندام ہوجاتے ہیں سارے مسلمیں
آج کل اے بانی اسلام ! تیرے دین کے
درپۓ نقصان ہیں کل مذہب روئے زمیں
دشمنانِ دین حق ہیں صاحب سیف وقلم
اور دین حق ہے بے یار ومددگار ومعیں
خندہ زن ہے آج توحید پر تثلیث آہ
حامیان دین ہیں رنجیدہ واندوہگیں
اب وہی یورپ ہمیں کہتا ہے بے تہذیب آہ
خرمنِ تہذیبِ اسلامی کا ہے جو خوشہ چیں

جس کے حق میں حق نے ان الدین عند اللہ کہا
ہے وہ دینِ آماج گاہ طعنہائے مشرکیں(۱)

سید جمیل راز

سید جمیل نام اور راز تخلص، مظفر نگر کی بلند پایہ یہ شاعرات میں شمار کی جاتی تھیں، آپ کے دل میں اسلامی وقومی درد پایا جاتا تھا، اقبال کے انداز بیان کی بڑی گرویدہ تھیں، کلام وزبان صاف و پختہ ہے، خاتون مشرق میں آپ کا کلام شائع ہوتا رہا، نمونہ حسب ذیل ہے:

خدا سے التجا

اے خدا امت عاصی پر کرم کر اپنا — قوم مسلم تری گمراہ ہوئی جاتی ہے
تیرے بندے ہیں گناہ گار رحم کر اپنا — ناؤ اسلام کی بد راہ ہوئی جاتی ہے
آہ مسلم کی وہ پہلی سی طبیعت نہ رہی — حالتِ امت عاصی میں بتاؤں کیوں کر
اب تری اور ترے محبوب کی الفت نہ رہی — داستاں درد بھری آہ سناؤں کیوں کر
شاہ اسلام کے ارشاد کو ہم بھول گئے — ہم تو وہ تھے دو عالم کو ہلا دیتے تھے
انتہا ہے کہ تری یاد کو ہم بھول گئے — نام پر تیرے رگ جاں کو لٹا دیتے تھے
ناز کو تھا ان ہی مسلمانوں پر — ان کا بھولا ہوا افسانہ سنادے ان کو
سر بہ سجدہ ہوئے بت ان ہی کے ایمانوں پر — مئے توحید کا پھر جام پلادے ان کو
آہ مقصود کی شمع دکھا دے ان کو — خواب غفلت میں ہیں مدہوش جگادے ان کو
کون تھے سید کونین بتادے ان کو — نالہ درد دل راز سنادے ان کو

سیدہ

غالباً یہی نام اور یہی تخلص ہے، آپ کی شادی حبیب اللہ خان سے ہوئی، خیر آباد کی رہنے والی تھیں، آپ کے والد خان بہادر پایہ کے شاعر تھے؛ اس لئے ابتداء ہی سے آپ کو شاعرانہ ماحول مل گیا، رفتہ رفتہ آپ کا شوقِ شاعری بڑھتا رہا اور بہت جلد آپ کا شمار اردو کی

(۱) ہندوستانی مسلم خواتین کی علمی خدمات، ڈاکٹر ناہید ظفر: ۳۲۵۔

مشہور وممتاز شاعرات میں ہونے لگا، آپ کا کلام کثرت سے رسالہ ''عصمت'' میں شائع ہوتا رہا۔

آپ کے دل میں قوم کی زبوں حالی وخستگی کا بڑا درد تھا؛ اس لئے آپ کا کلام اصلاحی، قومی اور ملی جذبات کا آئینہ دار ہے، آپ عورتوں ومردوں کی بے حسی وخاموشی توڑ کر ان میں ایک عزم وجذبہ پیدا کرنا چاہتی تھیں، آپ علامہ اقبال کی مداح وہم خیال بھی تھیں، آپ ایک تعلیم یافتہ، پردہ نشیں ومذہبی خاتون تھیں، اور یہی رنگ آپ کی شاعری میں بھی نظر آتا ہے۔

رنگ کون ومکان آسائش تقدیر سے	التجائے عجز کو سرمایۂ توقیر دے
زندگی کو کثرتِ جد وجہد درکار ہے	اس لئے فکر عمل کو صورتِ تدبیر دے
ایک عالَم کو ہلا دیں طاقتِ گفتار سے	وہ کمالِ نطق دے وہ شوکتِ تقریر دے
شاہ رازِیست میں اسلاف کے پیرو رہیں	پھر وہی جذب عمل شایانِ صد تشہیر دے
تا کجا یہ صورتِ تخریب ملت تا کجا	فکرِ مسلم کو کمال حسرتِ تعمیر دے
پھر امیدوں کو شعاعِ کامرانی کر عطا	قسمتِ تاریک کو ہنگامہ تنویر دے
پھر حدیثِ دل سے کر جوشِ عقیدت آشکار	پھر زبانِ مدح کو نعرۂ تکبیر دے
پھر تمنا کو شریکِ ہمتِ مردانہ کر	پھر تہوّر کو کمال جرأت شمشیر دے

التجائے سیدہ سُن لے برائے مصطفےٰ
قوم مسلم کو بہارِ عالَمِ تقدیر دے (۱)

---

(۱) ہندوستانی مسلم خواتین کی علمی خدمات: ۴۱۱

سلاطینِ علم کی مائیں

عربی زبان میں ایک جملہ عام ہے، ''الامہات مصانع الرجال'' مائیں عظیم انسانوں کی کمپنیاں ہیں، عظیم مائیں بیوہ ہو کر بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرح بچوں کو تیار کر دیتی ہیں (۱) قرآن نے خود حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ کے یقین وایمان کو ذکر کیا، جسمانی، ذہنی معذور اولاد کو صحت مند بچوں سے زیادہ باکمال بنا دیا، نابینا علماء کی تاریخ انسانیت میں ایک فہرست ہے، فقر وفاقے ان کی ہمتوں کو توڑ نہ سکے، خاندان اور قوم کی ناقدری نے انہیں پیچھے نہیں کیا، بایزید بسطامی اور علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے جیسی کئی مثالیں مل جائیں گی، بادشاہوں کے ظلم کی وجہ سے انہوں نے اپنے بچوں کو پیچھے ہونے نہیں دیا، بلکہ ثبات قدمی اور ہمت بندھانے کا کام کرتی رہیں جیسے اسماء بنت ابی بکر نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو اور سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ نے انہیں حق پر کھڑے رہنے میں مدد کی، باپ اگر حرام مال کماتا یا مشتبہ مال لاتا تو وہ اپنے کو خوب بچایا کرتی تھیں، جیسے والدہ علامہ اقبال علیہ الرحمہ، سیرت کے تذکرے خوب کئے جاتے، قربانی کے جذبے خوب پیدا کئے جاتے، جیسے مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا گھرانہ، ماؤوں کے تقوی وطہارت نے بچوں پر اچھے اثرات چھوڑے، اس مضمون کا مقصد یہ ہے کہ علم کی سلطنت کے بادشاہوں کی مائیں کیسی تھیں، آج کی مائیں بھی ویسی بن سکتی ہیں۔

① والدہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہما

امام دار الہجرت حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا نام عالیہ بنت شریک بن

(۱) دیکھئے: کتاب ''أیتام غیروا مجری التاریخ''۔

عبد الرحمن بن شریک ازدی ہے،(۱) بڑی عاقلہ فاضلہ خاتون تھیں، انہوں نے اپنے بیٹے مالک رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم وتربیت پر خاص توجہ کی، امام صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی ماں سے کہا کہ میں علم دین حاصل کروں گا تو کہا کہ آؤ میں تم کو علماء کا لباس پہنا دوں، پھر مجھ کو اجلے کپڑے پہنائے میرے سر پر طویل (سیاہ لمبی ٹوپی) رکھی، اس کے اوپر عمامہ باندھا اور کہا: "اذهب إلى ربيعة فتعلم من أدبه قبل علمه" ربیعہ کی مجلس میں جاؤ اور ان کے علم سے پہلے ان کے اخلاق وآداب سیکھو۔(۲)

ایک روایت میں ہے کہ ماں نے کہا: "اذهب فاكتب الآن"(۳) اب جاؤ حدیث لکھو اور پڑھو۔

اس وقت امام ربیعہ الرائے کا حلقہ درس مسجد نبوی میں قائم ہوتا تھا اور مدینہ کے اعیان واشراف ان کے حلقہ میں جمع ہوتے تھے، وہ امام مالک کے پہلے شیخ اور استاذ ہیں، والدہ کی نگاہِ انتخاب ان پر پڑی اور لڑکا ان کی مجلس سے امامِ اسلام بن کر اٹھا۔

② والدۂ امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہما

حضرت سفیان بن عیینہ ہلالی رحمۃ اللہ علیہ جلیل تابعی عالم اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ہیں، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اگر مالک رحمۃ اللہ علیہ وسفیان رحمۃ اللہ علیہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم ختم ہو گیا ہوتا، ان کی والدہ ماجدہ نے ان کو علم دین کی تعلیم جس انداز سے دلائی وہ مسلمان ماؤں کے لئے باعث عبرت ہے، وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ امام ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، ان کا بیان ہے کہ سفیان کی والدہ نے ان سے کہا:

"يا بني أطلب العلم، وأنا كفيك من مغزلي، يا بني إذا

---

(۱) جمهرة انساب العرب: ۶۳۴

(۲) ترتيب المدارك وتقريب المسالك: ۱/۱۳۰، مطبعة فضالة المغرب، بحوالہ، خواتین اسلام کی علمی ودینی خدمات: ۷۸۔

(۳) الديباج المذهب في معرفة أعيان علماء المذهب: ۱/۹۸، دار التراث العربي، بيروت۔

كتبت عشرة أحاديث، فانظر هل ترى فى نفسك زيادة فى مشيتك وحالك ووقارك، فإن لم تر ذلك، فاعلم أنه لا يضرك ولا ينفعك"(۱)

''پیارے بیٹے! علم حاصل کرو، میں کتائی کر کے تمہاری ضرورت پوری کروں گی، بیٹے! جب تم دس حدیث لکھ لو (پڑھ لو) تو اپنے بارے میں غور کرو اور دیکھو کہ چال چلن، تحمل اور وقار میں اضافہ ہوا یا نہیں؟ اگر یہ باتیں نہ دیکھو تو سمجھ لو کہ یہ علم تمہارے حق میں مضر ہے، نافع نہیں ہے''۔

والدہ کی خصوصی توجہ اور نصیحت کے مطابق امام ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے ۸۷ سے زائد علماء و تابعین سے حدیث کی روایت کی اور ان کا شمار حکمائے حدیث میں ہوا، اور اللہ کی بڑی مخلوق نے ان سے علم دین حاصل کیا۔

امام ابن عیینہ اپنی مجلس میں طلبہ کے سامنے بیان کرتے تھے کہ جس وقت میں ابن شہاب زہری کی مجلس میں گیا، میرے کان میں بندے تھے، سر پر چوٹیاں تھیں، زہری نے مجھے آتا ہوا دیکھ کر کہا: یہاں بیٹھو، یہاں بیٹھو، میں نے اس سے چھوٹا طالب علم نہیں دیکھا۔

نضر ہلالی کا بیان ہے کہ: میں سفیان بن عیینہ کی مجلس درس میں تھا، ایک بچہ آیا جس کو اہل مجلس حقارت سے دیکھنے لگے، ابن عیینہ نے ان سے کہا کہ پہلے تم لوگ بھی ایسے ہی تھے اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا، پھر میری طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے نضر! اگر تم مجھے اس وقت دیکھتے تو تعجب کرتے، جب میری عمر دس سال تھی، میری لمبائی پانچ بالشت تھی، میرا چہرہ دینار کی طرح تھا اور میں خود شعلۂ نار کی طرح تھا، میرے کپڑے اٹنگے، میری آستین چھوٹی، میرا دامن مناسب مقدار میں اور میرا جوتا چوہے کے کان کی مانند تھا اور میں مختلف شہروں کے علماء جیسے ابن شہاب زہری اور عمرو بن دینار کی مجلس میں آتا جاتا تھا، اور ان کے حلقۂ درس میں کھونٹی کی طرح بیٹھتا تھا، میرے دوائی اخروٹ کی طرح، میرا قلم

(۱) تاریخ جرجان: من اسمہ یوسف: ۱/ ۴۹۲، عالم الکتب بیروت۔

دان موزے کے مانند اور میرا قلم پستہ جیسا ہوتا تھا، جب میں مجلس میں جاتا تو اہل مجلس کہتے کہ چھوٹے شیخ کے لئے جگہ خالی کردو:

"أجلس بينهم كالمسمار، محبرتي كالجوزة، ومقلمتي كالموزة، وقلمي كاللوزة، فإذا دخلت المجلس قالوا: أوسعوا للشيخ الصغير، وأوسعوا للشيخ الصغير" (۱)

③ والدۂ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہما

شیخ الاسلام امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا نام عبدالرحمن بن عمرو بن محمد اوزاعی ہے، ان کا فقہی مسلک تیسری صدی تک جاری رہا، اسی ہزار مسائل کے جوابات زبانی دئے، عالم ربانی تھے اور یہ سب ان کی والدہ ماجدہ کی تعلیم وتربیت کا نتیجہ تھا، یتیم تھے، ماں نے ان کی پرورش کی اور شیخ الاسلام کے مرتبہ کو پہنچایا، ان کے حال میں لکھا ہے کہ:

"ولد ببعلبك وربي يتيما فقيرا في حجر أمه، تعجز الملوك أن تؤدب أولادها أدبه في نفسه" (۲)

④ والدۂ امام ابن علیہ رحمۃ اللہ علیہما

ریحانۃ الفقہاء والمحدثین امام اسماعیل بن ابراہیم بن مقسم بصری رحمۃ اللہ علیہ اپنی ماں کی نسبت سے ابن علیہ رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت سے مشہور ہیں، ان کے دادا مقسم سندھ کے علاقہ قیقان (گیگان قلات) کے قیدی بن کر عبدالرحمن بن اسد بن قطبہ اسدی کے غلام ہوئے اور والد ابراہیم کوفہ میں کپڑے کی تجارت کرتے تھے، اسی سلسلہ میں وہ بصرہ آتے جاتے تھے، وہیں بصرہ میں علیہ بنت حسان سے شادی کرلی جو بنی شیبان کی باندی تھیں، اس کے بارے میں ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ طبقات کبری میں لکھتے تھے:

"وكانت امرأة نبيلة، عاقلة برزة، لها دار بالعوقة

---

(۱) الکفایة في علم الرواية للخطيب: ۱/ ۶۱، المكتبة العلمية، المدينة المنورة۔

(۲) تذكرة الحفاظ: الطبقة الخامسة: ۱/ ۱۳۴، دار الكتب العلمية، بيروت۔

تعرف بها، وكان صالح المري وغيره من وجوه البصرة وفقهائها، يدخلون عليها فتبرز لهم وتحادثهم وتسائلهم"(۱)

''وہ بڑی محترم، عقل مند، ممتاز عورت تھی، بصرہ کے محلہ عوقہ میں اس کا مکان اس کے نام سے مشہور تھا اور حضرت صالح مری اور بصرہ کے اعیان واشراف فقہاء اس کے یہاں جایا کرتے تھے اور وہ نکل کر ان سے دینی وعلمی مسائل میں گفتگو کرتی تھی''۔

اسی عالمہ فاضلہ ماں کے بطن سے ۱۱۰ھ میں امام اسماعیل بصری رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے جس کو اس ماں اپنی پرورش اور تعلیم وتربیت سے فقہاء ومحدثین کا صدر نشیں بنایا، مشہور محدث عبدالوارث کا بیان ہے کہ علیہ بن حسان اپنے لڑکے اسماعیل کو میرے پاس لائی، یہ بصرہ کا حسین ترین لڑکا تھا اور کہا کہ "هذا ابني يكون معك ويأخذ بأخلاقك"(۲) میں اس لڑکے کو اپنے ساتھ رکھتا تھا، اور جب اہل علم کی مجلس کے پاس سے گذرتا تو اس کو پہلے بھیج دیتا، اس کے بعد میں مجلس کے شیخ کے پاس جاتا تھا۔

امام عبدالوارث نے اپنے شاگرد کی تعلیم وتربیت اس طور سے کی اہل علم کی نظر میں شاگرد استاذ سے بڑھ گیا، مشہور امام ابراہیم حربی کا بیان ہے

"فخرج ابن علية وأهل البصرة لا يشكون أنه أثبت من عبد الوارث"(۳)

''جب ابن علیہ اپنے شیخ عبدالوارث کی مجلس سے نکلے تو اہل بصرہ شک نہیں کرتے تھے کہ وہ علم حدیث میں عبدالوارث سے زیادہ ثقہ ہیں''۔

---

(۱) تاریخ بغداد: ۶/۲۲۹، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

(۲) یہ میرا بیٹا آپ کے پاس رہے گا اور آپ سے اخلاق سیکھے گا۔

(۳) تاریخ بغداد، للخطیب البغدادی: ۶/۲۳۰، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

⑤ والدۂ امام شعبہ بن حجاج

امام شعبہ بن حجاج واسطی بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کا شرف پایا ہے اور چار سو تابعین سے حدیث کی روایت کی ہے، ان کی والدہ محترمہ عالمہ فاضلہ تھیں اور اپنے بیٹے کی تعلیم پر خصوصی نظر رکھتی تھیں، امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے:

"قالت لی أمی ههنا امرأة تحدث عن عائشة فاذهب فاسمع منها" (۱)

''میری ماں نے بتایا کہ یہاں ایک عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث کی روایت کرتی ہے، تم جا کر اس سے حدیث سن لو''۔

اور والدہ کی ہدایت کے مطابق میں نے اس عورت کے یہاں جا کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیثیں سنیں اور والدہ کو بتایا کہ میں نے اس عورت کے یہاں جا کر احادیث کا سماع کر لیا، تو انہوں نے کہا کہ "لا یسألك الله" یعنی اللہ تعالیٰ اب تم سے علم دین میں کوتاہی کا سوال نہیں کرے گا۔ (۲)

جس بیٹے کی ماں علم حدیث میں اتنی وسیع نظر رکھتی ہو اس کا بیٹا کیوں نہ امامت کے درجہ کو پہنچے گا، بقول امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ شعبہ رجال کے علم اور حدیث کی بصیرت میں امتِ وحدہ اور بقول سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ امیر المؤمنین فی الحدیث تھے۔ (۳)

⑥ والدۂ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہا

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا نام محمد بن ادریس بن عباس ہے، والدہ کا نام فاطمہ بنت عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابو طالب ہے، ان کا بیان ہے کہ جس زمانہ میں شافعی شکم

---

(۱) الطبقات الکبری لابن سعد، صالح المری: ۷/ ۲۰۷، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

(۲) الطبقات الکبری لابن سعد، صالح المری: ۷/ ۲۰۷، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

(۳) خواتین اسلام کی علمی و دینی خدمات: ۸۲۔

مادر میں تھے، میں نے خواب دیکھا کہ مشتری ستارہ میرے جسم سے نکلا اور مصر میں گر گیا جس کی روشنی ہر شہر میں پہنچی، اس کی تعبیر بیان کی گئی کہ ان کے بطن سے ایسا عالم پیدا ہوگا جس کا علم مصر سے تمام شہروں میں عام ہوگا:

"لما أن حملت أم الشافعي به رأت كأن المشتري خرج من فرجها حتى انقض بمصر، ثم وقع في كل بلد منه شظية، فتأول أصحاب الرؤيا أنه يخرج منها عالم يخص علمه أهل مصر، ثم يتفرق في سائر البلدان" (۱)

امام صاحب یتیم تھے، ان کے والد کا انتقال پیدائش سے پہلے یا بعد میں ہوا، اور ان کی والدہ نے پرورش اور تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا، امام صاحب کا بیان ہے کہ میں یتیم تھا، میری والدہ میری کفالت کرتی تھیں، میں ۶۰۔۱۵۰ھ میں ملک شام کے شہر غزہ میں پیدا ہوا، دو سال کی عمر میں مکہ لایا گیا: "وحملت إلى مكة وأنا ابن سنتين" (۲)

دوسری روایت میں ہے کہ میں عسقلان میں پیدا ہوا، میری والدہ مجھ کو مکہ لائیں، میری والدہ کے پاس رقم نہیں تھی اور مکہ میں مکتب کے معلم کی خدمت نہیں کر سکتا تھا، اس کی عدم موجودگی میں بچوں کو سبق پڑھا دیتا تھا، اور وہ مجھے مفت تعلیم دینے پر راضی ہوگیا، میں علماء کی مجلس میں احادیث وغیرہ لکھ لیا کرتا، یمن کا سفر درپیش ہوا، تو میری ماں کے پاس اتنی رقم نہیں تھی کہ سفر کی تیاری کروں اور کپڑے بنواؤں، اس لئے ماں کی ایک چادر سولہ دینار میں رہن رکھ کر سامان سفر مہیا کیا۔ (۳)

⑦ والدۂ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہما

حضرت امام احمد بن حنبل شیبانی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کا نام صفیہ بنت میمونہ بنت

---

(۱) تاریخ بغداد: ۲/۵۷، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

(۲) تاریخ بغداد: ۲/۵۷، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

(۳) مختصر سوانح ائمہ اربعہ، بحوالہ: خواتین اسلام کی دینی و علمی خدمات: ۸۴۔

عبد الملک شیبانی تھا، امام صاحب تین سال کی عمر میں یتیم ہو گئے تھے، کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد اور دادا کو نہیں دیکھا، میری والدہ نے میری پرورش کی۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ نے اپنے یتیم بچے کو بڑے اہتمام اور پیار و محبت سے تعلیم و تربیت دی حتی کہ اس زمانہ کے امراء اس پر رشک کرنے لگے، اور ابو سراج کا بیان ہے کہ میرے والد احمد بن حنبل کے حسن سیرت و شرافت کو دیکھ کر تعجب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ میں اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت پر کافی دولت خرچ کرتا ہوں، ان کے لئے معلم و مؤدب کا انتظام کرتا ہوں تا کہ وہ ادب سیکھیں، مگر نامراد ہو رہا ہوں اور یہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ یتیم لڑکا ہے، دیکھو کیسا اچھا چل رہا ہے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ جب تک زندہ رہیں، اپنے بیٹے کی ہر طرح خبر گیری کرتی رہیں اور ان کی شفقت و محبت ہر حال میں ان کے شامل حال رہی ۱۸۶ھ میں جب کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عمر بائیس سال کی تھی، دریائے دجلہ میں زبردست سیلاب آیا، ان ہی ایام میں ملک "رے" کے محدث جریر بن عبد الحمید بغداد آئے، امام صاحب کے ساتھی اس سیلاب میں تحصیل حدیث کے لئے ان کے پاس گئے، مگر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ماں نے جانے کی اجازت نہیں دی تو نہیں جا سکے۔

اسی طرح جب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ صبح کو اندھیرے میں کسی محدث کی مجلس میں جانا چاہتے تو والدہ غایتِ شفقت و محبت میں روک دیتی تھی، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ بسا اوقات میں منہ اندھیرے حدیث کی تعلیم کے لئے نکلنا چاہتا تھا تو میری والدہ میرے کپڑے پکڑ کر کہتی تھیں کہ صبح ہونے دو، اس کے باوجود میں اندھیرے ہی میں ابو بکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ کی مجلسِ درس میں پہنچ جاتا تھا:

"كنت ربما أردت البكور في الحديث فتأخذ أمي بثيابي وتقول: حتى يؤذن الناس، أو حتى يصبحوا، وكنت ربما بكرت إلى مجلس أبي بكر بن عياش وغيره" (۱)

---

(۱) مناقب الإمام احمد: ۲۱، لابن الجوزی، ہجر للطباعۃ والنشر، جیزۃ۔

⑧ والدۂ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہا

شیخ الاسلام والمسلمین امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ یتیم تھے، والدہ ماجدہ نے ان کی تعلیم وتربیت پر پوری توجہ دی اور بچپن ہی میں ان کو تحصیلِ علم کا شوق دلایا، ان کی ولادت ۱۹۴ھ میں ہوئی، اور گیارہ بارہ سال کی عمر میں حدیث کا پہلا سماع کیا اور بچپن ہی میں حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں زبانی یاد کرلیں اور اپنے شوہر کے محدثین محمد بن سلام، محمد بن عبداللہ مسندی، محمد بن یوسف بیکندی سے حدیث کی روایت کی اور ستر ہزار احادیث یاد ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، بلکہ اس سے زیادہ۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے شہر کے علماء ومحدثین سے تحصیل علم کے بعد اپنی والدہ اور بہن کے ساتھ علمی سفر پر نکلے، امام ذہبی نے لکھا ہے:

"ونشأ يتيما ورحل مع أمه واخته سنة عشر وما ئتين بعد أن سمع مرويات بلدة" (۱)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بحالت یتیمی نشوونما پائی اور ۲۱۰ھ میں اپنے شہر سے احادیث پڑھنے کے بعد اپنی ماں اور بہن کے ساتھ علمی سفر پر نکلے۔

اس وقت امام صاحب کی عمر پندرہ سولہ سالہ کی تھی اور اٹھارہ سال کی عمر میں "التاریخ الکبیر" تصنیف فرمائی، ان کا بیان ہے کہ جب میں اٹھارہویں سال میں داخل ہوا تو صحابہ اور تابعین کے قضایا واقوال کی تدوین کرنے لگا، اسی زمانہ میں کتاب "التاریخ الکبیر" کی روضۂ اطہر کے پاس چاندنی راتوں میں تصنیف کی:

"وصنفت كتاب التاريخ إذ ذاك عند قبر النبى صلى الله عليه وسلم فى الليالى المقمرة" (۳)

ایک روایت میں ہے کہ امام صاحب نے اپنی والدہ اور بڑے بھائی احمد کے ساتھ

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ للذہبی: الطبعۃ التاسعۃ: ۲/ ۱۰۴، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

(۲) طبقات الشافعیۃ الکبری، تاج الدین السبکی: ۲/ ۲۱۷، دار ہجر للطباعۃ والنشر والتوزیع۔

حج کیا، حج کے بعد بھائی وطن چلے گئے اور امام صاحب تحصیلِ علم کرنے لگے۔

امام بخاری کی تصانیف میں ''الجامع الصحیح'' اور ''التاریخ الکبیر'' شاہکار ہیں اور صحیح بخاری تو ''اصح الکتاب'' بعد کتاب اللہ مانی گئی ہے اور یہ ان کی والدہ ماجدہ کی توجہ کا فیض ہے کہ ان کا یتیم لڑکا امیر المؤمنین فی الحدیث کے مرتبہ کو پہنچا۔(۱)

⑨ والدۂ امام الاوقص رحمۃ اللہ علیہما

قاضی مکہ حضرت محمد بن عبد الرحمن الاوقص رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ عجیب ہے، ان کی گردن ان کے بدن میں گھسی ہوئی تھی اور دونوں مونڈھے نکلے ہوئے تھے، قد پست تھا، شکل وصورت میں کچھ ایسے ہی تھے، ان کی والدہ بڑی عاقلہ فاضلہ تھیں، اپنے اس لڑکے کے بارے میں ان کو بڑی فکر رہا کرتی تھی، ایک مرتبہ انہوں نے کہا کہ:

''كان الأوقص قصيرا دميما قبيحا، وكانت أمه عاقلة، فقالت له: يا بني إنك خلقت خلقة لا تصلح فيها لمعاشرة الفيتان، فعليك بالدين، فإنه يتم النقيصة، ويرفع الخسيسة، فنفعني الله بقولها، فتعلمت الفقه، فصرت قاضيا''

''امام اوقص نہایت پستہ قد، مونڈھے نکل ہوئے اور بدصورت تھے، ان کی ماں نہایت عقلمند تھیں، ان سے کہا: بیٹے! تمہاری خلقت ایسی ہے کہ جوانوں میں تم نبھ نہیں سکتے ہو اس لئے علم دین حاصل کرو، وہ اس کمی کو پورا کردے گا، اور حقارت کو ختم کرے گا، اللہ تعالیٰ نے ان کی بات سے مجھے نفع پہنچایا، میں نے فقہ اور دین کا علم حاصل کیا اور قاضی بن گیا''۔

امام اوقص بیس سال مکہ مکرمہ میں قاضی رہے، ان کے رعب وداب کا یہ حال تھا کہ فیصلہ چاہنے والا ان کے سامنے کانپتا تھا، ایک مرتبہ وہ دعا کررہے تھے اور کہتے تھے ''اللھم

(۱) خواتین اسلام کی دینی وعلمی خدمات: ۸۵۔

اعتق رقبتي من النار" (اے اللہ میری گردن کو جہنم کی آگ سے نجات دیجئے) ایک منچلی عورت یہ جملہ سن کر بولی "أو لك رقبة تعتق لا "(اے بھتیجے! تیری گردن کہاں ہے؟)(۱)

⑩ والدۂ امام عمر بن ہارون بلخی رحمۃ اللہ علیہما

امام ابوحفص عمر بن ہارون بلخی ثقفی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور میں خراسان کے مشاہیر علماء ومحدثین میں سے تھے، علوم دین کے مخزن تھے، ان کی والدہ لکھی پڑھی خاتون تھیں، اور اپنے لڑکے کے علمی مشاغل میں ہاتھ بٹاتی تھیں، ایک عالم ابوغسان بیان کرتے ہیں:

"بلغني أن أمه كانت تعينه على الكتاب" (۲)

''مجھے معلوم ہوا کہ ان کی والدہ حدیث لکھنے میں ان کی مدد کرتی تھیں''۔

انہوں نے امام مالک، امام ابن جریج، امام شعبہ بن حجاج، امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ سے حدیث کی روایت کی ہے، ان کے تلامذہ میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے والد اسماعیل جیسے حضرات تھے۔(۳)

⑪ والدۂ امام زین الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہما

امام زین الدین علی بن ابراہیم دمشقی مصری رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ بڑی عالمہ فاضلہ تھیں، ان کے والد کی تفسیر الجواہر جو تیس جلدوں میں تھی ان کو زبانی یاد تھی اور وہ اپنے لڑکے زین الدین کی تعلیم پر بڑی توجہ کرتی تھیں اور جب وہ تفسیر پڑھ کر آتے تو پوچھا کرتی تھیں کہ آج کیا پڑھا ہے؟ پھر مزید باتیں بتاتی تھیں اور ان کو دعا دیتی تھیں، جس سے زین الدین کو بڑا فیض پہنچا، ایک عالم ناصح الدین کا قول ہے:

---

(۱) تاریخ دمشق لابن عساکر: ۵۴/۱۰۵، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع۔

(۲) تذکرۃ الحفاظ: ۱/۲۴۹، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان۔

(۳) خواتین اسلام کی دینی وعلمی خدمات: ۸۸۔

"قال لی والدی زین الدین سعد بدعاء والدته، کانت صالحة، حافظة تعرف التفسیر" (۱)

"زین الدین اپنی والدہ کی دعا سے فیض یاب ہوئے، وہ نیک حافظ قرآن اور تفسیر کی عالمہ تھیں، زین الدین اپنی والدہ کی دعا اور توجہ سے فقہ و تفسیر کے زبردست عالم اور واعظ تھے"۔(۲)

⑫ والدۂ امام حجاج بن یوسف بغدادی رحمۃ اللہ علیہما

امام ابو احمد حجاج بن یوسف بن حجاج بغدادی رحمۃ اللہ علیہ حجاج ابن الشاعر کے نام سے مشہور ہیں، حافظ حدیث، مامون وثقہ اور اپنے زمانہ کے یکتا محدث تھے اور یہ مقام ان کی والدہ کی توجہ سے ملا، ان کا بیان ہے کہ:

"جمعت لی أمی مائة یوم ببابه أجئ بالرغیف فاغمسه فی دجلة وآکله فلما نفدت خرجت" (۳)

"میری والدہ نے ایک سو روٹی کا انتظام کیا جن کو میں نے ایک تھیلے میں رکھا اور بغداد جا کر امام شبابہ کی خدمت میں سو دن رہا، روزانہ ایک روٹی دریائے دجلہ میں بھگو کر کھاتا تھا، جب روٹیاں ختم ہو گئیں تو وہاں سے چلا آیا"۔

ان کے شیوخ میں امام ابوداؤد طیالسی، امام یعقوب بن ابراہیم، امام حجاج الاعور اور امام شبابہ رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ ہیں، اور امام ابوداود سجستانی، امام مسلم، امام بقیہ بن مخلد اور امام عبد الرحمن بن ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ نے ان سے حدیث کی تعلیم حاصل کی ہے۔(۴)

⑬ والدۂ امام ابراہیم حربی رحمۃ اللہ علیہما

امام ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق حربی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۸۵ھ) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

---

(۱) ذیل طبقات الحنابلة: ۲/ ۵۳۶، مکتبة العبیکان، الریاض۔

(۲) خواتین اسلام کی دینی وعلمی خدمات: ۸۹۔

(۳) تذکرة الحفاظ: الطبقة السادسة: ۲/ ۱۰۰، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

(۴) خواتین اسلام کی دینی وعلمی خدمات: ۸۹۔

کے معاصر اور علم وعمل، زہد وتقوی میں ان ہی کے مانند تھے، بڑے مقام ومرتبہ کے بزرگ تھے، ان کا بیان ہے کہ ’’میں روزانہ عشاء کے وقت گھر آتا تھا، اور میری والدہ میرے لئے باذنجان (بیگن) بھون کر یا قہوہ کا چاٹ، یا مولی کا سالن تیار رکھتی تھی، جس کو میں کھالیتا تھا‘‘ کنت أجئ من عشي إلی عشي، وقد هيأت لی أمي باذنجانة مشوية. أو لعقة بن، أو باقة فجل‘‘ میں بڑی فقر وفاقہ اور تنگ دستی کی زندگی بسر کرتا تھا، مگر کبھی والدہ، بھائی، بہن اور بیوی سے اس کی شکایت نہیں کی، مرد وہ ہے جو اپنا غم خود اٹھائے، اور اہل وعیال کو غمگین نہ کرے:

’’ما شكوت إلی أمي ولا إلی اختي ولا إلی امرأتي، ولا إلی بناتي قط حمي وجدتها‘‘ (۱)

⑭ والدۂ ابوجعفر بن بسطام رحمۃ اللہ علیہا

خلیفہ المقتدر باللہ کے وزیر ابوالحسن بن فرات نے ایک مرتبہ شیخ ابوجعفر بن بسطام سے کہا کہ یہ تمہاری روٹی کا کیا قصہ ہے،؟ تو انہوں نے بتایا کہ اس کا واقعہ یہ ہے کہ میری والدہ نہایت نیک سن رسیدہ عورت تھیں، میری پیدائش کے وقت ہی سے ان کی یہ عادت ہوگئی تھی کہ جس بستر میں سوتا تھا ہر رات اس کے نیچے ایک روٹی رکھ دیا کرتی تھی، اور صبح میری طرف سے اس روٹی کو صدقہ کردیا کرتی تھی اور میں بھی اب تک ایسا ہی کررہا ہوں، یہ سن کر وزیر ابن الفرات نے کہا کہ میں تم سے بہت بدظن تھا اور گرفتار کرنا چاہتا تھا، تین رات سے مسلسل خواب دیکھتا تھا کہ تم سے جنگ کررہا ہوں؛ تاکہ گرفتار کروں؛ مگر تمہارے ہاتھ میں ڈھال کے مانند روٹی رہتی تھی، جس سے میرا تیر تم کو نہیں لگتا تھا، جاؤ اب تم مامون ہو:

’’فأری منذ ثلاث ليال في منامي كأنني استدعيك لأقبض عليك فتحاربني وتمنع مني، فأتقدم لمحاربتك فتخرج من يحاربك وبيدك رغيف

---

(۱) المنتظم في تاريخ الملوک والأمم، ابن الجوزي: ۳۸۱/۱۲، دار الكتب العلمية، بيروت۔

کالترس، فتتقی بہ السهام، ولا یصل منها شیء“(۱)

⑮ والدۂ خلیفۃ الناصر عباسی رحمۃ اللہ علیہا

اس سلسلہ میں یہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے کہ امام ابن جوزیؒ کے انتقال کے وقت ان کے صاحب زادے امام ابو یوسف بن عبدالرحمن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر صرف سترہ سال کی تھی، ان کی تعلیم وتربیت اور کفالت کی خدمت خلیفۃ الناصر عباسی کی والدہ نے انجام دی، اور وہ اپنے والد امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشیں بنے، خلیفۃ الناصر کی ماں نے ان کو ”باب تربۃ الجہۃ“ کے پاس جس کو اس نے پہلے سے تیار کر رکھا تھا، وعظ وتذکیر کے لئے مقرر کر دیا، اور امام یوسف بن جوزی ہمیشہ اس مقام پر مجلس وعظ منعقد کرتے رہے، جب وہ تیئس سال کے ہوئے تو خلیفہ الناصر نے بغداد کے مشرقی اور مغربی دونوں علاقوں کا محتسب بنا کر مقبول الشہادات قرار دیا، امام یوسف بن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی مقبولیت دی تھی، خلیفہ کی طرف سے متعدد ملوک وسلاطین کے یہاں سفیر بن کر لئے، دمشق میں مدرسہ تعمیر کر کے بڑی جائیداد اس پر وقف کیا، بغداد کے محلہ جلیہ میں ایک مدرسہ جاری کیا اور محلہ حربیہ میں دار القرآن بنایا، اور اسی میں دفن کئے گئے، آخر میں بغداد کے مدرسہ مستنصریہ میں تدریسی خدمت انجام دی، ۶۵۶ھ میں فتنہ تاتار میں شہید ہوئے ”وتوفی فی وقعۃ التتر قتیلا سنۃ ثلاث وخمسین وست مائۃ“(۲)

⑯ والدۂ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہا

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے والدین بہت نیک تھے، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کے لئے ہمیشہ دعا کرتے تھے، خاص طور سے اپنی والدہ ماجدہ کا بے حد احترام اور تعظیم وتکریم کرتے

---

(۱) المنتظم فی تاریخ الملوک والأمم، ابن الجوزی: ۱۳/ ۲۴۴، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، خواتین اسلام کی دینی وعلمی خدمات: ۹۱۔

(۲) وفیات الأعیان، أبو العباس، الإربلی، ۳/ ۱۴۲، دار صادر، بیروت، خواتین اسلام کی دینی وعلمی خدمات: ۹۱۴۔

تھے، ان کی دل داری ودل جوئی میں لگے رہتے تھے، فرماتے ہیں کہ: میں اپنے اعمال کے تین حصے کئے ہیں، ایک تہائی اپنے لئے، ایک تہائی اپنے والدین کے لئے اور ایک تہائی اپنے استاذ حماد کے لئے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا انتقال پہلے ہوا، اور والدہ ۱۳۰ھ کے بعد فوت ہوئیں، اس لئے ان کی خدمت کا زیادہ موقع نہ ملا۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ کی کسی بات کو نہیں ٹالتے ایک دفعہ والدہ نے اپنے بیٹے سے فتوی پوچھا، مطمئن نہ ہوئیں تو کہا کہ زرعہ واعظ جب تک فتوی نہیں بتاتے مجھے اطمینان نہ ہوگا، امام صاحب والدہ کو لے کر جب زرعہ کے یہاں پہنچے تو انہوں نے کہا کہ: فقیہ کوفہ آپ کے ساتھ ہیں، مگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے والدہ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے خود زرعہ کو فتوی بتا کر والدہ کو کہنے کے لئے کہا، جس پر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ راضی ہوئیں۔

"لا أرض إلا بما يقول زُرعَة القاص، فجاء بها أبو حنيفة إلى زُرعة، فسألته، فقال: أفتيك ومعك فقيه الكوفة، فقال أبو حنيفة: أفتها بكذا و كذا فأفتاها فرضيت" (۱)

⑰ ماؤں سے منسوب اہل علم

بہت سے علماء وفضلا اور ائمہ دین کی مائیں عالمہ فاضلہ اور عاقلہ ہوتی تھیں یا کسی خاص وصف میں ان کی شہرت تھی، یا اپنے لڑکوں کی تعلیم وتربیت میں نمایاں خدمت انجام دیتی تھیں، اور وہ حضرات اپنے باپ کے بجائے اپنی ماں کی طرف منسوب ہوتے تھے، اور اسی نسبت سے ان کی شہرت تھی، صحابہ رضی اللہ عنہم میں بعض حضرات اپنی ماؤں کی نسبت سے مشہور ہوئے مثلاً حضرت شرجیل بن حسنہ کا نام عبداللہ بن مطاع بن عمرو بن کندہ ہے، اور ان کی والدہ حسنہ ہیں۔

---

(۱) تاریخ بغداد: ۱۳/ ۳۶۳۔

☆ حضرت بشیر بن خصاصیۃ کے والد معبد بن شراحیل بن سبع ہیں اور ان کی والدہ خصاصیہ کا نام کبشہ (یا ماریہ) بنت عمرو بن الحارث ازدی ہے۔(۱)

☆ حضرت ابن ام مکتوم کا نام عمرو بن قیس ہے اور ان کی والدہ ام مکتوم کا نام عاتکہ بنت عبداللہ ہے۔

☆ حضرت ابن بحینہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام عبداللہ بن مالک ہے اور ان کی والدہ کا نام بحینہ بنت حارث بن مطلب بن عبد مناف رحمۃ اللہ علیہا ہے۔

☆ حضرت معاذ بن عفراء رحمۃ اللہ علیہ کا نام معاذ بن حارث بن رفاعہ رحمۃ اللہ علیہ ہے اور ان کی والدہ کا نام عفراء بنت عبیدہ رحمۃ اللہ علیہا، حضرت حارث بن برصاء رحمۃ اللہ علیہ کا نام حارث بن مالک رحمۃ اللہ علیہ ہے اور ان کی والدہ کا نام برصاء بنت ربیعہ رحمۃ اللہ علیہا ہے۔

☆ علماء ومحدثین میں بہت سے حضرات اپنی ماؤں کی نسبت سے مشہور ہیں، مثلاً: ابن علیہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام اسماعیل بن ابراہیم بن مقسم رحمۃ اللہ علیہ ہے اور ان کی والدہ کا نام علیہ بن حسان رحمۃ اللہ علیہا ہے۔

☆ ابن عائشہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام محمد بن حفص بن عمر رحمۃ اللہ علیہ ہے اور ماں کا نام عائشہ بنت عبید اللہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہا ہے۔

☆ ابن بنت سدی رحمۃ اللہ علیہ کا نام اسماعیل بن موسی فراری رحمۃ اللہ علیہ ہے اور ماں کا نام بنت اسماعیل بن عبدالرحمن سدی رحمۃ اللہ علیہا ہے، ابن بنت الشافعی رحمۃ اللہ علیہ کا نام احمد بن محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ہے اور ماں کا نام زینب بنت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہا ہے۔

☆ امام قاسم رحمۃ اللہ علیہ کا نام حسن بن قاسم بن عبداللہ مرادی رحمۃ اللہ علیہ ہے، اپنی دادی کی طرف منسوب ہیں، ان کا نام زہراء رحمۃ اللہ علیہا تھا، اپنے دیار کی مشہور خاتون تھیں مغرب سے آکر مصر میں آباد ہوگئیں تھیں۔

☆ عمامہ کا نام احمد بن عبداللہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ مالکی ہے، عمامہ رحمۃ اللہ علیہا ان کی والدہ ہیں۔

---

(۱) الطبقات لخلیفۃ بن خیاط: ۱/۱۲۰، دار الفکر، بیروت۔

☆ ابن برکتہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ابومحمد عبداللہ محمد صابونی قرطبی مالکی ہے، برکتہ رحمۃ اللہ علیہا ان کی والدہ ہیں۔

☆ ابن بنت مہدی رحمۃ اللہ علیہ کا نام ابوحسن علی بن تمام قیروانی مالکی ہے۔(۱)

⑱ ام محمد القرظی

مشہور (اہل کتاب) تابعی حضرت محمد بن کعب القرظی کی والدہ تھیں، عہدِ رسالت میں موجود تھیں اور شرفِ اسلام سے بہرورہ ہوئیں؛ لیکن اہل رجال نے صحابیات کے ذکر میں ان کا نام نہیں لیا ہے، البتہ بعض علماء نے ان کا ذکر ایک تابعیہ کی حیثیت سے کیا ہے، ان کے شوہر کعب بن حبان تھے جو یہود کے قبیلہ بنوقریظہ سے تعلق رکھتے تھے، غزوۂ بنوقریظہ میں گرفتار کئے گئے؛ لیکن کمسن تھے اس لئے چھوڑ دیئے گئے، ان کے فرزند محمد بن کعب کا شمار مدینہ کے فاضل ترین علماء میں ہوتا تھا، زہد وعبادت میں بھی وہ اپنی نظیر آپ تھے ام محمد القرظی بھی نہایت نیک اور عبادت گزار خاتون تھی۔

حضرت محمد بن کعب زندگی کے ہر دور میں نہایت پاکباز اور خداترس رہے؛ مگر ہر وقت توبہ واستغفار میں مشغول رہتے تھے، یہ دیکھ کر ام محمد فرماتی تھیں: ''اے میرے بیٹے محمد! اگر تمہاری پاکباز زندگی میرے سامنے نہ ہوتی تو تمہاری دن رات کی گریہ وزاری اور توبہ واستغفار سے یہ سمجھتی کہ تم نے کوئی بہت بڑا گناہ کیا ہے؛ لیکن میں نے تمہیں بچپن میں بھی پاکباز اور نیک سیرت پایا اور بڑے ہونے پر بھی اسی طرح دیکھ رہی ہوں''۔

حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: ''اماں جان! آپ جو سمجھتی ہیں وہ ٹھیک ہے، لیکن میں اپنے کو گناہوں سے محفوظ نہیں سمجھتا، ہوسکتا ہے کہ مجھ سے کوئی ایسی لغزش ہوگئی ہو جو اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناراضی کا باعث ہو، اسی وجہ سے ہر وقت توبہ واستغفار کرتا رہتا ہوں''۔(۲)

---

(۱) تلخیص: طالبات کے لئے تربیتی واقعات: ۸۷۔۱۱۸، خواتین اسلام کی دینی وعلمی خدمات: ۹۸۔

(۲) اہل کتاب صحابہ وتابعین، بحوالہ: تاریخ اسلام کی چارسو باکمال خواتین، طالب ہاشمی: ۳۶، چین اسلامک پبلشرز، اردو بازار، لاہور۔

عالمات کے لئے مطلوبہ اوصاف

عالمات کے مطلوبہ اوصاف یا اہل علم خواتین کی گھریلو زندگی کے مابین میں یہ بتلانا مقصود ہے کہ ایک عالمہ اپنے دلائل وعلم سے خاندان اور ملاقاتیوں کو قائل تو کرواسکتی ہیں؛ مگر اپنی طرف مائل نہیں کرسکتی، حق بتلانے کے ساتھ حق والی زندگی کا اعلیٰ نمونہ بھی بننا پڑتا ہے، لوگ پہلے ذات دیکھتے ہیں، پھر بات سنتے ہیں، انبیاء علیہم السلام نے پہلے اپنی زندگی پیش کی، پھر دعوت پیش کی، بہر صورت صبح سویرے اٹھ کر گھر کے کام کر کے پرانے بوڑھوں کا دل جیتنا پڑتا ہے، گھر کی دیگر عامی خواتین کے مقابلہ میں امور خانہ داری میں زیادہ حصہ لینا پڑتا ہے، فقہ کا قانون نہیں، سیرت کے اخلاق اپنائے جاتے ہیں، انصاف کے بجائے احسان اور رخصت کے بجائے عزیمت کے راستے اہل علم کے لئے طے ہیں، صبر وحلم میں اونچا مقام چاہئے، تواضع جتنا ہوگا لوگ اتنا فائدہ اٹھائیں گے، نفرت کا جواب محبت ہی ہے، ابتداء میں کچھ مجاہدات ہوتے ہیں، پھر فتوحات کا دروازہ کھلتا ہے، کچھ مخلص معاون اللہ تعالیٰ فراہم کردیتے ہیں، ہمیشہ اہل مال سے استغناء ہو، پرانے والے کی قدر کی جائے، اپنے سے زیادہ عمر والی عورتوں کی خدمت کرتے ہوئے شاگرد بن کر پڑھائے، ان کو خوب سراہتے ہوئے پڑھائے تو اس عالمہ کی ترقی کو کوئی نہیں روک سکتا ہے۔

عقائد

توحید

کفار نے صحابیات رضی اللہ عنہن کو طرح طرح کی اذیتیں دی؛ لیکن ان کی زبان سے کلمۂ توحید کے سوا کوئی کلمہ نہیں نکلا، حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا ایمان لائیں تو ان کے اعزہ

واقارب نے ان کو دھوپ میں لے جا کر کھڑا کیا، اس حالت میں جب کہ وہ دھوپ میں جل رہی ہوتیں ان کو روٹی کے ساتھ شہد جیسی گرم چیز کھلاتے اور پانی نہیں پلاتے، جب اس مصیبت میں تین دن گذرے تو ظالموں نے کہا: ”جس مذہب پر تم ہو اب اس کو چھوڑ دو“ وہ اس قدر بدحواس ہوگئی تھیں کہ ان جملوں کا مطلب نہ سمجھ سکیں، جب ان ظالموں نے آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر بتایا تو سمجھیں کہ توحیدِ الٰہی سے انکار مقصود ہے، بولیں: خدا کی قسم! میں تو اب تک اس پر قائم ہوں۔

شرک سے علاحدگی

عورتیں، قدیم رسم ورواج اور قدیم عقائد کی نہایت پابند ہوتی ہیں، عرب کے مشرکانہ عقائد ایک مدت سے پھیل کر دلوں میں راسخ ہو چکے تھے؛ لیکن صحابیات نے اسلام لانے کے ساتھ ہی شدت کے ساتھ ان کا انکار کر دیا، عرب کا خیال تھا کہ جو لوگ بتوں کی برائی بیان کرتے ہیں، وہ مختلف امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں؛ اس لئے حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا اسلام لانے کے بعد اندھی ہو گئیں تو کفار نے کہنا شروع کیا کہ ان کو لات وعزی نے اندھا کر دیا؛ لیکن انہوں نے صاف کہہ دیا کہ لات وعزی کو اپنے پوجنے والوں کی کیا خبر! یہ تو خدا کی طرف سے ہے:

”أعمتها اللات والعزى لفكرها بهما. فقالت: وما يدري اللات والعزى من يعبدها، إنما هذا من السماء“ (۱)

☆ عرب میں شرک کا اصل سرچشمہ بت تھے جو گھر گھر میں نصب تھے؛ لیکن صحابیات نے ہر موقع پر ان سے براءت ظاہر کی، چنانچہ حضرت ہند بنت عتبہ جب ایمان لائیں تو گھر میں بت نصب تھے، اس کو توڑ پھوڑ ڈالا اور کہا کہ ”ہم تیری نسبت بڑے دھوکے میں مبتلا تھے“۔

”لما أسلمت هند جعلت تضرب صنما في بيتها بالقدوم فلذته فلذة فلذة، وهي تقول: كنا منك في غرور“ (۲)

---

(۱) اسد الغابۃ: زنیرۃ الرومیۃ، ۷/ ۱۲۴، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

(۲) الطبقات الکبری لابن سعد، ہند بنت عتبہ: ۸/ ۱۸۸، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

☆ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے -زمانۂ شرک میں- ام سلیم رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش ظاہر کی تو حالت شرک میں نکاح سے انکار کیا اور کہا: ”ابوطلحہ کیا تم کو خبر نہیں کہ جس خدا کو تم پوجتے ہو وہ ایک درخت ہے (یعنی لکڑی کا بت) جو زمین سے اگا ہے، اس کو فلاں حبشی نے گھڑ کر تیار کیا ہے، بولے مجھے معلوم ہے، ”بولیں“ کیا تمہیں ان کی عبادت سے شرم نہیں آتی ”أرأیت حجرا تعبده لا یضرك ولا ینفعك أو خشبة تأتی بها النجار، فینجرها لك هل یضرك هل ینفعك؟ قال: فوقع فی قلبه الذی قالت“ چنانچہ جب تک انہوں نے بت پرستی سے توبہ کر کے کلمۂ توحید نہیں پڑھا، انہوں نے ان سے نکاح نہیں کیا۔(۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد نہ صرف صحابیات کے دل کی تختی پر راسخ تھا؛ ایک بار آپ نے ایک لڑکی کو بددعا دی کہ ”تیرا سن زیادہ نہ ہو“ اس کو شدت اعتقاد کی بناء پر اس کا یقین ہو گیا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس روتی ہوئی آئی اور کہا کہ آپ نے مجھ کو یہ بددعا دی ہے اب میرا سن نہ بڑھے گا، وہ بدحواس آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ آپ نے میری یتیمہ کو یہ بددعا دے دی“ آپ ہنس پڑے اور فرمایا میں بھی آدمی ہوں اور آدمیوں کی طرح خوش اور رنجیدہ ہوتا ہوں بس جس کو میں ایسی بددعا دوں جس کا وہ مستحق نہیں ہے تو یہ اس کے لئے پاکی، تزکیہ اور نیکی ہوگی“۔

”إنما أنا بشر، أرضی کما یرضی البشر، وأغضب کما یغضب البشر، فأیما أحد دعوت علیه، من أمتی، بدعوة لیس لها بأهل، أن یجعلها له طهورا وزكاة، وقربة یقربه بها منه یوم القیامة“ (۲)

---

(۱) الطبقات الکبری لابن سعد، أم سلیم بنت ملحان، ۸/ ۳۱۳، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

(۲) مسلم: کتاب البر والصلة، باب من لعنه النبی صلی اللہ علیہ وسلم أو سبه أو دعا علیه، حدیث: ۲۶۰۳۔

عبادات

پابندی جماعت

اگر چہ عورتوں پر جماعت کی پابندی فرض نہیں ہے، اور اس بناء پر بعض غیور صحابہ رضی اللہ عنہم جماعت میں اپنی عورتوں کی شرکت کو پسند بھی نہیں کرتے تھے، تاہم بعض صحابیات رضی اللہ عنہن پر اس کا کچھ اثر نہیں پڑتا تھا اور وہ مناسب اوقات میں نماز باجماعت ادا فرماتی تھیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بی بی برابر عشاء اور فجر کی نماز میں شریک جماعت ہوتی تھیں، ایک بار ان سے لوگوں نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ عمر اس کو پسند نہیں کرتے، پھر کیوں ایسا کرتی ہو، بولیں تو پھر روک کیوں نہیں دیتے "قالت وما يمنعه أن ينهاني" (۱)

نمازِ جمعہ

عورتوں پر اگر چہ جمعہ فرض نہیں ہے تاہم صحابیات اس دن کی بہت عزت کرتی تھیں اور اس کی برکتوں میں عمدہ طریقوں سے شریک ہوتی تھیں، ایک صحابیہ تھیں جو اپنے کھیتوں میں چقندر بو دیا کرتی تھیں، جب جمعہ کا دن آتا تھا تو اس کو پکا کر نمازِ جمعہ کے بعد تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو کھلاتی تھیں:

"فكانت إذا كان يوم جمعة تنزع أصول السلق، فتجعله في قدر، ثم تجعل عليه قبضة من شعير تطحنها، فتكون أصول السلق عرقة، وكنا ننصرف من صلاة الجمعة، فنسلم عليها، فتقرب ذلك الطعام إلينا، فنلعقه، وكنا نتمنى يوم الجمعة لطعامها (۲)

نمازِ اشراق

نماز اشراق اگر چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی

---

(۱) بخاری: باب على من لا يشهد الجمعة غسل من النساء والصبيان وغيرهم، حدیث: ۹۰۰۔

(۲) بخاری، كتاب الجمعة في قول الله عز وجل فإذا قضيت الصلاة فانتشروا في الأرض وابتغوا من فضل الله، حدیث: ۹۳۸۔

ہے تمام عمر میں صرف ایک بار پڑھی تھی؛ لیکن بعض صحابیات رضی اللہ عنہن نے اس کا التزام کرلیا تھا، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نماز اشراق پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا؛ لیکن میں خود پڑھتی ہوں؛ کیوں کہ آپ بہت سی چیزوں کو پسند فرماتے تھے؛ لیکن اس پر عمل نہیں کرتے تھے کہ امت پر فرض نہ ہوجائیں:

"وإن كان رسول الله ﷺ ليدع العمل وهو يحب أن يعمل به، خشية أن يعمل به الناس فيفرض عليهم"(۱)

تہجد وشبانہ نماز

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تہجد پڑھتے تھے، تو اس میں صحابیات بھی شریک ہوتی تھیں، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کو تہجد کے لئے اپنے اہل وعیال کو جگاتے تھے تو یہ آیت پڑھتے:

"وامر أهلك بالصلاة واصطبر عليها لا نسألك رزقا، نحن نرزقك والعاقبة للتقوى"(۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رات کے تین حصے کردیئے تھے، ایک میں خود، دوسرے میں ان کی بیوی اور تیسرے میں ان کا خادم تہجد پڑھتا تھا، اور ایک دوسرے کو جگاتا تھا:

"فكان هو وامرأته وخادمه يعتقبون الليل أثلاثا: يصلي هذا، ثم يوقظ هذا"(۳)

زکاۃ وصدقات

زیور عورتوں کو سب سے زیادہ محبوب ہوتے ہیں؛ لیکن صحابیات رضی اللہ عنہن کو خدا کی مرضی ان سے بھی زیادہ عزیز تھی، ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا

---

(۱) مسلم کتاب الصلاۃ، باب استحباب صلاۃ الضحی، حدیث: ۷۱۷۔

(۲) مؤطا، کتاب الصلاۃ، باب فی صلاۃ اللیل، حدیث: ۲۸۹۔

(۳) بخاری، کتاب الأطعمة، باب الرطب بالقثاء، حدیث: ۵۴۴۱۔

اپنی لڑکی کو لے کر حاضر ہوئیں، لڑکی کے ہاتھ میں سونے کے موٹے موٹے کنگن تھے، آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کیا تم اس کی زکاۃ دیتی ہو؟ بولیں: نہیں، فرمایا: تمہیں یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن اس کے بدلے اس کے ہاتھ میں آگ کے کنگن پہنائے جائیں، انہوں نے یہ سنا تو فوراً کنگن آپ کے سامنے ڈال دیئے کہ یہ خدا اور خدا کے رسول کے ہیں:

" قال فخلعتهما، فألقتهما إلى النبي صلى الله عليه وسلم، وقالت: هما الله عز وجل ولرسوله "(۱)

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبۂ عید میں صدقہ وخیرات کی ترغیب دی، صحابیات رضی اللہ عنہن کا مجمع تھا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ دامن پھیلائے ہوئے تھے اور صحابیات رضی اللہ عنہن اپنے کان کی بالیاں، گلے کے ہار اور انگلیوں کے چھلے تک پھینکی جاتی تھیں " فجعلت المرأة تعطي القرط والخاتم، وجعل بلال يجعله في كسائه "(۲)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس صرف ایک ہی لونڈی تھی، انہوں نے اس کو فروخت کیا اور روپیہ گود میں لے کر بیٹھیں، اس حالت میں ان کے شوہر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کہ روپیہ مجھے دے دو، بولیں: میں نے اس کو صدقہ کر دیا " فدخل علی الزبير، وثمنها في حجري، فقال: هبيها لي، قالت: إني قد تصدقت بها "(۳)

اعزہ واقارب پر صدقہ کرنا

ایک بار حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بی بی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ تم نادار ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، اگر آپ اجازت دیں تو میں صدقہ کرنا چاہتی ہوں تمہیں کو دوں، لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہیں جاؤ، وہ آئیں تو آستانِ مبارک پر اسی غرض سے ایک دوسری صحابیہ بھی موجود تھیں، دونوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے

---

(۱) ابو داود: کتاب الزکاۃ، باب الکنز ما ہو وزکاۃ الحلی، حدیث: ۱۵۶۳۔

(۲) ابو داؤد: کتاب الصلاۃ، باب الخطبۃ یوم العید، حدیث: ۱۱۴۴۔

(۳) مسلم، کتاب الآداب، باب جواز ارداف المرأۃ الأجنبیۃ، حدیث: ۲۱۸۲۔

ذریعہ سے پوچھوایا کہ وہ عورتیں اپنے شوہروں اور چند یتیموں پر جو ان کی کفالت میں ہیں صدقہ کرنا چاہتی ہیں، کیا یہ جائز ہے؟ آپ نے فرمایا: ان کو دو دو ثواب ملیں گے ایک قرابت کا دوسرا صدقہ کا، ایک بار حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ یارسول اللہ! اگر میں ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے لڑکوں پر صدقہ کروں تو مجھ کو ثواب ملے گا، میں ان کو چھوڑ نہیں سکتی؛ کیوں کہ وہ میرے لڑکے ہیں، آپ نے فرمایا: تمہیں ثواب ملے گا"۔

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ماں کو ایک لونڈی صدقہ دی تھی، ماں کا انتقال ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی نسبت دریافت کیا، آپ نے فرمایا: صدقے کا ثواب تمہیں مل چکا اور اب وہ لونڈی تمہاری وراثت میں داخل ہوگئی "قد وجب أجرك، ورجعت إليك في الميراث"(۱)

محتاج کی حسب حاجت امداد

صحابیات رضی اللہ عنہن موت وحیات دونوں حالتوں میں اہل حاجت کی اعانت وامداد فرماتی تھیں، غزوہ میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آئیں اور اپنے بھائی حضرت حمزۃ الشہداء رضی اللہ عنہ کے کفن کے لئے دو کپڑے لائیں؛ لیکن ان کی لاش کے پاس ایک انصاری کی لاش بھی اسی طرح برہنہ نظر آئی، دل میں شرمائیں کہ حمزہ دو کپڑوں میں کفنائے جائیں اور انصاری کے لئے ایک کپڑا بھی نہ ہو تو ایک کا قد بڑا نکلا مجبوراً کپڑے پر قرعہ ڈالا گیا اور جو کپڑا جس کے حصے میں پڑا وہ اسی میں کفنایا گیا: "فكفنا كل واحد منهما في الثوب الذي طار له"(۲)

صائم الدہر رہنا

آج ہماری عورتیں رمضان کے فرض روزوں میں بھی لیت ولعل کرتی ہیں؛ لیکن بعض صحابیات صائم الدہر رہتی تھیں، یعنی ہمیشہ روزہ رکھتی تھیں، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے رسول

---

(۱) ابوداود: کتاب الزکاۃ، باب من تصدق بصدقة ثم ورثها، حدیث: ۱۶۵۶۔

(۲) مسند احمد بن حنبل: مسند الزبیر، حدیث: ۱۴۱۸۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار دعائے شہادت کی درخواست کی؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلامی کی دعا فرمائی، اخیر میں عرض کی کہ کسی ایسے عمل کی ہدایت فرمایئے کہ خدا مجھے اس سے نفع دے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کا حکم دیا اور انہوں نے مسلسل روزہ رکھنے کا التزام کرلیا، ان کے ساتھ ان کے خادم اور بی بی نے بھی اس عمل صالح میں شرکت کی اور روزہ ان کے گھر کی امتیازی علامت ہوگئی، اگر کسی دن ان کے گھر میں دھواں اٹھتا تو لوگ سمجھتے کہ آج ان کے گھر میں کوئی مہمان آیا ہے، ورنہ اس گھر میں کھانا کیوں کر پک سکتا ہے:

"وكان أبو أمامة لا يكاد يرى في بيته الدخان بالنهار، فإذا رئي الدخان بالنهار عرفوا أن ضيفا اعتراهم مما كان يصوم هو وأهله" (۱)

نفل روزے

بعض صحابیہ نفل روزے رکھتی تھیں، جس سے ان کے شوہر کو تکلیف ہوتی تھی، انہوں نے روکا تو سخت ناگوار ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر شکایت کی؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر نفل کا روزہ نہیں رکھ سکتی "لا تصوم المرأة وبعلها شاهد إلا بإذنه غير رمضان" (۲)

مُردوں کی جانب سے روزہ رکھنا

صحابیات نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ اپنے مُردوں کی جانب سے بھی روزے رکھتی تھیں، ایک صحابیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میری ماں کا انتقال ہوگیا ہے اور اس پر روزے فرض تھے کیا میں ان کو پورا کردوں؟ آپ نے ان کو اجازت دے دی "فأفتاه أن يقضيه عنها" (۳)

---

(۱) مسند احمد بن حنبل، أمامة الباہلی الصدی، حدیث: ۲۲۲۲۱۔

(۲) ابوداؤد: کتاب الصیام، باب المرأة تصوم بغیر اذن زوجھا، حدیث: ۲۴۵۸۔

(۳) بخاری، کتاب الصوم، باب من مات وعلیه نذر، حدیث: ۶۶۹۸۔

اعتکاف

صحابیات رضی اللہ عنہن کو اعتکاف کا اس قدر شوق تھا کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعتکاف کے لئے خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا خیمہ الگ نصب کروایا، ان کی دیکھا دیکھی تمام ازواج مطہرات نے بھی خیمے نصب کروائے:

"فأمر ببنائه فضرب. فلما رأيت ذلك أمرت ببنائي فضرب. وأمر غيري من أزواج النبي صلى الله عليه وسلم ببنائه فضرب" (۱)

حج

فرائضِ اسلام میں اگرچہ حج صرف ایک بار فرض ہے؛ لیکن صحابیات کو ایک بار کے حج سے کیا تسکین ہو سکتی تھی؛ اس لئے تقریباً ہر سال فریضہ حج ادا کرتی تھیں، ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جہاد کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا: ''بہترین جہاد حج مبرور ہے'' اس کے بعد سے ان کا کوئی سال حج سے خالی نہ گیا "فلا أدع الحج بعد إذ سمعت هذا من رسول الله صلى الله عليه وسلم" (۲)

صحابیات رضی اللہ عنہن جس ذوق وشوق سے حج ادا کرتی تھیں، اس کا مؤثر منظر حجۃ الوداع میں دنیا کو نظر آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان حج کیا تو حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا اگرچہ حاملہ تھیں؛ لیکن وہ بھی روانہ ہوئیں، بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم حجۃ الوداع میں شرکت کے لئے جا رہے تھے، راستے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا جھپٹ کے آپ کے پاس آئیں اور ہودج سے اپنے بچے کو نکال کر پوچھا کہ اس کا حج بھی ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں تمہیں اس کا ثواب ملے گا: "قالت: يا رسول الله! هل لهذا حج؟ قال: نعم، ولك أجر" (۳)

---

(۱) ابوداؤد: کتاب الصیام، باب الاعتکاف، حدیث: ۲۴۶۴۔

(۲) بخاری: کتاب الحج، باب حج النساء، حدیث: ۱۸۶۰۔

(۳) ابوداود: کتاب المناسك، باب في الصبي يحج، حدیث: ۱۷۳۶۔

صحابیات رضی اللہ عنہن فریضۂ حج ادا کرنے میں طرح طرح کا التزام مالایلتزم کرتی تھیں، ایک صحابیہ نے خانہ کعبہ تک پا پیادہ جانے کی نذر مانی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا، پا پیادہ بھی چلو، اور سواری بھی لو "لتمش، ولترکب" (۱) اگر کسی مجبوری سے حج کے فوت ہوجانے کا اندیشہ ہوجاتا تھا، تو صحابیات رضی اللہ عنہن کو سخت صدمہ ہوتا تھا، حجۃ الوداع میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ضرورتِ نسوانی سے معذوری ہوگئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا تو دیکھا کہ رو رہی، فرمایا: کیا ماجرا ہے؟ بولیں کہ میں نے اب تک حج نہیں کیا تھا:

"حضت فدخل علی رسول الله صلی الله علیه وسلم وأنا أبكی، فقال: "ما يبكيك" قلت: وودت أنی لم أكن خرجت العام"

فرمایا: سبحان اللہ! یہ تو فطری چیز ہے، تمام مناسکِ حج ادا کرلو صرف خانہ کعبہ کا طواف نہ کرو۔ (۲)

ماں باپ کی طرف سے حج ادا کرنا

صحابیات رضی اللہ عنہن نہ صرف خود؛ بلکہ اپنے ماں باپ کی جانب سے حج ادا کرتی تھیں، حجۃ الوداع کے زمانہ میں ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ میرے باپ حج فرض ہوگیا ہے؛ لیکن وہ بڑھاپے کی وجہ سے سواری پر بیٹھ نہیں سکتے، کیا میں ان کی جانب سے حج ادا کردوں؟ آپ نے ان کو اس کی اجازت دے دی:

"یا رسول الله! إن فريضة علی عباده فی الحج أدركت أبی شيخا كبيرا، لا يثبت علی الراحلة، أ فأحج عنه؟ قال: نعم" (۳)

---

(۱) بخاری، کتاب الحج، باب من نذر المشی إلی الكعبة، حدیث: ۱۸۶۶۔

(۲) ابوداؤد: کتاب المناسک، باب فی أفراد الحج، حدیث: ۱۷۷۸۔

(۳) بخاری، کتاب الحج، باب وجوب الحج وفضله، حدیث: ۱۵۱۳۔

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کی ماں کا انتقال ہو چکا تھا، وہ آپ کی خدمت میں آئیں اور کہا کہ میری ماں نے کبھی حج نہیں کیا، کیا میں اس کی جانب سے یہ فرض ادا کردوں؟ آپ نے ان کو بھی اجازت دی "قالت: إنها لم تحج قط. أفأحج عنها؟ قال: حجي عنها" (۱)

عمرہ ادا کرنا

عمرہ فرض ہو یا نہ ہو؛ لیکن صحابیات اس کو نہایت پابندی کے ساتھ ادا کرتی تھیں اور جب وہ فوت ہو جاتا تھا تو ان کو سخت قلق ہوتا تھا، جب حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جن لوگوں کے پاس ہدی نہ ہو وہ عمرہ ادا کر سکتے ہیں، تو خیمے میں آکر دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رو رہی ہیں، وجہ پوچھی تو بولیں کہ میں ضرورت نسوانی سے مجبور ہوں، لوگ دو فرض (حج و عمرہ) کا ثواب لے کر جاتے ہیں اور میں صرف ایک کا، فرمایا: کوئی حرج نہیں، خدا تم کو عمرہ کا ثواب بھی عطا فرمائے گا۔ (۲)

چنانچہ آپ نے حضرت عبد الرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو ساتھ کر دیا اور مقام تنعیم میں انہوں نے جا کر عمرہ کا احرام باندھا اور آدھی رات کو فارغ ہو کر آئیں:

"أرسلني رسول الله ﷺ مع عبد الرحمن بن أبي بكر إلى التنعيم فاعتمرت، فقال: هذه مكان عمرتك" (۳)

قرآن پر عمل

زمانۂ جاہلیت میں عرب کی عورتیں نہایت بے پروائی کے ساتھ دوپٹہ اوڑھتی تھیں، اس لئے سینہ اور سر وغیرہ کھلا رہتا تھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی "وليضربن بخمرهن على جيوبهن" ترجمہ: "عورتوں کو چاہئے کہ اپنے دوپٹوں کو اپنے سینوں پر ڈال لیں"۔

اس کا یہ اثر ہوا کہ عورتوں نے اپنے تہ بند اور متفرق کپڑوں کو پھاڑ کر دوپٹے بنائے

---

(۱) مسلم، کتاب الصوم، باب قضاء الصیام عن المیت، حدیث: ۱۱۴۹۔

(۲) ابوداؤد: کتاب المناسک، باب فی إفراد الحج، حدیث: ۱۷۷۸۔

(۳) بخاری، کتاب کتاب الج، باب افراد الحج: ۱۷۸۱۔

اوراپنے آپ کو سیاہ چادروں سے اس طرح ڈھانپ لیا "شققن أكنف مروطهن فاختمرن بها" کہ کرحضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کے مطابق یہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کے سرکوؤں کے آشیانے بن گئے تھے۔(۱)

مزامیر سے اجتناب

ایک بار ایک لڑکی ان کے گھر میں گھنگرو پہنے ہوئے داخل ہوئی، گھنگرو کی آواز سننے کے ساتھ ہی بولیں کہ گھنگرو پہنے ہوئے وہ میرے پاس نہ آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس گھر میں اس قسم کی آوازیں آتی ہیں اس میں فرشتے نہیں آتے "لا تدخل الملائكة بيتا فيه جرس"۔(۲)

مشتبہات سے پرہیز

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جو چیز مشتبہ ہے اس کو چھوڑ کر وہ چیز اختیار کرو جو مشتبہ نہیں ہے، حلال بھی واضح ہے، اور حرام بھی؛ لیکن ان کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں پس جو شخص مشتبہ گناہوں کو چھوڑ دے گا وہ کھلے ہوئے گناہوں کا سب سے زیادہ چھوڑنے والا ہوگا اور جو شخص مشتبہ گناہوں کا مرتکب ہوگا بہت ممکن ہے کھلے ہوئے گناہوں کا مرتکب ہوجائے، گناہ خدا کی چراگاہ ہے اور جو شخص چراگاہ کے آس پاس چرائے گا ممکن ہے کہ اس کے مویشی اس میں پڑجائیں۔

صحابیات رضی اللہ عنہن اس حدیث پر بے انتہا عمل کرنی والی تھیں، ایک صحابیہ نے اپنی لونڈی کو اپنی ماں پر صدقہ کردیا تھا، وہ مرگئیں تو اس لونڈی کی حالت مشتبہ ہوگئی، صدقہ کرچکی تھیں، صدقہ کا مال واپس لینا جائز نہیں، ماں اس کی مالک ہوگئی اور اس کے مرنے کے بعد یہ اس کی وارث ہوگئی تھیں؛ اس لئے وہ ان کو وراثت میں مل سکتی تھی، اس اشتباہ کے رفع کرنے کے لئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا:

---

(۱) ابوداؤد: کتاب اللباس، باب فی قول اللہ تعالی ولیضربن بخمرھن، حدیث: ۴۱۰۲۔

(۲) مسند احمد، عائشۃ بنت الصدیق: ۲۶۰۵۳۔

تمہیں صدقہ کا ثواب مل چکا، اور اب وہ تمہاری وراثت میں آ گئی" قد وجب أجرك ورجعت إليك في الميراث" (۱)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی ماں قتیلہ کافرہ تھیں، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں ان کو طلاق دی تھی، ایک بار وہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا پاس متعدد چیزیں ہدیہ لے کر آئیں، چونکہ یہ کافرہ کا ہدیہ تھا؛ اس لئے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ان کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذریعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کروایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قبول کرنے کی اجازت دی "فقال لتدخلها ولتقبل هديتها" (۲)

تسبیح وتہلیل

تسبیح وتہلیل پاک مذہبی زندگی کی مخصوص علامات ہیں اور صحابیات میں یہ علامت پائی جاتی ہے، ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا اپنے سامنے کنکری یا گٹھلی رکھ کر تسبیح پڑھ رہی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا کہ اس کی کیا ضرورت ہے؟ میں اس سے آسان ترکیب بتاتا ہوں اس کے بعد ایک دعا بتادی "أخبرك بما هو أيسر عليك من هذا" (۳)

پابندی قسم

ہم لوگ بات بات پر قسم کھایا کرتے ہیں، اور ہم کو یہ محسوس بھی نہیں ہوتا کہ یہ کس قدر ذمہ داری کا کام ہے؛ لیکن صحابیات رضی اللہ عنہن بہت کم قسمیں کھاتی تھیں، اور جس بات پر قسم کھالیتی تھیں اس کو پورا کرتی تھیں، ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوگئیں، اور قسم کھالی کہ اب ان سے بات چیت نہ کریں گی؛ لیکن جب حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے معافی مانگ لی اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہ نے بھی اس کی سفارش کی تو رو کر کہنے

---

(۱) ابوداؤد: كتاب الوصايا، باب في الرجل يهب الهبة، ثم يوصى له بها أو يرثها، حديث: ۲۸۷۷۔

(۲) الطبقات الكبرى لابن سعد، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا، ۱۹۶/۸، دار الكتب العلمية، بیروت۔

(۳) ابوداؤد، باب التسبيح بالحصى، حديث: ۱۵۰۰۔

لگیں، "انی نذرت والنذر شدید" ترجمہ": میں نے نذر مانی لی ہے اور نذر کا معاملہ نہایت شدید ہوتا ہے"، بالآخر اصرار وسفارش سے ان کا قصور معاف کر دیا تو کفارۂ قسم میں ۴۰ غلام آزاد کئے۔(۱)

برکت اندوزی

صحابیات رضی اللہ عنہن ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک سے برکت حاصل کرتی رہتی تھیں، اس لئے جو بچہ پیدا ہوتا، صحابیات رضی اللہ عنہن سب سے پہلے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر کرتیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے، اپنے منہ میں کھجور ڈال کر اس کے منہ میں ڈالتے اور اس کے لئے برکت کی دعا فرماتے: "جاء خدم المدینة بآنیتهم فیها الماء" (۲)

یادگار رسول کی محافظت

صحابیات رضی اللہ عنہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یادگاروں کو جان سے زیادہ اہمیت دیتی تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آپ کا ایک جبہ محفوظ تھا، جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اس کو لے لیا اور محفوظ رکھا، چنانچہ جب کوئی شخص آپ کے خاندان میں بیمار ہوتا تھا، تو شفا حاصل کرنے کے لئے اس کو دھو کر اس کا پانی پلاتی تھیں: "هذه جبة رسول الله ﷺ کان یلبسها، کانت عند عائشة، فلما قبضت عائشة، قبضتها إلی، فنحن نغلسها للمریض منا" (۳)

ایک دن آپ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لائے، گھر میں ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا، آپ نے اس کا دہانہ اپنے منہ سے لگایا اور پانی پیا، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مشکیزے کے دہانے کو کاٹ کر اپنے پاس بطور یادگار کے رکھ لیا "فقامت أم سلیم فقطعته" (۴)

---

(۱) بخاری: کتاب الأدب، باب الهجرة، حدیث: ۶۰۷۳۔

(۲) مسلم، کتاب الفضائل، باب قرب النبی من الناس وتبرکم، حدیث: ۲۳۲۴۔

(۳) مسند احمد، مسند اسماء بنت ابی بکر، حدیث: ۲۶۹۴۲۔

(۴) مسند احمد، حدیث ام سلیم، حدیث: ۲۷۴۲۸۔

خدمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صحابیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کو اپنا سب سے بڑا اشرف خیال کرتی تھیں، حضرت سلمی رضی اللہ عنہا ایک صحابیہ تھیں، انہوں نے اس استقلال کے ساتھ آپ کی خدمت کی کہ ان کو خادمۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لقب حاصل ہوا" رافع عن جدته سلمی خادم رسول الله صلی الله علیه وسلم "(۱)

ہیبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پر عظمت روحانیت سے صحابیات اس قدر مرعوب ہوجاتی تھیں کہ جسم پر رعشہ پڑتا تھا، ایک بار حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد میں اکڑو بیٹھے ہوئے دیکھا، ان پر آپ کے اس خشوع وخضوع کی حالت کا یہ اثر پڑا کہ کانپ اٹھیں۔(۲)

مخالف سے انتقام نہ لینا

اگر مخالف کسی مصیبت میں مبتلا ہوجائے تو انتقام لینے کا اس سے بہتر کوئی موقع نہیں مل سکتا؛ لیکن صحابیات کے دل میں خدا اور رسول کی محبت نے بغض وانتقام کی جگہ کب چھوڑی تھی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا میں باہم نوک جھونک رہتی تھی، لیکن جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اتہام لگایا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ان کی اخلاقی حالت دریافت کی تو بجائے اس کے کہ وہ انتقام لیتیں بولیں کہ میں اپنے کان اور اپنی آنکھ کی پوری حفاظت کرتی ہوں، مجھے ان کی نسبت بھلائی کے سوا کچھ معلوم نہیں ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خود اعتراف ہے " وهي التي كانت تساميني فعصمها الله بالورع"، ترجمہ وہ گرچہ میری حریف تھیں، لیکن خدا نے تورع کی وجہ سے ان کو بچالیا۔(۳)

---

(۱) ابوداؤد، کتاب الطب، باب الحجامة، حدیث: ۳۸۵۸۔

(۲) شمائل ترمذی، باب ما جاء فی حلیة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۳) بخاری، کتاب الشهادات، باب تعدیل النساء بعضهن بعضا، حدیث: ۲۶۶۱۔

انتقام تو بڑی چیز ہے، صحابیات رضی اللہ عنہن اپنے مخالفوں سے بغض رکھنا بھی پسند نہیں کرتی تھیں، حضرت معاویہ بن خدیج نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی محمد بن ابی بکر کو قتل کر دیا تھا، ایک بار وہ کسی فوج کے سپہ سالار تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک شخص سے پوچھا کہ اس غزوہ میں معاویہ کا سلوک کیسا رہا؟ اس نے کہا: ان میں کوئی عیب نہ تھا، سب لوگ ان کے مداح تھے، اگر کوئی اونٹ ضائع ہو جاتا تو وہ اس کی جگہ دوسرا اونٹ دے دیتے، اگر کوئی گھوڑا مر جاتا تھا تو وہ اس کی جگہ دوسرا گھوڑا دیتے، اگر کوئی غلام بھاگ جاتا تو وہ اس کی جگہ دوسرا غلام دے دیتے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ سن کر کہا: **استغفر اللہ** کہ میں ان سے اس بناء پر بغض کروں کہ انہوں نے میرے بھائی کو قتل کیا، میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا کہ خدایا! کو جو شخص میری امت کے ساتھ ملاطفت کرے تو بھی اس کے ساتھ ملاطفت کر، جو ان پر سختی کرے تو بھی ان پر سختی کر:

"اللهم من رفق بأمتي فارفق به، ومن شق عليهم فاشفق عليه" (۱)

مہمان نوازی

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا نہایت دولت مند اور فیاض خاتون تھیں، انہوں نے اپنے مکان کو گویا مہمان خانہ بنا دیا تھا، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں باہر سے جو مہمان آتے تھے وہ اکثر انہیں کے مکان پر ٹھہرتے تھے "فإن أم شريك كثيرة الضيفان"۔ (۲)

عزتِ نفس

صحابیات رضی اللہ عنہن عزتِ نفس کا مجموعہ تھیں، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جس دن شہید ہوئے اس روز اپنی والدہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے، انہوں نے ان کو دیکھا تو بولیں، بیٹا! قتل کے خوف سے ہرگز کوئی ایسی شرط قبول نہ کر لینا جس پر تم کو ذلت ہو،

---

(۱) اسد الغابة، معاوية بن حديج: ۱۹۸/۵، دار الكتب العلمية، بيروت۔

(۲) نسائی، کتاب النکاح، باب الخطبة في النكاح، حديث: ۳۲۳۷۔

خدا کی قسم! عزت کے ساتھ تلوار کھا کر مرجانا اس سے بہتر ہے کہ ذلت کے ساتھ کوڑے کی مار برداشت کرلی جائے۔(۱)

صبر وثبات

مُردوں پر نوحہ، بال نوچنا، کپڑے پھاڑنا، مدتوں مرثیہ خوانی کرنا عرب کا قومی شعار تھا، لیکن فیض تربیت نبوی نے صحابیات رضی اللہ عنہن کو صبر کا اس قدر خوگر بنا دیا تھا کہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا لڑکا بیمار ہوا، صبح کے وقت اس کو بیمار چھوڑ کر کام کاج کے لئے باہر چلے گئے، ان کی عدم موجودگی میں یہاں لڑکا جان بحق ہوگیا؛ لیکن ان کی بیوی نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے نہ کہنا، وہ شام کو لوٹے، تو بی بی سے پوچھا کہ بچہ کیسا؟ بولیں پہلے سے زیادہ سکون کی حالت میں ہے، یہ کہہ کر کھانا لائیں اور انہوں نے کھانا کھایا، صبح ہوئی تو کہا: اگر ایک قوم کسی کو کوئی چیز عاریۃً دے اور پھر اس کا مطالبہ کرے تو کیا اس کو اس کے روک لینے کا حق حاصل ہے؟ بولے نہیں، تو فرمایا: پھر اپنے بیٹے پر بھی صبر کیجئے "فالمستعار ابنك قد مات، أعطاك الله ثوابه. فاسترجع"(۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ احد سے واپس آئے تو تمام صحابیات اپنے اپنے اعزہ کے سلسلے میں حال دریافت کرنے لگیں، انہیں میں حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا بھی تھیں، وہ آئیں تو آپ نے فرمایا کہ حمنہ! اپنے بھائی عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ پر صبر کرو، انہوں نے انا للہ وإنا إليه راجعون پڑھا، اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی، پھر آپ نے فرمایا: اپنے ماموں حمزہ رضی اللہ عنہ پر بھی صبر کرو، انہوں نے اس پر بھی انا للہ پڑھا اور دعائے مغفرت کر کے خاموش رہیں: "احتسبي خالك حمزة بن عبد المطلب، قالت: إن لله وإنا إليه راجعون"(۳)

---

(۱) تاریخ دمشق لابن عساکر: ۲۲۶/۲۸، دار الفکر، بیروت۔

(۲) مسند البزار، مسند أبی حمزۃ انس بن مالک، حدیث: ۷۵۳۳۔

(۳) الطبقات الکبری لابن سعد، حضرت حمنہ بنت جحش: ۱۹۱/۸، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

زہد وتقشف

صحابیات رضی اللہ عنہن نہایت زاہدانہ اور متقشفانہ زندگی بسر کرتی تھیں، ایک بار ایک شخص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوکر بولا، ذرا ٹھہر جاؤ، میں اپنا نقاب سی لوں، اس نے کہا: اگر میں لوگوں کو اس کی خبر کردوں تو وہ لوگ آپ کو بخیل سمجھیں گے، بولیں: جو لوگ پرانا دھرانا کپڑا نہیں پہنتے ان کو آخرت میں نیا کپڑا نصیب نہ ہوگا "إنه لا جديد لمن لا يلبس الخلق" (۱)

زندہ دلی

صحابیات رضی اللہ عنہن کے جذبات کو اسلام نے تروتازہ اور شگفتہ کردیا تھا، اس لئے ان میں زندہ دلی پائی جاتی تھی، عید کے دن معمولاً لڑکے اور لڑکیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوکر باجے بجاتے تھے، اور مسرت کے ترانے گاتے تھے "دخل أبو بكر وعندي جاريتان من جواري الأنصار تغنيان بما تقاولت الأنصار يوم بعاث" (۲)

عصمت وعفت

اسلام نے پاکیزگیٔ اخلاق کی جو تعلیم دی ہے اس نے صحابیات رضی اللہ عنہن کو عفت وعصمت کا مجسمہ بنادیا، اسلام کی تعلیم کا یہ اثر تھا کہ لونڈیاں تک بدکاری سے انکار کرتی تھیں، مسیکہ نامی ایک لونڈی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر شکایت کی کہ میرا آقا مجھ کو بدکاری پر مجبور کرتا ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، "لا تكرهوا فتياتكم على البغاء" ترجمہ: ''اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو''۔ (۳)

اس جرم کا ارتکاب تو صحابیات رضی اللہ عنہن سے بہت بعید تھا، وہ اس کو بھی گوارا نہ کرتی

---

(۱) الأدب المفرد، باب الرفق في المعيشة، حديث: ۴۷۱۔

(۲) بخاری، كتاب العيدين، باب سنة العيدين لأهل الإسلام، حديث: ۹۵۲۔

(۳) ابوداؤد: كتاب الطلاق، باب في تعظيم الزنا، حديث: ۲۳۱۱۔

تھیں کہ کسی نامحرم کی نگاہ بھی ان پر پڑے، ایک بار حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے نکاح کرنا چاہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ طلب کیا، آپ نے فرمایا: پہلے عورت کو جا کر دیکھ لو، وہ اس غرض سے اس گھر گئے، عورت نے پردہ سے کہا: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے تو خیر ورنہ تمہیں خدا کی قسم! گویا اس عورت نے اس کو بہت بڑا تصور کیا۔

"إن كان رسول الله صلى الله عليه وسلم أمرك أن تنظر، فانظر، وإلا فأنشدك كأنها أعظمت ذلك" (۱)

معصیت کا ارتکاب تو بڑی چیز ہے، اگر خدانخواستہ صحابیات رضی اللہ عنہن پر کبھی اس قسم کا اتہام بھی لگ جاتا تھا تو ان کے خرمن ہوش پر بجلی گر پڑتی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کانوں میں جب واقعۂ افک (تہمت) کی بھنک پڑی تو بے ہوش ہو کر گر پڑیں، لرزہ طاری ہو گیا، بخار آ گیا اور آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی "فخرت مغشيا عليها، فما أفاقت إلا وعليها حمى بنافض" (۲)

❀❀❀❀❀

---

(۱) سنن ابن ماجة، كتاب النكاح، باب النظر إلى المرأة إذا أراد أن يتزوجها، حديث: ۱۸۶۶۔

(۲) بخاري، كتاب بدء الخلق، باب قول الله عز وجل لقد كان في يوسف وإخوته آيات للسائلين، حديث: ۳۳۸۸۔

گھروں میں رہنے کے فائدے

☆ پہلی بات تو یہ ہے کہ گھر کے اندر رہنے میں ہر طرح کے شبہ سے حفاظت ہے، عام طور پر بازاروں، پارکوں، جلسے جلوسوں، سینما ہالوں، اسٹیشنوں اور ہوائی اڈوں پر عورتوں کو مردوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور بھیڑ بھاڑ میں ان سے مزاحمت کرنی پڑتی ہے، گھر میں رہنے میں اس طرح کی الجھنیں پیش نہیں آتیں۔

☆ گھر میں رہنے سے عورت شوہر کے حقوق اچھے طریقہ سے ادا کر سکتی ہے، اور بچوں کی دیکھ بھال بھی بہتر انداز میں کر سکتی ہے، عورت اگر گھر کے اندر ہو تو شوہر کا دماغ وسوسوں سے پاک رہتا ہے اور اسے اپنی شریکِ حیات کے بارے میں فکر مند رہنے کی ضرورت پیش نہیں آتی، باہر کم نکلنے سے خود عورت کا دل بھی تشویش اور دماغی الجھن سے محفوظ رہتا ہے اور نئے لوگوں کو دیکھنے کے مواقع نہ ملنے کی وجہ سے شوہر سے لگاؤ میں اضافہ ہوتا ہے۔

☆ عورتوں کے کم نکلنے یا یکسوئی کے ساتھ گھر میں رہنے سے گھر کے اخراجات پر بھی کنٹرول رہتا ہے اور گھریلو بجٹ میں غیر ضروری اضافہ نہیں ہوتا؛ کیونکہ زندگی کی بنیادی ضرورتوں کے علاوہ محض زینت و آرائش کے سامان اسی صورت میں زیادہ خریدنے پڑتے ہیں جب عورت گھر سے زیادہ نکلنے کی خوگر ہو جائے، ایسی حالت میں ہر نئے فیشن کی چیز کو اکٹھا کرنے کا شوق بسا اوقات اسراف کی حد تک پہنچ جایا کرتا ہے، اور دوسروں کو دیکھ کر اور ان کے کپڑوں اور زیورات وغیرہ پر نظر پڑنے کے بعد عورت کو بعض دفعہ نفسیاتی الجھنوں کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے، اور اپنے عیب کو

چھپانے کے لئے طرح طرح کے جتن کرنے پڑتے ہیں۔

حدیث میں آیا ہے:

"كانت امرأة من بني اسرائيل، قصيرة مع امرأتين طويلتين، فاتخذت رجلين من خشب، وخاتما من ذهب مغلق مطبق، ثم حشته مسكا، وهو أطيب الطيب"(۱)

''بنی اسرائیل کی ایک عورت پستہ قد تھی اور وہ دو دراز قد عورتوں کے بیچ میں چلا کرتی تھی، چنانچہ اس نے اپنی نفسیاتی الجھن کو دور کرنے کے لئے لکڑی کے اونچے کھڑاون جیسے قدم بنوالئے، اور سونے کی ایک انگوٹھی بنوالی اور اس کو مشک سے بھر دیا اور اس طرح نکلی کہ کسی کے پہچان میں نہیں آتی تھی''۔

عورتوں کے بیرون خانہ کم نکلنے سے معاشرہ کو بہت سے فساد سے بچایا جاسکتا ہے، کیونکہ لوگوں سے ملاقاتیں، چھیڑ چھاڑ، تعلقات اور قصہ گوئی میں رات بسر کردینا ہی معاشرے کو بگاڑنے کا وسیلہ سمجھا جاتا ہے۔

لیکن عورتیں گھر میں اسی وقت رہ سکتی ہیں جبکہ ان پر گھریلو کام کا بوجھ اور پڑھنے لکھنے کے ساتھ طاعت وعبادت کا بھی ذوق ہو، اسی کے ساتھ گھر میں اگر عورت کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے اور اس کے لئے ہر طرح کی سہولتیں مہیا ہوں تو وہ گھر سے باہر قدم رکھنے کی کوشش نہیں کرے گی۔

مرد کو بھی اس بارے میں باعزیمت ہونا چاہئے؛ تاکہ عورتوں کی کوئی ضرورت پوری کرنے سے باز نہ رہے اور ساتھ میں انہیں اچھی باتوں کا مشورہ بھی دیتا رہے۔(۲)

---

(۱) صحیح مسلم: باب استعمال المسك، حدیث: ۲۲۵۲۔

(۲) مسلم معاشرہ میں خواتین کا علمی وادبی ذوق: ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، دار القلم، قاضی نگر پھلواری شریف، پٹنہ۔

ہر طرح کے شک وشبہ سے محفوظ رہتی ہیں، حقوق (شوہر اور اولاد کے) اچھی طرح ادا کر سکتی ہے، شوہر کا دماغ وسوسوں سے پاک رہتا ہے، رشتہ ازدواج مستحکم اور مضبوط رہتا ہے، اخراجات پر بھی کنٹرول ہوتا ہے، باہر نکلنے اور بننے سنورنے وغیرہ کے خرچ بچ جاتے ہیں۔

عورتوں کی بے پردگی مردوں کی مردانگی کو متاثر کرتی ہے، ان کی تعلیم خراب ہوتی ہے، فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کی نگاہیں زمانہ حج میں ایک خوبصورت عورت پر بار بار جا رہی تھی، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چہرے پر ہاتھ رکھ دیا، اور گردن پھیر دی، جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس طرح کی حرکتوں پر کوڑے لگاتے، ایک عورت کو بیچ راستہ پر چلنے پر ٹوکا، وہ بجائے نصیحت پر عمل کرنے کہ کہنے لگی راستہ بہت چوڑا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "دعوھا فانھا جبارۃ" (اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ بڑی ڈھیٹ عورت ہے) (۱)۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ منبر پر خطبہ رے دہے تھے تو ہاتھ میں بالوں کا ایک ٹکڑا لے رکھا تھا، اور اعلان کر رہے تھے، "انما ھلکت بنوا اسرائیل اتخذھذہ نساء ھم" فاطمیوں کے دور میں اگر کوئی عورت سر کے بال یا جسم کے کسی حصہ کو کھولتی تھی تو اس کے شوہر پر تاوان ڈالا جاتا تھا (۲)۔

آواز کا فتنہ

مولانا بدر الحسن القاسمی دامت برکاتہم فرماتے ہیں: اجنبی مرد اور عورت کے درمیان گفتگو اگر کسی علمی یا عملی ضرورت سے ہو، جیسے استاد اور شاگرد یا ڈاکٹر اور مریض کے درمیان گفتگو ہوا کرتی ہے، تو اسے غلط نہیں قرار دیا جاسکتا اور نہ اس پر پابندی لگائی جاسکتی ہے؛ لیکن ایسی گفتگو جس میں نرمی ہو اور جس سے ایک صنف دوسری صنف پر بجلی جیسا اثر ڈالنے کی کوشش

---

(۱) السنن الکبری للنسائی، التطرق، حدیث: ۱۰۳۱۵۔

(۲) مؤطا مالک، باب السنۃ فی الشعر، حدیث: ۱۹۹۱، مسلم معاشرہ میں خواتین کا علمی وادبی ذوق، ص ۱۴۲، مولانا بدر الحسن کویت۔

کرے، الفاظ کے زیر و بم اور گفتگو کے انداز سے فتنہ کا سامان نمایاں ہو تو ایسی گفتگو پر پابندی لگانا معاشرے کو فتنہ سے اور اھل خانہ کو آزمائش سے محفوظ رکھنے کے لئے ضروری ہے۔

☆ شریعت نے عورتوں کو اذان واقامت کی اجازت نہیں دی ہے۔

☆ مرد اپنی آواز سے امام صاحب کو غلطی پر ٹوکے اور عورت تالی بجا کر۔

☆ کان آنکھ سے پہلے عاشق ہوجاتے ہیں: "والأذن تعشق قبل العين أحيانا"

☆ عورتوں اور مردوں میں باہمی سلام کرنے سے فتنہ ہو تو اجازت نہیں؛ بلکہ جواب دینا بھی جائز نہیں، سن رسیدہ عورتوں، اپنی خاندان کی عورتوں یا عورتوں کے عمومی مجمع کو سلام کرنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر في المسجد يوما وعصبة من النساء قعود. فألوى بيده بالتسليم "(١)

حضرت مریم کا مقام ہزاروں مردوں سے بڑھ کر ہے حتی کہ قرآن نے کہا: "لَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ" (۲)

مخالف کمیٹی یا دشمنوں کے گروپ سے تعلق رکھنے والوں کی جان کو امان دینے کا حق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو بھی دیا ہے، چنانچہ حضرت زینب نے اپنے شوہر ابو العاص بن ربیع کو پناہ دی، ام ہانی بنت ابی طالب نے ابن ہبیرہ کو پناہ دی، سیاسی معاملہ میں عورت کے پناہ دینے کو قبول کرلیا گیا، انسانیت، ایمان، عمل میں مرد و عورت کو برابر قرار دیا گیا، عورت بھی کمال عبادت کے ذریعہ مرد سے آگے بڑھ سکتی ہے۔

میراث میں اس کے حصے کی تحدید کی گئی، علحدہ ملکیت کا حق دد یا گیا، اس کی نسوانی

---

(۱) سنن الترمذی، باب ما جاء فی التسليم على النساء: حدیث: ۲۶۹۷، مسلم معاشرے میں خواتین کا علمی وادبی ذوق، ص ۱۴۹۔

(۲) سورۃ آل عمران: ۳۶

خصوصیات، اور خاص ذمہ داریاں اریاں پورا کرتے ہوئے اسے پوری انسانیت کی خدمت کے لئے کھڑا کیا گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی وجہ فاطمہ بنت خطاب، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا ذریعہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اور حاتم طائی کے بیٹے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی وجہ ان کی بہن سفانہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

عقل وفہم، دانائی اور فراست کا صحیح استعمال کر کے اپنا مقام بنانے والیوں میں بلقیس، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اور ان کی بہن، حضرت شعیب علیہ السلام کی دو بیٹیاں، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا (کا حدیبیہ کے موقعہ پر مشورہ وغیرہ) کے اسماء پیش کئے جاسکتے ہیں۔

ام ایمن رضی اللہ عنہا ایک باندی تھیں، مگر خدمت، جانثاری، ایمان واخلاص کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں مقام بنالیا تھا، ہجرت کے سفر میں سخت پیاس کے موقعہ پر آسمان سے ڈول اتر آیا "فدل علیها من السماء دلو من ماء ب" (۱)

اپنی والدہ کی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں اپنی ماں کا مقام دیا کرتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پر رونے پر وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا: آسمان وزمین کے درمیان وحی کا سلسلہ اب ختم ہوگیا "ولکنی إنما أبکی علی الوحی إذ انقطع عنا من السماء" (۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت پر فرمایا تھا "الیوم وهی الإسلام" (۳) "آج اسلام کمزور ہوگیا"۔

اجنبیہ سے خلوت

ظاہر ہے کہ خلوت میں ملاقات کی ممانعت اسی صورت میں ہے جبکہ تنہا اور اکیلی عورت ہو؛ لیکن اگر دو سے زائد افراد ہوں اور ان میں کوئی ایک عورت کا محرم ہو اور ایسے

---

(۱) الطبقات الکبری، ام ایمن: ۱۷۹/۸، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

(۲) الطبقات الکبری، ام ایمن: ۱۸۱/۸، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

(۳) الطبقات الکبری، ام ایمن: ۱۸۱/۸، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

دوستوں کا جمگھٹا نہ ہو جو بے حیائی کی باتوں کے خوگر ہوں تو ایسی صورت میں اسے تنہائی کی ملاقات نہیں کہی جاسکتی۔

اسی طرح کسی سن رسیدہ خاتون سے ملاقات اور اس کی خدمت کے لئے اس کے پاس حاضری میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔

امام مسلم نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تاکہ ان کی تسلی ہو لیکن ان دونوں کو دیکھ کر وہ رونے لگیں، انہوں نے دریافت کیا کہ آپ کیوں رو رہی ہیں؟ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کہنے لگیں کہ اس لئے نہیں رو رہی ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رفیق اعلی سے جاملے، مجھے رونا اس بات پر آرہا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آسمان سے وحی کا رشتہ منقطع ہو گیا ہے، اب کبھی بھی وحی نہیں آئے گی۔ "ولكن أبكي أن الوحي قد انقطع من السماء"(۱)

کسی عام تقریب اور اجتماع میں شرعی ضوابط کو ملحوظ رکھتے ہوئے عورت و مرد کے اجتماع میں مضائقہ نہیں ہے، ممانعت وہیں ہے جہاں غلط فہمی کا امکان یا لوگوں کی بدظنی کا اندیشہ یا واقعی فتنہ میں پڑ جانے کا خوف ہو۔

بعض مواقع ایسے ہیں جہاں بے حد احتیاط کی ضرورت ہے؛ لیکن لوگ ان میں تساہل سے کام لیتے ہیں، مثال کے طور پر ٹیوشن پڑھانے والے ٹیچر کے ساتھ تنہائی میں بے حجابانہ ملاقات یا گھر کے نوکر اور چپراسی کے ساتھ بے تکلفی کا معاملہ اسے فتنہ سے خالی نہیں سمجھنا چاہئے، خواہ دونوں طرف سے کتنی ہی نیک نیتی اور اخلاص پر مبنی تعلقات کیوں نہ ہوں۔

حضرت یوسف علیہ السلام پر عزیز مصر کی عورت کے فریفتہ ہو جانے اور آئے دن پیش آنے والے واقعات سے عبرت حاصل کرنی چاہئے؛ تاکہ پاکیزہ رشتوں کی پاکیزگی مشتبہ نہ ہونے پائے۔

عربی ادب کی کتابوں میں بے شمار ایسے واقعات ملتے ہیں جن میں اس طرح کی بے

---

(۱) مسلم: باب من فضائل أم أيمن، حديث: ۲۴۵۴۔

احتیاطیوں کے خطرناک نتائج کا ذکر کیا گیا ہے۔

خلیفہ منصور عباسی کے دربار میں ایک دن اسحاق بن مسلم العقیلی بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک نہایت خوبرو نوجوان گزرا، انہوں نے سوال کیا یہ آپ کا کونسا لڑکا ہے بڑا یا چھوٹا؟ تو خلیفہ نے کہا کہ یہ تو عورتوں کی خدمت پر مامور گھر کا نوکر ہے، تو اس نے کہا: یہ بات آپ نے کیوں فراموش کردی کہ اس کی خوبصورتی اور جسمانی تناسب کی وجہ سے عورتوں کی کشش آپ کے مقابلہ میں اس کی طرف زیادہ ہوگی، چنانچہ بادشاہ نے حرم خانہ میں اس کے داخلہ پر پابندی لگادی۔

عربی کے نامور ادیب جاحظ نے لکھا ہے: ہند بنت حسن ایادیہ سے کسی نے پوچھا کہ تم ایسی شریف گھرانے کی خاتون ہو تو پھر ایک نوکر کے ساتھ غلط کام کا ارتکاب تم نے کیوں کیا؟ تو اس نے برجستہ کہا کہ ''یہ دراصل اندھیرے اور خلوت کی یکجائی اور تاریکیوں کی نزدیکی نے مجھے اس انجام تک پہنچایا''۔(۱)

پردہ کا اہتمام

ہر قوم کی طرح خود عربوں میں بھی پردے کا رواج تھا اور شرعی احکام کے آنے سے پہلے بھی بعض عورتیں اپنے جسم کا ایک بڑا حصہ چھپایا کرتی تھیں؛ چنانچہ آیت حجاب کے نزول سے پہلے یہ واقعہ پیش آیا تھا کہ انصار سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون مدینہ طیبہ میں یہودیوں کے ایک بازار سے گزریں تو ایک یہودی نے ان کا چہرہ کھولنا چاہا؛ لیکن انہوں نے انکار کردیا تو اس شخص نے ان کے کپڑے کے پچھلے حصہ کو اس طرح باندھ دیا جس سے ان کی ہیئت مضحکہ خیز بن گئی "**فعمد الصائغ إلی طرف ثوبها فعقده إلی ظهرها**" اور ان کو خفت اٹھانی پڑی، اس واقعہ کی اطلاع جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اور اسے اس عہد و پیمان کی خلاف ورزی قرار دی جو یہودیوں کے ساتھ طے پایا تھا؛ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی قبیلہ کے خلاف فوج کشی فرمائی اور یہودیوں کے شر سے معاشرہ کو پاک فرمایا۔(۲)

---

(۱) مسلم معاشرہ میں خواتین کا علمی وادبی ذوق: ۱۵۴، دارالقلم، قاضی نگر پھلواری شریف، پٹنہ۔

(۲) سیرۃ ابن ہشام: ۲/۴۸، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی واولادہ بمصر

اسی طرح ایک دن منیٰ کے مقام پر حضور اکرم ﷺ لوگوں کو دین حق کی دعوت دے رہے تھے اور مشرکین مکہ آپ ﷺ کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کر رہے تھے کہ آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا ایک پیالہ میں پانی اور ایک ہاتھ میں رومال لئے ہوئے پہنچیں اور پانی آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا آپ ﷺ نے اسے نوش فرمایا اور وضو کیا، پھر اپنی بیٹی کی طرف دیکھا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا اس وقت رو رہی تھیں اور مشرکین کے رویہ سے دل برداشتہ ہوگئی تھیں، اور اس پریشانی کے عالم میں آپ کی گردن کا ایک حصہ کھل گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

"یابنیة خمری علیك نحرك ولا تخافی علی أبیك غلبة ولا ذلا"(۱)

''بیٹی اپنے گلے پر کپڑے ڈال لو اور اپنے باپ کے بارے میں کسی طرح کی تکلیف یا تذلیل کا اندیشہ نہ کرو''۔

یہ واقعہ ہجرت سے پہلے کا ہے جبکہ حجاب سے متعلق احکام نازل نہیں ہوئے تھے، قرآن نے جہاں پردے کا حکم دیا ہے وہی اس کی مصلحت بھی بیان کر دی ہے کہ حجاب سے لوگ انہیں پہچان لیں گے تو پھر انہیں کوئی ستائے گا نہیں۔

حجاب کے ذریعہ ہی اس وقت کے معاشرہ میں آزاد عورتوں اور باندیوں کی شناخت ہوا کرتی تھی، چنانچہ صحیح مسلم شریف کی روایت میں ہے: ''حضور اکرم ﷺ نے غزوہ خیبر سے لوٹتے ہوئے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح میں لے لیا تھا تو بعض لوگوں نے کہا کہ نہ معلوم آپ ﷺ نے ان کو باندی بنایا ہے یا ان سے شادی کر لی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ دیکھنا اگر آپ ﷺ نے ان سے پردہ کرایا تو اس بات کی علامت ہے کہ وہ ازواج مطہرات میں شامل ہوگئی ہیں، اور اگر پردہ نہیں کرایا تو یہ اس بات کی علامت ہوگی کہ آپ ﷺ نے انہیں باندی بنا کر رکھنا چاہا ہے؛ چنانچہ جب ان کو اونٹ پر سوار کیا تو پردہ کا انتظام فرمایا

(۱) المعجم الکبیر للطبرانی: ۲۲/ ۴۳۲، حدیث: ۱۰۵۲

جس سے لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنے نکاح میں لے لیا ہے۔ (۱)

عام عورتوں اور مردوں کو تلقین کی گئی ہے کہ وہ نظریں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنے زیب وزینت کا دوسروں کے سامنے اظہار نہ کریں۔ (۲)

حسنِ معاشرت

مصالحت اور صفائی

بشری تقاضے سے صحابیات اگر کسی سے ناراض ہو جاتیں تو ان کو اس پر نہایت افسوس ہوتا، ایک معاملہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو گئیں، اور بات چیت نہ کرنے کی قسم کھالی، لیکن عفو و تقصیر کے بعد جب ان کو یہ قسم یاد آتی تھی تو اس قدر روتی تھیں کہ دوپٹہ تر ہو جاتا تھا" فتبكي حتى تبل دموعها خمارها"۔ (۳)

صلہ رحمی

حضرت اسماء نے رضی اللہ عنہا ایک جائداد وراثۃً پائی تھی، اور ان کو ایک لاکھ کی رقم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مرحمت فرمائی تھی، اس مال کو حضرت قاسم بن محمد اور حضرت ابن ابی عتیق پر جو ان کے رشتہ دار تھے ہبہ کر دیا" وقد أعطاني به معاوية مائة ألف، فهو لكما"۔ (۴)

صحابیات رضی اللہ عنہن کی صلہ رحمی نہ صرف مسلمان رشتہ داروں کے ساتھ تھی؛ بلکہ وہ کافر رشتہ داروں کی رشتہ داری کا بھی لحاظ کرتی تھیں، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ہجرت کر کے مدینہ آئیں تو ان کی والدہ جو کافرہ تھیں ان کے پاس آئیں اور مالی مدد مانگی، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ وہ ان کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہیں؟ آپ نے فرمایا:

---

(۱) الطبقات الكبرى لابن سعد، صفية بنت حي: ۸/ ۹۵، دار الكتب العلمية، بيروت۔

(۲) مسلم معاشرہ میں خواتین کا علمی وادبی ذوق: ۱۵۷، دار القلم، قاضی نگر پھلواری شریف، پٹنہ۔

(۳) بخاري، كتاب الأدب، باب الهجرة، حديث: ۶۰۷۳۔

(۴) بخاري، كتاب الهبة، باب هبة الواحد للجماعة، حديث: ۱۶۱۔

ہاں: "إني أمي قدمت علي وهي راغبة، أن راهبة أفأصلها، قال: نعم" (۱)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ایک یہودی رشتہ دار کے لئے ایک جائداد کی وصیت کی تھی "أن صفية، أوصت لنسب لها يهودي" (۲)

ہدیہ دینا

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہدیہ محبت میں اضافہ کا سبب ہوتا ہے، اس لئے صحابیات رضی اللہ عنہن ایک دوسرے کو ہدایا بھیجا کرتی تھیں، حضرت نسیبہ انصاریہ رضی اللہ عنہا اس قدر مفلس تھیں کہ ان پر صدقہ کا مال حلال تھا، لیکن اس حالت میں بھی وہ ازواج مطہرات کی خدمت میں ہدیہ بھیجتی تھیں، ایک بار ان کے پاس صدقہ کی بکری آئی تو انہوں نے اس کا گوشت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہدیہ بھیجا:

" فقال النبي صلى الله عليه وسلم عندكم شيء،
فقلت: لا، إلا ما أرشلت به نسيبة من تلك الشاة،
فقال: هات، فقد بلغت محله" (۳)

باہمی اعانت

صحابیات مصیبت میں ایک دوسرے کی اعانت کرتی تھیں، اور ہمسایہ صحابیات اپنی پڑوسنوں کو ہر قسم کی مدد دیتی تھی، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو روٹی نہیں آتی، لیکن ان کی پڑوسنیں ان کی روٹی پکایا کرتی تھیں "فتخبز لی جارات من الأنصار" (۴)

عیادت:

صحابیات رضی اللہ عنہن ہر ممکن طریقہ سے مریضوں کی عیادت کرتی تھیں، حضرت عبداللہ

---

(۱) مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل النفقۃ والصدقۃ علی الاقربین، حدیث: ۱۰۰۳۔

(۲) مسند دارمی، کتاب الوصایا، باب الوصیۃ لأہل الذمۃ، حدیث: ۳۳۴۱۔

(۳) بخاری، کتاب الزکاۃ، باب قدر کم یعطی من الزکاۃ والصدقۃ ومن أعطی شاۃ، حدیث: ۱۴۴۶۔

(۴) صحیح ابن حبان، ذکر ما یستحب للائمۃ استمالۃ قلوب رعیتہم، حدیث: ۴۴۹۹۔

بن مظعون رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو حضرت ام العلاء رضی اللہ عنہا اوران کے تمام خاندان نے ان کی تیمار داری کی، ان کا انتقال ہو گیا تو کفن پہنانے کے بعد حضرت ام العلاء رضی اللہ عنہا نے محبت کے لہجے میں کہا: تم پر خدا کی رحمت ہو، میں شہادت دیتی ہوں کہ خدا نے تمہاری عزت کی "رحمة الله عليك أبا السائب، فشهادتي عليك لقد أكرمك الله" (۱)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا مرض الموت میں بیمار ہوئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ازواج مطہرات سے پوچھوایا کہ ان کی تیمارداری کون کرے گا؟ تو تمام بیبیوں نے خود کو پیش کیا، ان کا انتقال ہو گیا تو پھر دریافت فرمایا: ان کو غسل وکفن کون دے گا؟ تو تمام بیبیوں نے فرمایا: "ثم أرسلت إليهن حين قبضت، من يغسلها، ويحنطها ويكفنها؟ فأرسلن: نحن" (۲)

محبتِ اولاد

صحابیات رضی اللہ عنہن بچوں سے نہایت محبت رکھتی تھیں، ایک بار ایک صحابی نے بی بی کو طلاق دی اور بچے کو اس سے لینا چاہا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ میرا پیٹ اس کا ظرف، میری چھاتی اس کا مشکیزہ اور میری گود اس کا گہوارہ تھا اور اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی اور اس کو مجھ سے چھین لیا، آپ نے فرمایا: جب تک تم دوسرا نکاح نہ کرلو تم بچے کی سب سے زیادہ مستحق ہو "أنت أحق به ما لم تنكحي" (۳)

بھائی بہن سے محبت

صحابیات رضی اللہ عنہن اپنے بھائی اور بہنوں سے نہایت محبت رکھتی تھی، حضرت عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کا مقام حبش میں انتقال ہوا اور لاش مکہ میں دفن ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرطِ محبت سے ان کی قبر تک آئیں اور ایک مشہور مرثیہ کے چند اشعار پڑھے:

---

(۱) بخاری، کتاب الشہادات، باب القرعة في المشكلات، حدیث: ۲۶۸۷۔

(۲) طبقات ابن سعد، زینب بنت جحش: ۸/۸۸، دار الكتب العلمية، بیروت۔

(۳) ابوداؤد، کتاب الطلاق، باب من أحق بالولد، حدیث: ۲۲۷۶۔

وكنا كندماني جذيمة حقبة
من الدهر حتى قيل لن يتصدعا

ترجمہ: ”اور ہم دونوں ایک مدت تک جذیمہ کے دونوں ہم نشینوں کی طرح ساتھ رہے یہاں تک کہ لوگوں نے کہا: ان میں کبھی جدائی نہ ہوگی“۔

فلما تفرّقنا كأني ومالكا
لطول اجتماع لم بنت ليلة معا

ترجمہ: ”لیکن جب جدائی ہوئی تو ایسی کہ گویا ہم نے اور مالک نے باوجود طویل ملاقات کے ایک رات بھی ساتھ بسر نہیں کی تھی“(۱)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں شریک ہوئے، تو ان کی بہن حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آئیں کہ مقتل میں ان کا پتہ لگائیں؛ لیکن لوگوں نے ان کی پریشانی کے خیال سے نہیں بتایا، بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ کو خوف ہوا کہ اس واقعہ سے کہیں ان کی عقل جاتی نہ رہے، اس لئے ان کے سینہ پر ہاتھ رکھا اور انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا:

"إني أخاف على عقلها. قال: فوضع يده على صدرها ودعا لها. فاسترجعت وبكت"(۲)

حمایتِ والدین

صحابیات رضی اللہ عنہن والدین کی حمایت میں سخت موقعوں سے بھی پیچھے نہیں ہٹتی تھیں، ایک بار کفار نے حالتِ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن پر اونٹ کی اوجھ ڈال دی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور اس کو آپ کی گردن سے نکال کر پھینک دیا اور کفار کو برا بھلا کہا:

" فأقبلت تسعى وثبت النبي صلى الله عليه وسلم

(۱) ترمذی: کتاب الجنائز، باب ما جاء في الرخصة في زيارة القبور، حدیث: ۱۰۵۵۔

(۲) الطبقات الکبری لابن سعد، حمزة بنت عبد المطلب: ۱۰/۳، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

ساجدا حتی ألقته عنه، وأقبلت علیهم تسبهم" (۱)

شوہر کے مال واسباب کی حفاظت:

شوہر اور بیوی کے معاشرتی تعلقات پر اس کا نہایت اچھا اثر پڑتا ہے کہ بیوی نہایت دیانت کے ساتھ شوہر کے مال واسباب اور گھر بار کی حفاظت کرے، صحابیات رضی اللہ عنہن میں یہ دیانت پائی جاتی تھی، حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی شادی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی وہ گھر میں نہیں تھے ایک غریب سوداگر آیا اور کہا کہ اپنے سایہ دیوار کے نیچے مجھ کو سودا بیچنے کی اجازت دیجئے، لیکن شوہر کی اجازت کے بغیر اجازت نہیں دے سکتی تھیں، بولیں: اگر میں اجازت دے دوں اور زبیر انکار کردیں تو مشکل ہوجائے گی، زبیر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں آؤ اور مجھ سے سوال کرو، وہ اسی حالت میں آیا اور کہا: یاام عبداللہ! میں محتاج آدمی ہوں اگر آپ کے دیوار کے سایہ میں کچھ سودا بیچنا چاہتا ہوں، بولیں تم کو مدینہ میں میرا ہی گھر ملا تھا، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہارا کیا بگڑتا ہے، جو ایک محتاج کو بیع وشراء سے روکتی ہو،؟ وہ تو چاہتی ہی تھیں، اجازت دے دی" مالك أن تمنعي رجلا فقيرا يبيع" (۲)

شوہر کی رضا جوئی

صحابیات رضی اللہ عنہن اپنے شوہر کی رضامندی اور خوشنودی کا نہایت خیال رکھتی تھیں، حضرت حولاء رضی اللہ عنہا عطر فروش تھیں، ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آئیں اور کہا کہ میں ہر رات کو خوشبو لگاتی ہوں، بناؤ سنگار کر کے دلہن بن جاتی ہوں اور خالصۃً لوجہ اللہ اپنے شوہر کے پاس جا کر سوتی ہوں، لیکن اس پر بھی وہ متوجہ نہیں ہوتے اور منہ پھیر لیتے ہیں، پھر ان کو متوجہ کرتی ہوں اور وہ اعراض کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو آپ سے بھی اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا: جاؤ اور اپنے شوہر کی اطاعت کرتی رہو:

---

(۱) بخاری، کتاب الصلاۃ، باب المرأۃ تطرح عن المصلی شیئا من الأذی، حدیث: ۵۲۰۔

(۲) مسلم، کتاب الآداب، باب جواز ارداف المرأۃ الأجنبیۃ إذا اعییت فی الطریق، حدیث: ۲۱۸۲۔

"اذهبي أيتها المرأة فاسمعي وأطيعي زوجك"(۱)

ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں چاندی کے چھلے دیکھے تو فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا! یہ کیا ہے؟ بولیں: میں نے اس کو اس لئے بنایا ہے کہ آپ کے لئے بناؤ سنگار کروں "صنعتهن أتزين لك يا رسول الله"(۲)

شوہر کی محبت

صحابیات رضی اللہ عنہن اپنے شوہروں سے نہایت محبت رکھتی تھیں، حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی ابو العاص سے ہوئی تھی، وہ حالتِ کفر میں تھے کہ بدر کا معرکہ پیش آیا، اور وہ گرفتار ہوگئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیرانِ جنگ کو فدیہ لے کر رہا کرنا چاہا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنا ایک یادگار ہار جس کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو رخصتی کے وقت دیا تھا ابو العاص کے فدیہ میں بھیج دیا " وبعثت فيه بقلادة لها كانت عند خديجة أدخلتها بها على أبي العاص"(۳)

حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کی شہادت کا حال معلوم ہوا تو فرط محبت سے چیخ اٹھیں "قالوا: قتل زوجك، قالت: واحزناه"(۴)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اہل وعیال سے زیادہ شغف نہ تھا، لیکن ان کی بی بی حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا روزے کے دنوں میں بھی فرط محبت سے ان کے سر کا بوسہ لیتیں تھیں:

"كانت تقبل رأس عمر بن الخطاب وهو صائم"(۵)

حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پہلے شوہر حضرت عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے بے پناہ

---

(۱) اسد الغابة: الحولاء العطارة: ۷/۷۷، دار الكتب العلمية، بيروت۔

(۲) ابوداود: كتاب الزكاة، باب الكنز ما هو زكوة الحلى، حديث: ۱۵۶۵۔

(۳) ابوداؤد: كتاب الجهاد، باب فداء الأسير بالمال، حديث: ۲۶۹۲۔

(۴) سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ما جاء في البكاء على الميت، حديث: ۱۵۹۰۔

(۵) موطا مالک، كتاب الصيام، باب ما جاء في الرخصة في القبلة للصائم، حديث: ۷۸۴۔

محبت تھی، چنانچہ جب وہ طائف میں شہید ہوئے تو حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا نے نہایت پر درد اشعار کہے تھے:

آليت لا تنكف عيني حزينة
عليك ولا ينفك جلدي اغبرا

''میں نے قسم کھائی ہے کہ تیرے غم میں میری آنکھ، ہمیشہ پرنم اور جسم ہمیشہ غبار آلودر ہے گا''۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کی، دعوت ولیمہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے، انہوں نے عاتکہ کو یہ شعر یاد دلایا، تو رو پڑیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو ان کا بھی نہایت پر درد مرثیہ لکھا، اس کے بعد ان سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے شادی کی اور وہ بھی شہید ہوئے تو عاتکہ نے ان کا بھی مرثیہ لکھا۔(۱)

شوہر کی خدمت:

صحابیات رضی اللہ عنہن شوہر کی خدمت نہایت دل سوزی کے ساتھ کرتی تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کمالِ طہارت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسواک بار بار دھوتی تھیں:

"كان نبي الله صلى الله عليه وسلم يستاك، فيعطيني السواك لأغسله، فأبدأ به فأستاك، ثم أغسله وأدفعه إليه"(۲)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب تمام دنیا کی خدمت واعانت سے محروم ہوجاتے تھے تو اس بے کسی کی حالت میں صرف ان کی بیبیاں ان کا ساتھ دیتی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تخلفِ غزوۂ تبوک کی بناء پر حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوئے اور اخیر میں تمام مسلمانوں کی طرح ان کی بی بی کو بھی تعلقات کے منقطع کر لینے کا حکم دیا تو وہ حاضرِ خدمت ہوئیں اور کہا کہ

---

(۱) اسد الغابة: عاتکہ رضی اللہ عنہا: ۱۸۱/۷، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

(۲) ابوداؤد: کتاب الطھارۃ، باب غسل السواک، حدیث: ۵۲۔

بوڑھے آدمی ہیں، ان کے پاس نوکر چاکر نہیں، اگر میں ان کی خدمت کروں تو آپ ناپسند فرمائیں گے، ارشاد ہوا: نہیں، "إن هؤلاء بن امية شيخ ضائع، ليس له خادم، فهل تكره أن أخدمه" (۱)

طرزِ معاشرت

غربت وافلاس

ابتدائے اسلام میں صحابیات رضی اللہ عنہن نہایت فقر وفاقہ کی زندگی بسر کرتی تھیں، جس کا اثر ان کے لباس، مکان، گھر کے سامان اور سامانِ آرائش میں بھی صاف نظر آتا تھا۔

لباس

صحابیات رضی اللہ عنہن کو کپڑوں کی نہایت تکلیف تھی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جگر گوشۂ رسول کی چادر اس قدر چھوٹی تھی کہ ایک بار انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ادب وحیاء سے جسم کے ہر حصہ کو چھپانا چاہا؛ لیکن کامیاب نہ ہوئیں، سر ڈھکتی تھیں تو پاؤں کھل جاتے تھے، پاؤں ڈھکتی تھیں تو سر کھل جاتا تھا:

"فلما رأى النبي صلى الله عليه وسلم ما تلقى قال: إنه ليس عليك بأس، إنما هو أبوك وغلامك" (۲)

شادی بیاہ میں دلہن کے لئے غریب سے غریب آدمی بھی اچھا جوڑا بنواتا ہے، لیکن صحابیات رضی اللہ عنہن کو معمولی جوڑا بھی میسر نہ تھا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میرے پاس گاڑھے کی ایک کرتی تھی، شادی بیاہ میں جب کوئی عورت سنواری جاتی تھی تو وہ مجھ سے اس کو مستعار منگوا لیتی تھی:

"فما كانت امرأة تقين بالمدينة إلا أرسلت إلى

---

(۱) بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث کعب بن مالک، وقول اللہ عز وجل: وعلى الثلاثة الذين خلفوا، حدیث: ۴۴۱۸۔

(۲) ابوداود: کتاب اللباس، باب في العبد ينظر إلى شعر مولاته، حدیث: ۴۱۰۶۔

تستعيرہ"(۱)

مکان

غربت وافلاس کی وجہ سے صحابیات کے مکان نہایت مختصر، پست اور کم حیثیت کے ہوتے تھے، گھروں میں جائے ضرورت نہ تھی، (۲) اس لئے راتوں کو صحراء میں جانا پڑتا تھا، دروازوں پر پردے نہ تھے، (۳) راتوں کو جلانے کے لئے چراغ تک میسر نہ تھا۔

گھر کا سامان

صحابیات کے گھروں میں نہایت مختصر سامان ہوتا تھا، یہاں تک کہ میاں بی بی دونوں کے لئے صرف ایک بچھونا ہوتا تھا "نبیت فی الشعار الواحد" (۴) اور وہ بھی کھجور کے پتوں سے بنایا جاتا تھا۔

زیورات

صحابیات نہایت معمولی اور سادہ زیور استعمال کرتی تھیں، احادیث کی کتابوں سے بازوبند، کڑے، بالی، ہار، انگوٹھی اور چھلے کا پتہ چلتا ہے، لونگ کا ہار بھی پہنتی تھیں، جن کو عربی میں "سخاب" کہتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک ہار جو سفر میں گم ہوگیا تھا وہ مہرۂ یمانی کا تھا: "فانقطع عقد لها من جزع جفار" (۵)

سامان آرائش

صحابیات رضی اللہ عنہن سرمہ اور مہندی کا استعمال کرتی تھیں، زچہ خانہ سے نکلتی تھیں تو منہ پر ورس (ایک قسم کی سرخ گھاس کا نام ہے) کا غازہ ملتی تھیں کہ چہرہ سے داغ دھبے مٹ جائیں:

---

(۱) بخاری، کتاب الهبة، باب الاستعارة للعروس عند البناء، حديث: ۲۶۲۸۔

(۲) بخاری، قصة الافک۔

(۳) ابوداؤد: کتاب الأدب، باب الاستيذان في العورات الثلاث، حديث: ۵۱۹۲۔

(۴) ابوداود، کتاب الطهارات، باب في الرجل يصيب منها ما دون الجماع، حديث: ۲۶۹۔

(۵) بخاری، باب التيمم، حديث: ۳۲۰

"و کنا نطلی علی وجوهنا الورس"۔(۱) خوشبو میں زعفران، عطر اور مسک کا استعمال کرتی تھیں، مسک ایک قسم کی خوشبو ہے جو ماتھے پر لگائی جاتی ہے۔

اپنا کام خود کرنا

صحابیات رضی اللہ عنہن خانہ داری کے کاموں کو خود اپنے ہاتھوں سے انجام دیتی تھیں اور اس میں سخت محنت برداشت کرتیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین صاحبزادی تھیں، لیکن چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے، مشکیزے میں پانی لاتے لاتے سینہ داغ دار ہو گیا تھا، جھاڑو دیتے دیتے کپڑے گرد آلود ہو گئے تھے:

"إنها جرت بالرحی حتی أثر فی یدها، واستقت بالقربة حتی أثر فی نحرها، و کنست البیت حتی اغبرت ثیابها"۔(۲)

ازواج مطہرات باری باری گھر کا کام کاج کرتی تھیں، ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری تھی، جو پیسے اور اس کی روٹی پکائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار شروع کیا، آپ کے آنے میں دیر ہوگئی تو سوگئیں، آپ آئے تو جگایا "فلم ینصرف حتی غلبنی النوم، وأوجعه البرد"۔(۳)

معاملات

ادائے قرض کا خیال

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اکثر قرض لیا کرتی تھیں، ان سے پوچھا گیا کہ آپ قرض کیوں لیتی ہیں؟ بولیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو بندہ قرض کے ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے خدا اپنی جانب سے اس کے لئے مددگار مقرر کر دیتا ہے، تو میں اسی مددگار کی جستجو کرتی ہوں:

---

(۱) بخاری، باب ماجاء فی وقت النفساء، حدیث: ۳۱۱۔

(۲) ابوداد: کتاب الخروج والإمارة، باب فی بیان مواضع قسم الخمس، ولهم ذی القربی، حدیث: ۲۹۸۸۔

(۳) ادب المفرد، باب لا یوذی جاره، حدیث: ۱۲۰۔

" ما من عبد يدان، وفي نفسه أدؤه إلا كان معه من الله عون، فأنا ألتمس ذلك العون"(۱)

قرض کا ایک حصہ معاف کرنا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک غلام کو مکاتب بنایا، اس نے جب بدل کتابت ادا کرنا چاہا تو کہا کہ اس میں کچھ کمی کر دیجئے، انہوں نے کم کر دیا" فكلمتها أن تحط عني وتقاطعني... ووضعت عني"۔(۲)

تقسیم وراثت میں دیانت

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر چند کھجور کے درخت ہبہ کئے تھے؛ لیکن اب تک ان کا قبضہ نہیں ہوا تھا، اس لئے ہبہ نامکمل تھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہونے لگا تو کہا کہ میں نے تم پر جو درخت ہبہ کئے تھے، اگر تمہارا ان پر قبضہ ہوتا تو وہ تمہاری ملک ہوجاتے، لیکن آج وہ میرے ترکہ میں باہم داخل ہیں، جس کے وارث تمارے بھائی اور بہنیں ہیں، اس لئے کتاب اللہ کے موافق باہم تقسیم کرلو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بولیں کہ اگر اس سے بھی زیادہ مال ہوتا تو میں چھوڑ دیتی:

" وإنما هو أخواك، وأختاك، فاقسماه على كتاب الله تبارك وتعالى، قالت عائشة: والله يا أبه، لو كان كذا و كذا لتركته"(۳)

بیدار مغزی

موجودہ زمانہ میں بہت سی خواتین محض سنی سنائی باتوں پر دل میں یقین قائم کرلیتی ہیں، یا گھریلو رسم ورواج ہی کو دین سمجھنے لگتی ہیں، اور دوسروں کو بھی اسی کی تلقین کرتی ہیں جب

---

(۱) مسند احمد بن حنبل، مسند الصديقة عائشة بنت الصديق، حدیث: ۲۵۹۷۷۔

(۲) طبقات ابن سعد، نصاح بن سرجس: ۵/ ۲۲۷، دار الكتب العلمية، بیروت۔

(۳) موطا امام مالك، كتاب الأقضيه، باب مالا يجوز من النحل، حدیث: ۲۹۳۹۔

کہ ماضی میں حال یہ تھا کہ وسائل کی کمی کے باوجود اس بات کی کوشش کی جاتی تھی کہ مسئلہ کی صحیح نوعیت پہلے سمجھیں، پھر اس پر عمل کریں، اس معاملہ میں مردوں اور عورتوں سبھوں میں یکساں جذبہ پایا جاتا تھا، چنانچہ اس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں کہ عورتوں نے مردوں کو علمی غلطیوں پر ٹوکا اور ان کو مسئلہ کی صحیح نوعیت سمجھائی ہے، یا ایک عورت نے صحیح بات معلوم کر کے بہت سی دوسری عورتوں کے لئے اصلاح کی راہ کھول دی ہے۔

☆ ام سلیم رضی اللہ عنہا بنت ملحان حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں، وہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور خواب دیکھنے پر وجوب غسل کا مسئلہ پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صرف خواب تک معاملہ محدود نہ ہو؛ بلکہ کپڑے پر تری محسوس ہو تو غسل واجب ہو جاتا ہے، یہ سوال سن کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے شرم کے مارے اپنا چہرہ چھپا لیا اور کہنے لگیں کہ تم نے تو تمام عورتوں کو رسوا کر دیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنبیہ فرمائی کہ ایسا نہیں ہے، اس کا سوال صحیح ہے، اور تمہارا اعتراض اور شرمسار ہونا بے موقع ہے۔(۱)

بلکہ جب خود عورتوں کے سامنے کوئی حدیث بیان کی جاتی اور اس میں کوئی بات ان کو انہونی معلوم ہوتی تو وہ فوراً اعتراض کر بیٹھتی تھیں کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟

چنانچہ ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے یہ حدیث بیان کی گئی کہ:

"ان المیت لیعذب ببکاء اھلہ"

"میت کو اس کے اہل خانہ کے رونے سے عذاب ہوتا ہے"۔

تو فوراً بول پڑیں کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے جبکہ قرآن میں کہا گیا ہے کہ: {اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى} (۲) "ایک شخص کے گناہ کا بوجھ دوسرے پر نہیں ڈالا جائے گا"۔(۳)

---

(۱) رواہ البخاری۔

(۲) سورۃ الانعام: ۱۶۴

(۳) مسند احمد، مسند عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، حدیث: ۴۹۵۹۔

تو اہل وعیال کے رونے میں مرنے والے کا کیا قصور جو اسے عذاب دیا جائے؟ ان کے اعتراض کا مقصد یہ تھا کہ بظاہر سننے والے نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری بات نقل نہیں کی، ورنہ قرآن اور حدیث دونوں کی ہدایتیں الگ الگ نہیں ہوسکتیں، عذاب کا مستحق صرف وہ شخص ہوگا جو اپنے بعد رونے کا نظم قدیم عرب رواج کے مطابق خود کر کے جائے۔

غرض یہ کہ عورتیں دماغ کھلا رکھتی تھیں، اور دینی مسائل کو بھی پوری بیدار مغزی سے سنتی تھیں اور صحیح بات پر ہی یقین کرتی تھیں۔

☆ سبیعہ بنت الحارث اسلمیہ رضی اللہ عنہا کے شوہر سعد رضی اللہ عنہ کا حجۃ الوداع کے دوران انتقال ہوگیا، اس وقت وہ حمل سے تھیں جب بچہ کی ولادت ہوگئی تو انہوں نے زیب وزینت کے لباس نفاس کے ایام پورے ہوجانے کے بعد پہن لئے اور انکو نکاح کے پیغام بھی آنے لگے تو ایک شخص نے یہ دیکھ کر سخت اعتراض کیا اور کہا کہ تم کو ابھی چار مہینے دس دن عدت وفات گزارنی چاہئے اس سے پہلے زیب وزینت کا لباس پہننا تمہارے لئے جائز نہیں ہے، انہوں نے یہ بات سنی تو سیدھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگئیں اور مسئلہ دریافت کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچہ کی پیدائش کے بعد تمہاری عدت پوری ہوگئی، اس لئے اب تمہارے لئے چار مہینے دس دن گزارنے کی ضرورت نہیں ہے، اور نہ زیب وزینت ترک کرنے کی۔

اب دیکھئے کہ اگر وہ خاموش رہ جاتیں تو نہ صرف ان کا عمل غلط ہوتا بلکہ عورتوں کے ذریعہ غلط مسئلہ دوسری عورتوں میں پھیلتا، اس لئے انہوں نے براہ راست حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت کر کے اپنی جیسی لاکھوں عورتوں کی الجھنیں ختم کردیں اور صحیح مسئلہ دنیا کو معلوم ہوگیا، اوران کی اس حدیث پر عام لوگوں نے نہیں خود ائمہ اربعہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، مالک رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ جیسے بڑوں نے بھی اعتماد کیا اور یہ مسئلہ تسلیم کیا کہ شوہر کے انتقال کے چند منٹ بعد بھی اگر بچہ کی پیدائش ہوجائے تو عورت کی عدت ختم ہوجاتی ہے،

اوراس کے لئے دوسری شادی کی راہ کھل جاتی ہے۔(۱)

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ قیامت کے دن جس کا حساب لیا جائے گا اسے عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا، انہوں نے یہ سن کر فوراہی سوال کیا اگر واقعہ یہی ہے کہ جس سے حساب لیا جائے گا اس کو عذاب ضرور ہوگا تو پھر قرآن کریم کی آیت: {فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا} ''ان سے آسان حساب لیا جائے گا'' کا آخر کیا مطلب ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہاں مراد یہ ہے کہ مطلق پیشی تو اچھے برے سب کی ہوگی، لیکن حساب کے دوران جس سے پوچھ گچھ شروع ہوگئی اس پر تو تباہی آہی گئی تو آسان حساب کا مطلب بغیر جرح قدح کے حساب کے مرحلہ سے گزر جانا ہے۔

اور علم وفضل میں کمال صرف عہد صحابہ رضی اللہ عنہم کی خاصیت نہیں تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی ایک سے ایک فاضل عورتیں گزری ہیں جن کے علم وفضل کا سکہ چلتا تھا۔

☆ مشہور تابعی سعید بن المسیب کی صاحبزادی کے لئے خلیفۂ وقت عبدالملک بن مروان نے اپنے بیٹے کے لئے نکاح کا پیغام بھیجا تو انہوں نے انکار کردیا، اور ایک عام صالح نوجوان عبداللہ بن وداعہ سے اپنی بیٹی کا نکاح کردیا، لڑکی حافظۂ قرآن عالمہ وفاضلہ اور حسن وجمال میں یکتا تھی، امور خانہ داری اور شوہر کے حقوق سے بھی خوب آشنا تھی، شادی کے بعد شوہر جب حضرت سعید بن المسیب کی مجلس علم میں جانے لگے تو لڑکی نے پوچھا کہ کہاں جارہے ہیں؟ تو شوہر نے جواب دیا تمہارے والد بزرگوار کی مجلس میں تاکہ علم حاصل کروں، تو بیوی نے کہا کہ اب وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے، سعید بن المسیب کا علم میں آپ کو سکھاؤں گی آپ گھر میں ہی بیٹھئے۔

چنانچہ پورے مہینے بیوی ہی شوہر کو پڑھاتی اور اپنے والد کے علم سے فیضاب کرتی رہیں اور شوہر کو حضرت سعید بن المسیب کی مجلس میں یا کسی اور اہل علم کے پاس حصول علم کے

---

(۱) رواہ مسلم

لئے جانے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔(۱)

اس طرح کی مثالیں بے شمار ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ خالص دینی علوم میں بھی نہ صرف عورتیں مردوں کے برابر رہی ہیں؛ بلکہ بسا اوقات ان پر سبقت بھی لے گئی ہیں اور علمی میدان میں ایسی حاضر دماغی اور بیدار مغزی کا عورتوں نے ثبوت دیا ہے، جس سے پوری قوم کسی بڑی آزمائش میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہ گئی ہے۔

☆ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے ایک دن حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مزاح کے طور پر فرمایا کہ

يا حبشية سبقنا كم بالهجرة قالت: اى لعمرى لقد صدقت، كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم يطعم جائعكم و يعلم جاهلكم، و كنا البعداء الطرداء، أما والله لآ تين رسول الله صلى الله عليه وسلم فلاذ كرنه ذلك له. فأتيت النبى صلى الله عليه وسلم. فقالت يارسول الله ان رجالا يفخرون علينا و يزعمون انا لسنا من المهاجرين الاولين؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: بل لكم هجرتان، هاجرتم الى الحبشة، ونحن مرهنون بمكة ثم هاجرتم بعد ذلك (۲)

''اے حبشہ والی! ہم لوگ ہجرت کر کے تم سے سبقت لے گئے ہیں، انہوں نے کہ ہاں ہاں سچ ہی کہتے ہو، تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، وہ تمہارے بھوکوں کو کھلاتے تھے، اور تمہارے جاہلوں کو

---

(۱) وفیات الأعیان، لابن خلکان، ۲/۲۷۶، دار صادر، بیروت۔

(۲) الطبقات الکبری لابن سعد: ۸/۲۱۹، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

سکھاتے تھے اور ہم لوگ تو دور دراز پڑے ہوئے تھے، بخدا! میں ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جاؤں گی اور ان سے اس کا ذکر کروں گی، چنانچہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں، اور کہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کچھ مرد حضرات ہم پر طنز کرتے اور چٹکیاں لیتے ہیں، کہ ہمارا شمار مہاجرین اولین میں نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلکہ تم نے تو دو ہجرتیں کی ہیں، ہم مکہ میں یرغمال تھے تو تم نے حبشہ کی ہجرت کی، پھر اب ہجرت کرکے مدینہ میرے پاس آگئی ہو"۔

☆ بیعتِ عقبہ جورات کی تاریکی میں ہوئی اس میں بھی دو عورتیں نسیبہ بنت کعب المازنیہ رضی اللہ عنہا اور اسماء بنت عمرو رضی اللہ عنہا موجود تھیں، جو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں، اور غزوۂ خیبر میں انہوں نے اہم رول ادا کیا تھا۔

☆ اسی طرح مکہ میں جب مشرکین نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا فیصلہ کرلیا اور باہم یہ طے کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل میں ہر قبیلہ کے افراد کو شریک کیا جائے، اور یہ سازش خفیہ رہے کسی کو کانوں کان اس کی خبر نہ ہو، اس سازش کی بھنک محسوس کرنے والی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بروقت متنبہ کرنے والی ایک خاتون ہی تھیں، جو سو سال سے بھی زیادہ عمر کی تھیں، اور ان کا نام رقیقہ بنت صیفی تھا، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بستر پر لٹا کر ہجرت کے لئے نکلنے کا فیصلہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس معمر خاتون کی بروقت اطلاع پر ہی کیا تھا: "فقالت: قريشا قد اجتمعت تريد بياتك الليلة، قال المسور، فتحول رسول الله صلى الله عليه وسلم عن فراشه، وبات عليه علي بن ابي طالب" اور اس طرح ایک انتہائی خطرناک مرحلہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آگاہ کرنے کا شرف ایک خاتون کو ہی حاصل ہوا۔(۱)

☆ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار ثور پہنچ گئے، اور اہلِ مکہ کی آنکھوں میں قدرت نے دھول

(۱) الطبقات الکبری لابن سعد، رقیقۃ بنت صیفی: ۸: ۲۱۴، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

جھونکنے کا نظم کر دیا، تو مسلسل اہلِ مکہ کی حرکتوں پر نظر رکھنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ضروری زاد اور توشہ کا تیار کرنا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسلسل صورت حال سے آگاہ رکھنے کا فریضہ بھی ایک خاتون نے ہی انجام دیا تھا، جو اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے نام سے معروف ہیں، ظاہر ہے کہ مکہ شہر سے پہاڑ کی بلندیوں پر واقع غار ثور تک ہر روز جانا اور رات کی تاریکیوں میں واپس آنا آسان کام نہیں تھا، لیکن انہوں نے محض ایمانی جذبہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں یہ سب کچھ کیا، اس وقت کے خوفناک ماحول اور دشوار گزار پہاڑی راستہ کی وجہ سے یہ کام مردوں کے لئے بھی آسان نہ تھا، پھر یہ حقیقت بھی پیش نظر رہنی چاہئے کہ ان کو جب مشرکین کی ایک ٹولی نے گھیر لیا اور ان سے ان کے والد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے لا علمی کا اظہار کیا، جس پر طیش میں آکر ابوجہل نے ان کو زور کا طمانچہ مارا جس سے ان کے کانوں کی بالیاں تک گر گئیں لیکن پہاڑوں جیسا عزم رکھنے والی اس خاتون نے راز افشا نہیں کیا، اور یہ نہیں بتلایا کہ وہ لوگ کہاں چھپے ہوئے ہیں، اور ان کا ارادہ کیا ہے؟

"قالت: قلت: لا أدری واللہ أین أبی، قالت: فرفع أبو جهل یده وکان فاحشا خبثا، فلطم خدی لطمة طرح منها قرطی"۔(۱)

☆ عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا بھی ان پاک نفوس خواتین میں سے ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں بے مثال قربانیاں دی ہیں، صلح حدیبیہ کے زمانہ میں وہ چھپ کر مدینہ طیبہ آگئیں جبکہ معاہدہ کے مطابق طے یہ تھا کہ جو کوئی بھی اس زمانہ میں مکہ سے مدینہ آجائے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوبارہ لوٹا دیں گے، ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ

(۱) الروض الأنف: ۱۳۹/۴، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

"انی فررت الیك بدینی،فامنعنی ولا تردنی لهم یفتنونی و یعذبونی ،ولا صبر لی علی العذاب، انما انا امراۃ، و ضعف النساء الی ماتعرف، و قد رایتك قد رددت رجلین، فقال: إن اللہ عزوجل قد نقض العهد فی النساء"(۱)

''میں اپنا دین لے کر آپ ﷺ کے پاس آگئی ہوں؛ لہٰذا آپ میری حفاظت کیجئے اور دوبارہ مشرکین کے پاس نہ بھیجئے کہ وہ مجھے عذاب دیں اور مجھ میں ان کی تعذیب کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے، میں ایک عورت ہوں اور عورتوں کی کمزوری آپ کو معلوم ہے، (مجھے تشویش اس لئے ہے کہ) میں نے دیکھا ہے کہ میری طرح آنے والے دو مردوں کو آپ ﷺ نے دوبارہ واپس کر دیا ہے، یہ سن کر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی نے عورتوں کے معاملہ میں معاہدہ کو ختم فرمادیا ہے''۔(۲)

خوداعتمادی کا جذبہ

عہد نبوت میں عورتوں کو اپنے حقوق وفرائض کا پورے طور پر ادراک تھا؛ چنانچہ وہ اچھی طرح جانتی تھیں کہ اسلام نے آ کر انہیں کتنا بلند مقام عطا کیا ہے اور وہ کن امور میں مردوں کی ہمسری کر سکتی ہیں اور کن کن امور میں وہ مردوں سے سبقت بھی لیجا سکتی ہیں اور یہ بات پچھلے صفحات میں واضح طور پر آچکی ہے کہ خواتین نے سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ سے اپنے لئے مزید تعلیم کے مواقع فراہم کرنے کی درخواست کی، اور یہ مطالبہ کیا کہ مردوں کی طرح ان کے لئے بھی خصوصی درس کا نظم کیا جائے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے ان کی یہ

---

(۱) المنتظم فی تاریخ الأمم والملوک: ۱۸۱/۵، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

(۲) مسلم معاشرہ میں خواتین کا علمی وادبی ذوق: ۸۲، ۸۸،، دار القلم، قاضی نگر پھلواری شریف، پٹنہ۔

خواہش پوری فرمائی۔

عورتوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے مسائل دریافت کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا جن کے ذکر میں بظاہر حیاء رکاوٹ بن جایا کرتی ہے، اور عورتیں ان کے بارے میں صحیح شرعی علم سے محروم رہ جایا کرتی ہیں۔

☆ بعض خواتین کے سامنے اگر کسی نے غلط شرعی مسائل بیان کئے اور ان کو شبہ ہوا تو خاموش بیٹھ جانے کے بجائے انہوں نے خود ہی پیش قدمی کر کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست مسائل دریافت کئے اور اپنے ساتھ مردوں کی معلومات کو بھی درست کیا، چنانچہ مشہور محدث حافظ ابن حجر سبیعہ بنت الحارث کے رویہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جس طرح انہوں نے خود سوال کر کے صحیح مسئلہ جاننا چاہا اسی طرح ہر مرد وعورت کو چاہئے کہ وضاحت کرانے سے باز نہ آئے، خواہ مسئلہ کتنا ہی پیچیدہ اور نازک کیوں نہ ہو۔ اس معاملہ میں عمر کی بھی کوئی قید نہیں ہے، جوان اور بوڑھی سبھی خواتین مسئلہ کی صحیح نوعیت معلوم کرنے کا یکساں حق رکھتی ہیں چنانچہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

"اردف النبی صلی الله علیه وسلم الفضل بن عباس یوم النحر خلفه علی عجز راحلته، وأقبلت امراة من خثعم وضیئة تستفتی رسول الله صلی الله علیه وسلم، فقالت یارسول الله! ان فریضة فی الحج علی عباده، أدرکت ابی شیخا کبیرا لا یستطیع ان یستوی علی الراحلة فهل یقضی عنه أنأج عنه؟ قال: نعم" (۱)

"بقرعید کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر پیچھے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو سوار کر رکھا تھا کہ قبیلہ خثعم کی ایک نہایت ہی خوبصورت

(۱) صحیح البخاری، باب، حدیث: ۶۲۲۸

خاتون نے سامنے آکر حضور اکرم ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا کہ میرے والد نہایت ضعیف ہیں، وہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتے اگر میں ان کی طرف سے حج ادا کروں تو ان کا حج ادا ہو جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ہاں ہو جائے گا"۔

شادی بیاہ کے معاملہ میں بھی عورت کے مفاد کا احساس باپ یا عورت کے دوسرے سرپرستوں کو ہوتا ہے، چنانچہ نکاح کے لئے ولی کی شرط لگائی گئی ہے؛ لیکن اگر ولی عورت کے مفاد کے خلاف اقدام کرے اور اس کی شادی ایسی جگہ کرنی چاہے جو اسے ناپسند ہے، یا عورت پختہ عمر کی ہوگئی ہے، اور وہ خود ہی کسی بنا پر اپنے نکاح کے معاملہ طے کرنا چاہتی ہے تو اس کی بھی گنجائش رکھی گئی ہے اور ایک طرف عورتوں کو تلقین کی گئی ہے کہ وہ اس معاملہ میں شوخی و بے حیائی کا مظاہرہ نہ کریں، اور دوسری طرف اس کے سرپرستوں کو تلقین کی گئی ہے کہ وہ بالغ عورت کی رائے کو اہمیت دیں اور ایسا قدم نہ اٹھائیں جس سے عورت کو نقصان پہنچ سکتا ہو؛ چنانچہ بخاری شریف میں یہ واقعہ بھی مذکور ہے: جعفر کی اولاد میں سے ایک خاتون کو اس بات کا اندیشہ پیدا ہوگیا کہ اس کے ذمہ داران اس کی شادی ایسی جگہ کردیں گے جو اسے پسند نہیں ہے لہذا اس نے انصار کے دو ذمہ داروں کے پاس اس سلسلہ میں پیغام بھیج کر اپنے اندیشہ کا اظہار کیا، تو ان دونوں نے یقین دہانی کرائی کہ: "فلا تخشين، فإن خنساء بنت خذام أنكحها أبوها، وهي كارهة، فرد النبي صلى الله عليه وسلم ذلك"(۱) "تم ڈرو مت، اس لئے کہ خنساء بنت خدام کی شادی اس کے باپ نے ایسی جگہ کردی تھی جو اسے ناپسند تھی، تو حضور اکرم ﷺ نے اس نکاح کو کالعدم قرار دیا"۔

☆ اسی طرح حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو مغیث نامی شخص کے ساتھ ازواجی تعلق برقرار رکھنا

(۱) صحيح البخاري، باب في النكاح، حديث: ۶۹۶۹۔

پسند نہیں تھا؛ چنانچہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی سفارش پر کہا کہ کیا مجھے آپ اس کا حکم دے رہے ہیں کہ میں ہر حال میں ان کے ساتھ ہی رہوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حکم نہیں میں صرف سفارش کر رہا ہوں تو انہوں نے کہا کہ مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اور ان کے نکاح میں نہیں رہ سکتی، چنانچہ آپ ﷺ نے ان کی آزادی پر روک نہیں لگائی اور انہوں نے شوہر سے علیحدگی حاصل کرلی۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یؤخذ من قولها اتأمرنی؟ ان بریرة علمت أن أمره واجب الامتثال.. استفصلت هل هو امر فیجب علیها امتثاله او مشورة فتتخیر فیها؟.... وقال فی الحدیث جواز مخالفة المشیر فیما یشیر به فی غیرالواجب واستحباب شفاعة الحاکم فی الرفق بالخصم حیث لا ضرر ولا إلزام ولا لوم علی من خالف ولا غضب ولو عظم قدر الشافع، وفیه حسن ادب بریرة لانها لم تفصح برد الشفاعة و انما قالت: لا حاجة لی فیه"(۱)

"بریرہ رضی اللہ عنہا کے اس سوال سے کہ کیا آپ ﷺ مجھے حکم دے رہے ہیں؟ معلوم ہوتا ہے کہ وہ جانتی تھیں کہ آپ ﷺ کا حکم ماننا لازم ہے، اس لئے انہوں نے وضاحت چاہی کہ آپ ﷺ کا حکم ہے یا مشورہ؟ جسے قبول کرنے اور نہ کرنے کا ان کو اختیار ہو، اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر مشورہ کا ماننا ضروری نہیں ہے، اور مشورہ دینے اور سفارش کرنے والے کا مقام خواہ کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو، نہ ماننے پر

(۱) فتح الباری، قولہ باب کذا، ۹/ ۵۱۴، دار المعرفۃ، بیروت۔

نہ ناراضگی کا اندیشہ ہے اور نہ ملامت کا۔ اس سے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے حسن ادب کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفارش کو نہیں مانتی بلکہ یہ کہا کہ مجھے ان شوہر صاحب کی ضرورت نہیں ہے"۔

☆ یہی نہیں بلکہ ایک خاتون نے تو خود کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے براہ راست نکاح کے لئے پیش کیا جس کو دیکھ کر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بیٹی کہنے لگیں کہ کتنی بے حیا خاتون ہے یہ خود کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں نکاح کے لئے پیش کر رہی ہے، اسی سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ کوئی صلاح وتقوی میں امتیاز رکھنے والا شخص ہو تو اس کے سامنے عورت خود کو نکاح کے لئے پیش کرسکتی ہے، اور یہ ظاہر کرسکتی ہے کہ وہ اس کے ساتھ شرعی اصولوں کے مطابق ازدواجی رشتہ قائم کرنا چاہتی ہے۔

علامہ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"فی الحدیث دلیل علی عرض المراۃ نفسها علی من ترجی برکته" (۱)

"حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ عورت اپنے آپ کو اس شخص کے ساتھ نکاح کے لئے پیش کرسکتی ہیں جس سے برکت کی امید ہو"۔

اسی طرح اگر عورت ظلم وزیادتی کا شکار ہو یا اسے حقوق پورے نہ مل رہے ہوں تو اس کو شوہر سے علیحدگی اختیار کر لینے کا حق بھی ہے۔ (۲)

☆ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کا قصہ مشہور ہے کہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ واضح ہو جانے پر کہ شوہر اور بیوی کے درمیان نباہ کی کوئی شکل باقی نہیں رہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم علحدگی چاہتی ہو تو انہوں نے مہر کے طور پر تم کو جو باغ دیا ہے وہ

---

(۱) إحكام الإحكام شرح عمدة الأحكام لابن دقيق العيد: ۲/ ۱۸۳، مطبعة السنة المحمدية۔

(۲) مسلم معاشرہ میں خواتین کا علمی وادبی ذوق: ۹۹، دار القلم، قاضی نگر پھلواری شریف، پٹنہ۔

واپس کردو اور وہ تمہیں چھوڑ دیں گے، انہوں نے کہا کہ بہت اچھا، چنانچہ اس نے باغ واپس کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر شوہر نے طلاق دیدی۔ "یا ثابت أقبل الحديقة، وطلقها تطليقة" (۱)

☆ اسی طرح عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

"كانت امرأة لعمر تشهد صلاة الصبح والعشاء فى الجماعة فى المساجد، فقيل لها: لم تخرجين وقد تعلمين أن عمر يكره ذلك، ويغار، قالت: وما يمنعه أن ينهانى، قال: يمنعه قول رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تمنعوا إماء الله مساجد الله" (۲)

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ فجر اور عشاء کی نمازوں میں مسجد جایا کرتی تھیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات پسند نہ تھی اور انہیں اس سے غیرت آیا کرتی تھی، جب ان کی اہلیہ سے کہا گیا تو کہنے لگیں تو پھر وہ ہمیں روکتے کیوں نہیں ہیں؟ کہا گیا کہ وہ اس لئے نہیں روکتے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکا کرو"۔

اس حدیث پر گفتگو کرتے ہوئے علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"قال فلقد طعن عمر وإنها لفى المسجد" (۳)

"جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارا گیا اس وقت وہ مسجد میں ہی تھیں"۔ (۴)

---

(۱) صحيح البخاری: باب ماجاء فی الخلع، حدیث: ۱۱۹۶۹۔

(۲) صحيح البخاری، باب هل علي من لم يشهد الجمعة غسل من النساء والصبيان وغيرهم، حدیث: ۹۰۰۔

(۳) فتح الباری لابن حجر: ۲/ ۳۸۳، دار المعرفة بیروت

(۴) مسلم معاشرہ میں خواتین کا علمی وادبی ذوق: ۱۰۰، دار القلم، قاضی نگر پھلواری شریف، پٹنہ۔

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب قباء کی طرف جاتے تھے تو ام حرام بنت ملحان کے یہاں بھی تشریف لے جایا کرتے تھے، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانے پینے کی کوئی چیز پیش کرتی تھیں، یاد رہے کہ ام حرام حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کے زیر نکاح تھیں، ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان کے گھر پر کچھ کھانا تناول فرمایا اور وہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند آ گئی پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر مسکراہٹ تھی تو ام حرام نے دریافت کیا کہ آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

أناس من امتي عرضوا علي يركبون هذا البحر الأخضر كالملوك على الأسرة. قالت: فادع الله أن يجعلني منهم، فدعا لها، ثم نام الثانية، ففعل مثل قولها، فأجابها مثلها، فقالت: أدع الله أن يجعلني منهم، فقال: أنت من الأولين، فخرجت مع زوجها عبادة بن الصامت غازيا أول ما ركب المسلمون البحر مع معاوية، فلما انصرفوا من غزوهم قافلين، فنزلوا الشام، فقربت إليها دابة لتركبها، فصرعتها، فماتت (۱)

''میری امت کے کچھ افراد میرے سامنے پیش کئے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے اس سمندر کی پشت پر تخت رکھ کر بادشاہوں کی طرح بیٹھ کر نکلیں گے، تو انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے دعا فرمادیجئے کہ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل کرلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور پھر سو گئے، اور جب بیدار ہوئے تو مسکراتے ہوئے، چنانچہ ام حرام نے پھر وہی سوال دہرایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کا جواب

(۱) صحیح البخاری: من یصرع فی سبیل اللہ فمات، حدیث: ۲۷۹۹۔

عنایت فرمایا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ: قیصر کے شہر کو فتح کرنے کے لئے جو پہلا لشکر میرے امتیوں کا جائے گا وہ سب کے سب بخش دیئے گئے، ام حرام نے پھر کہا کہ میرے لئے بھی دعا فرمادیجئے کہ میں ان میں شامل ہوجاؤں، تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ تم تو پہلے گروہ میں شامل ہوگی؛ چنانچہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وہ سمندر کے معرکہ میں شریک ہوئیں اور سمندر سے نکلتے وقت اپنی سواری سے گر کر ہلاک ہوگئیں"۔

اس طرح اللہ نے ان کے لئے شہادت کا انتظام فرمادیا۔

☆ خواتین، اسلامی عہد میں شاہان وقت کو بھی ان کی غلطیوں پر ٹوکنے سے باز نہیں رہتی تھیں، زید ابن اسلم کا بیان ہے کہ اموی حکمراں عبدالملک بن مروان نے ایک دن کسی نوکر کو بلایا اور غصہ میں اسے لعن طعن کیا تو ام الدرداء رضی اللہ عنہا نے اگلے دن عبدالملک بن مروان کو ٹوکا کہ تم گزشتہ رات کسی نوکر پر لعنت بھیج رہے تھے، حالانکہ میں نے حضرت ابوالدرداء سے سنا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

"لا یکون اللعانون شفعاء ولا شهداء یوم القیامة"(۱)

"زیادہ لعن طعن کرنے والے لوگ قیامت کے دن نہ شفاعت کرسکیں گے اور نہ ان کو گواہ بنایا جائے گا"۔(۲)

❁❁❁❁❁❁❁

(۱) صحیح مسلم: باب النهی عن لعن الدواب، حدیث: ۲۵۹۸۔

(۲) مسلم معاشرہ میں خواتین کا علمی وادبی ذوق: ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳،،، دارالقلم، قاضی نگر پھلواری شریف، پٹنہ۔

خواتین اسلام کی بہادری کے واقعات

پردہ کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ عورتوں کو گھروں میں گاڑ کر جسمانی طور پر کمزور کر دیا جائے اور اسلام اس کی بھی اجازت نہیں دیتا کہ جسمانی صحت بنانے اور تقویت پہنچانے کے نام پر مقابلہ آرائی کرائی جائے، کشتی کے مقابلے ہوں، نیم برہنہ لباس پہنائے جائیں، ہوسناک نگاہوں کو تسلی کا سامان فراہم کیا جائے، اس طرح جوے اور سٹے کا بازار گرم ہو، فحاشی کے کام بھی عروج پر پہنچ جائیں۔

تیرنا، گھوڑ سواری تو پرانے ہو چکے ہیں، پردہ کے اہتمام کے ساتھ جسمانی ورزش، دوڑنے کا مقابلہ، کراٹے وغیرہ سکھائے جاسکتے ہیں، صحت کی حفاظت ہوگی، راحت طلبی اور سستی کا خاتمہ ہوگا، ضرورت پڑنے پر دشمن سے مقابلہ آسان ہوگا، ان واقعات کے لکھنے کا مقصد اتنا ہی ہے کہ تاریخ اسلام میں ایسی بہادر خواتین بھی ہیں جنہوں نے میدانِ جنگ میں بھی ضرورت پڑنے پر بڑے جوہر بتلائے ہیں، ذیل کے واقعات کو اسی ذہنیت کے ساتھ پڑھا جانا چاہئے۔

یورپ کے گولڈس میں سب سے زریں کارنامہ ایک بہادر عورت کا واقعہ ہے، جس نے موقعِ جنگ پر نپولین کے مقابلہ میں ایک سپاہی کا کام انجام دیا تھا ۱۸۰۸ء میں جب نپولین بونا پارٹ پرتگال کی مہم سر کر چکا، تو اپنے بھائی جوزف کو یہاں اپنا قائم مقام چھوڑ کر اسپین کی طرف بڑھا، دارالسلطنت آرگان کے شہر زرگوزا (سرقوسہ) میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہو، اسپین نے جنگی طاقت کے علاوہ قومی جوش سے بھی اس فتنہ کو فرو کرنا چاہا، تمام ملک میں وطن اور قوم کی جے پکاری جانے لگی، اور ہر شخص اپنے ملک پر جان فدا کرنے پر مستعد

ہوگیا، اس موقع پر جنس انسانی کے ایک کمزور اور نازک طبقہ نے بھی حتی الامکان وطن کے لیے جان فروشی کی، عورتوں اور ضعیف بچوں کی سرفروشی اور کیا ہو سکتی تھی؟ انہوں نے مجروح سپاہیوں کی خدمت کی، کونٹسٹ بیوریٹا نے عورتوں اور بچوں کی ایک جماعت ترتیب دی، جن کے متعلق یہ خدمت سپرد کی کہ موقعِ جنگ پر سپاہیوں کو کھانا پہنچائیں، زخمی سپاہیوں کو میدان کارزار سے اٹھالائیں، ان کی تیمارداری کریں اور ان کی مرہم پٹی کریں، اسی جنگی تاریخ کا ایک پرفخر واقعہ یہ ہے کہ اگسیٹنا زرالوزا ایک سپاہی کا کھانا لے جاتی تھی کہ اثنائے راہ میں ایک خوفناک سین اس کو نظر آیا، عین معرکہ میں ایک گولہ انداز سپاہی کو گولی لگی اور وہ گر گیا، دوسرے سپاہی کھڑے ہیں اور ہمت کرتے ہیں کہ مقتول سپاہی کی جگہ کھڑے ہو کر دشمن کو ادھر آنے سے روکیں؛ مگر بندوق کی گولیاں ان زوروں سے برس رہی تھیں، کہ آگے بڑھتے ہوئے لوگوں کے قدم ڈگمگا رہے تھے، بہادر اگسیٹنا دوڑ کر مقتول سپاہی کی جگہ پر پہنچی اور اس توپ میں بارود کو مقتول سپاہی نے ٹھیک دشمنوں کے نشانے پر رکھا تھا، دیا سلائی لگادی اور اخیر معرکہ تک اس کا دست ہمت شل نہ ہوا، اور وہ برابر کام کرتی رہی۔ اختتام جنگ پر اگسیٹنا کو معلوم ہوا کہ اس نے اپنے شوہر کی طرف سے یہ خدمت ادا کی جس کی مردہ لاش توپ کے پیچھے پڑی تھی، ملک وقوم نے اگسیٹنا کی اس خدمت کو اس نگاہِ عزت سے دیکھا کہ جب تک وہ زندہ رہی، سلطنت سے اس کو وظیفہ ملتا رہا، یورپین ارباب قلم نے گولڈن ڈیڈس کے سب سے قیمتی اور قابل عزت سلسلۂ واقعات میں اس کا ذکر کیا۔ جان آف آرک یورپ کی ایک بہادر عورت تھی، جس نے مردانہ لباس پہن کر بطور سپہ سالار کے ۱۴۲۸ء میں آرلینس کا محاصرہ کیا، بیٹے کی لڑائی میں انگریزوں کو شکست دی، اور چارلس ہفتم کو تخت پر بٹھایا، ۱۴۳۱ء میں اس جرم پر کہ اس میں یہ مافوق الفطرت قوت بزورِ سحر ہے جلادی گئی، جان کے کارناموں کی انتہائی شہرت یہ ہے کہ اسکول کا بچہ بچہ اس سے واقف ہے، اور اب ۱۸۲۰ء میں یورپ نے اس کے ولید ہونے کو تسلیم کرلیا ہے، اس کے مقابلہ میں ہماری قومی تاریخوں میں اس قسم کے بیسیوں واقعات ہیں؛ لیکن افسوس ہے ہمارے کان ان سے آشنا نہیں ہیں،

اسلام سے پہلے بھی عرب میں یہ دستور تھا کہ معرکہ میں عورتیں بھی مردوں کے ساتھ شریک رہتی تھی، عورتیں اور بچوں کی جماعت صف جنگ سے پیچھے رہتی تھی، ان کا کام یہ ہوتا تھا کہ مجروح سپاہوں کی تیمارداری کریں، گھوڑوں کی خدمت کریں، اپنے بہادر شوہروں کو آرام پہنچائیں، اسلاف کے تاریخی کارناموں کے رجز سے جوش پیدا کریں، غنیم کے مقتول سپاہیوں کے ہتھیار کھول لیں یا بھاگنے والوں کو گرفتار کریں اور قیدیوں کی حفاظت کریں، عرب کا مشہور شاعر عمرو بن کلثوم فخر کے لہجہ میں کہتا ہے:

علی آثارنا بیض حسان   نحاذر أن تقسم أو تهوّنا

ترجمہ: ''ہماری صف کے پیچھے حسین گوری عورتیں ہیں ہم کو برابر ڈر رہتا ہے کہ ان کی اہانت نہ ہو''۔

أخذن علی بعولتهن عهدا   إذا لاقوا كتائب معلمينا

ترجمہ: ''اور دشمن ان پر قبضہ نہ پائیں؛ ان عورتوں نے میدان قتال میں جانبازی کا اپنے شوہروں سے''۔

لکی یسلبن افراسا وبیضا   وأسریفی الحبال مقرنینا

ترجمہ: ''عہد لے لیا ہے، وہ ہمارے ساتھ اس لئے رہتی ہیں تاکہ دشمنوں کے گھوڑے اور ہتھیار لے لیں اور''

ضغائن من بنی جشم بن بکر   خلطن بمیسم حسبا ودینا

ترجمہ: ''دشمنوں کو گرفتار کرلیں، یہ جشم بن بکر کے خاندان کی عورتیں ہیں جن میں حسن کے ساتھ خاندانی عزت اور''

یقُتن حیادنا ویقلن لستم   بعولتنا إذا لم تمنعونا

ترجمہ: ''مذہب بھی ہے، ہمارے گھوڑوں کی خدمت کرتی ہیں اور ان کا قول ہے کہ اگر تم ہمیں دشمنوں سے نہ بچا سکو تو تم ہمارے شوہر نہیں''۔

اسلام میں بھی یہ قدیم دستور قائم رہا، جہاد میں برابر مردوں کے ساتھ ان کی عورتیں

شریک رہتی تھیں، بخاری میں ہے کہ غزوۂ احد میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھ سے مشک بھر بھر کے زخمی سپاہیوں کو پانی پلاتی تھیں، ان کے ساتھ ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ام سلیط رضی اللہ عنہا دو اور صحابیہ بھی اس خدمت میں شریک تھیں۔

☆ محدث ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ جنگِ خیبر میں فوج کے ساتھ چھ عورتیں بھی مدینہ سے چلی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر نہ تھی، جب معلوم ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غضب ونفرت کے لہجے میں فرمایا کہ تم کو کس نے فوج کے ساتھ آنے کی اجازت دی؟ ان عورتوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے ساتھ دوائیں ہیں، ہم زخمیوں کو مرہم لگائیں گے، بدن سے تیر نکالیں گے، کھانے کا انتظام کریں گے، آپ نے فرمایا: خیر ٹھہرو، جب خیبر فتح ہوا تو اور سپاہیوں کے ساتھ ان عورتوں کو بھی رسول اللہ ﷺ نے مالِ غنیمت سے حصہ دیا" فلما أن فتح الله عليه خيبر، قسم لنا كما قسم للرجال"(۱)

☆ ام سلیم رضی اللہ عنہا اور انصار کی عورتیں رضی اللہ عنہن انہی خدمات کے لئے اکثر غزوات میں شریک رہی ہیں: "يغزو بام سليم، ونسوة من الأنصار، ليسقين الماء، ويداوي الجرحى"(۲) ربیع بنت معوذ اور دوسری عورتوں نے شہداء اور مجروحین کو احد کے میدان جنگ سے اٹھا کر مدینہ لانے کی خدمت انجام دی تھی" كنا نغزو مع رسول الله صلى الله عليه وسلم : نسقي القوم، ونخدمهم، ونرد القتلى والجرحى إلى المدينة"(۳) ام رفیدہ رضی اللہ عنہا کا ایک خیمہ تھا جس میں وہ زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں" وكانت تداوي الجرحى"(۴)

---

(۱) معرفة الصحابة لأبي نعيم، أم زياد الاشجعية، ۳۵۰۱/۶، دار الوطن للنشر، الرياض۔

(۲) سنن ابی داؤد، باب في النساء يغزون، حدیث:۲۵۳۱

(۳) بخاری، كتاب الطب، هل يداوي الرجل المرأة أو المرأة الرجل، حدیث:۵۶۷۹

(۴) الأدب المفرد، باب كيف أصبحت، حدیث:۱۱۲۹

☆ ام زیاد اشجعی رضی اللہ عنہا اور دوسری پانچ عورتوں نے غزوۂ خیبر میں چرخہ کات کر مسلمانوں کو مدد دی تھی، وہ میدان سے تیر اٹھا کر لاتی تھیں اور سپاہیوں کو ستو پلاتی تھیں:

"خرجت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في غزوة خيبر سادس ست نسوة، .... نناول السهام، ونسقي السويق" (۱)

☆ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے سات غزوات میں صحابہ کے لئے کھانا پکایا۔

ابن جریر طبری ایک موقع پر لکھتے ہیں: مسلمانوں نے اپنے مقتولین کو ایک جگہ جمع کر کے صف کے پیچھے ڈال دیا اور جو لوگ مقتولین کی تجہیز و تکفین کے لئے متعین تھے وہ زخمیوں کو عورتوں کے سپرد کرتے اور جو شہداء ہوتے ان کو دفن کر دیتے، اغواث اور ارماث کی لڑائیوں میں جو فتح قادسیہ کے سلسلے میں لڑی گئی تھیں، عورتیں اور بچے قبر کھودتے تھے: "وكان النساء والصبيان يحفرون القبور في اليومين: يوم أغواث ويوم أرماث" (۲)

قادسیہ کی لڑائی کا ایک اور واقعہ ایک عورت جو موقع جنگ پر موجود تھی، اس طرح بیان کرتی ہے کہ جب لڑائی کا خاتمہ ہو چکا تو ہم اپنے کپڑے کس کس کر رزم گاہ (میدانِ جنگ) کی طرف چلے، ہمارے ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں، میدان میں جہاں کوئی مسلمان مجروح سپاہی نظر آیا، اس کو اٹھالیا:

"شددنا علينا ثيابنا، وأخذنا الهراوى، ثم أتنيا القتلى، فما كان من المسلمين سقيناه ورفعناه" (۳)

مذکورہ بالا واقعات سے مذہبی ولولہ، قومی ہمدردی، غیرت اور بہادری کے علاوہ ان

---

(۱) صحیح مسلم، باب في المرأة والعبد يحذيان من الغنيمة، حدیث: ۲۷۲۹۔

(۲) تاریخ الطبری، یوم عماس: ۵۵۰/۳، مکتبة دار التراث، بیروت۔

(۳) تاریخ الطبری، یوم عماس: ۵۸۱/۳، مکتبة دار التراث، بیروت۔

خدمات کی بھی تفصیل معلوم ہوتی ہے، جو لڑائیوں میں عورتوں کے متعلق تھیں۔

(۱) زخمیوں کو پانی پلانا

(۲) فوج کے کھانے کا انتظام

(۳) قبر کھودنا۔

(۴) مجروح سپاہیوں کو معرکہ جنگ سے اٹھالانا

(۵) زخمی سپاہیوں کی تیمارداری۔

(۶) ضرورت کے وقت فوج کو ہمت دلانا اور ان کو مدد فراہم کرنا۔

☆ قرون اولی کی تمام لڑائیوں کا مرقع ایک ایک کر کے مشاہدہ کیا جائے تو عموماً صف جنگ کے پیچھے عورتیں اپنی فرائض میں مشغول ملیں گی۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ ام سلیم رضی اللہ عنہا عموماً غزوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کرتی تھیں" وکانت تغزو مع رسول الله صلى الله عليه وسلم "(۱) حضرت طلیب بن عمیر رضی اللہ عنہ جب اسلام لائے اور اپنی ماں اروی بنت عبدالمطلب کو اس کی خبر دی تو بولیں کہ تم نے جس شخص کی نصرت کی وہ اس کا سب سے زیادہ مستحق تھا، اگر مردوں کی طرح مجھ میں بھی استطاعت ہوتی تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم حفاظت کرتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لڑتی: " والله لو كنا نقدر على ما يقدر عليه الرجال لمنعناه وذببنا عنه "(۲)

☆ غزوۂ خندق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم یہودیوں سے لڑ رہے تھے کہ بنو قریظہ لڑتے لڑتے اس مقام کے قریب پہنچ گئے جہاں مسلمان عورتیں اور بچے چھپے تھے بنو قریظہ اور مسلمان عورتوں کے درمیان کوئی ایسی فوج نہ تھی جو عورتوں کی حفاظت کر سکے، اسی اثناء میں ایک یہودی ان عورتوں کی طرف نکل آیا، خوف یہ تھا کہ اگر یہ

---

(۱) اسد الغابة، أم سليم بنت ملحان: ۷/ ۳۳۳۔

(۲) استیعاب فی معرفة الاصحاب، طليب بن عمير: ۲/ ۷۷۳، دار الجیل، بیروت۔

یہودی بنو قریظہ سے کہہ آیا کہ ادھر عورتیں ہیں تو خالی پا کر وہ عورتوں پر حملہ کر دیں گے، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہا: اس یہودی کو قتل کر دو، حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے عذر کیا، تو آخر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا خیمہ کا ایک ستون لے کر خود اتریں، اور اس یہودی کو اسی ستون سے وہیں مار گرا دیا، مورخ ابن اثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہ پہلی بہادری تھی جو ایک مسلمان عورت سے ظاہر ہوئی "وهي أول امرأة قتلت رجلا من المشركين" (۱)

☆ ام عمارہ رضی اللہ عنہا ایک مشہور صحابیہ تھیں، قبل از ہجرت مقام عقبہ میں جب مدینہ کے مسلمانوں نے کفار قریش سے چھپ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امداد اور اسلام کی اشاعت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ پر بیعت کی تھی تو اس مختصر جماعت میں جو اسلام کی سب سے پہلی جماعت تھی، ام عمارہ رضی اللہ عنہا بھی شریک تھیں، اسلامی تاریخ میں اسی واقعہ کو بیعت عقبہ کہتے ہیں۔ "كانت شهدت بيعة العقبة" (۲)

☆ ۶ ھ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کی نیت سے مکہ معظمہ کا ارادہ کیا اور مکہ میں داخل ہونے کے لئے قریش سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت مانگی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی طرف سے سفیر بن کر مکہ گئے تو خبر مشہور ہوئی کہ قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر ڈالا، اس وقت تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار قریش سے لڑنے اور مرنے پر بیعت لی جو تاریخ اسلام میں بیعتِ رضوان کے نام سے مشہور ہے، ام عمارہ رضی اللہ عنہا اس بیعت رضوان میں شریک تھیں، مسلمانوں کی طرف سے اپنے شوہر زید بن عاصم کے ساتھ جنگ احد میں بھی موجود تھیں، بلکہ عین اس وقت جب احد میں عام مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

---

(۱) اسد الغابة: صفية بنت عبد المطلب: ۷/۱۷۱، دار الكتب العلمية، بيروت۔

(۲) اسد الغابة: ام عمارة الانصارية: ۷/۳۶۰، دار الكتب العلمية، بيروت۔

کفار بڑھ بڑھ کر وار کر رہے تھے اور جان نثار آگے آگے آکر اپنی جانیں قربان کر رہے تھے، یہ بہادر خاتون بھی تیغ بدست حملہ آوروں کو مار مار کر پیچھے ہٹا رہی تھیں، اس دن کئی زخم ان کے دست و بازو میں آئے تھے، اسی طرح دیگر غزوات میں بھی ان سے بے مثال بہادری کے کارنامے ظہور میں آئے تھے:

"شهدت بيعة الرضوان، وشهدت يوم اليمامة، فقاتلت حتى أصيبت يدها، وجرحت يومئذ اثنتى عشرة جراحة" (۱)

☆ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب نے دعوی نبوت کیا، اور مقام یمامہ میں ایک خونریز لڑائی کے بعد مسلمانوں کے ہاتھوں سے مارا گیا، یہ جنگ، جنگِ یمامہ کے نام سے مشہور ہے، رومیوں کی وہ سب سے آخری پرزور کوشش جس سے زیادہ زور وقوت صرف کرنا تختِ کیانی کے امکان میں نہ تھا، جنگ قادسیہ ہے، یہ دونوں معرکے تاریخ اسلام کے بہترین کارنامے ہیں، جنہوں نے دنیا میں پھیلنے کے لئے اسلام کا راستہ صاف کر دیا۔

لیکن ان دونوں واقعات میں مسلمانوں کی فتح یابی مخدرات اسلام (اسلام کی پردہ نشیں عورتوں) کے زور بازو اور آتشِ بیان کی ممنون ہے، محرم ۱۴ھ میں مسلمانوں اور ایرانیوں میں مقامِ قادسیہ پر مقابلہ ہوا، ایرانیوں کی جمعیت ایک لاکھ سے زیادہ تھی، اور مسلمان کچھ اوپر تیس ہزار تھے، اس معرکے میں کئی ہزار مسلمان شہید اور زخمی ہوئے، عورتوں اور بچوں نے شہداء کی قبریں کھودیں اور زخمیوں کو میدانِ جنگ سے اٹھا لائے اور ان کی تیمارداری کی:

"وكان النساء والصبيان يحفرون القبور في اليومين: يوم أغواث ويوم أرماث" (۱)

---

(۱) اسد الغابة، ام عمارة الأنصارية: ۷/ ۳۶۰

(۲) تاریخ الطبری، یوم عماس: ۳/ ۵۵۰، مکتبة دار التراث، بیروت۔

قادسیہ کی لڑائی میں عورتوں کو کس قدر جوش تھا، اس کا اظہار ذیل کی تقریر سے ہوتا ہے، جو قبیلۂ نخع کی ایک بوڑھی عورت نے اپنے بیٹوں کو میدانِ جنگ میں بھیجتے وقت کی تھی۔

"إنكم أسلمتم فلم تبدّلوا ،وهاجرتم فلم تثوبوا ، ولم تنب بكم البلاد ، ولم تقحمكم السنة، ثم جئتم بأمكم عجوز كبيرة، فوضعتموها بين أيدي أهل فارس، والله إنكم بنو رجل واحد، كما إنكم بنو امرأة واحدة، ما خنتُ أباكم، ولا فضحت خالكم ، انطلقوا، واشهدوا أول القتال وآخره"(۱)

"پیارے بیٹو! تم اسلام لائے، پھر پھرے نہیں، تم نے ہجرت کی تو تم کو کسی نے ملامت نہ کی، تمہارا وطن تمہارے ناموافق تھا نہ تم پر قحط پڑا تھا، تم نے اپنی بوڑھی ماں کو اپنے ساتھ لا کر اہل فارس کے سامنے ڈال دیا، خدا کی قسم! تم ایک باپ کی اولاد ہو، جس طرح تم ایک ماں کی اولاد ہو، نہ میں نے تمہارے باپ سے خیانت کی اور نہ میں نے تمہارے ماموں کی فضیحت کی، جاؤ اور شروع سے اخیر تک لڑو"۔

بیٹوں نے ایک ساتھ دشمنوں پر حملہ کیا اور بہادری سے لڑے، جب نظروں سے غائب ہو گئے تو اس بوڑھی ماں نے دعا کو ہاتھ اٹھایا کہ خدایا! میرے بچوں کو بچانا، اختتامِ جنگ پر بہادر بیٹے صحیح وسالم اپنی ماں کے پاس آئے اور غنیمت کا مال ماں کے آگے ڈال دیا۔

☆ جنگِ قادسیہ میں عرب کی مشہور شاعرہ خنساء بھی شریک تھی، خنساء کے ساتھ اس کے چاروں بیٹے بھی شریک تھے، رات کے ابتدائی حصہ میں جب ہر سپاہی صبح کے ہولناک منظر پر غور کر رہا تھا، آتش بیاں شاعرہ نے اپنے بیٹوں کو یوں جوش دلانا

(۱) تاریخ الطبری، یوم اغواث: ۳/ ۵۴۴، دار التراث، بیروت۔

شروع کیا (یہ دونوں واقعے مواقعِ جنگ، تعداد، اولاد اور بعض الفاظ کے اتحاد سے ایک ہی معلوم ہوتے ہیں، لیکن بعض اختلافات بھی ایسے ہیں جو ایک واقعہ نہیں ہونے دیتے، پہلی عورت قبیلہ نخعہ کی ہے، خنساء قبیلہ مسلم کی ہے، پہلی عورت کی مختصر اور سادہ تقریر ہے، دوسری عورت کی تقریر طویل اور فصاحت اور جوش سے لبریز ہے، جو خنساء کے شایانِ شان ہے، طبری نے پہلی عورت کے متعلق لکھا ہے کہ اس کے بیٹے مالِ غنیمت لے کر صحیح وسالم واپس آ گئے، ابن اثیر نے دوسری عورت کے متعلق لکھا ہے کہ اس کے بیٹے شہید ہوئے اور ان کی تنخواہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی ماں کو دیا کرتے تھے):

"یا بنی أنکم أسلمتم وھاجرتم مختارین، واللہ الذی لا إلہ إلا اللہ غیرہ إنکم بنو رجل واحد، کما أنکم بنو امرأۃ واحدۃ ما خنت أباکم، ولا فضحت خالکم ولا ھجنت حسبکم، ولا غیرت نسبکم، وقد تعلمون ما أعد اللہ للمسلمین من الثواب الجزیل فی حرب الکافرین، واعلموا أن الدار الباقیۃ خیر من الدار الفانیۃ یقول اللہ عز وجل: "یا أیھا الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطو واتقوا اللہ لعلکم تفلحون" فإذا أصبحتم غدا إن شاء اللہ سالمین فاغدوا إلی قتال عدوکم مستبصرین، وباللہ علی اعدائہ مستنصرین، وإذا رأیتم الحرب قد شمّرت عن ساقھا، واضطرمت لظی علی سیاقھا، وحللت نارا علی أرواقھا فتیمموا وطیسھا، وجالدوا رئسھا عند احتدام خمیسھا، تفظروا بالغنم والکرامۃ فی دار الخلد

والمقامة"(۱)

''پیارے بیٹو! تم اپنی خواہش سے مسلمان ہوئے اور تم نے ہجرت کی، وحدہٗ لاشریک لہ کی قسم! کہ تم جس طرح ایک ماں کے بیٹے ہو، ایک باپ کے بیٹے ہو، میں نے تمہارے باپ سے بد دیانتی نہیں کی اور نہ تمہارے ماموں کو ذلیل کیا اور نہ تمہارے حسب ونسب میں داغ لگایا، جو ثوابِ عظیم خدا نے کافروں سے لڑنے میں مسلمانوں کے لئے رکھا ہے تم اس کو خود جانتے ہو، خوب سمجھ لو کہ آخرت جو ہمیشہ رہنے والی ہے اس دار فانی سے بہتر ہے، خدائے پاک فرماتا ہے: ''مسلمانو! صبر کرو اور استقلال سے کام لو، خدا سے ڈرو؛ تاکہ تم کامیاب ہو، کل جب خیریت سے تم انشاء اللہ صبح کرو، تو تجربہ کاری کے ساتھ اور خدا سے نصرت کی دعا مانگتے ہوئے دشمنوں پر جھپٹ پڑنا اور جب دیکھنا کہ لڑائی زوروں پر ہے اور ہر طرف سے اس کے شعلے بھڑک رہے ہیں تو خاص آتش دانِ جنگ کی طرف رخ کرنا اور جب دیکھنا کہ فوج غصہ سے آگ ہو رہی ہے، تو غنیم کے سپہ سالار پر ٹوٹ پڑنا، خدا کرے تم دنیا میں مالِ غنیمت اور عقبی میں عزت پاؤ''۔

صبح کو جنگ چھڑتے ہی خنساء کے چاروں بیٹے یک بارگی دشمنوں پر جھپٹ پڑے اور آخرکار بڑی بہادری سے چاروں لڑ کر شہید ہوئے، خنساء کو جب یہ خبر پہنچی تو اس نے کہا: اس خدا کا شکر ہے جس نے بیٹوں کی شہادت کا مجھے شرف بخشا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ خنساء کو اس کے چاروں بیٹوں کی تنخواہ (آٹھ سو دینار) دیا کرتے تھے۔

☆ واقعۂ جسر کے بعد جس میں مسلمانوں کو ایرانیوں کے مقابلہ میں سخت ہزیمت اٹھانی پڑی تھی ایک دوسرا ہولناک معرکہ ہوا، جو جنگ بویب کے نام سے مشہور ہے، جنگِ

---

(۱) اسد الغابۃ، خنساء بنت عمر: ۸۹/۷، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

بویب میں جس کو قادسیہ کی تمہید سمجھنا چاہئے، مسلمانوں کو ایرانیوں کا بہت سامانِ رسد ہاتھ آیا، مسلمان عورتوں کو رزم گاہ سے بہت پیچھے چھوڑ آئے تھے، کھانے کا انتظام چونکہ عورتوں ہی سے متعلق تھا؛ اس لئے مثنیٰ نے جو فوج کے سپہ سالار تھے، یہ سارا سامان فوج کے ایک رسالہ کی حفاظت میں عورتوں کے پاس بھیج دیا، یہ رسالہ گھوڑے دوڑاتا ہوا عورتوں کی فرودگاہ کی طرف چلا، عورتیں سمجھیں کہ دشمن چڑھ آئے ہیں، عورتوں کے خیموں میں اسلحے کہاں سے آتے، بچوں کو پیچھے کھڑا کیا اور خود پتھر اور خیمہ کی چولیں لے لے کر حملہ کے لئے کھڑی ہوگئیں، عمر بن عبدالمسیح نے جو اس رسالہ کا افسر تھے، پکارا، اسلامی فوج کی عورتوں کو بے شک ایسا بہادر ہونا چاہئے، یہ کہہ کر اس نے عورتوں کو مسلمانوں کی فتح کی خوشخبری سنائی اور چیزیں ان کے سپرد کیں۔(۱)

☆ میسان کی لڑائی میں اس سے بھی ایک عجیب بہادری عورتوں سے ظاہر ہوئی، دریائے دجلہ کے قریب اہل میسان اور مسلمانوں کا سامنا ہوا، مغیرہ جو اس وقت فوج کے سپہ سالا رتھے، میدانِ جنگ سے عورتوں کو پیچھے چھوڑ آئے تھے، دونوں فوجوں میں گھمسان کی لڑائی ہورہی تھی، اردۃ بنت حارث نے جو طبیب العرب کلدہ کی پوتی تھیں، عورتوں سے کہا: اگر ہم مسلمانوں کی مدد کریں تو نہایت مناسب ہوتا، یہ کہہ کر انہوں نے اپنے دوپٹے کا ایک بڑا علَم بنایا اور عورتوں نے اپنے دوپٹوں کی جھنڈیاں بنائیں، دونوں طرف کے بہادر جان توڑتی حملے کررہے تھے کہ اس سامان کے ساتھ عورتیں پرچم اڑائی ہوئی فوج کے قریب پہنچ گئیں، یہ سمجھ کر مسلمانوں نے امداد کو ایک تازہ دم فوج اور پہنچ گئی غنیم کے بازو ست پڑگئے اور آن کی آن میں یہ سیاہ بادل چھٹ گیا:

" واتخذ النساء من خمرهن رأيات، وخرجن يردن المسلمين، فأنتهين إليهم، والمشركون يقاتلونهم ،

(۱) تاریخ الطبری، ذکر بناء البصرة: ۵۹۶/۳، دار التراث بیروت۔

فلما رأى المشركون الرأيات مقبلة، ظنوا أن مددا أتى المسلمين، فانكشفوا"(۱)

☆ عہد صدیقی میں اول ۱۳ھ میں مسلمانوں نے دمشق پر لشکر کشی کی، چند معرکوں کے بعد اہل دمشق قلعہ بند ہوگئے، مسلمان دمشق کا محاصرہ کئے ہوئے پڑے تھے، مسلمانوں کی فوج منتشر طور سے تمام ملک میں پھیلی ہوئی تھی، حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی (جو عراق کو پامال کر کے دمشق میں آکر مل گئے تھے)، یہ رائے قرار پائی کہ کل اسلامی فوج کو سمیٹ کر ایک جگہ جمع ہونا چاہئے، ان فوجوں کی مجموعی تعداد چوبیس ہزار تھی، کل افسران اسلام جہاں جہاں تھے اپنی اپنی فوجیں لئے ہوئے اجنادین کی طرف بڑھے، حضرت ابو عبیدہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما بھی دمشق کا محاصرہ چھوڑ کر اجنادین کی طرف باگ اٹھائی، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فوج کے آگے آگے جا رہے تھے، اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ تھوڑی فوج کے ساتھ عورتوں اور بچوں کو لئے ہوئے مع خیمے اور سامانِ رسد کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے، اہل دمشق نے دیکھا کہ مسلمان ڈیرے خیمے اٹھائے لدے پھندے جا رہے ہیں، ان کو انتقام کا موقع نہایت مناسب معلوم ہوا، قلعہ کی پھاٹک کھول کر فوراً پیچھے سے حملہ کر دیا، قیصرِ روم نے دمشق کے لئے کچھ امدادی فوجیں بھیجی تھیں، اتفاق سے عین وقت پر وہ بھی آپہنچیں اور آتے ہی انہوں نے مسلمانوں کا آگا روک لیا، اس وقت مسلمانوں میں جس انتہا کی بدحواسی پیدا ہونی چاہئے تھی، وہ ظاہر ہے، مگر اس کے برخلاف انہوں نے نہایت پامردی اور استقلال کے ساتھ دونوں طرف سے حملے روکے، لیکن زیادہ تر ان کی توجہ سامنے کی فوج کی طرف تھی، اتنا موقع بھی اہل دمشق کو غنیمت معلوم ہوا اور مسلمان عورتوں کو اپنی حراست میں لے کر قلعۂ دمشق کی طرف رخ کیا۔

---

(۱) تاریخ الطبری، ذکر بناء البصرة: ۵۹۶/۳، دار التراث بیروت

عورتوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا، خولہ بنت ازور نے کہا: بہنو! تمہاری غیرت یہ گوارا کرسکتی ہے کہ مشرکینِ دمشق کے قبضہ میں آجاؤ؟ کیا تم عرب کی شجاعت وحمیت کے دامن میں داغ لگانا چاہتی ہو؟ میرے نزدیک تو مرجانا اس ذلت سے کہیں بہتر ہے "وإني أرى القتل عليكن أهون من هذه المصائب"، ان چند فقروں نے ایک آگ سی لگادی، خیموں کی چوبیں لے لے کر با قاعدہ ہاتھ باندھ کر آگے بڑھیں، سب سے آگے خولہ بنت ازور ضرار کی بہن تھیں، اوران کے پیچھے عفیرہ بنت عفار، ام بان بنت عتبہ، سلمہ بنت نعمان بن مقرن وغیرہ تھیں، کچھ دیر کے لئے تو حیرت نے دمشقیوں کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے اور اتنی دیر میں عورتوں نے تیس لاشیں گرادیں اور آخر کو پھر انہوں نے بھی حملہ کردیا، دمشقیوں کے قدم اکھڑنے کو تھے کہ مسلمان بھی ادھر سے فارغ ہو کر آگئے، دمشق فوج میں جو کچھ رمقِ زندگی باقی تھی، وہ بھی ان حملوں سے نکل گئی، باقی فوج بھاگ کر دمشق میں قلعہ بند ہوگئی اور اسلامی فوج کی عنانِ عزیمت پھر اجنادین کی طرف مڑی۔(۱)

☆ اڈورڈ گبن صاحب نے اپنی تاریخ میں اس واقعہ کو نقل کر کے مسلمانوں عورتوں کی عفت، عصمت، دلیری و بہادری کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے: ''یہ وہ عورتیں ہیں جو شمشیر زنی، نیزہ بازی، تیراندازی میں نہایت ماہر تھیں، یہی وجہ ہے کہ نازک سے نازک موقع پر بھی یہ اپنے دامن عفت کے محفوظ رکھنے میں کامیاب ہوئی تھیں۔

☆ جنگِ یرموک مسلمانوں کی سب سے پہلی جنگ تھی، اس معرکہ میں مسلمان کل چالیس ہزار تھے؛ مگر جو تھے عرب کے منتخب تھے، رومیوں کی جمعیت دو لاکھ سے زائد تھی اور یہ آدمیوں کا طوفان اس جوش وخروش کے ساتھ آگے بڑھ رہا تھا کہ گمان تھا کہ ایک ٹکر میں مسلمانوں کو جڑ سے اکھاڑ دے گا، یرموک میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا مسلمان اور عیسائیوں کی تعداد میں چار گنا فرق تھا، ان کے جوش کا یہ عالم تھا کہ بیس ہزار رومیوں نے پاؤں میں بیڑیاں ڈال لی تھیں کہ ہٹنا چاہیں تو نہ ہٹ سکیں۔

---

(۱) فتوح الشام للواقدی: ۱/۴۷، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

دو لاکھ کا ٹڈی دَل اس زور و شور کے ساتھ مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا کہ اسلامی فوج کا داہنا بازو ہٹتے ہٹتے عورتوں کے خیمہ گاہ تک آ گیا، لخم وجذام کے قبیلے ایک مدت تک ان عیسائیوں کے ماتحت رہے تھے، رومیوں نے ان کی طرف رخ کیا تو یہ مرعوب ہو کر نہایت بے ترتیبی سے بھاگ کھڑے ہوئے، رومی تعاقب کرتے ہوئے خیموں تک پہنچ گئے، عورتوں کے غصہ کی انتہا نہ رہی، فوراً خیموں سے باہر نکل آئیں اور اس زور سے حملہ آور ہوئیں کہ رومیوں کا سیلاب جو نہایت سرعت سے آگے بڑھ رہا تھا دفعتہً تھم کر پیچھے ہٹ گیا، اب خواتین نے بھاگتوں کو روک کر پھر آگے بڑھایا، فوج کی پشت پر آکر مسلمانوں کو غیرت دلا دلا کر جوش پیدا کرنے لگیں، عورتوں کی ان کوششوں کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں کے اکھڑے ہوئے پاؤں پھر سنبھل گئے، قیش کی عورتیں تلواریں گھسیٹ گھسیٹ کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑیں، اور حملہ کرتے ہوئے مردوں سے آگے نکل گئیں۔(۱)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن جویریہ عورتوں کا ایک دستہ لے کر آگے بڑھیں اور نہایت دلیری سے لڑ کر زخمی ہوئیں۔(۲)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ماں ہند بن عتبہ مردوں کو مخاطب کر کے یہ کہتی تھیں۔(۳)

"یامعشر العرب عضدو الغلفان بسیوفکم"

''عربو! اپنے تلواروں کے ذریعہ اپنے مردانگی کا ثبوت پیش کرو''

ضرار بن زور کی بہن خولہ رضی اللہ عنہا نے یہ شعر پڑھ کر مسلمانوں کو غیرت دلائی تھی۔

یاھاربا عن نسوۃ تقیات رمیت بالسھم والمنیات(۴)

''اے پاک دامن عورتوں کو چھوڑ کر بھاگنے والو! تم موت اور تیر کے

---

(۱) تاریخ الطبری: ۵۹۶/۳، دار التراث بیروت۔

(۲) طبری: ۳۲۱۶/۵۔

(۳) فتوح البلدان، یوم الیرموک: ۱۳۷/۱، دار و مکتبۃ ہلال بیروت۔

(۴) فتوح الشام للواقدی، نساء المسلمین فی المعرکۃ: ۱۹۶/۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

نشانہ نہ بنو"۔

مورخ طبری نے اس جنگ میں ام حکیم بنت حارث رضی اللہ عنہا کا نام خصوصیت سے لیا ہے، ابن اثیر جزری نے لکھا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی پھوپھی زاد بہن اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے تنہا نو رومیوں کو مار ڈالا "قتلت یوم الیرموك تسعة من الروم بعمود فسطاطها"۔(۱)

جو عورتیں مردانہ وار جنگِ یرموک میں لڑیں، ابن عمر واقدی ان میں سے بعض کے یہ نام بتاتے ہیں: اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا، عبادہ بنت صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی خولہ بنت ثعلبہ، کعب بنت مالک، سلمی بنت ہاشم، نعم بنت قناس، عفیرہ بن بنت عفارہ رضی اللہ عنہن۔

☆ جنگِ یرموک کے بعد پھر مسلمانوں کی فوج رومیوں کے مقابلہ پر حاوی رہی تھی، ایک روز اس نے دمشق کے قریب مرج الصفر میں قیام کیا، خالد بن سعید جنھوں نے حال ہی میں ام حکیم بنت حارث سے نکاح کیا تھا، یہیں مسلمانوں کی دعوت ولیمہ کی، ایک پل کے قریب ام حکیم کا خیمہ نصب ہوا، جو اسی مناسبت سے اب تک ام حکیم کا پل کہلاتا ہے "فأعرس بها عند القنطرة التي بالصفر، فبها سميت قنطرة أم حكيم"، ابھی لوگ کھانے سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ رومی پہنچ گئے، مسلمانوں نے بھی لڑائی کی تیاریاں شروع کر دیں اور اس زور سے حملہ کیا کہ رومیوں کو پسپا ہو جانا پڑا، ام حکیم رضی اللہ عنہا بھی نہایت دلیری سے لڑیں، رومیوں کے سات آدمی ان کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے۔(۲)

☆ جنگِ جمل میں گو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فوج لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں آنا ہم ایک اجتہادی غلطی سمجھتے ہیں، لیکن اس سے عورتوں کے استقلال، دلیری، ثابت قدمی کا اظہار ضرور ہوتا ہے۔

---

(۱) اسد الغابة: أسماء بنت يزيد بن سكن: ۷/ ۱۶، دار الكتب العلمية، بيروت۔

(۲) اسد الغابة: أم حكيم بنت الحارث: ۷/ ۳۰۹، دار الكتب العلمية، بيروت۔

☆ فتوحات واقدی کی روایتیں اگر تسلیم کرلی جائیں تو یہ ماننا پڑے گا کہ شام کی فتوحات میں عورتوں کا بہت بڑا حصہ ہے، خصوصاً ام حکیم، ہند، ام کثیر، اسماء، ام ابان، ام عمارہ، خولہ، لبنیٰ، عفیرہ رضی اللہ عنہن ان عورتوں نے بعض بعض موقعوں پر اس مردانگی سے جنگی خدمات انجام دی ہیں کہ مردوں سے بن نہیں آسکیں۔

☆ عتبہ بن غزوان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے امیر تھے، ازدہ بنت حارث جو طبیب عرب کلدہ کی پوتی تھیں، عتبہ کی بیوی تھیں، عتبہ جب اہل مدینۃ الفرات سے سرگرم تھے تو ان کی بیوی ازدہ اپنی تقریر سے لوگوں کو ابھارتی تھیں اور جوش دلاتی تھیں۔(۱)

☆ دمشق کے حملہ میں جب ابان بن سعید ''توما'' حاکم دمشق کے ہاتھ سے شہید ہوئے تو ان کی بیوی ام ابان بنت عتبہ اپنے مقتول شوہر کے سارے جنگی اسلحے لگا کر قصاص لینے کو نکلیں اور دیر تک دشمنوں کا مقابلہ کرتی رہیں، اہل دمشق گو محصور تھے؛ لیکن شہر پناہ کے برجوں سے برابر مسلمانوں کا جواب دیتے تھے، سب سے آگے ایک مقدس شخص ہاتھ میں طلائی صلیب لئے ہوئے اربابِ ثلاثہ سے دعائے فتح مانگ رہا تھا، ام ابان کو تیراندازی میں بڑی قدرت تھی، ایسا تاک کر مارا کہ صلیب اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر قلعہ کے نیچے گر پڑی، مسلمانوں نے دوڑ کر صلیب اٹھالی، عیسائیوں سے صلیب اعظم کی یہ تذلیل دیکھی نہ گئی، ''توما'' غصہ سے شہر کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا اور پھر اس زور کا رن پڑا کہ مسلمان گھبرا اٹھے، رومیوں نے صلیب کی واپسی کے لئے لاکھ کوششیں کیں، مگر ایک بھی کارگر نہ ہوئی جس نے ادھر کا رخ کیا ام ابان رضی اللہ عنہا نے اس کو تیروں پر دَھرلیا ''توما'' جو کسی طرح پیچھے ہٹنے نام نہ لیتا تھا، ام ابان نے اس کی آنکھ میں ایسا تیر مارا کہ وہ چیختا ہوا بھاگا، اس وقت ام ابان رضی اللہ عنہا رجز کے یہ شعر پڑھ رہی تھیں۔

---

(۱) فتوح الشام للواقدی، نساء المسلمین فی المعرکۃ، ۱/۱۹۶، دار الکتب العلمیۃ، بیرو۔

أم أبان فاطلبي ثيارك
صولي عليهم صولة المتدارك
قد ضج جمع القوم من تبا لك

ترجمہ: ''ام ابان اپنا انتقام لے اور ان پر پے در پے حملے کئے جا، رومی تیرے تیروں سے چیخ اٹھے''۔(۱)

☆ یرموک کی سب سے خوفناک لڑائی یوم التعویر کے مسلمان عورتوں کی بہادری کا عجیب وغریب نمونہ تھی، مسلمانوں کو ہزیمت ہوجاتی، اگر عورتیں تلواریں کھینچ کر رومیوں کے منہ نہ پھیر دیتیں، ہند، خولہ، ام حکیم رضی اللہ عنہن اور بہت سی قریش کی عورتوں نے مردانہ وار حملے کئے، اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما گھوڑے پر سوار اپنے شوہر حضرت زبیر کے ساتھ تھیں اور برابر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی دوش بدوش لڑتی جاتی تھیں۔(۲)

☆ صفین میں بہت سی مسلمان عورتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے شریک جنگ تھیں، لڑتی تھیں، پرزور تقریر سے فوج کو ابھارتی تھیں، زرقاء، عکرشہ ام الخیر رضی اللہ عنہا نے میدان کارزار میں وہ تقریریں کی ہیں کہ فوج کی فوج میں ایک آگ لگ گئی۔(۳)

☆ ۹۰ھ میں ولید بن عبدالملک کے عہد خلافت میں مسلمانوں نے بخارا پر فوج کشی کی، قتیبہ کو اس فوج کا سپہ سالار بنا کر بھیجا گیا، عرب میں ازد قبیلہ بہادری اور شجاعت میں ضرب المثل تھا، اسلامی فتوحات میں اس کے کارنامے نہایت روشن ہیں، بخارا کے ترک بھی بڑے سروسامان سے مسلمانوں کے مقابلہ کو نکلے، قبیلہ ازد نے کہا کہ پہلے تنہا ہم کو زور آزمائی کرنے دو، قتیبہ نے ان کو آگے بڑھنے کی اجازت دی، ازدی

---

(۱) فتوح الشام للواقدی، نساء المسلمین فی المعرکۃ، ۱/۱۹۶، دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔

(۲) اس قسم کے مزید واقعات اس فتوح الشام میں مذکور ہیں جو ابن عمر واقدی کی طرف منسوب ہے؛ مگر چونکہ فتوح الشام ازدی وغیرہ میں ان کا مطلق ذکر نہیں اس لئے ہم ان کو قلم انداز کرتے ہیں۔

(۳) عقد الفرید: ۱۲۱، ۱۲۳، دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔

بڑھے اور نہایت بہادری سے حملے کئے؛ لیکن مقابلہ معمولی لوگوں سے نہ تھا، مسلمانوں کو اس ثابت قدمی سے جواب دیا کہ از دی ہٹتے ہٹتے قیام گاہ تک آ گئے، ترکوں نے بڑھ کر اور زور سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا، عورتوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کو شکست ہوا چاہتی ہے تو وہ اٹھ کھڑی ہوئیں اور مار مار کر گھوڑوں کے رخ پھر میدان کی طرف پھیر دیئے، اور ایک عام شور برپا کر دیا، مسلمانوں کی ہمت بندھی اور سنبھل گئے اور پلٹ کر اس زور وشور سے حملے کئے کہ ترک پھر نہ جم سکے، گو اس موقع پر عورتوں نے تلواریں نہیں اٹھائیں، لیکن یہ فتح بالکل عورتوں کی کوشش سے ہوئی، اگر عورتیں ہمت نہ کرتیں تو مسلمان میدان جنگ چھوڑ چکے تھے۔(۱)

☆ اسلام میں خوارج کا فرقہ اپنی تاریخی حیثیت سے نہایت شہرت رکھتا ہے جن کے کارنامے بعض اسلامی فرقوں کی طرح صرف خوفناک سازشیں نہیں؛ بلکہ بارہا حکومتوں اور جابرانہ شخصیتوں کے مقابلہ میں اس نے تلواریں بلند کی ہیں، گو طلب مساوات، آزادی بیان اور تمنائے حریت کی بنا پر اس کی گردن ہمیشہ تلوار کے نیچے رہی، لیکن اس کی اولوالعزمی اور شجاعت نے اس کو بہت دنوں تک زندہ رکھا اور اب تک ہے، سلطنت کے متعلق اس کے خیالات بالکل آج کل نہلسٹ فرقوں کے مشابہ تھے۔

۷۷ھ میں جب عبد الملک شام میں خلیفہ تھا اور حجاج ثقفی عراق کا گورنر تھا، شبیب خارجی نے موصل میں سلطنت کے خلاف سر اٹھایا، غزالہ شبیب کی بیوی اور جہیزہ شبیب کی ماں بھی شریکِ جنگ رہتی تھیں، حجاج نے شبیب کے دبانے کو یکے بعد دیگرے پانچ سردار بھیجے، مگر ایک بھی میدان جنگ سے پھر کر نہ آیا، آخر عبد الملک نے شام سے فوجیں بھیجیں اور حجاج خود ان کو لے کر نکلا۔

---

(۱) الکامل لابن اثیر: ۴ر ۲۲۲، دار الکتاب العربی بیروت۔ مدارس بنات کی اہمیت وطالبات کے لئے درس ہدایت، مفتی خبیب نقشبندی: ۳۶۳۔۴۰۰، یہ مواد اس کتاب میں سید سلیمان ندوی کے رسالہ مسلمان عورتوں کی بہادری سے ماخوذ ہے۔

شبیب موصل کوفہ چلا؛ لیکن حجاج اس سے پہلے کوفہ پہنچ کر ''قصر الامارة'' میں اتر چکا تھا، غزالہ نے نذر مانی کہ کوفہ کی جامع مسجد میں دو رکعت نفل پڑھوں گی" وقد كانت غزالة نذرت أن تدخل مسجد الكوفة فتصلي فيه ركعتين" کچھ دن چڑھے غزالہ اپنے شوہر کے ساتھ صرف ستر آدمی لے کر جامع مسجد آئی؛ حالانکہ سارا شہر دشمن تھا اور خود شامی فوجیں کوفہ میں بھری پڑی تھیں، شبیب تلوار کھینچ کر مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور غزالہ نے اندر اطمینان سے دو رکعت نماز پڑھی اور پھر معمولی نماز نہیں پہلی رکعت میں سورہ بقرہ پڑھی اور دوسری رکعت میں آل عمران، جن سے بڑی کوئی سورہ قرآن میں مجید نہیں ہے، دو دو اور ڈھائی ڈھائی پاروں میں تمام ہوتی ہیں، غزالہ نماز سے فارغ ہو کر اپنے فرودگاہ کو چلی گئی اور حجاج کی ساری فوج دیکھتی کی دیکھتی رہ گئی، جب لڑائی کی نوبت آئی تو حجاج کوفہ بصرہ اور شام کی فوج لے کر نکلا، شبیب کی جمعیت گو اس کے مقابلہ میں نہایت مختصر تھی؛ لیکن بہادری سے لڑی، حجاج اپنی فوج کے پیچھے کھڑا ہو کر خود جوش دلا رہا تھا، اس کی فوج برابر بڑھتی گئی یہاں تک حجاج نے خوارج کی مسجد پر قبضہ کر لیا غزالہ اور جیزہ بھی لڑائی میں مشغول تھیں کہ حجاج نے چپکے سے چند آدمی بھیجے، جنہوں نے پیچھے سے جا کر غزالہ کو مار گرایا، شبیب اپنے مقتولین کو چھوڑ کر اہواز کی طرف چلا۔

ابن خلکان نے لکھا ہے کہ جہیزة بھی اس لڑائی میں ماری گئی؛ لیکن ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ اور طبری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس کے کچھ دن کے بعد جب شبیب کا گھوڑا اٹھوا کر پل سے دریائے دجلہ میں گر پڑا اور شبیب آہنی زرہ اور ہتھیاروں کے بوجھ سے ڈوب کر مر گیا تو کسی نے اس کی ماں سے جا کر کہا کہ شبیب مارا گیا، اس کی ماں نے کہا: شبیب! اور مارا جائے یہ ہو نہیں سکتا، آخر جب دوسرے دن کہا گیا کہ نہیں شبیب ڈوب کر مر گیا تو اس نے کہا یہ ممکن ہے، اس واقعہ سے اس کی ماں کی بہادری کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس وقت زندہ تھیں۔

☆ بعض لڑائیوں میں حجاج اور غزالہ کا سامنا ہوا، حجاج مقابلہ نہ کر سکا اور بھاگ نکلا،

حالانکہ یہ وہی حجاج تھا جس سے سارا عراق اور حجاز کانپتا تھا، ایک شاعر اسی واقعہ کو لکھ کر حجاج کو عار دلاتا ہے۔(۱)

اسد علی وفی الحروب نعامة

فتخاء تنفر من صفیر الصافر

''حجاج مجھ پر تو شیر ہے؛ لیکن معرکوں میں بزدل اور سست شترمرغ کی طرح بزدل ہوجاتا ہے''۔

هلا برزت علی غزالة فی الوغی

بل کان قلبك فی جناح الطیر

''حجاج! تو لڑائی میں غزالہ کے مقابلہ میں کیوں نہ نکلا؟ اور نکلتا کیوں کر؟ تیرا دل تو دھڑک رہا تھا''۔

☆ ۱۳۹ھ میں منصور کے ایام خلافت میں قیصر روم نے مطلیہ پر فوج کشی کر کے اس کو بالکل ویران کردیا، منصور نے قیصر کی تادیب کو فوجیں روانہ کیں، صالح بن علی اور عباس بن محمد سپہ سالار تھے، ان لوگوں نے جاکر پہلے مطلیہ کو ازسرنو آباد کیا اور پھر قسطنطنیہ کی طرف فوجیں بڑھائیں اور قیصر کے بہت سے شہروں پر قبضہ کرلیا، ام عیسی بنت علی اور لبابہ بنت علی، صالح کی بہنیں اور خلیفہ منصور کی پھوپھیاں تھیں، انہوں نے یہ نذر مانی تھی کہ جب بنوامیہ کی حکومت برباد ہوجائے گی تو ہم جہاد کریں گی، چنانچہ ایفائے نذر کے لئے وہ اس جہاد میں شریک تھیں: "وکانتا نذرتا إن زال ملك بنی أمیة أن تجاهدا فی سبیل الله"(۲)

☆ ۱۷۸ ہجری میں ہارون رشید کے زمانہ میں ولید بن طریف خارجی نے خابور اور نصیبین میں علم بغاوت بلند کیا، دربار کا ایک مشہور سردار یزید شیبانی اس بغاوت

(۱) وفیات الأعیان لابن خلکان، شبیب الخارجی: ۲/ ۴۵۵، دار صادر، بیروت۔

(۲) الکامل لابن اثیر ۳/ ۷، دار الکتاب العربی، بیروت۔

کے فرو کرنے کو بھیجا گیا، چند مقابلوں کے بعد خوارج نے شکست کھائی اور ولید مارا گیا، ولید کی بہن فارعہ کو جب اپنے بھائی کا حال معلوم ہوا تو اس نے زرہ پہنی، سارے ہتھیار لگائے اور گھوڑے پر سوار ہو کر شاہی فوج پر حملہ آور ہوئی، یزید دوسرں کو ہٹا کر خود اس کے مقابلہ میں آیا اور فارعہ کے گھوڑے کو ایک نیزہ مارا اور فارعہ سے کہا: تم کیوں اپنے خاندان کو بدنام کرتی ہو، جاؤ اور واپس جاؤ، فارعہ میدان سے پھری؛ لیکن اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور اس کی زبان پر خود اس کی تصنیف کے یہ دردناک اشعار تھے:

أيا شجر الخابور مالك مورقا
كأنك لم تجزع على بن طريف

''اے خابور (نام مقام) کے درخت! تم کیوں سرسبز ہو؟ گویا تم ولید کی موت پر بے قرار ہی نہ ہوئے''۔

فتى لا يحث الزاد إلا من التقى
ولا المال إلا من قنا وسيوف

''ولید ایک ایسا جوان تھا جو صرف زادِ تقوی اور تیغ و نیزہ کی دولت پسند کرتا تھا''۔

فقناك فقدان الشباب وليتنا
فديناك من فتياننا بألوف

''اے ولید! ہم نے تجھ کو اس طرح کھو دیا ہے جس طرح جوانی کوئی کھودے، کاش ہم اپنے ہزار جوان تیری ایک ذات پر فدا کرتے''۔

عليه سلام الله وقفا فإنني
أرى الموت وقّاعا بكل شريف

''ولید پر خدا کی رحمت ہو، موت ایک دن ہر شریف کو لے جانے والی

ہے"۔

یہ پورا مرثیہ اس قدر بلند اور پر درد ہے کہ اکثر علمائے ادب اس کو چشم ادب سے دیکھتے ہیں، ابوعلی قالی نے اپنی امالی میں اس کو نقل کیا ہے، ابن خلکان نے لکھا ہے کہ فارعہ کے مراثی خنساء کے مراثی ہم پلہ ہیں، اس مرثیہ کا پہلا شعر اس قدر مقبول ہے کہ عموماً علمائے بدیع اس کو تجاہلِ عارفانہ کی مثال میں پیش کرتے ہیں۔(۱)

☆ قرون وسطی میں صلیبی جنگ کا نہ صرف عیسائی مردوں پر نشہ چھایا تھا؛ بلکہ عیسائی عورتیں تک جوش میں بھری ہوئی تھیں، اور بقول عماد کاتب بیسیوں عیسائی عورتیں میدانِ جنگ میں شریک تھیں، عام مسلمانوں میں صلیبی جنگ کے مقابلہ کے لئے جو جوش پھیلا ہوا تھا عورتیں بھی اس سے بے اثر نہ تھیں، اسامہ ایک مسلمان امیر تھا، جب وہ صلیبی جنگ میں شریک ہونے کو آیا تھا تو اس کی ماں اور بہنیں بھی اس کے ساتھ تھیں، دونوں برابر ہتھیار لگا کر اسامہ کے ساتھ رہتی تھیں، اور عیسائیوں پر حملہ کرنے میں اس کو مدد دیتی تھیں۔(۲)

خواتین کی جرأت و بے باکی

☆ حضرت سمرہ بنت نہیک رضی اللہ عنہا بڑی بیباکی کے ساتھ اچھائی کا حکم اور برائی سے خواتین کو روکنے کا فریضہ انجام دیتی تھیں، اور سرزنش کے لئے اپنے ہاتھوں میں کوڑے بھی رکھتی تھیں، حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا اس شان کی خاتون تھیں کہ راستہ سے گزرتے ہوئے ان کی نظر خلیفہ راشد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ پر پڑی تو کہنے لگی:

"عمر! میں تمہیں اس وقت سے جانتی ہوں جب تم چھوٹے بچے تھے اور لوگ تمہیں پیار سے عمیر (چھوٹے عمر) کی حیثیت سے جانتے اور پکارتے تھے، اور تم عکاظ کے بازار میں اپنی چھڑی سے بچوں کو

(۱) مرأة الجنان وعبرة اليقظان عفى الدين اليافعي، ۱/۲۸۸، دار الكتب العلمية، بيروت۔

(۲) یہ واقعہ احمد بک جائف روسی کی کتاب "حقوق المرأة فی الإسلام" میں مذکور ہے۔

خوفزدہ کیا کرتے تھے، پھر تم عمر بنے، اور اب تم امیر المومنین کہلاتے ہو؛ لہٰذا رعیت کے معاملہ میں اللہ سے خوف کیا کرو" ان کے الفاظ تھے:

"فاتق الله فی الرعیة واعلم ان من خاف الوعید قرب علیه العید ومن خاف الموت خشی الفوت"

"رعیت کے بارے میں اللہ کا خوف کرو اور یاد رکھو کہ جو شخص وعید سے ڈرتا ہے، دور کے لوگ بھی اس سے قریب ہو جاتے ہیں، اور جو موت سے ڈرتا ہے اسے ہر وقت اندیشہ لگا رہتا ہے کہ کہیں موقع ہاتھ سے چلا نہ جائے"۔

اس لب ولہجہ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ان معمر محترم خاتون کو گفتگو کرتے ہوئے دیکھ کر جارود نے کہا کہ:

"لقد کثرت علی امیر المومنین ایتها المراة"

"اے عورت! تم تو حضرت امیر المومنین کے سامنے حد سے زیادہ ہی جرأت کا مظاہرہ کر رہی ہو"۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"دعها، اما تعرفها؟ هذه خولة امراة اوس بن الصامت قد سمع الله قولها من فوق سبع سموات، فعمر احق ان یسمع لها"

"یہ جو کچھ کہہ رہی ہیں ان کہنے دو! کیا تم انھیں پہچانتے نہیں ہو؟ یہ اوس بن صامت کی اہلیہ خولہ ہیں، ان کی بات اللہ رب العزت نے ساتوں آسمانوں کے اوپر سے سنی (اور ان کے بارے میں قرآنی آیت نازل کی) تو عمر تو کہیں زیادہ ہی اس کا مستحق ہے کہ وہ جو کہیں وہ سنے"(۱)

---

(۱) محض الصواب فی فضائل أمیر المؤمنین عمر بن الخطاب، یوسف عبد الهادی: ۳/ ۷۷۷، عمادة البحث العلمی بالجامعة الاسلامیة، المدینة المنورة۔

اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اسلامی معاشرہ میں عورت کا مقام کتنا بلند ہے۔

تاریخ اسلام میں نسیبہ بنت کعب جو "ام عمارہ" کے نام سے پہچانی جاتی ہیں، ان کی جرأت و ہمت اور غزوات اور جنگ کے میدانوں میں ان کی قربانیوں کو کون فراموش کرسکتا ہے؟

غزوۂ احد کے موقع پر وہ مسلمان فوجیوں کو پانی پلانے کی غرض سے نکلیں، عین جب انہوں نے مسلمانوں کے لشکر کو شکست فاش ہوتے ہوئے دیکھا تو تلوار سونت کر خود ہی معرکہ میں شامل ہوگئیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دفاع کرنے لگیں، اور دشمنوں کی یلغار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانے میں بڑا اہم رول ادا کیا، خود زخمی ہوگئیں تو اپنی زندگی پر موت کو ترجیح دے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور بقا کے لئے کوشاں رہیں، اور راہ حق میں موت کو خوشی خوشی انگیز کرلیا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بے مثال قربانی کو دیکھ کر ان کے لئے ان کے شوہر کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے دعاؤں کا تحفہ عطا فرمایا، اور اپنی رضامندی سے ان سبھوں کو نوازا، اور حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا:

"ما نظرت یمینا او شمالا الا ورایت ام عمارۃ یخاطب ابنہا المقام امك خیر من مقام فلان وفلان" (۱)

"میں (اس معرکۂ کارزار میں) اپنے دائیں بائیں جس طرف بھی دیکھتا ام عمارہ رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے کو اپنا واسطہ دیکر ثابت قدمی پر ابھارتی نظر آتی تھیں"۔

یقیناً ایک خاتون کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنی خوشنودی اور ان کی بہادری کی شہادت سرمایۂ سعادت ہے:

ع۔ یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

---

(۱) الطبقات الکبری لابن سعد: نسیبۃ بنت کعب بن عمرو: ۸/ ۴۱۵، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

اسی طرح خاتون اسلام حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شرکت کی ہے، جب وہ میدان جنگ میں جاتیں تو مجاہدین کے سامانوں کی دیکھ بھال کرتیں ان کے لئے کھانا پکاتیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں، بیماروں کی تیمارداری کرتیں اوران کو دوا پلاتی تھیں۔

غزوہ حنین کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں میں خنجر دیکھ کر دریافت فرمایا کہ: "ماھذا الخنجر ؟" (تم نے یہ خنجر کیوں لے رکھا ہے؟)

انہوں نے بڑی جرأت سے فرمایا:

اتخذ ته ان دنا منی احد من المشر کین بقرت به بطنه(۱)

''میں نے یہ خنجر اس لئے لے رکھا ہے کہ اگر مشرکین میں سے کوئی مجھ سے قریب آنے کی کوشش کرے گا تو اس خنجر سے میں اس کا پیٹ چاک کردوں گی'' (۲)

ہندوستان کی بہادر خواتین

☆ اسلام کی تاریخی محاسن کے ذکر میں عموماً ہندوستان کا نام نہیں آتا؛ لیکن اس خاص مضمون میں ایک جگہ نہیں بیسوں جگہ ہندوستان کا نام آئے گا، ہندوستان کی اسلامی تاریخ میں اکثر مسلمان عورتوں کے نام نظر آتے ہیں، جن کی بہادری، شجاعت اور اولوالعزمی مردوں کے مقابلے میں کس قدر مرجح ثابت ہوتی ہے۔

☆ شاہ التمش کی بیٹی رضیہ سلطانہ جس نے اسلامی خواتین میں گو کم سلطنت کی مگر سب سے بہتر کی، ابن بطوطہ جو محمد تغلق کے زمانہ میں ہندوستان آیا تھا لکھتا ہے کہ ''رضیہ مردانہ

---

(۱) الطبقات الکبری لابن سعد: ام سلیم بنت ملحان: ۸/ ۳۱۲، دارالکتب العمیۃ بیروت۔

(۲) مسلم معاشرہ میں خواتین کا علمی وادبی ذوق: ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، دارالقلم، قاضی نگر پھلواری شریف، پٹنہ۔

لباس میں تمام ہتھیار لگا کر گھوڑے پر سوار باہر نکلتی تھی، ''شاہانِ ہند کا معمول تھا جب وہ شکار کو جاتے تھے، تو کل بیگمات اور کنیزیں بھی ساتھ ہوتی تھیں، ایک مرتبہ التمش شیر کے شکار کو گیا تھا، بیگمات پیچھے تھیں، ایک شیر نکل کر بادشاہ پر جھپٹا، اگر رضیہ نہ پہنچ گئی ہوتی تو بادشاہ بری طرح زخمی ہوگیا ہوتا؛ لیکن شیر دل رضیہ نے جھپٹ کر تلوار کے ایسے تابڑ توڑ وار کئے کہ شیر نیم جان ہو کر گر پڑا۔

تخت حکومت پر بیٹھ کر رضیہ نے وہ رعب وداب قائم کیا کہ اعیانِ دولت تک کانپتے تھے، بعض امراء نے یہ دیکھ کر کہ اب ان کا کوئی زور نہیں چلتا مخالفت پر آمادہ ہو گئے اور صرف لفظی مخالفت نہیں؛ بلکہ فوجیں لئے ہوئے دہلی کے باہر پڑے تھے، رضیہ کی مدد کو جو باہر سے آتا تھا اس کو بھی توڑ کر ملا لیتے تھے، لیکن رضیہ نے تنہا اپنی تدبیر ودلیری سے ان کو ایسا پریشان کیا کہ وہ ادھر ادھر ٹھوکر کھاتے پھرتے تھے؛ لیکن ان کو پناہ نہیں ملتی تھی، ۶۳۷ھ میں جب حاکم لاہور نے سر اٹھایا تو خود فوج لے کر گئی، اس کے بعد بھٹنڈہ کے گورنر نے جب سرکشی کی تو پھر خود فوج لے کر نکلی، لیکن اپنے نوکروں کی سازش سے راستہ میں گرفتار ہوگئی اور اس کی جگہ پر دہلی میں اس کے بھائی معز الدین کو لوگوں نے بادشاہ بنایا، رضیہ قید سے چھوٹی تو نئے سرے سے ایک لشکر ترتیب دے کر دو تین مرتبہ تختِ دہلی کے لئے لڑی؛ لیکن چونکہ رضیہ کی فوج بالکل نئی اور بھرتی کی تھی ہمیشہ شکست کھاتی رہی۔(۱)

☆ مغلیہ سلطنت کے قیام میں بھی عورتوں کا ہاتھ رہا ہے، امیر تیمور کے کشورستان لشکر میں بہت سی عورتیں تھیں جو میدانوں میں لڑتی تھی اور معرکوں میں گھستی تھیں، غرض کسی بات میں وہ مردوں سے کم نہ تھیں، کیا تیموری کارناموں میں ان عورتوں کو کوئی حصہ نہ ملے گا؟(۲)

---

(۱) تاریخ اکبر قلمی، از ملا نظام الدین ہردی، ذکر سلطنت رضیہ۔

(۲) عجائب المقدور ابن عرب شاہ: ۲۳۳۔

بابر نامہ، تزکِ جہانگیری دیکھو ہر جگہ نظر آئے گا کہ تیموری خواتین برابر ہتھیار لگاتی تھیں، گھوڑوں پر سوار ہوتی تھیں، شکار کھیلتی تھیں، شیر مارتی تھیں، چوگان کھیلتی تھیں، تیر چلاتی تھیں، غرض فن سپہ گری سے خوب واقف تھیں، تزکِ بابری کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بابر کو جو فتوحات کابل، سمرقند، فرغانہ وغیرہ میں حاصل ہوئیں ان میں عورتوں کو بھی دخل تھا۔

☆ نور جہاں تیمور و بابر کی بیٹی نہ تھی؛ لیکن بہو تھی، اکثر نور جہاں ہاتھی پر سوار ہو کر سیر وشکار کو جنگل جاتی تھی اور ایک گولی میں شیر کو ٹھنڈا کر دیتی تھی، جہانگیر، تزکِ جہانگیری میں نور جہاں کے شکاروں کا بڑی مسرت سے تذکرہ کرتا ہے ایک جگہ لکھتا ہے:

> ”ایک مرتبہ کو نکلا، ایک ہاتھی پر رستم خان اور میں تھا اور دوسرے ہاتھی پر نور جہاں تھی، سامنے جھاڑی میں شیر تھا، ہاتھی شیر کی بو پا کر کانپنے لگتا ہے، اس اضطراب وجنبش میں نشانہ ٹھیک لگنا اور پھر عماری میں بیٹھ کر نہایت مشکل ہے، قدر اندازی میں میرے بعد رستم خان کا کوئی ثانی نہیں ہے؛ مگر ہاتھی پر بیٹھ کر اکثر اس کے تین تین اور چار چار نشانے خطا کر جاتے ہیں؛ لیکن نور جہاں نے عماری میں بیٹھے بیٹھے پہلے ہی وار میں شیر کو ٹھنڈا کر دیا“ (۱)

☆ ایک مرتبہ نور جہاں جہانگیر کے ساتھ شکار کھیلنے گئی، ہاتھی پر سوار تھی، سامنے سے چار شیر نکلے؛ لیکن نور جہاں کی پیشانی پر بل تک نہ آیا، اس نے نہایت اطمینان سے بندوق چلائی اور دو شیروں کو ایک ایک گولی میں اور دو کو دو دو گولیوں میں ٹھنڈا کر دیا، جہانگیر نہایت خوش ہوا، اور چند بیش قیمت زیور نور جہاں کو انعام میں دیئے، اس موقع پر ایک شاعر نے برجستہ یہ شعر پڑھا:

---

(۱) تزکِ جہانگیری: ۲۷۹۔

نورجہاں گرچہ بصورت زن است
در صفِ مرداں ’’زنِ شیر افگن‘‘ است

نورجہاں چونکہ پہلے علی قلی خان شیر افگن کی بیوی تھی، اس لئے ’’زن شیر افگن‘‘ کی ترکیب نے اس شعر کو اور مزیدار بنا دیا ہے۔

اس کے علاوہ ہندوستانی خواتین کے بے شمار واقعات ہیں جو ان کی بہادری، دیدہ دلیری اور شجاعت اور بسالت کی داستانیں سناتی ہیں۔

اہل علم خواتین کی گھریلو زندگی

امور خانہ داری میں حسن انتظام

إِنَّ اللّٰہَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ (۱)

''اللہ عزوجل توبہ کرنے والوں سے بھی محبت فرماتے ہیں اور پاک صاف رہنے والوں سے بھی محبت فرماتے ہیں''۔

توبہ کہتے ہیں: من کو صاف کرنے کو اور طہارت کہتے ہیں تن کو صاف کرنے کو، گویا جو عورت توبہ کے ذریعے من کو صاف کرے اور پانی کے ذریعے اپنے تن کو صاف کرے، وہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، وہ اللہ کو محبوب ہوتی ہے۔

لہٰذا عورت کو چاہئے کہ اپنے مزاج کو ایسا بنائے کہ گندگی سے مفاہمت نہ کرے، اس کا تعلق انسان کے ذوق سے ہوتا ہے، اس کے مزاج سے ہوتا ہے۔

صاف رکھنے کی پانچ چیزیں

① پہلی چیز: اپنی نیتوں کو صاف کرنا ہے، جس بندے کی نیت میں کھوٹ ہوگا، اس کے اعمال اللہ کے یہاں کبھی قبول نہیں ہوں گے: إنما الاعمال بالنيات (۲)

''بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے''۔

② دوسری چیز: اپنے دل کو بھی صاف کریں؛ کیوں صاف دل کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں۔

---

(۱) البقرۃ: ۲۲۲۔

(۲) صحیح البخاری، حدیث: ۱

③ تیسری چیز: ہم اپنے بدن کو بھی صاف رکھیں، اللہ تعالیٰ صاف رہنے والے کو پسند فرماتے ہیں۔

④ چوتھی چیز: ہم اپنے کپڑوں کو بھی صاف کریں، ایسا نہ ہو کہ گندے کپڑے ہوں اور آدمی کو احساس بھی نہ ہو، تو کپڑے روزانہ صاف ستھرے پہننا اور ان کو صاف رکھنے کی کوشش کرنا، یہ عادت ہونی چاہئے۔

اور پھر اپنے گھر کو بھی صاف رکھیں، ہم نے دیکھا ہے کہ کتا ایک جانور ہے، جب کہیں بیٹھنے لگتا ہے تو اپنی دم ہلا کر اس جگہ کو صاف کرتا ہے۔

⑤ پانچویں چیز: ہمارے معاملات بھی صاف ہونی چاہئے، لین دین اور دوسروں کے ساتھ جو ہمارا معاملہ ہے، یہ سب صاف ہونے چاہئیں۔

بچوں کی تربیت کے چند اہم نکات

پہلی بات جس میں اکثر عورتیں غلطی کرتی ہیں یہ ہے کہ بچوں پر چیخنا اور چلانا ان کی عادت ہوتی ہے، یہ اچھی عادت نہیں ہے، ہمیشہ بچوں کو متبادل دیں، مثلاً: بچے فٹ بال کھیل رہے ہیں اور کمرے کی چیزوں کو توڑ پھوڑ رہے ہیں تو ان کو متبادل دیں کہ بچو! یہاں کھیلنے کے بجائے باہر کھیل لو، ہال میں کھیل لو، کوئی دوسری جگہ بتا دو، یہ مت کہو کہ مت کھیلو کہیں گے، بچوں کو اگر کہیں کہ مت کھیلو تو وہ اس کو تسلیم نہیں کریں گے؛ کیوں کہ اس وقت وہ کھیلنے کے موڈ میں ہوتے ہیں، نکتے کی بات یہ ہے کہ بچوں کو ہمیشہ متبادل دیں، ان کو نہ نہ کہیں، چلایا نہ کریں اور الزام تراشی نہ کریں کہ ”تم تو سنتے نہیں ہو، تم تو میری بات مانتے نہیں ہو“ بچے یہ سن کر الٹا حیران ہو جاتے ہیں کہ امی یہ کہہ کیوں رہی ہیں؟ تو ان کو متبادل دیا کریں تو بچے اس سے جلدی مان جاتے ہیں۔

بچے باہر دوستوں میں جائیں اور پھر واپس آئیں تو ان سے ضرور پوچھیں کہ تم نے کیا کیا۔۔۔؟ کیا باتیں کیں۔۔۔؟ ان معلومات کا ان سے لینا بچوں کی اصلاح کے لئے بہت ضروری ہے، بچے خود نہیں بتائیں گے، ان کو اگر غلط باتیں ملی ہیں تو وہ خاموش رہیں گے،

حیران رہیں گے، اپنے بچوں کے ساتھ ایسے تعلقات رکھیں کہ وہ آپ کو دوست سمجھیں۔

گھر کے کاموں کی ترتیب

گھر کے کاموں کے لئے روزانہ کے تین کام مقرر کرلیں، اتنے کاموں کی لسٹ بنائیں جو ہوسکتے ہوں اور آپ روزانہ اس کو پورا بھی کرسکیں۔ دوسرا نکتہ یہ ملحوظ رہے کہ اپنے گھر کو کیسے منظم کریں۔

فالتو چیزیں فارغ کردیں

یعنی گھر میں جو ابتری پھیلی ہوئی ہے، ادھر کباڑ پڑا ہے، اُدھر فالتو چیزیں پڑی ہیں، سب سے پہلے ان چیزوں کو نکالنے کی کوشش کریں، ہر کمرے کی فہرست بنائیں کہ کونسی چیزیں ایسی ہیں جو کمرے میں تو ہیں؛ مگر ہم ان کو استعمال نہیں کرتے، ان چیزوں کو آپ نکال دیں، آپ ضرورت مندوں کو دے دیں، یا کسی کو استعمال کے لئے دے دیں، مگر ان چیزوں سے جن کو آپ استعمال ہی نہیں کرتیں ان سے جان چھڑالیں۔

Store کو سیٹ کریں

پھر جو اسٹوریج ہوتا ہے کو اس کو چھانٹتے رہیں، چیزیں رکھنے کے لئے کوشش کریں کہ شفاف ٹب مل جائے تو بہت ہی اچھا ہے،، ان میں کوئی چیز رکھیں تو باہر سے ہی نظر آجاتا ہے کہ اس کے اندر کیا ہے؟ اس کے اندر کپڑے ہیں یا اس کے اندر کوئی چیز ہے، پھر ان کے اوپر لیبل لگانے کی عادت ڈالیں، عورتیں جب چیز رکھتی ہیں تو یہ سمجھتی ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ میں نے اس میں کیا رکھا ہے؛ مگر جب چیزیں ڈھونڈتی ہیں تو تب انہیں یاد نہیں ہوتا، پھر ایک ایک چیز کو نکال کر دیکھنا پڑتا ہے، اس کا بہتر طریقہ ہے کہ اگر ہر ٹب کے اوپر لیبل لگادیا جائے اور چیز رکھتے ہوئے تاریخ لکھ دی جائے اور بتادیا جائے کہ اس میں یہ چیز رکھی ہے اس طرح چیزوں کا ڈھونڈنا نسبۃً آسان ہوجاتا ہے۔

کتابوں کو سیٹ کرنا

اگر گھر میں کتابیں ہیں تو ان کو بھی بک شیلف میں رکھنا چاہئے، اس ترتیب سے کہ وہ

اپنی اپنی جگہ پر سیٹ ہوں، اسٹوریج شیلف کے لئے اگر انسان کو کچھ پیسے خرچ کرنے پڑیں تو کر دینے چاہئے؛ تاکہ چیزوں کو اچھی طرح اسٹور کر سکیں، میگزین کو اسٹور کرنا، جو دینی رسائل آتے ہیں ان کو سٹور کرنا، فائلوں کو اسٹور کرنا، اسٹیشنری کو اسٹور کرنا یہ اہم چیز ہے۔

کچن کو ترتیب دینا

اسی طرح کچن کی جگہ کو بھی فالتو چیزوں سے خالی کر لینا چاہئے، اس کے لئے یہ دیکھ لینا چاہئے کہ کونسی ایسی چیزیں ہیں جو باقاعدہ استعمال ہوتی ہیں؟ کون سے سامان اور پکانے میں استعمال ہونے والے آلات زیادہ استعمال میں آتے ہیں، تو جو چیزیں استعمال میں ہی نہیں آتی ہیں، ویسے ہی پڑی رہتی ہیں، ان کو خواہ مخواہ اسٹور کر کے رکھنے سے کیا فائدہ؟

کچن کے سامان کو سیٹ کرنا

اسی طرح گھر کے جو شیلف ہیں ان کو دیکھیں کہ ان میں جو چیزیں ان کو چیک کریں کہ کون سے پارٹ اور پین ہیں جو استعمال ہی نہیں ہوتے؟ ایسے ڈھکنے جو میچ ہی نہیں کرتے اور رکھے ہوئے ہیں ان کو خالی کر دینا چاہئے، جو خشک راشن ہے جیسے آٹا، چاول، دال وغیرہ ان کو شفاف باکسوں میں رکھنا چاہئے، اس کے دو فائدے ہیں: ایک تو اسٹور ہو جائیں گے، اور دوسرا جو ان کی کم سے کم سطح ہے، اس کا بھی پتہ چل جائے گا، جیسے دال ختم ہو رہی ہے یا کم ہو رہی ہے تو پتہ چلے گا، کچن میں ایک شیلف ایسا بنائیں جس میں روزمرہ کی چیزیں رکھی جائیں مثلاً: نمک، مرچ، مسالے وغیرہ جو روزانہ استعمال کی چیزیں ہیں وہ اس کے اندر رکھی جائیں، سب کو پتہ ہو کہ یہ اس شیلف میں ہوتا ہے؛ ورنہ کھانا بناتے ہوئے کبھی نمک نہیں ملتا، کبھی مرچ نہیں ملتی تو مشکل پیش آتی ہے۔

کچن کے آلات

کچن کے آلات کو اس طرح سے انسٹال کروائیں کہ روزمرہ استعمال کی چیزیں قریب انسٹال کروائیں اور جو کم استعمال ہوتی ہیں، ان کو ذرا دور کروائیں جو چیز زیادہ استعمال ہوتی ہے وہ قریب ہونی چاہئے۔

کمروں کی اشیاء کو سیٹ کرنا

کمروں کی الماریوں اور شیلف کو بھی چیک کریں کہ ان میں کون سی چیزیں فالتو پڑی ہوئی ہیں؟

اپنے گھر میں دو بیگ بنوائیں: ایک بڑا ہو پھینکنے والی چیزوں کا اور ایک بیگ ہونا چاہئے دے دینے والی چیزوں کا، یعنی وہ بیگ کہ جس میں آپ وہ چیزیں ڈالیں جو لوگوں کو دے دینی ہیں، ضرورت مند لوگ ان کو لے کر خوش ہو جاتے ہیں، کچھ ایسی چیزیں ہوتی ہیں جو بالکل بے کار ہوتی ہیں، ان کو پھینک دینا ہوتا ہے۔

اسی طرح جو بیڈ روم شیلف ہیں، ایک ایک کر کے اس کو کھولیں، اور اس میں پڑی ہوئی چیزیں کو بیڈ کے اوپر پھیلائیں، اور اس میں دیکھیں کہ کون سی ضروری ہیں او رکون سی فالتو ہیں؟ پھر ان کو دوبارہ الماریوں کے اندر رکھیں، اس سے آپ کے گھر میں فالتو چیزیں نہیں رہیں گی، جو چیزیں ہوں گی وہ اچھے طریقے سے ہوں گی۔

کپڑوں کو ترتیب دینا

اگر کپڑے بہت زیادہ خراب ہیں تو اسے پھینکنے والے بیاگ میں ڈال دیں، وہ کپڑے جو آپ نے پچھلے بارہ مہینے میں نہیں پہنے تو امید یہی کی جاتی ہے کہ آئندہ وہ کپڑے پہننے کا موقع نہیں آئے گا؛ لہٰذا وہ کپڑے کسی کو دے دینے چاہئے، اور اگر کپڑے بہت زیادہ ہیں تو پھر آپ چھ مہینے کی حد بھی متعین کر سکتی ہیں کہ اگر میں نے پچھلے چھ مہینے میں کوئی کپڑا نہیں پہنا تو اس کو نہ رکھوں یہ زیادہ بہتر ہے، دیکھا یہ گیا ہے کہ عورتیں بہت پرانے کپڑے بھی رکھتی ہیں جن کو مہینوں اور سالوں نہیں پہنتیں اور پھر جگہ تنگی ہوتی ہے۔

جب آپ کپڑوں کو لٹکانے لگیں تو کپڑوں کو لائٹ کلر سے ڈارک کلر کی طرف لے کر جائیں، مثلاً ہینگر کے ساتھ لٹکاتے ہیں تو لائٹ کلر پہلے ہو اور پھر ڈارک کلر آجائے تا کہ پھر کپڑے کا نکالنا بھی آسان ہو جائے، ملے جلے رنگوں والے کپڑے کو لٹکائیں گی تو پھر ڈھونڈنا مشکل ہوگا، پتہ نہیں چلتا کہ وہ کپڑا کہاں ہوگا؟ ایک کلر کے کپڑے ایک طرف ہوں

اور وہ بھی لائٹ سے ڈارک کی طرف جا رہے ہوں۔

جوتوں کی ترتیب

اب ہر گھر میں جوتوں کو رکھنا پڑتا ہے تو جوتوں کے لئے بھی آپ ایک اسٹورتیج ریک بنوائیں، اور اس میں جوتے اسٹور کریں، بعض اوقات بچوں کے جوتوں کو پلاسٹک ٹب میں رکھنا پڑتا ہے تو وہ بھی شفاف ٹب ہونا چاہئے اور اس کے اوپر لیبل لگا دینا چاہئے؛ تاکہ پتہ چلے کہ بچی کے جوتے کہاں ہیں اور بچے کے جوتے کہاں ہیں۔

لانڈری کا انتظام

اگلی بات لانڈری باسکٹ کی ہے، ہر گھر میں لانڈری باسکٹ ہونا چاہئے؛ تاکہ جو بچے یا بڑے کپڑے اتاریں تو وہ ان کو فرش پہ نہ پھینکنے کے بجائے اس لانڈری باسکٹ کے اندر ڈال دیں اور آپ کا کام ہو کہ لانڈری باسکٹ سے کپڑے لے کر ان کو دھولیں، لانڈری روم میں جو ٹوکریاں ہوں ان میں دو باتوں کا خاص خیال رکھیں کہ ڈارک کلر والے کپڑے الگ الگ رکھا کریں اور لائٹ کلر والے کپڑوں کو الگ رکھا جائے؛ کیوں کہ ان کو دھونا بھی الگ چاہئے، ایک بات یہ اور خیال میں رہے کہ جب واشنگ مشین بند ہوتی ہے اور کپڑے دھل جاتے ہیں تو کپڑوں کو نکالنے میں دیر نہ کریں، بہت ساری عورتیں دیر کر دیتی ہیں اور کپڑے ایک دو گھنٹے پڑے رہتے ہیں، پھر ان کو سنبھالنا اور استری کرنا مشکل ہوتا ہے اس میں سلوٹیں آجاتی ہیں۔

اسٹڈی ٹیبل کی ترتیب

گھروں میں پڑھنے کی جگہیں ہوتی ہیں، جیسے بچوں کے کمروں یا خاوند کے کمرے میں اسٹڈی ٹیبل ہوتی ہے، تو اسٹڈی ایریا کو ہمیشہ سادہ رکھنا چاہئے، اگر آپ اپنے بچوں کے بارے میں اسکول کی طرف سے کوئی میل ملے تو الگ فائل بنائیں، یہ بہت اہم فائل ہوتی ہے، کیوں بچوں کی جو میلز اور پیغام ہوتے ہیں اس پر والدین کو ایکشن لینا ہوتا ہے۔

ہر کام کی فائلیں بنائیں، ان فائلوں کو آپ پڑھیں اور ان کو ریکارڈ میں رکھیں، ہر گھر

میں انشورنس کی فائل ہونی چاہئے ،ٹیکس کی فائل ، ہوم انشورنس ، کار انشورنس ،ہیلتھ انشورنس کی فائل ، کار ریپرینگ کی فائل کہ کار کا آئیل کتنا دن میں بدلنا ہے ، اور ریپرنگ کتنے دن میں کرنی ہے۔

اسی طرح بجلی کے بل اور واٹربل کی فائل ہونی چاہئے۔

جومختلف آلات کی مختلف warranties ہیں، ان کی فائل الگ ہونی چاہئے۔

اور جو بینک کے ڈاکومنٹس ہیں ان کی فائل الگ ہونی چاہئے۔

کھانے کا انتظام

کھانے کے سلسلے میں ایک مینو اور پروگرام بنالیں جس میں ہفتہ کا ایک پروگرام ہو کہ مجھے ہفتہ کے دن کیا کرنا ہے، اتوار کو کیا کرنا ہے وغیرہ، مصروفیت کو دیکھ کر اس کو بنائیں ، جس دن آپ کے دوسرے کام زیادہ ہیں اس دن آپ پکائی کم کریں اور جس دن آپ فارغ ہیں اس دن آپ ایک دو اضافی ڈشنر بھی بنا سکتے ہیں ؛لیکن اگر پہلے سے پروگرام بنایا ہوتو سب آسان ہوجاتا ہے اور وقت پر پکانا بھی آسان ہوتا ہے، اکثر عورتیں صبح اٹھتی ہیں تو اس وقت سوچتی ہیں کہ آج کیا بنانا ہے؟ اس میں ٹائم ضائع ہوتا ہے۔

مینو بنانے میں مختلف اقسام کی چیزیں ہونی چاہئے ، انسان کی عادت ہے کہ روزانہ ایک ہی چیز کھانے سے طبیعت اکتا جاتی ہے ، اس لئے اس میں بچوں کو کھانے کی مختلف قسمیں دیں ؛ تا کہ وہ رغبت سے کھائیں ، فیملی کے لوگ جس ترکیب کو زیادہ پسند کرتے ہیں ، روزانہ کی مصروفیات کو دیکھ کر باقی مصروفیات کے ساتھ پکانے کو شامل کرلیں ، جس دن باقی کاموں میں مصروفیت ہے اس دن پکانے کا کام کم ہو ، اور جس دن گھر پہ ہیں اس دن پکانا نسبتہً زیادہ ہو۔

کھانے کی لسٹ میں ساس سے مشورہ کریں ، کچن کے بارے میں ساس یہ چاہتی ہے بہو اس سے ضرور پوچھے ؛ اس لئے اس میں سسرال کا مشورہ بھی شامل کرنا چاہئے۔

گھر میں سبزیوں ، سلاد اور فروٹ وغیرہ اسٹاک کرسکتی ہیں ، تو ایک اچھی عادت ہے۔

گھر کی صفائی

گھر کی صفائی کا بھی ایک شیڈول اور نظام ہونا چاہیے۔

کچن کی صفائی

مثلاً کچن میں رات سونے سے پہلے جتنے برتن دھونے کے ہیں، سب کو آپ ڈش واشر میں ڈال دیں تا کہ وہ رات میں دھل جائیں اور صبح جب آپ اٹھیں تو سارے برتن آپ کو صاف ملیں۔

کارپٹ کی صفائی

اگر گھر میں کارپٹ ہے تو اس کو روزانہ صاف کرنا چاہیے؛ کیونکہ کارپٹ کے اوپر جراثیم جلدی نشو ونما پاتے ہیں اور کام حفظانِ صحت کے خلاف ہو جاتا ہے، بچے بھی ان کے اوپر گیلے اور میلے پاؤں سے آتے ہیں تو کارپٹ بیماریوں کی آماجگاہ بن جاتا ہے تو روزانہ صاف کرنا یہ بہت اہم ہے، البتہ اس کی صفائی اور ویکیوم میں آپ اپنے بچوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کر سکتے ہیں، اگر چار پانچ سال کی بچی کو کوئی کام سکھا دیں تو وہ اس کام کو بہت خوشی خوشی کرے گی اور آپ کو کام میں مدد بھی مل جائے گی۔

بیڈروم کی صفائی

بیڈ روم کو بھی صاف کرنا چاہیے کہ ایک عادت بنائیں کہ آپ صبح اٹھیں تو اٹھتے ہی اپنے بیڈ کو فوراً فولڈ کریں اور بچوں کو بھی اس عادت ڈالیں کہ جب وہ اٹھیں تو اپنے تکیے، اپنے کمبل اور اپنے بیڈ کو اسی وقت ٹھیک کریں، یہ صرف دو منٹ کا کام ہے، جب یہ عادت ہو گی تو کام آسان ہو جائے گا۔

باتھ روم کی صفائی

سب سے اہم کام غسل خانے کی صفائی ہے، عام طور پر غسل خانے بہت گیلے رہتے ہیں اور گندے رہتے ہیں، غسل خانوں کو بہت صاف رکھنا چاہیے، انسان کی صفائی کا اندازہ اس کے واش روم سے ہوتا کہ وہ کتنا صاف ہے؟ اسی طرح مدارس میں اگر کوئی بندہ جائے

تو مدارس کی صفائی کا اندازہ وہاں کے واش روم سے لگائیے، ہر باتھ روم کو روزانہ صاف ستھرا کرنا چاہئے، اس میں وائپ بھی کریں اور روزانہ اسپرے کریں۔

کپڑوں کی صفائی

ہر دن میں لانڈری کا ایک پورا لوڈ ضرور کرنا چاہیے، اور جو لانڈری کا کام ہے وہ اس بات سے مکمل ہوتا ہے کہ کپڑوں کو دھویا جائے، ان کو صاف کرنا اور ان کو فولڈ کر کے ان کی جگہ پر رکھنا، صرف دھو لینا اور ان کو مشین میں ڈال دینا یہ کافی نہیں، جب آپ صبح اٹھیں تو اٹھتے ہی سب سے پہلا کام یہی کیا کریں کہ کپڑوں کی مشین کو آن کریں، اس دوران میں آپ اپنے کام سمیٹتی رہیں اور مشین آپ کے کپڑوں کو دھوتی رہے گی۔

دس منٹ گھر کی صفائی کے لئے

ایک بہت اہم چیز گھر کی صفائی کے بارے میں ہے کہ جس طرح انسان اپنے دل کی صفائی کے لئے صبح وشام معمولات کرتا ہے، اسی طرح اس کو گھر کی صفائی کے لئے دس منٹ لگانا چاہئے، فرض کریں کہ گھر میں پانچ کمرے ہیں تو وہ دو منٹ ہر کمرے کو دیں اور جو چیز جگہ سے ہٹی ہوئی ہو اس کو واپس اپنی جگہ پر رکھ دیں، بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ چیزیں بکھیر دیتے ہیں، خاوند اور بڑے بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ بھی چیزوں کو بکھیر دیتے ہیں، تو عورتوں کی یہ ذمہ داری اور ڈیوٹی ہے کہ جو چیز بکھری پڑی ہیں ان کو واپس اپنی جگہ رکھ دیں، ہر کمرے میں دو منٹ لگتے ہیں؛ لیکن یہ دس منٹ کا دورانیہ پورے گھر کو منظم کر دیتا ہے؛ لہٰذا دن کی ابتداء میں بھی دس منٹ کا دورانیہ دیں، ہر کمرے میں جائیں اور جو چیزیں آپ دیکھتے ہیں کہ زمین پر پڑی ہیں ان کو اپنی جگہ پر رکھیں، جو جگہ سے ہٹی ہوئی ان کو اپنی جگہ پہ رکھیں اور بچوں کو بھی ساتھ ساتھ سکھاتی رہیں؛ تاکہ وہ بھی ہر چیز کو اپنی جگہ پر رکھنے کی عادت ڈالیں۔

سونے سے پہلے دو کام

چند کام ایسے ہیں جو عورت کو سونے سے پہلے کرنا چاہئے:

① اگلے دن کا شیڈول بنائے کہ کل مجھے کیا کرنا ہے؟

④ کل کے دن بچوں نے جو کپڑے پہنے ہیں اسکول جانے سے پہلے ان کو نکال کر استری کروا کر اپنی جگہ پر لٹکانا تا کہ بچے اٹھیں تو اس وقت ان کو کپڑے ڈھونڈنے نہ پڑیں، پھر بچوں کے ناشتے میں رات کو ہی جو چیزیں پیک کی جاسکتی ہیں، آپ پیک کریں، جو پکائی جانے والی ہیں ان کے متعلق سوچ لیں، خاص طور سے شوہر آفس یا دفتر جاتے ہوئے جو کپڑے پہنتے ہیں وہ عورت کو رات کو تیار کر کے سونا چاہئے، بہت سارے گھروں میں اسی بات پر جھگڑا ہوتا ہے، خاوند دفتر جانا چاہتا ہے تو اس کے کپڑے تیار نہیں ہوتے، اس لئے عورت کو ان کو پہلے تیار کر لے۔

فریج کی صفائی

فریج کو صاف رکھیں، بہت ساری عورتیں اس میں سستی کرتی ہیں، جو چیز آتی ہے فریج میں ڈال دیتی ہیں، پھر نکالتی ہیں؛ مگر صاف کرنے کے لئے ٹائم نہیں دیتیں، فریج کے تمام شیلف کو نکالنا چاہئے اور تمام شیلفوں کو نکال کر رگڑ رگڑ کر صاف کرنا چاہئے، تھوڑا سا صابن مل کر پانی سے صاف کریں تو بہتر ہے۔

فریج میں جن چیزں کو رکھنا ہے ان کو آپ منظم کر کے رکھیں؛ تا کہ چیز نکالنا آسان ہو جائے، فروٹ اور سبزیوں کے لئے آپ کھلی ٹوکریاں استعمال کریں، جب آپ خرید کر آئیں تو فروٹ اور سبزیوں کو فوراً دھوئیں اور دھو کر رکھیں، اگر آپ اسی طرح اس کو رکھ دیں گے تو بچے کسی بھی وقت فروٹ کھا سکتے ہیں تو دھوئے بغیر فروٹ کھانے سے نقصان ہوگا، اور یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ آج کل کے زمانے میں زیادہ پیداوار لینے کے لئے سبزیوں اور پھلوں کے اوپر اسپرے کئے جاتے ہیں وہ اسپرے زہریلے ہوتے ہیں، اگر ان کو اچھی طرح دھویا نہ جائے تو یہ مادے بچوں کے جسم میں جا کر ان کو بیمار کر سکتے ہیں، اس لئے فروٹ اور سبزیوں کو گھر میں لاتے ہی فوراً دھو کر رکھنا انتہائی اہم ہے۔

امور خانہ داری میں صحابیات کا کردار

صحابیات کی زندگی کو دیکھیں تو وہ بھی سارا دن گھر کے کاموں میں مصروف رہا کرتی

تھیں؛ اس لئے کہ اللہ نے عورت کو خدمت کے ذریعے جنت دی ہے۔

☆ حدیث مبارکہ میں ہے: سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا جو خاتونِ جنت ہیں وہ سارا دن اپنے گھر کے کاموں میں مصروف رہتی تھیں، اپنے ہاتھ سے روٹی پکاتی تھیں، برتن دھوتی تھیں، ان کے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے تھے، یعنی محنت کرنے کی وجہ سے ہاتھ میں سخت گٹے آ گئے تھے۔

☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جو ام المؤمنین ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاڈلی تھیں؛ مگر وہ اپنے گھر میں چکی خود پیستی تھیں اور گندم کا آٹا خود بناتی تھیں۔

☆ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین ہیں، تمام امہات میں بہترین پکانے میں مشہور تھیں، ان کے پکے ہوئے کھانے بہت ذائقہ دار اور لذیذ ہوتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کھا کر خوشی کا اظہار فرماتے تھے۔

☆ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بڑی صاحبزادی سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے بھی بہت سارے واقعات کتابوں میں لکھے ہیں، وہ گھر کے سارے کام کرتی تھیں اور ان کے خاوند نے کچھ جانور اور اونٹ وغیرہ پالے ہوئے تھے، ان جانوروں کو بھی چارہ ڈالتی تھیں اور کئی مرتبہ کھانے کی اور کوئی چیز نہ ہوتی تو کھجور گٹھلیوں کو پیس کر ان جانوروں کو کھلایا کرتی تھیں۔(۱)

(۱) ملخص از: امور خانہ داری میں حسن انتظام، محبوب العلماء حضرت مولانا پیر ذوالفقاء احمد نقشبندی ۱۸۱-۲۰۸، مکتبہ الفقیر فیصل آباد۔

تعلیمِ بنات کے سلسلے میں
متقدمین اور معاصرین علماء کا نقطہ نظر

مانعین کی رائے

جن لوگوں نے مدارسِ نسواں کے قیام کی ممانعت کی ہے، ان میں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کا بھی ملفوظ ہے؛ اگرچہ بعض شرائط کے ساتھ انہوں نے اس کو جائز بھی کہا ہے:

> ''عورتوں کو اسکولوں کے ذریعے یا زنانہ مدارس کے ذریعہ تعلیم دینا تو سم قاتل ہے، میں مدارس نسواں کو بھی پسند نہیں کرتا خواہ کسی عالم ہی کے تحت ہو، میں تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ ہرگز ہرگز ایسا نہ کرو؛ ورنہ اگر تم نے میرا کہنا نہ مانا تو بعد میں پچھتاؤ گے، اسکولوں اور مدرسوں کو چھوڑ کر عورتوں کو گھر ہی میں رکھ کر تعلیم دو اگر عربی میں دو تو سبحان اللہ؛ ورنہ اردو میں ہی دینا چاہئے''۔(۱)

زنانہ اسکول قائم کرنے کی شرائط اور بہتر شکل

حضرت تھانوی رحمہ اللہ علیہ کے قائم کردہ زنانہ اسکول کی صورت

میں نے بھی تھانہ بھون میں لڑکیوں کا ایک مدرسہ قائم کیا ہے، لڑکیاں ایک معلمہ کی گھر

---

(۱) اصلاح خواتین: ۱۲۸، بحوالہ مروجہ مدارس نسواں شریعت کی روشنی میں: ۳۰، ادارہ اشاعت اسلامیہ بریطانیہ۔

میں جمع ہوجاتی ہیں (وہی گھر گویا لڑکیوں کا مدرسہ ہے) اور میں ان کی خدمت کر دیتا ہوں؛ لیکن میں نے یہاں تک احتیاط کر رکھی ہے کہ میں خود کسی کو لڑکی بھیجنے کی ترغیب نہیں دیتا، یہ انہیں معلمہ سے کہہ دیا ہے کہ یہ سب تمہارا کام ہے تم جتنی لڑکیوں کو بلاؤ گی تنخوہ زیادہ ملے گی، اس مدرسہ میں ماہواری امتحان بھی ہوتا ہے، سو لڑکیاں کبھی تو امتحان دینے کے لئے گھر پر چلی آتی ہیں اور میری اہل خانہ (بیوی) یا میری خاندان کی کوئی بی بی ان کا امتحان لے لیتی ہیں (امتحان میں نہیں لیتا) اور کبھی لڑکیوں کو نہیں بلایا جاتا بلکہ ممتحنہ (امتحان لینے والی) وہیں چلی جاتی ہیں اور امتحان لے لیتی ہیں، صرف امتحان کا نتیجہ میرے سامنے پیش ہوجاتا ہے اور باقی ان پر میرا کوئی اثر اور نہ دخل، نمبر ممتحنہ دیتی ہیں ان نمبروں پر انعام میں تجویز کرتا ہوں۔

الحمدللہ اس طرز پر مدرسہ برابر چلا جارہا ہے اور ایک بار بھی کبھی خرابی نہیں ہوئی (الغرض) لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام یا تو اس طور پر ہو کہ لڑکیاں جمع نہ ہوں اپنے اپنے گھر یا محلہ کی بیبیوں سے تعلیم پائیں؛ لیکن آج کل یہ عادۃً بہت مشکل ہے، یا اگر ایک جگہ جمع ہوں تو پھر یہ انتظام ہو کہ مردانہ سے سابقہ نہ رکھیں، اور اپنی مستورات سے نگرانی کرائیں ان سے خود بات چیت تک بھی نہ کریں۔

دوسرے اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ سکریٹری بضرورت متقی بن جائے، چاہے وہ آزاد خیال ہو؛ مگر اسے مولوی کی شکل بنانا چاہئے؛ تا کہ معلمہ پر اس کے صورت تقوی کا اثر پڑے۔

میرے دانست میں تعلیم نسواں کے یہ اصول ہیں آگے اور لوگ اپنے تجربوں سے کام لیں، کچھ میرے خیالات کی تقلید ضروری نہیں۔(۱)

مدارس نسواں اور حضرت باندوی

عارف باللہ حضرت اقدس قاری صدیق احمد باندوی رحمۃ اللہ علیہ جناب مفتی زید صاحب کی مرتب کردہ سوانح حیات میں موجود ہے:

(۱) اصلاح خواتین: ۳۱۵۔

''ایک سلسلۂ گفتگو اور خاص نوع کے اجلاس میں اور ایک شخصیت کا تذکرہ کرتے ہوئے احقر سے فرمایا: میرا حال تو یہی کہ میں سب سے ملاقات کرتا ہوں، مہمان نوازی کرتا ہوں؛ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں ان کے نظریات سے بھی متفق ہوں اور ان کے کام میں بھی شریک ہوں، میں تو بالکل اپنے اکابر کے طرز پر ہوں اور ان کے کام میں بھی شریک ہوں اور اس پر سختی سے کاربند ہوں، لوگوں کو دھوکہ نہ ہونا چاہئے۔

مدرسۃ البنات کا آج کل بہت زیادہ رواج ہوگیا ہے، لوگوں کی دعوت پر میں ان کے مدرسہ میں بھی گیا ہوں اور تقریر بھی کی؛ لیکن میں اس سے متفق نہیں ہوں اور نہ ہی اس کو پسند کرتا ہوں، اس میں بہت مفاسد ہیں، میرے طرزِ عمل سے لوگوں کو دھوکہ نہ ہونا چاہئے''۔(۱)

تعلیم نسواں اور مدرسۃ البنات کے متعلق حضرت کے بعض خطوط

لڑکیوں کی دینی و دنیوی تعلیم کے سلسلے میں حضرت اقدس کے متعدد مکاتیب ہیں۔

(مکتوب) ایک صاحب کافی دور سے مدرسۃ البنات جس کا آج کل بڑا رواج ہو چکا ہے، جس میں لڑکیاں اپنے وطن سے آکر دارالاقامہ کی شکل میں رہ کر درس نظامی کا پانچ سالہ کورس حاصل کرتی ہیں، اسی قسم کے ایک مدرسہ سے ایک صاحب حضرت کی خدمت میں ختم بخاری شریف کے لئے حضرت کو دعوت دینے کے لئے آئے تھے، اور عرض کیا کہ مولانا حبیب الرحمن صاحب شیخ الحدیث بھی تشریف لے جائیں گے آپ کو بھی وہاں چلنا ہے، اس وقت حضرت اقدس نے حضرت شیخ الحدیث کے نام مندرجہ ذیل مکتوب تحریر فرمایا:

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ:

مخدومی حضرت اقدس دامت برکاتہم:

---

(۱) حیات صدیق: ۳۴۳، بحوالہ مروجہ مدارس نسواں: ۴۷۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے مزاج بعافیت ہو، ایک صاحب یہاں تشریف لائے تھے اور اصرار کیا کہ مدرسۃ البنات ختم بخاری شریف ہے تم کو وہاں چلنا ہے، ان سے احقر نے عرض کیا کہ میرے بڑے وہاں موجود ہیں اگر وہ حضرات وہاں تشریف لے جائیں تو احقر حاضر ہو جائے گا، اب تک تو احقر کے ذہن میں یہ بات ہے کہ لڑکیوں کی اس قسم کی تعلیم کو اپنے بڑوں نے پسند نہیں کیا، حضرت والا اس کو زیادہ بہتر سمجھتے ہیں، حضرت کا کیا حال ہے، وہاں حضرت کی موجودگی میں اس کام کے لئے احقر کا حاضر ہونا کس طرح جائز ہوگا، احقر کی ہمت نہیں، خادم کی حیثیت سے حاضر ہو سکتا ہے، بشرطیکہ وہاں حاضری حضرت والا پسند فرمائیں، دعاء کی درخواست ہے۔

احقر صدیق احمد، مدرسہ عربیہ ہتھورہ باندہ۔

اور ایک مکتوب کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

اکابر نے اس کو پسند نہیں کیا؛ لیکن حالات کے بدلنے سے رائے بدل جاتی ہے، دار الاقامہ میں تو فتنہ معلوم ہوتا ہے، لڑکیاں پڑھ کر روزانہ اپنے گھر آجایا کریں، ایسا انتظام ہو جائے تو زیادہ مناسب ہے۔(۱)

حضرت موصوف کے ان ارشادات کو جناب مفتی مجد القدوس زید مجدہم نے فقیہ الاسلام حضرت مفتی مظفر حسین صاحب دامت برکاتہم کو سنایا تو مفتی صاحب دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا: ''یہی میرا بھی معاملہ ہے''۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مولانا صدیق احمد باندوی اور حضرت مفتی صاحب اس بارے میں بالکل متفق الرائے ہیں۔

---

(۱) افادات صدیق: ۱۴۳ تا ۱۴۸۔

(۱) احسن الفتاوی میں ہے

اس بارے میں حضرت اقدس مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ کی تحقیق پیش کی جاتی ہے چنانچہ وہ احسن الفتاوی میں فقہاء کی بہت ساری عبارتیں نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

حضرات فقہاء کرام رحمہ اللہ علیہم کی عبارات مذکورہ سے ثابت ہوا کہ امور دینیہ کے لئے خواتین کے خروج کی ممانعت قرآن وحدیث میں منصوص نہیں؛ بلکہ ان حضرات نے اپنے زمانے کے حالات اور شیوع فتن وفسادات کی وجہ سے اصول شریعت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی آراء وانظار کا اظہار فرمایا ہے، لہٰذا ان حضرات کا فیصلہ کوئی نص قطعی اور حرف آخر نہیں؛ بلکہ تغیر زمانہ سے اس میں ترمیم کی گنجائش ہے۔

دور حاضر میں غلبۂ جہل اور دین سے بے اعتنائی اس حد تک پہنچ گئی کہ خواتین کے لئے ضروریات شرعیہ سے خروج کو مطلقاً ممنوع وحرام قرار دینا اور کسی بھی ضرورت شرعیہ کے لئے خروج کی اجازت نہ دینا اقامت دین کے بجائے بددینی ہے، چنانچہ اسی کے پیش نظر مجموع النوازل میں مسائل شرعیہ معلوم کرنے کی ضرورت سے خروج کی اجازت دی گئی ہے، لہٰذا بنظر فقہ اس میں تفصیل ذیل ضروری معلوم ہوتی ہے۔

علم دین کے لئے خروج

احکام شریعت کے علم اور ان پر عمل کرنے میں تصلب وپختگی کی تحصیل کی غرض سے کسی ایسے مدرسۃ البنات میں پڑھنا جائز ہے جس میں شرائط ذیل کی پابندی کا اہتمام ہو:

① پڑھانے والی صرف خواتین ہوں، نامحرم مرد سے پڑھنا جائز نہیں، وجوہِ عدم جواز کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

② معلمات روزمرہ کی زندگی سے متعلقہ مسائل واحکام شرع کے علم میں کمال رکھتی ہوں۔

③ عمل میں پختہ ہوں اور متعلمات میں بھی عمل پختگی پیدا کرنے کی فکر رکھتی ہوں، معاشرہ میں پھیلی ہوئی بدعات اور منکرات وفواحش سے خود بچنے اور دوسروں کو بچانے کا درد رکھتی ہوں، بالخصوص وہ منکرات جو عام معاشرہ میں داخل ہو گئے ہیں،

جیسے بے پردگی، تصویر، ٹی وی، غیبت وغیرہ۔

۴ نصاب تعلیم اور طریق تعلیم کا مقصد ومحور یہی ہو جو اوپر بیان کیا گیا، یعنی روزمرہ کی زندگی سے متعلقہ احکام شریعت کے علم اور اس کے مطابق عمل میں پختگی پیدا کرنا، بالفاظ دیگر فکر آخرت پیدا کرنا، اصطلاحی عالمات اور فاضلات بنانے والا نصاب واجب الترک ہے اور ایسے القاب حاصل کرنے کی ہوس واجب الاصلاح۔

۵ مدرسہ میں کوئی محرم چھوڑ کر آئے اور واپسی پر بھی کوئی محرم مرد ساتھ لائے۔

موجودہ جامعۃ البنات میں شرائط مذکورہ مفقود ہیں۔

علاوہ ازیں ان جامعات کی تعلیم میں مندرجہ ذیل فسادات بھی ہیں:

۱ جامعات تک آمد ورفت کے لئے گھر سے روزانہ خروج ودخول اور جامعہ میں دخول وخروج کے اوقات اور آمد ورفت کا راستہ متعین ہونے کی وجہ سے بدمعاش لوگ تعاقب کرتے ہیں۔

اور اگر کوئی گاڑی متعین ہو تو ڈرائیور شرارت کرتا ہے، یہ صرف خطرات ہی نہیں، واقعات ہیں، اور جامعہ میں طالبات کی مستقل رہائش میں اس سے بھی زیادہ خطرات ہیں، خواہ انتظام کتنا ہی بہتر ہو۔

۲ گھر سنبھالنے کی صلاحیت سے محرومی۔

۳ گھریلو کام کاج کو اپنی شان کے خلاف سمجھنا۔

۴ گھریلو کاموں کے لئے ملازمہ رکھتی ہیں جو فاسقات ہوتی ہیں، اور دین، جان وعزت اور مال کے لئے مہلکات ثابت ہو رہی ہیں۔

۵ گھروں میں فارغ پڑی رہنے سے نفسانی وشیطانی خطرات کے علاوہ جسمانی ورزش نہ ہونے کی وجہ سے قلب وقالب دونوں کی صحت برباد۔

۶ جامعات سے فارغ ہونے والی ''عالمات وفاضلات'' میں مرضِ عجب وکبر۔

۷ قرآن وحدیث سے براہ راست تخریجِ مسائل کا شوق رکھتی ہیں جو دین کی تباہی

اور شیوع الحاد کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے؛ بلکہ کتب فقہ سے بھی کسی غیر مفتی کے لئے مسائل نکالنا جائز نہیں۔

⑧ ان ''عالمات وفاضلات'' کو علماء وفضلاء کے رشتے نہیں ملتے تو جہلاء؛ بلکہ فساق وفجار وبے دین ملحدین ومبتدعین سے بھی شادی کرلیتی ہیں، جس میں علم کی سخت توہین ہے جو درحقیقت دین کی توہین ہے۔

جامعات کی اصلاح علماء پر فرض ہے

حالاتِ مذکورہ کے پیش نظر ان جامعات کی اصلاح کی طرف خصوصی توجہ کرنا علماء پر فرض ہے، بہتر اور بے ضرر طریقہ صرف یہ ہے کہ بچیوں کو اپنے گھروں ہی میں رکھ کر مقصد مذکور تک پہنچانے کی کوشش کی جائے جس کے لئے مندرجہ ذیل امورِ اربعہ کا اہتمام کافی ہے:

① تجوید قرآن
② بہشتی زیور کی تعلیم
③ کسی شیخ کامل کے مواعظ کی خواندگی۔
④ گھر سنبھالنے کی صلاحیت اور گھر کا کام خود کرنے کا سلیقہ پیدا کرنا اور اس کی عادت ڈالنا۔

امور مذکورہ کی پابندی پر کچھ محنت تو کرنا پڑے گی؛ مگر فکر آخرت ہو تو اتنی سی محنت کچھ بھی نہیں، تحصیلِ دنیا کے لئے اس سے ہزاروں درجہ زیادہ محنتیں اور مشقتیں برداشت کی جارہی ہیں۔

نامحرم مرد سے پڑھنے کے نقصانات

نامحرم مرد سے پڑھنا بوجوہِ ذیل ناجائز ہے:

① روزانہ نامحرم کی صحبت میں بیٹھنا۔
② زیادہ دیر تک بیٹھے رہنا۔
③ اشکالات علمیہ حل کرنے اور فہم وتفہیم کے لئے استاذ وطالبات کے درمیان بار بار مراجعہ۔

(۴) قربِ مکانی مجلس وعظ کی بنسبت زیادہ ہوتا ہے۔

(۵) طالبات معدودات ہوتی ہیں اور استاذ کی نظر میں مشخصات ومعہودات، مجلس وعظ میں عموماً ایسے نہیں ہوتا۔

(۶) معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ استاذ رجسٹر میں حاضری لگانے کے لئے ہر طالبہ کا نام پکارتا ہے اور وہ جواب دیتی ہے، اس سے جانبین کے درمیان خصوصی معرفت اور مزید تعلق پیدا ہوتا ہے۔(۱)

(۲) فتوی دارالعلوم دیوبند

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں آج کل اسلامی مدارس نسواں کھل رہے ہیں، جس میں بالغ ونابالغ لڑکیوں کے رہنے سہنے کے لئے دارالاقامہ نیز کھانے پینے کا نظم وضبط مدرسہ ہی میں ہوتا ہے، اس طرح بالغ ونابالغ لڑکیاں دور دراز سے سفر کر کے ان مدرسوں میں آتی ہیں اور ان مدارس میں تعلیم حاصل کرتی ہیں، ان مدرسوں کا نصابِ تعلیم وہی ہے جو دیگر مدارس اسلامیہ میں درس نظامیہ کا ہے، زید کہتا ہے کہ یہ مروجہ مدارس ناجائز ہیں؛ کیوں کہ اس سے فتنہ وفساد کا قوی اندیشہ ہی نہیں؛ بلکہ بہت سے حیاسوز واقعات بھی سننے اور پڑھنے میں آتے ہیں، جب عورتوں کو (بوجہ فتنہ وفساد) مسجد میں جا کر نماز باجماعت کی اجازت نہیں تو بھلا ان مدرسوں میں رہ کر تعلیم حاصل کرنے کی اجازت کیسے ہوسکتی ہے؟ عمرو کہتا ہے کہ آج کل تعلیم کا دور دورہ ہے، ہر امیر وغریب اپنے بچوں کو اعلی تعلیم دینے میں کوشاں ہے، کالجوں میں پڑھ کر ان کا ایمان وعقیدہ بھی محفوظ رہنا مشکل ہوتا ہے، جن کے مضر اثرات روز روشن کی طرح عیاں ہیں، جس میں وہ ملحدانہ ومشرکانہ تعلیم حاصل کر رہی ہیں اور وہاں ان کے دل میں اسلامی تعلیمات سے

---

(۱) احسن الفتاوی، کتاب الحظر والاباحۃ: ۸/ ۵۹-۶۰-۶۱، ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل، پاکستان چوک، کراچی۔

نفرت پیدا کی جارہی ہے اور ان کو طرح طرح کے شکوک وشبہات میں ڈالا جارہا ہے ؛ بلکہ وقت کی اہم ضرورت ہے، مزید یہ بھی کہتا ہے کہ چونکہ مسلم لڑکیوں میں تعلیم نہیں ہے؛ اس لئے وہ اپنے ایمان وعقیدے کو محفوظ رکھنے کے لئے ان شکوک وشبہات کی تردید نہیں کر پاتیں، آج ضرورت اس بات کی ہے کہ لڑکیوں کو اعلیٰ تعلیم دلانے اور عالمہ حافظہ بنانے کے لئے ان مدارس میں داخلہ کرانا چاہئے، ان مدرسوں میں اکثر وبیشتر معلمہ خواتین ہوتی ہیں، دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا زید کا نظریہ صحیح ہے یا عمرو کا اور اھون البلیتین کے بارے میں علماء وفقہاء کی کیا رائے ہے؟ اور اھون البلیتین کب اور کس وقت معتبر ہے اور اس سلسلہ میں اسلاف واکابر کی کیا رائے؛ اگر یہ مدارسِ نسواں جو کھلے ہیں اس میں اپنی لڑکیوں کو تعلیم نہ دی جائے تو پھر لڑکیوں کی تعلیم کا کیا نظم کیا جائے، نیز اگر اس میں مضرات ہیں تو اس کو بھی اور منافع کو بھی واضح طور پر بیان فرمادیں، قرآن وحدیث کی روشنی میں ہر جزیئے کا جواب عنایت فرمائیں۔۔۔۔بینوا وتوجروا:

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس سلسلہ میں اکابر علماءِ دیوبند میں حضرت تھانوی نے ”رسالہ معاملہ بہ تعلیم نسواں“ کے نام سے تحریر فرمایا ہے، جو بہشتی زیور حصہ اول میں بطور ضمیمہ شامل ہے، اہل علم ودانش اسے ملاحظہ فرما کر شریعت کی روشنی میں مذکورہ مدارس سے متعلق خود فیصلہ فرمالیں.

الجواب صحیح　　　　محمد ظفیر الدین

الجواب صحیح: محمد عبداللہ غفرلہ

کفیل الرحمان نشاط

نائب مفتی دارالعلوم دیوبند　　　　۲۸/۱/۱۴۲۰ھ

(۳) فتوی دارالعلوم (وقف) دیوبند

اور اسی استفتاء کا جواب دارالعلوم (وقف) دیوبند سے درج ذیل ہے:

الجواب وباللہ التوفیق:

اصولی طور پر اسلام نے لڑکوں اور لڑکیوں پر دینی تعلیم کے ساتھ عصری علوم کے حاصل کرنے پر کوئی پابندی نہیں لگائی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے'' (خواہ مرد ہو یا عورت) لیکن سب سے پہلے لڑکیوں کو تعلیم دلانے کا مقصد متعین ہونا چاہئے، اگر مقصد وہی ہے جو عام طور پر لوگوں کی زبان پر ہے کہ عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ کام کریں اور معاشی میدان میں مردوں سے پیچھے نہ رہیں تو اس کی قطعاً اجازت نہیں؛ کیوں کہ مرد وعورت دونوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے الگ الگ ذمہ داریاں رکھی ہیں، بیوی اور بچوں کی معاشی کفالت مردوں کے ذمہ ہے اور اگر مقصد یہ ہے جو سوال میں مذکور ہے کہ ''عام کالجوں اور اسکولوں میں ملحدانہ ومشرکانہ تعلیم سے نہ صرف ایمان وعقیدہ محفوظ نہیں رہتا؛ بلکہ اسلامی تعلیم سے نفرت پیدا کی جاتی ہے اور یہ لڑکیاں علم نہ ہونے پر ایمان وعقیدہ پر کئے جانے والے اعتراضات اور شکوک وشبہات کی تردید نہیں کر پاتیں'' اس مقصد کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا؛ اس لئے ایسے اداروں اور مدارس کا قیام لڑکیوں کے لئے بہت ضروری ہے؛ لیکن اس کے لئے بھی اسلامی تعلیمات اور شرعی حدود وقیود کو ملحوظ رکھنا ہوگا۔

شریعت نے عورت پر بغیر محرم کے سفر کرنے پر پابندی لگائی ہے حتی کہ حج جیسے اہم فریضہ کی ادائیگی کے لئے بھی محرم کی قید لگائی ہے کہ بغیر محرم کے اس پر حج فرض ہی نہیں ہے۔

ایسے مدارس اور ادارے جن میں مقامی اور دوسرے شہروں کی لڑکیاں (بالغ یا قریب البلوغ) بغیر محرم کے رہتی ہیں، اگر چہ وہ پردہ کی اور آمد ورفت کے موقع پر محرم کے ساتھ ہونے کی شرط کو پورا کردیں اور ایسے اداروں میں پڑھانے اور انتظام پر عورتیں مامور ہوں کسی نہ کسی درجہ میں غیر محرم سے واسطہ پڑتا ہے، یہ بات مشاہدہ میں آتی ہے کہ اسے اداروں کے منتظمین ہفتہ میں ایک دن شاپنگ کرانے بازار لیجاتے ہیں یا تفریح وغیرہ کے بہانے لے جاتے ہیں، اس میں فتنہ وفساد پھیلنے کا اندیشہ ہے؛ اس لئے بہتر یہ ہے کہ مقامی طور پر چھوٹے بڑے شہر اور قصبات میں ایسے ادارے قائم کئے جائیں جہاں دینی وعصری تعلیم کا عورتوں کے لئے خصوصی انتظام ہو اور رعوتوں کے لئے مردوں سے الگ تعلیمی نظام وضع کیا جائے، کیوں کہ یہ بچیاں مستقبل کی مائیں ہیں اور بچوں کا ابتدائی مدرسہ گھر ہی ہوتا ہے، اگر ماں باپ دین اور دینی اور عصری تعلیم یافتہ ہوں تو اولاد کی تربیت بھی صحیح انداز سے کرسکتے ہیں؛ لیکن ان داروں میں ہاسٹل بنانا مقامی اور غیر مقامی لڑکیوں کے لئے جس میں وہ مستقل رہائش پذیر ہوں، تجرباتی بنیاد پر فتنوں کا سبب بن سکتا ہے، اس لئے اس کی اجازت نہیں ہے۔

محمد عارف، رکن دارالافتاء (وقف) دارالعلوم، دیوبند

۲/۶/۲۰ھ　　　　واللہ اعلم بالصواب:

الجواب صحیح: خورشید عالم

(۴) فتوی مظاہر علوم (دارجدید) سہارنپور

الجواب نمبر: ۴۴

مذکورۃ الصدر استفتاء کا جواب مظاہر علوم (دارجدید)

الجواب وباللہ التوفیق

لڑکیوں کے لئے باقاعدہ مدارس کا نظام اکابر نے نہیں بنایا، ان کے لئے تعلیم کی ضرورت ہر زمانے میں رہی ہے؛ مگر گھروں میں رکھ کر ہی ان کی تعلیمی ضرورت کو پورا کیا گیا ہے، بالغ لڑکیوں کا مدارس میں قیام فتنہ سے خالی نہیں ہے، فتنہ کے واقعات آئے دن پیش آتے رہتے ہیں، اگر کسی فعل میں مصلحت بھی ہو اور مفسدہ بھی تو دفعِ مفسدہ کی خاطر اس فعل کو ترک کر دیا جائے یہ بھی فقہی قاعدہ ہے، پس عافیت اسی میں ہے کہ بالغ لڑکیوں کو مدرسہ میں نہ رکھا جائے کمسن بچیوں کو مدرسہ میں تعلیم دی جاسکتی ہے۔

فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمد طاہر عفا اللہ عنہ

مظاہر العلوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: مقصود احمد، ۲۲ رمحرم ۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح: محمد اسرار، ۱۴/۱/۱۴۲۰ھ

احقر کو بھی اس جواب سے اتفاق ہے

عبد القدوس رومی مفتی آگرہ

۱۷-۴-۲۰ھ

(۵) فتوی مظاہر العلوم (دار جدید) سہارنپور

جواب نمبر ۲۲۱

الجواب وباللہ التوفیق:

عن أنس قال رسول الله صلى الله عليه وسلم طلب العلم فريضة على كل مسلم وفي رواية : "مسلمة"

(مشکاۃ المصابیح، الفصل الثانی، حدیث: ۲۱۸)
اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان مرد وعورت پر اتنا ہی علم حاصل کرنا فرض ہے، جس سے ایمان کی بنیاد، توحید ورسالت اور عقائد کی اصلاح ہو سکے، اسی طرح اعمال: نماز، روزہ، حج، زکاۃ وغیرہ درست اور صحیح طریقہ پر ادا ہو سکیں، معاملات معاشرت اور اخلاق بھی درست ہو جائیں، پس لڑکوں کی طرح لڑکیوں کے لئے بھی تعلیم حاصل کرنا ضروری ہو؛ مگر اس کے لئے مدرسۃ البنات قائم کرنا جس میں دار الاقامہ بھی ہو لڑکیاں وہاں مستقل قیام کریں، یہ طریقہ سلف صالحین اور اکابر علماء سے ثابت نہیں، عورت کا گھر سے نکلنا بہت بڑا فتنہ ہے، "المرأۃ عورۃ فإذا خرجت استشرفها الشیطان" (رواہ الترمذی مشکاۃ: ۲۶۹)
حضرات فقہاء نے مسجد کی جماعت "جمعہ، عیدین" اور وعظ وغیرہ کے لئے عورتوں کے لئے نکلنا ناجائز قرار دیا ہے، جب ایسی اہم عبادات کی خاطر تھوڑے وقت دار الاقامہ ہو اور دور دراز سے طالبات آئیں بدرجہ اولی ممنوع ہونا چاہئے، جس میں دار الاقامہ ہو اور دور دراز سے طالبات آئیں بدرجہ اولی ممنوع ہونا چاہئے، ہمارے اکابر واسلاف نے بھی اس طریقہ کو اختیار نہیں کیا، نہ اسکو پسند کیا، جب کہ غلبہ جہل اور دین سے ناواقفیت کچھ کم نہ تھی، اگر اس میں بھلائی ہوتی تو اکابر اس کی طرف ضرور متوجہ ہوتے، خیر وبرکت اکابر کے نقش قدم پر چلنے میں ہے، پس لڑکیوں کے لئے تعلیم کا نظم ان کے مکانوں میں ہی ہونا چاہئے، حکیم الامت حضرت اقدس تھانوی رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا کہ گھر کے مرد ذی علم ہوں تو وہ پڑھا دیں؛ ورنہ اگر مستورات پڑھی ہوئی ہوں تو

وہ خود پڑھائیں ، ورنہ دوسری بیبیوں سے پڑھائیں ، آگے تحریر فرماتے ہیں: اور یہ میری سمجھ میں کسی طرح نہیں آتا کہ زنانہ مکتب قائم کیا جائے جیسے مردانہ مکتب باقاعدہ ہوتے ہیں، اس باب میں واقعات اس کثرت سے ہیں کہ ان واقعات نے یقین دلایا ہے کہ ایسے مکتبوں کا اثر اچھا نہیں ہوتا۔ (اصلاح النساء: ۱۵۳)

ایک دوسرے موقع پر فرمایا کہ عورتوں کو اسکولوں کے ذریعہ یا زنانہ مدارس کے ذریعہ تعلیم دینا سم قاتل ہے، میں مدرسہ نسواں کو بھی پسند نہیں کرتا خواہ کسی عالم کے تحت ہوں، میں تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ ہرگز ہرگز ایسا نہ کرو، ورنہ اگر تم نے میرا کہنا نہ مانا تو بعد میں پچھتاؤ گے، اسکولوں اور مدرسوں کو چھوڑ کر عورتوں کو گھر میں ہی تعلیم دو، اگر عربی تعلیم دو تو سبحان اللہ؛ ورنہ اردو میں دینا چاہئے۔ (اصلاح خواتین: ۱۲۸)

چنانچہ آج کل مدرسۃ البنات میں آئے دن زنا اور غلط کاری کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں؛ اس لئے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی ہدایت بالکل بجا اور درست ہے، اللہ تعالی حفاظت فرمائے۔

(۲، ۳) لڑکیوں کا بغیر محرم کے دار الاقامہ میں قیام کرنا فتنہ سے خالی نہیں ، بہت سے مفاسد پر مشتمل ہے ، اگرچہ وہ دار الاقامہ شرعی مسافت سے کم دوری پر واقع ہو۔

(۴) معلمات کا دور دور سے بغیر محرم کے آنا بھی فتنہ کا باعث ہے، ان کے لئے وہاں قیام کا حکم بھی وہی ہے جو اوپر متعلمات کے لئے تحریر کیا گیا ہے۔

(۵) درست نہیں۔

(مستفاد فتاوی محمودیہ: ۱۷/ ۲۳۵، احسن الفتاوی)

(۶) نگراں اور منتظم حضرات غیر محرم ہوں تو ان کے سامنے بے پردہ آنا بالکل جائز نہیں، اور بے تکلفی سے گفتگو کرنا اور ملاقات کرنا سخت فتنہ کا بموجب ہے، حدیث شریف میں اس کی شدت سے ممانعت آئی ہے "لا يخلون رجل بامرأة إلا ومعها محرم" (عمد القاری، باب الجاسوس: ۱۴/ ۲۵۳، دار احیاء التراث العربي، بیروت) اور ایک روایت میں ہے "إياكم والدخول على النساء" (اعلاء السنن: ۳۸۵/۱۷)

(۷) عورتوں کے لئے بہتر یہ ہے کہ تبلیغ کا کام بھی مقامی طور پر اپنی بستی میں کریں، ہر ہر جگہ اس کا اہتمام ہوگا تو مقصد تبلیغ حاصل ہو جائے گا۔

واللہ اعلم بالصواب

حررہ العبد محمد طاہر عفاء اللہ عنہ

مظاہر العلوم سہارنپور ۱۷۔۳۔۲۰ھ

الجواب صحیح، مقصو احمد: ۱۷/ ۳/ ۲۰ھ

الجواب صحیح: العبد محمد اسرار، ۱۷/ ۳/ ۲۰ھ

(مروجہ مدارس نسواں: ۵۴ تا ۶۳)

دار العلوم کراچی کا فتوی اور مدارس البنات کے لئے ہدایات

احکام شریعت کے علم اور ان پر علم کرنے میں پختگی کی غرض سے کسی ایسے "مدرسۃ البنات" میں عورتوں کا پڑھنا جائز ہے جس میں مندرجہ ذیل شرائط کی پابندی کا اہتمام ہو۔

① پڑھانے والی صرف خواتین ہوں نامحرم مرد سے پڑھنا درست نہیں (الا یہ کہ شرائط کا لحاظ رکھا جائے)۔

② معلمات روزمرہ کی زندگی سے متعلقہ مسائل واحکام شرع کے علم میں کمال رکھتی ہوں۔

③ عمل میں پختہ ہوں اور متعلمات میں بھی عملی پختگی پیدا کرنے کی فکر رکھتی ہوں،

معاشرہ میں پھیلی ہوئی بدعات ومنکرات اورفواحش سے بچنے اور دوسروں کو بچانے کا دردرکھتی ہوں، بالخصوص وہ منکرات جو عام معاشرہ میں داخل ہوگئے ہیں، جیسے بے پردگی، تصویر، ٹی وی، غیبت وغیرہ، نصاب تعلیم اور طریق تعلیم کا مقصد یہی ہو جو اوپر بیان ہوا۔

(۴) مدرسہ میں کوئی محرم چھوڑ کر آئے اور واپسی بھی محرم کے ساتھ اور مدرسہ انتظامیہ محرم کی تحقیق کر کے یقین کرلے کہ واقعۃ یہ محرم ہے۔

(۵) گھر سے مدرسے جانے آنے اور مدرسہ پہنچنے کی اور واپسی کا وقت متعین ہونے کی وجہ سے بدمعاش مردوں کا پیچھا کرنے کا خطرہ ہوتو راستہ بدل دیں۔

(۶) جہاں مقرر بسیں ہوں جو بچیوں کو لاتی اور لے جاتی ہیں وہاں اس کا خیال رکھا جائے کہ جو پہلی گاڑی میں بیٹھے تو دیگر بچیاں بیٹھنے تک پہلی بچی کا محرم ساتھ ہونا چاہئے اس میں تکلیف ہو پھر بھی بچی کو اکیلی مطلقا نہ چھوڑا جائے اس لئے کہ نامحرم سے خلوت گناہ ہے۔

(۷) گھریلو کام کاج کو اپنی شان کے خلاف نہ سمجھیں (لہٰذا ایسے مدرسے میں بچی کو داخل نہیں کیا جائے جس میں اس حوالے سے تربیت نہ ہو)۔

(۸) قرآن وحدیث سے براہِ راست مسائل اخذ کرنے کا کام شروع نہ کریں یہ شوق دین کی تباہی اور الحاد کے پھیلنے کا باعث بنتا ہے۔

(۹) لڑکیوں کا مدرسہ لڑکوں کے مدرسہ کے قریب تر نہ ہو۔

(۱۰) لڑکیوں کے مدرسے میں آنے جانے کا راستہ بھی محفوظ ہو۔

(۱۱) لڑکیاں چست اور چمک دار برقعہ یا چادر اور بجنے والا زیور پہن کر گھر سے مدرسہ نہ آئیں جائیں۔

(۱۲) مدرسہ کے باورچی خانہ میں لڑکیوں کی آمدورفت نہ ہو۔

(۱۳) مرد اساتذہ، شرائط وضوابط:

۱۔ کوئی غیر درسی بات چیت نہ کی جائے۔

۲۔ رجسٹر میں صرف رول نمبر لکھے جائیں اور نام نہ پکارے جائیں۔

۳۔ سبق سننے کے لئے ہفتہ وار یا تین چار دنوں میں ایک بار گزشتہ سبق کا تحریر امتحان لیا جائے اور نگرانی کے لئے کسی استانی کو مقرر کیا جائے۔

۴۔ لڑکیوں کو استاذ سے سبق کے بارے میں کچھ پوچھنا ہو تو تحریرا پوچھنا بہتر ہے، نہ ہنسی نہ لطیفہ، نہ فضول گفتگو اور نہ بغیر ضرورت کے بچیوں کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کی جائے۔

(۱۴) مدرسہ سے فارغ ہونے کے بعد سرکاری ملازمت اختیار نہ کی جائے اس میں پردہ کا اہتمام نہیں ہوتا۔

(۱۵) اکثر معلمات اور متعلمات روایتی پر کشش پردہ کرتی ہے، کالی اور نسواری رنگ کی ایسی چادریں جو بدن سے چپک جاتی ہے، جسم اور آنکھوں کی نمائش ہوتی ہے، سب سے خطرناک بات ہے۔

(۱۶) بنات کے مدارس کی نگرانی کسی ایسی عورت کے سپرد کی جائے جو خود عالمہ ہو، بعض مدارس میں مہتمم حضرات اپنی بیویوں کو نگراں بنا دیتے ہیں، حالانکہ وہ عورتیں مدرسہ میں پڑھی نہیں ہوتیں، عالمہ نہیں ہوتیں اگر چہ مخلصہ ہوتی ہیں، لیکن ان کی ناسمجھی کی وجہ سے مدرسہ کے معلمین اور معلمات کی توہین ہو جاتی ہے، جس سے بہت نقصان ہو رہا ہے۔

(۱۷) استانیاں اگر مشترکہ کھانے سے کھائیں تو استانیوں کی تنخواہ سے پیسے کاٹ کر مشترکہ کھانے میں ڈال دیئے جائیں؛ ورنہ نابالغ بچیوں کے والدین کی اجازت کے بغیر مشترکہ کھانے سے کھانا (بغیر شرعی حیلہ) حرام ہے۔

(۱۸) ڈرائیور بچیوں کو لے جاتے ہیں، ان کی تربیت بھی ساتھ ساتھ ہو اور گاڑی اس ترتیب پر کہ ہو کہ ڈرائیور اور بچیوں کے مابین پردہ ہو تا کہ بدنظری نہ ہو، سرپرستوں کا جوڑ

بھی ہر ماہ ہوتا کہ بچیوں کے حوالے سے ان کی تربیت ہو۔

⑲ عالم عالمہ مدرسہ کھولے، دنیا دار چاہے جتنا نیک ہو یا ہوشیار مدرسہ نہ کھولے، یا کھولے؛ لیکن نگراں کسی عالم کو رکھے اور اس کے دینی کام میں دخل نہ دے اگر یہ شرائط نہ ہوں تو خیر کے بجائے شر پھیلے گا۔(۱)

مجوزین کی رائے

حضرت مولانا حکیم شاہ اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا مظہر صاحب دامت برکاتہم اور ان کی اولاد کے لئے مرشدنا ومولانا ومقتدانا شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب برکاتہم مدرسۃ البنات قائم کرنے کے حق میں نہیں تھے، اس لئے مدرسۃ البنات کا قیام موقوف کردیا گیا تھا، لیکن بہت عرصہ کے بعد جب حضرت والا کو اطلاع ملی کہ بعض حضرات کے اصرار پر مدرسہ قائم کردیا گیا ہے تو مندرجہ ذیل ہدایات تحریر فرمائیں:

① دار الاقامہ نہ قائم کیا جائے کہ احتیاط میں مشکلات کا سامنا ہوگا۔

② خواتین استانیوں کو مہتمم یا اساتذہ کرام براہِ راست کوئی ہدایت نہ دیں، نہ بات چیت کریں نہ پردہ سے نہ فون پر، مہتمم کو اپنی بیوی یا خالہ یا بیٹی کے ذریعہ استانیوں کو کوئی ضروری پیغام ہدایت یا تنخواہ وغیرہ دینے کا اہتمام ضروری ہے، کسی بھی مرد کا استانیوں سے براہِ راست ہرگز کوئی بات چیت اور رابطہ نہ ہو اور مہتمم اور اولادِ مہتمم اور مرد استاذ کے براہِ راست بات چیت کرنے سے مدرسۃ البنات کے بجائے عشق البنات میں ابتلا کا اندیشہ ہے۔

③ کوشش کی جاوے کہ پانچ سال سے نو سال تک کی طالبات کے لئے ناظرۂ قرآن پاک اور حفظِ قرآن پاک اور تعلیم الاسلام کے چار حصے اور عربی کے مختصر نصاب سے تکمیل کرائیں مگر پردۂ شرعی کا سخت اہتمام ضروری ہے؛ ورنہ لڑکیوں کے لئے بہتر یہ

---

(۱) مدارس بنات کی اہمیت: ۲۴۳۔۲۴۶۔

ہے کہ ناظرہ قرآن پاک، بہشتی زیور اور حکایاتِ صحابہ وغیرہ پر اکتفا کیا جاوے اور خواتین معلمات بھی باپردہ ہوں۔

④ عالمہ نصاب کی لڑکیوں کو شوہر کی خدمات اور آدابِ شوہر کا اہتمام سکھایا جائے اور عالم شوہر کی تلاش ان کے لئے ہو ورنہ اگر ڈاکٹر اور انجینئر یا تاجر ہو تو دیندار ہونے کی شرط ضروری ہے۔

⑤ پورے مدرسۃ البنات میں عورتوں کا رابطہ صرف عورتوں سے رہے، مہتمم اپنی محرم یعنی بیوی یا والدہ اور بہن وغیرہ سے دریافتِ حالِ تعلیمی یا دریافتِ حالِ انتظامیہ کرے، اگر اتنی ہمت نہ ہو تو مدرسۃ البنات مت قائم کرو اور مدرسہ بند کردو، دسروں کے لئے نفع کمانے کے لئے خود کو جہنم کی راہ پر مت ڈالو، مخلوق کے نفع کے مردوں کا لڑکیوں کو پڑھانا یا پردہ سے بھی بات چیت کرنا فتنہ سے خالی نہیں، تجربہ سے معلوم ہوا کہ پردہ سے گفتگو کرنے والے بھی عشق مجازی میں مبتلا ہو گئے، لہٰذا سلامتی کی راہ صرف یہی ہے کہ خواتین سے ہر طرح کی دوری رہے (حضرت مولانا شاہ) احقر محمد اختر عفاء اللہ عنہ۔

① فتویٰ مظاہر العلوم (وقف) سہارنپور

الجواب نمبر:

مذکورہ بالا استفتاء کا جواب مظاہر العلوم (وقف) سہارنپور کی طرف سے یہ دیا گیا ہے:

الجواب بعون الملہم للصدق والصواب

لڑکیوں اور عورتوں کی تعلیم کے سلسلے میں دریافت طلب امور کا جواب مجموعی طور پر لکھا جاتا ہے، اس سلسلہ میں حضرات اکابر علماء ومفتیان کرام کی رائے چھپ چکی ہے، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے ضمیمہ بہشتی زیور حصہ اول اور اصلاح متعلقہ بتعلیم نسواں تحریر فرمایا ہے، جناب مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی نے احسن الفتاویٰ جلد ہشتم ۵۹ پر باب الحظر والاباحۃ کے تحت جامعۃ البنات کا حکم تفصیل سے تحریر فرمادیا ہے، اس طرح

افادات صدیق میں حضرت الاستاذ مولانا صدیق احمد صاحب باندوی اور حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی کی آراء نقل کی گئی ہیں، جن سے علی الاطلاق مدرسۃ البنات کی تائید نہیں ہوتی، اس سلسلہ میں خلاصہ تحقیق یہ ہے کہ عورتیں انسانی برادری کا نصف حصہ ہیں، ان کی جہالت اور لاعلمی کا مطلب یہ ہے کہ آدھی انسانیت ان سے بے بہرہ رہے؛ لہٰذا ان کی تعلیم وتربیت سے اغماض واعراض برتنے کا کوئی جواز نہیں؛ لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ تعلیم وتربیت کے لئے مردوں کے دوش بدوش چلائیں جائے، ایسا کرنا شرعاً وعقلا ناجائز اور مضر ہے، ظاہر ہے کہ ان کو ہی تعلیم دی جائے جس کی ان کو دنیا وآخرت میں ضرورت شرعاً وعقلاً ثابت ومسلم ہے، مثلا ان کی ضروری مذہبی ومعاشرتی تعلیم وتربیت کا انتظام ان کے والدین اپنے گھر پر ہی کریں، کھانا پکانا کپڑے سینا اور دیگر امور خانہ داری کے طور طریقے ڈھنگ اور سلیقہ سکھائیں جس سے لڑکیاں اولا اپنے والدین اور بھائی بہنوں کی اور ثانیاً اپنے شوہر اور بچوں کی گھریلو ضروریات پوری کرسکیں، جو گھرانے ایسے نہیں ہیں وہاں ان کی تعلیم وتربیت کرنے پر ان کے والدین قادر نہیں ہیں، جہل وناواقفیت طاری ہے اور لڑکیاں الحادو بے دینی کے نصاب ونظام تعلیم سے وابستہ ہیں یا اس کا خطرہ ہے وہاں أھون البلیتین اور أخف الضررین کا تقاضہ یہی ہے کہ انہیں ایسے دینی مدارس میں داخل کردیا جائے جہاں مکمل طور پر استانیاں وطالبات اور کارکنان سب عورتیں ہوں، غیر محرم مردوں کا عمل ودخل نہ ہو، پردے کے شرعی تقاضوں کا پورا خیال رکھا جاتا ہو، نیز یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ ہر مسلمان کی اتنی حیثیت اور مالی وسعت نہیں کہ وہ اپنی لڑکی کو دار الاقامہ میں رکھ کر اس کے اخراجات برداشت کرسکے؛ اس لئے کہ رائج الوقت مدارس البنات کے اخراجات ومصارف اسکولوں اور کالجوں سے کچھ زائد مختلف نہیں ہیں، ایسی لڑکیوں کے والدین وسرپرستان (بڑے بھائی اور بعد میں شوہر بھی) انہیں ضروری دینی ودنیوی احکام ومسائل سے آگاہ کرنے کے لئے روزانہ گھنٹہ آدھ گھنٹہ نکال کر ان کو کم از کم قرآن پاک ناظرہ صحت ومخارج وصفات کے ساتھ پڑھائیں، اسی طرح ''بہشتی زیور'' اور ''حسن معاشرت''، ''مسلم خواتین'' کے لئے بیس سبق

وغیرہ معتبر دینی ضروریات اور اسلامی معاشرت پر مشتمل کتابیں پڑھائیں یا سنا دیا کریں یا وقتاً فوقتاً کسی اچھے متدین عالم سے عورتوں کے مناسب حال وعظ کہلوا دیا کریں، اس طرح بھی لڑکیوں کی تعلیم وتربیت کا نظم ہو سکتا ہے، مقصد یہ ہے کہ دور حاضر کے گونا گوں شرور وفتن جن سے لڑکوں کو بچانا دشوار ہو رہا ہے ان سے لڑکیوں کی حفاظت از حد ضروری ہے ایسا نہ ہو کہ جو کام ان کی اصلاح کے لئے جا رہا ہے وہی ان کے لئے فساد کا باعث ہو، ہمارے موجودہ علماء محتاطین اور اکابر مصلحین کا فکر ونظر یہی ہے۔

احقر مجد القدوس عفا اللہ عنہ

مفتی مظاہر العلوم (وقف) سہارنپور

۸ / جمادی الاُولی، ۱۴۲۰ھ،

الجواب صحیح:

محمد امین غفرلہ

خادم مظاہر العلوم (وقف) سہارنپور

۸ / جمادی الاولی، ۱۴۲۰ھ

② فتاوی رحیمیہ میں ہے

عورتوں اور لڑکیوں کی دینی تعلیم کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہر جگہ ہر بستی میں مقامی طور پر ان کی تعلیم کا انتظام کیا جائے کہ عورتیں اور لڑکیاں پردہ کے پورے اہتمام کے ساتھ آمد ورفت کریں اور ایسی قابل اعتماد رفاقت اختیار کریں کہ وہ بدنامی سے بالکل محفوظ رہیں اور ان کی عصمت وپاکدامنی، عزت وآبرو پر کوئی داغ دھبہ نہ آنے پائے، اور شام تک اپنے گھر واپس پہنچ جائیں، ان کے بڑے اور اولیاء بھی ان کی تعلیم اور آمد ورفت کی پوری نگرانی کریں، عورتوں اور لڑکیوں کی تعلیم کا یہ طریقہ انشاء اللہ فتنوں سے محفوظ ہوگا۔

صورت مسئولہ میں آپ نے جو باتیں لکھی ہیں، اگر وہ بالکل صحیح ہوں اور لڑکیاں پردہ کے انتظام اور اہتمام کے ساتھ آمد ورفت کرتی ہوں، معلمات بھی صحیح العقیدہ اور قابل اعتماد

ہوں تو بہت ہی قابل مدح وستائش اور لائقِ مبارک باد ہے، ہر مسلمان کو اپنی حیثیت کے مطابق اس میں تعاون کرنا چاہئے، لڑکیوں کے ماں باپ بھی اس کو غنیمت سمجھیں اور اس سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی بچیوں کو دینی تعلیم سے آراستہ پیراستہ کرنے کی فکر وسعی کریں۔(۱)

③ حضرت مولانا فرید صاحب فتاوی فریدیہ میں تعلیم نسواں کے تعلق سے فرماتے ہیں:

"تعلیم نسواں بذات خود جائز ہے، البتہ اگر مفاسد کا تحقق متعین یا مظنون ہوں تو ناجائز ہوگی"۔(۲)

④ مولانا سلمان صاحب منصور پوری کتاب النوازل میں فرماتے ہیں:

عورتوں کا اپنے محارم یا دیگر عورتوں سے دینی معلومات حاصل کرنے کا سلسلہ تو شروع ہی سے رہا ہے؛ لیکن موجودہ دور کی طرح مدرسۃ البنات کی نظیر دور اول میں نہیں ملتی، اور لڑکیوں کا محارم کے بغیر کسی جگہ اجتماع عموماً فتنہ کا سبب بنتا ہے، اس کے لئے اس طرح کے اقامتی مدارس کے قیام کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاسکتی، البتہ جو مدارس قائم ہو چکے ہیں ان میں درج ذیل شرائط کا ملحوظ رکھنا ضروری اور لازمی ہے:

① پردہ کا مکمل اہتمام ہو، آمد ورفت یا اقامت کے دوران کوئی بھی سیانی بچی جس کی عمر فقہاء نے ۹-۱۰ برس لکھی ہے، بے پردہ نہ پائی جائے۔

② ملازمین حتی کہ چپراسی، دربان یا ڈرائیور کسی سے طالبہ کا قطعاً کوئی رابطہ نہ ہو اور اس کی سخت نگرانی کی جائے۔

③ مدرسہ میں پڑھانے والی صرف استانیاں ہوں، کسی بھی مرد استاذ (جوان بوڑھے) کو ہرگز مدرس نہ رکھا جائے، خواہ وہ کتنا ہی پاک باز اور صالح کیوں نہ ہو؛ اس لئے کہ شیطان کے اثر سے حفاظت کی کوئی ضمانت نہیں دے سکتا۔

---

(۱) فتاوی رحیمیہ: کتاب العلم والعلماء: ۱۶۰، دار الاشاعت، کراچی۔

(۲) فتاوی فریدیہ: کتاب العلم: ۲۰۴، طابع، دار العلوم صدیقیہ صوابی، پاکستان۔

④ مدرسہ کا نصاب معتبر علماء کے ذریعہ تجویز کیا جائے، یہ نہ ہو کہ جیسا جی میں آیا کتابیں متعین کرلیں اور تعلیم شروع کردی۔

⑤ ہر لڑکی کو عالمہ بنانے کی ضرورت نہیں؛ بلکہ ضروری دینی معلومات اور روزمرہ کی ضرورت کا علم سب کو ہو جائے۔

⑥ تعلیم کے ساتھ تربیت اور امور خانہ داری کی مشق پر توجہ دی جائے۔

⑦ منتظمین اپنی محارم عورتوں کے ذریعہ نظام چلائیں، ایسا نہ ہو کہ مرد منتظم بالکل اُجنبی ہو اور خواتین استانیوں اور ذمہ داروں میں کوئی اس کا محرم نہ ہو ،ایسی صورت میں سخت فتنہ کا اندیشہ ہے۔(۱)

⑤ اور ایک جگہ فرماتے ہیں:

لڑکیوں کی تعلیم کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے اہل خانہ سے تعلیم حاصل کریں، اگر اہل خانہ تعلیم سے بہرورنہ ہوں تو محلہ میں قابل خاتون ہو تو اس کے پاس جا کر ضروریات دین کا علم حاصل کریں، اور ایک مفید طریقہ یہ بھی ہے کہ محلہ میں خالص بچیوں کا دینی مکتب قائم ہو، ان میں پڑھانے والی استانیاں علم وعمل کی صفت سے مزین ہوں، محلہ کی بچیاں مکمل پردے کے ساتھ وہاں جا کر پڑھ کر اپنے گھر واپس آجائیں، مکتب میں لڑکیوں کے ساتھ اختلاط نہ ہو اور وہاں تربیت کا بھی معقول نظم ہو اور اخلاقی نگرانی کا مکمل بندوبست ہو اور دور حاضر میں جو اقامتی جامعات قائم ہیں، ان میں مندرجہ ذیل امور کی پابندیاں لازم اور ضروری ہیں:

① پردہ کا مکمل انتظام ہو، حتی کہ مراہقہ بھی بے پردہ نہ جائے۔

② مرد ملازمین سے طالبات کا قطعاً کوئی رابطہ نہ ہو، اس کی سخت نگرانی کی جائے۔

③ جامعہ میں پڑھانے والی صرف استانیاں ہوں، کسی بھی مرد کو ہرگز مدرس نہ رکھا جائے۔

④ جامعہ کا نصاب معتبر علماء کے ذریعہ تجویز کیا جائے۔

---

(۱) کتاب النوازل: ۱۴/۲۴۱۔

⑤ ضروری دینی معلومات اور روز مرہ کی ضرورت کا علم سب کو سکھایا جائے، ہر لڑکی کو عالمہ فاضلہ بنانے اور دورۂ حدیث پڑھانے کی ضرورت نہیں اور بہتر یہ ہے کہ علماء کے مشورے سے اردو زبان یا مقامی مادری زبان میں ایسا مختصر نصاب تیار کیا جائے جو ضروری دینی معلومات پر مشتمل ہو اور بچیاں بالغ ہونے سے پہلے پہلے پڑھ کر فارغ ہو جائیں۔

⑥ تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت اور امور خانہ داری کی مشق پر بھر پور توجہ دی جائے۔

⑦ منتظمین اپنی محارم عورتوں یا بیویوں کی ذریعہ نظام چلائیں، ایسا نہ ہو کہ منتظم مرد بالکل اجنبی ہو اور خواتین استانیوں اور ذمہ داروں میں کوئی اس کا محرم نہ ہو، ایسی صورت میں سخت فتنہ کا اندیشہ ہے، اگر ان امور کی مکمل پابندی نہ ہو تو پھر لڑکیوں کے اقامتی مدارس قائم کرنا اور چلانا قطعاً جائز نہ ہوگا۔(۱)

اور ایک جگہ مدرسۃ البنات میں طریقۂ تدریس کے سلسلے میں فرماتے ہیں:

لڑکیوں کے دینی مدارس میں پڑھانے والی استانیاں صرف عورتیں ہی ہونی چاہئیں، کسی بھی مرد کو بے پردہ یا پردہ کے ساتھ جوان لڑکیوں کو پڑھانا ناجائز اور سخت فتنہ کا موجب ہے، جس کی قطعاً اجازت نہیں ہے، اگر کسی مدرسہ میں یہ سلسلہ جاری ہو تو فوری طور پر اس کو بند کرنا چاہئے۔(۲)

قال الله تعالى: وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى، وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللهَ وَرَسُولَهُ.(۳)

---

(۱) مستفاد کفایت المفتی: ۲/ ۶۶-۶۷، دعوت فکر وعمل: ۹۸۳-۶۰۴، المسائل المہم فیما ابتلت بہ العامۃ: ۳/ ۲۶۳۔

(۲) مستفاد احسن الفتاوی: ۸/ ۳۳، فتاوی محمودیہ: ۱۵/ ۱۷۷-۲۳۵-۵/ ۸۸۔

(۳) الأحزاب: ۳۳۔

عن عبد الله رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: المرأة عورة، فإذا خرجت استشرفها الشیطان"۔(۱)

عن عائشة رضی الله عنها قالت: لو أدرك رسول الله صلی الله علیه وسلم ما أحدث النساء لمنعهن المسجد کما منعت نساء بنی إسرائیل"(۲)

عن ام سلمة أنها کانت عند رسول الله صلی الله علیه وسلم ومیمونة إذ أقبل ابن أم مکتوم فدخل علیه، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم : احتجبا منه، فقلت یا رسول الله ! ألیس هو أعمی لا یبصرنا، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم : أفعمیان أنتما؟ ألستما تبصرانه؟"(۳)

اور ایک جگہ مدرسۃ البنات مرد اساتذہ کے رکھنے کے نقصانات کو بتاتے ہوئے فرماتے ہیں:

''لڑکیوں کے مدرسہ میں نامحرم مرد کا استاذ رکھنا بوڑھا ہو یا جوان، خواہ وہ کتنا ہی پاک باز اور صالح کیوں ہو نہ درست نہیں، اور جہاں یہ سلسلہ جاری ہو اس کو فوری طور پر بند کرنا لازم ہے''۔(۴)

اور بالغ لڑکیوں کو تعلیم دینے کے لئے چند باتوں کا لحاظ لازم اور ضروری ہے:

---

(۱) سنن الترمذی: أبواب الطلاق واللعان، باب ما جاء فی کراہیة الدخول علی المغیبات: حدیث: ۱۱۷۳۔

(۲) بخاری: کتاب الأذان، باب انتظار الناس قیام الإمام العالم: ۸۰۲، حدیث: ۹۸۔

(۳) مشکاة المصابیح: ۲۶۹۔

(۴) مستفاد احسن الفتاوی: ۸/ ۹۵، زکریا۔

① پردہ کا مکمل اہتمام ہو، آمد ورفت یا اقامت کے درمیان کوئی بچی سیانی بے پردہ نہ پائی جائے۔

② مرد چپراسی اور دربان کسی سے طالبات کا کوئی آمنا سامنا نہ ہو۔

③ اجنبی ڈرائیور کے ساتھ آمد ورفت نہ ہو؛ بلکہ محرم ڈرائیور کا ہونا لازم ہے۔

④ پڑھانے والی استانیاں ہوں، کسی مرد استاذ کو ہرگز مدرس نہ رکھا جائے، خواہ پردہ کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو؛ کیوں کہ یہ فتنہ سے خالی نہیں۔

⑤ منتظمین اپنی محارم عورتوں کے ذریعہ نظام چلائیں ایسا نہ ہو کہ مرد منتظم بالکل اجنبی ہو، ایسی صورت میں سخت فتنہ کا اندیشہ ہے؛ لہٰذا صرف مذکورہ باتوں کی رعایت کرتے ہوئے مدرسۃ البنات میں بالغ لڑکیوں کو تعلیم دی جاسکتی ہے۔(۱)

اور ایک جگہ فرماتے ہیں:

> ”بہتر یہ ہے کہ بچیوں کو تعلیمِ دین دین دار استانیوں کے ذریعہ دینی چاہئے، خواہ بچیاں چھوٹی ہوں، یا بڑی؛ البتہ اگر کسی جگہ استانیوں کا انتظام نہ ہو تو ۹ر۱۰ سال کی عمر تک دین دار استاذ کے پاس پڑھنے میں بھی شرعاً حرج نہیں ہے، اس سے بڑی عمر کی بچیوں کو مرد استاذ سے پڑھوانے میں سخت فتنہ کا اندیشہ ہے، اس لئے اس کی اجازت نہ ہوگی“۔(۲)

⑥ المسائل المہمہ اشاعت العلوم اکل کواں میں ہے:

”اب اگر کسی عورت کے لئے گھریلو زندگی کے دوران اور گھر میں رہتے ہوئے اپنے محارم میں سے کسی سے علم دین حاصل کرنے کی ترتیب بن سکتی ہو تو اس کے لئے سب سے بہتر یہ ہے کہ وہ ان سے عبادات، اخلاقیات، معاملات اور معاشرت کے ضروری مسائل سیکھ لے، اور اس کے موافق عملی زندگی گزارنے کی فکر کرے؛ لیکن اگر یہ ترتیب نہ بن سکتی ہو

---

(۱) کتاب النوازل: ۱۴ر۲۵۹۔

(۲) مستفاد بہشتی زیور: ۱ر۸۵-۹۱۔

اور وہ قریب کے کسی معتمد مدرسۃ البنات میں کسی محرم کے ساتھ آجاسکتی ہو، یا گھریلو مجبوریوں کے تحت ایسے مدرسہ میں قیام کرنا پڑتا ہو اور اس آمدورفت اور مدرسہ کی رہائش کے دوران کسی قسم کے فتنہ اور فساد کا اندیشہ نہ ہو اور نہ بے پردگی ہوتی ہو؛ بلکہ شرعی پردہ میں رہتے ہوئے اپنے محارم کی اجازت کے ساتھ علم دین حاصل کرے تو بلا شبہ اس کی اجازت ہونی چاہئے۔

جو علماء کرام لڑکیوں کے اقامتی اداروں کے قیام کو لڑکیوں کی طرف سے آمدورفت کے سلسلے میں ہونے والی بے احتیاطی اور دوران قیام، انتظامیہ کی طرف سے ان کے اخلاق وعادات کی صحیح طور پر نگرانی نہ کرنے کی بناء پر ناجائز کہتے ہیں، اگر یہ خرابیاں نہ ہوں تو غالباً انہیں بھی جواز کے قائل ہونے میں کوئی تامل نہیں ہوگا، کیوں کہ فقہ کا قاعدہ ہے: ''حکم کا مدار علت پر ہوتا ہے، علت کے ختم ہونے پر حکم بھی ختم ہوجاتا ہے۔

البتہ انتہائی دور دراز کی لڑکیوں کو اقامتی اداروں میں رکھنا بڑے مسائل پیدا کرتا ہے؛ اس لئے اس سے بچنا بہتر ہے۔(۱)

تعلیم نسواں کی ضرورت

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ فرماتے ہیں کہ:

''تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ مردوں میں علماء کا پایا جانا مستورات کی دینی ضروریات کے لئے کافی وافی نہیں، دو وجہ سے: اولاً پردہ کے سبب سے سب عورتوں کا علماء کے پاس جانا تقریباً ناممکن ہے اور گھر کے مردوں کو اگر واسطہ بنایا جائے تو بعض مستورات کو گھر کے ایسے مرد بھی میسر نہیں ہوتے، اور بعض جگہ خود مردوں ہی کو اپنے دین کا اہتمام نہیں ہوتا تو دوسروں کے لئے سوال کرنے کا کیا اہتمام کریں گے، پس ایسی عورتوں کو دین کی تحقیق دشوار ہے، اور اگر اتفاق سے کسی کی رسائی بھی

(۱) فتاوی محمودیہ: ۱۸۰/۳، بحوالہ اہم مسائل: جن میں ابتلاء عام ہے: ۲۹۸/۳، ترتیب: مفتی محمد جعفر صاحب ملی رحمانی، جامعہ اشاعت العلوم اکوکواں، مہاراشٹرا۔

ہوگئی، یا کسی کے گھر میں باپ بیٹا بھائی وغیرہ عالم ہیں تب بھی بعض مسائل عورتیں ان مردوں سے نہیں پوچھ سکتیں، ایسی بے تکلفی شوہر سے ہوتی ہے، تو سب شوہروں کا ایسا ہونا عادۃ ناممکن ہے تو عورتوں کی احتیاج رفع ہونے کی بجز اس کے کوئی صورت نہیں کہ کچھ عورتیں پڑھی ہوئی ہوں، اور عام مستورات ان سے اپنے دین کی ہر قسم کی تحقیقات کیا کریں، اس لئے کچھ عورتوں کو متعارف اور مروج طریقے پر تعلیم دینا واجب ہوا''۔(۱)

تعلیم نسواں میں مفاسد کا شبہ اور اس کا جواب

بعض حضرات کی تو رائے یہ ہے کہ عورتوں کو تعلیم دینا مضر ہے (کیونکہ بہت سے مفاسد کا ذریعہ اور پیش خیمہ ہے، جن کا روکنا ضروری ہے) مگر اس کی ایسی مثال ہے کہ کسی نے اپنے گھر والوں کو کھانا کھلایا، اتفاق سے بیوی بچہ سب کو ہیضہ ہوگیا، اب آپ نے رائے قائم کی کہ کھانے پینے سے تو ہیضہ ہوجاتا ہے؛ اس لئے کھانا پینا سب بند اور دل میں ٹھان لیا کہ کھانے پینے سے تو ہیضہ ہوجاتا ہے؛ کھانے پینے کے برابر کوئی چیز بری نہیں۔

(اگر مفاسد کا اعتبار کیا جائے) تو اس سلسلے میں عورتوں کی تخصیص کی بات ہے، اگر مردوں کو بھی پیش آئیں وہ بھی ایسے ہی ہوں گے تو پھر کیا وجہ ہے کہ عورتوں کو تعلیم سے روکا جائے اور مردوں کو تعلیم میں ہر طرح کی آزادی دی جائے؛ بلکہ اہتمام کیا جائے۔(۲)

علاوہ ازیں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نور اللہ مرقدہ نے بہشتی زیور ص؛ ۹۱ پر حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے طریقہ تعلیم کو یوں تحریر فرمایا ہے:

① ''اسلم طریقہ لڑکیوں کے لئے یہی ہے جو زمانہ دراز سے چلا آتا ہے (اور اسی طریقہ تعلیم سے بڑی بڑی عالمہ اور حافظہ پیدا ہوئیں) کہ دودو چار چار لڑکیاں اپنے

---

(۱) اصلاح خواتین: ۲۹۱، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، ادارہ افادات اشرفیہ، دوبگا ہردوئی، لکھنو۔

(۲) حوالہ سابق: ۲۹۲۔

تعلقات کے مواقع میں آویں اور پڑھیں اور حتی الامکان اگر ایسی استانی مل جائے جو تنخواہ نہ لے تو تجربہ سے یہ تعلیم زیادہ بابرکت وبااثر ثابت ہوئی ہے اور بدرجہ اس مجبوری اس کا بھی مضائقہ نہیں۔

(۲) جہاں کوئی ایسی استانی نہ ملے تو اپنے گھر کے مرد پڑھا دیا کریں، پڑھانے کا تو یہ طرز ہو۔(۱)

شادی شدہ عورتوں کی تعلیم کا طریقہ:

سب سے بہتر اور آسان طریقہ تو یہ ہے کہ مرد خود تعلیم حاصل کریں پھر عورتوں کو پڑھائیں، اور اگر خود پڑھے ہوئے نہ ہوں تو علماء سے مسائل پوچھ کر گھر والوں کو زبانی ہی تعلیم دو، اللہ تعالیٰ نے دین کتنا سستا اور آسان کر دیا ہے محض سننے سنانے سے بھی دین حاصل ہو جاتا ہے۔

(کم ازکم) اتنا ہی کرلو کہ اردو میں احکام شرعیہ کے جو رسائل لکھے گئے ہیں ایک وقت مقرر کر کے اپنی مستورات کو وہ رسائل پابندی سے سنا دیا کرو؛ مگر ان رسائل کی تعیین محقق عالم سے کراؤ، اور یہ بھی نہ ہو سکے تو علماء سے زبانی مسائل پوچھ کر عورتوں کو بتلایا کریں۔

(حاصل یہ کہ) عورتوں کو ان کے مرد پڑھا دیا کریں اور جب ایک عورت تعلیم یافتہ ہوجائے تو پھر وہ بہت سی عورتوں کو تعلیم دیافتہ بنا سکتی ہے۔(۲)

اَن پڑھ جاہل عورتوں کی تعلیم کا طریقہ:

آسان ترکیب یہ ہے کہ اگر عورتیں لکھ پڑھ نہ سکیں تو ان کو روزانہ دو چار مسئلے ان کی ضرورت کے بتلا دیا کریں اور عقائد اور مواعظ ونصائح کی اور حکایات صلحاء کی کوئی کتاب ان کو سنا دیا کریں، ان شاء اللہ تعالیٰ چند روز میں بغیر لکھے پڑھے ہی وہ تعلیم یافتہ ہو جائیں گی۔(۳)

---

(۱) مروجہ مدارس نسواں: ۶۸، ادارہ اشاعت اسلام برطانیہ، مفتی محمد نعیم مظاہری الہ آبادی۔

(۲) اصلاح خواتین: ۳۱۶۔

(۳) اصلاح خواتین: ۳۱۶۔

لڑکیوں کو حفظ قرآن کی تعلیم

لڑکا ہو یا لڑکی جب سیانے ہوجائیں ان کو علم دین پڑھائیں، قرآن شریف بڑی چیز ہے، کسی حالت میں ترک نہ کرنا چاہئے ، یہ خیال نہ کریں کہ وقت ضائع ہوگا، اگر قرآن شریف پورا نہ ہوا، آدھا ہی ہو، یہ بھی نہ ہوا خیر کی طرف سے ایک ہی منزل پڑھادی جائے، اس میں چھوٹی چھوٹی سورتیں نماز میں کام آئیں گی، ایک منزل پڑھانے میں کتنا وقت صرف ہوتا ہے؟ قرآن پاک کی یہ بھی برکت ہے کہ حافظ قرآن کا دماغ دوسرے علوم کے لئے ایسے مناسب ہوجاتا ہے کہ دوسرے کا نہیں ہوتا، یہ رات دن کا تجربہ ہے۔(۱)

عورتوں کو عربی درس نظامی کی تعلیم

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

’’میں عورتوں کی تعلیم کا مخالف نہیں؛ مگر یہ کہتا ہوں کہ تم ان کو مذہبی تعلیم دو اور زیادہ ہمت ہو تو عربی علوم کی تعلیم دو، اور اس کے لئے زیادہ ہمت کی قید اس لئے ہے کہ عربی کے لئے زیادتِ فہم اور زیادہ محنت کی ضرورت ہے۔

درحقیقت بات یہی ہے کہ مرد تو تمام علوم کے جامع ہوسکتے ہیں، عورتیں (عادۃً) نہیں ہوسکتیں، جامعیت کے لئے بڑے حوصلے کی ضرورت ہے جو عورتوں میں نہیں ہے؛ مگر آج کل سب کو عقل کا ہیضہ ہو رہا ہے، آزادی کا زمانہ ہے، ہر ایک خودمختار ہے، چنانچہ عورتیں بھی کسی بات میں مردوں سے پیچھے رہنا نہیں چاہتیں، ہر علم وفن کی تکمیل کرنا چاہتی ہیں، تصنیفیں کرتی ہیں، اخبارات میں مضامین بھیجتی ہیں۔

یہ قاعدہ کلیہ صحیح نہیں کہ ہر علم مفید ہے اور نہ ہر شخص میں ہر علم کے حاصل کرنے کا حوصلہ ہے، جامعیت (یعنی تمام علوم عقلیہ ونقلیہ کا جامع ہونا یہ) مردوں کا حوصلہ ہے، عورتوں کو ان کی ریس کرنا حوصلہ سے باہر کی بات ہے، اس جامعیت کا نتیجہ ہوگا کہ جو صفات عورتوں میں ہونے چاہئے وہ بھی باقی نہیں رہیں گی، چنانچہ رات دن اس کا تجربہ ہو رہا ہے۔

---

(۱) حوالہ سابق: ۲۹۶۔

عورتوں کے لئے بہتر یہ ہے کہ ضروری نصاب کے بعد اگر طبیعت میں قابلیت دیکھیں تو عربی کی طرف متوجہ کردیں؛ تاکہ قرآن وحدیث وفقہ اصلی زبان میں سمجھنے کے قابل ہوجائیں اور قرآن کا خالی ترجمہ جو بعض لڑکیاں پڑھتی ہیں میرے خیال میں سمجھنے میں زیادہ غلطی کرتی ہیں؛ اس لئے اکثر کے لئے مناسب نہیں۔ (۱)

ضروری نصاب کے بعد اگر طبیعت میں قابلیت دیکھیں عربی کی طرف متوجہ کریں؛ تاکہ قرآن وحدیث وفقہ اصلی زبان میں سمجھنے کے قابل ہوجاویں، ایک مرتبہ ایک چھوٹی بچی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ! جی چاہتا ہے کہ ایسی لڑکیوں کو عالم بنایا جائے، خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ پہلے بھی عورتیں اہل علم گذری ہیں؟ فرمایا: بڑی عالم گذری ہیں، گو اکثر مردوں کے برابر علم وفقہ حاصل نہیں ہوتا، کچھ کمی سی رہتی ہے مگر اہل علم گذری ہیں۔ (۲)

عورتوں کا نصاب تعلیم

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں کہتا ہوں ان کو مذہبی تعلیم دیجئے، فقہ پڑھایئے، تصوف پڑھایئے، قرآن کا ترجمہ وتفسیر پڑھایئے، جس سے ان کی ظاہری باطنی اصلاح ہو، عورتوں کے لئے تو بس ایسی کتابیں مناسب ہیں جن سے خدا کا خوف، جنت کی طمع اور شوق، دوزخ سے ڈر اور خوف پیدا ہوا، اس کا اثر عورتوں پر بہت اچھا ہوتا ہے، لڑکیوں کا نصاب تعلیم یہ ہونا چاہئے کہ پہلے قرآن مجید حتی الامکان صحیح پڑھایا جائے، پھر دینی کتابیں سہل زبان میں جن میں دین کے تمام اجزاء کی مکمل تعلیم ہو، میرے نزدیک بہشتی زیور کے دسوں حصے ضرورت کے کافی ہیں، بہشتی زیور کے اخیر میں مفید رسالوں کا نام بھی لکھ دیا گیا ہے، جن کا پڑھنا اور مطالعہ کرنا عورتوں کے لئے مفید ہے، اگر سب نہ پڑھ سکتیں تو ضروری مقدار پڑھ کر باقی کو مطالعہ میں رکھیں۔

عورتوں کے نصاب تعلیم کے چند رسالے ایسے ہوں۔

---

(۱) اصلاح خواتین: ۲۹۵۔

(۲) اصلاح خواتین: ۵۹۲۔

☆ عقائد ضروریہ ہوں۔

☆ دینیات کے مسائل، طہارت نماز، روزہ، زکاۃ، حج اور نکاح اور طلاق۔ (حقوق) اور بیع وشراء وغیرہ کے ضروری احکام ہوں۔

☆ کچھ قیامت کے واقعات (احادیث وغیرہ) ہوں۔

☆ نیک بیبیوں (عورتوں) کی مختصری تاریخ، سیرت، حالات وواقعات ہوں۔

☆ کچھ سلیقہ کی باتیں سینے پرونے (کھانے پکانے) وغیرہ کی جو خانہ داری کے لئے ضروری ہیں۔

☆ کچھ بیماریاں اوران کے علاج کا بھی بیان ہونا چاہئے کہ بال بچے والے گھر میں اس کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

یہ ہے نصاب کامل جس کی تعلیمِ نسواں کے لئے ضرورت ہے، ان سب کے لئے بہشتی زیور کے مکمل حصے بہت کافی ہیں، اور اگر بہشتی زیور ناپسند ہوتو اور کوئی رسالہ جن میں یہ مضامین ہو جمع کرلینا چاہئے، یا بہشتی زیور ہی میں جو ناپسند ہو خوشی سے اجازت دیتا ہوں کہ حذف کردیا جائے؛ مگر شرط یہ ہے کہ جو عبارت کاٹی جائے یا بڑھائی جائے اسے حاشیہ میں ظاہر کردیا جائے کہ اصل میں یوں تھا اور اب عبارت یوں بنائی گئی ہے، اور کوئی مضمون شرع کے خلاف نہ ہو۔ (۱)

لڑکیوں اور عورتوں کو لکھنا سکھانا

رہا لکھنا (سکھانا) تو یہ نہ واجب ہے اور نہ حرام ہے، اس کو لڑکیوں کی حالت دیکھ کر تجویز کیا جائے، جس لڑکی میں بے باکی نہ معلوم ہو، جھیپ اور حیا وشرم ہو اس کو لکھنا سکھاؤ، اس میں کچھ مضائقہ نہیں، ضروریاتِ زندگی کے لئے اس کی بھی حاجت پیش آتی ہے۔ (۲)

حضرت شفاء بنت عبداللہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے اور میں

---

(۱) اصلاح خواتین: ۲۹۹۔

(۲) اصلاح خواتین: ۳۰۸۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی، فرمایا: تم نملہ پر دم کیوں نہیں سکھا تیں جیسا کہ تم نے انہیں لکھنا سکھایا ہے۔(۱)

یہ حدیث عورتوں کو لکھنا سکھانے کے جواز پر دلالت کر رہی ہے۔(۲)

علامہ خطابی کا بیان ہے: ''اس حدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ عورتوں کے لئے لکھنا سیکھنا مکروہ نہیں ہے''۔(۳)

علامہ ابن قیم رقمطراز ہیں:

"وفی الحدیث دلیل علی جواز تعلیم النساء الکتابة"(۴)

''حدیث میں عورتوں کو کتابت یعنی لکھنا سکھانے کے جواز پر دلالت ہے''۔

حدیثِ شفاء سے مزید دو باتیں اور معلوم ہوئیں کہ حضرت شفاء بنت عبد اللہ اور حضرت حفصہ ام المومنین رضی اللہ عنہا لکھنا جانتی تھیں، حضرت ام کلثوم بنت عقبہ اور حضرت کریمہ بنت مقداد بھی لکھتی تھیں۔(۵)

امام بخاری نے الأدب المفرد میں ایک باب "الکتابة إلی النساء وجوابهن" باندھا ہے، اس کے تحت عائشہ بنت طلحہ سے ایک حدیث نقل کی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: اے خالہ! یہ فلاں کا خط اور ہدیہ ہے تو وہ مجھ سے فرماتیں: اے بیٹی! اس کا جواب لکھ دو اور اسے ہدیہ کا بدلہ بھی دے دو "هذا كتاب فلان وهديته، فتقول لی عائشة، أی بنیة، فأجیبیه وأثیبیه"(۶)

---

(۱) ابوداؤد: کتاب الطب، باب فی الرقی۔

(۲) عون المعبود: ۱۰/ ۲۶۷۔

(۳) حوالہ سابق۔

(۴) زاد المعاد: ۴/ ۱۷۰، موسسة الرسالة، بیروت۔

(۵) خیر القرون کی درسگاہیں: ۶۳۔

(۶) الأدب المفرد، باب الکتابة إلی النساء، حدیث: ۱۱۱۸۔

نصاب مدارس بنات

نصاب ونظام وفاق المدارس کی روشنی میں

نصاب تعلیم، تعلیم وتربیت کا وہ عنصر ہے کہ جس سے انسان کی تعلیم وثقافت، تہذیب وتمدن اور علم وعمل اور حسن کردار کی تشکیل ہوتی ہے، اگر نصاب تعلیم ناقص ہوتو انسان سازی، مردم گری اور صالح انسانی معاشرہ کی تعمیر میں خلل پیدا ہوجاتا ہے، الغرض کسی بھی قوم کے نظریاتی تشخص کے ارتقاء وبقاء کے لئے اس کا نصاب تعلیم وطرز تعلیم اہم کردار ادا کرتا ہے، مسلمانِ پاکستان کے اسلامی تشخص کی حفاظت اور دینی علوم کی ترویج کی خاطر ۱۹۵۹ء میں ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کا قیام عمل میں آیا تھا، اسی مقصد کو مدنظر رکھ کر ''وفاق'' کی نصاب کمیٹی نے دینی مدارس کے لئے بنین کا نصاب تعلیم مرتب کیا اور اس نصاب کے تحت دینی مدارس میں بنین کی تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔

تاہم وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس امر کی ضرورت محسوس کی گئی کہ جہاں بچوں کا دینی علم سے بہرہ ور ہونا ضروری ہے، وہاں بچیوں کے لئے بھی دینی تعلیم وتربیت حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے، چنانچہ ملک وملت کی بیٹیوں کی دینی رہنمائی کے لئے اولا ۱۴ ذی قعدہ ۱۴۰۸ھ مطابق ۲۹ جون ۱۹۸۸ء کو بنات کا نصاب تعلیم مرتب کیا گیا، جس کے مطابق پہلی مرتبہ ۱۹۹۰ء میں وفاق المدارس العربیۃ پاکستان کے تحت طالبات کا ثانویہ عامہ کا امتحان منعقد ہوا، خاصہ کا پہلا امتحان ۱۹۹۳ء میں اور درجہ عالیہ وعالمیہ کا امتحان ۱۹۹۴ء میں ہوا، مجلس شوری نے اپنے اجلاس منعقدہ ۹ جمادی الاخری ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۴ نومبر ۱۹۹۴ء بمقام جامعہ اشرفیہ لاہور میں بنات کے لئے بھی تحتانی درجات کی اسناد کو لازمی قرار دے دیا، اس

طرح ۱۹۹۴ء سے بنات کے امتحانات میں تسلسل قائم ہوااور بنات کے چاروں درجات کا امتحان ''وفاق'' کے تحت ہونے لگا۔

ارتقائی مرا

انسانی فکر جب زندگی کے مختلف میدانوں سے نبرد آزما ہوتی ہے تو مختلف مراحل سے گزر کرنت نئی تبدیلیوں، تغیرات اور انقلابات سے دو چار ہونا پڑتا ہے، جس سے تعلیم و تعلم، کتاب وقلم اور نصاب ومعلم بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، چنانچہ جدید تقاضوں کے پیش نظر ''وفاق المدارس'' نے بنات کے لئے نصاب تعلیم چار سالہ مرتب کیا، جب کہ ۲/رجمادی الاخری ۱۴۱۳ھ مطابق ۲۹/اکتوبر ۱۹۹۲ء کو بنات کے نصاب تعلیم چار سالہ کے بجائے آٹھ سالہ کرنے کی تجویز آئی، چنانچہ ۲۵ شوال ۱۴۱۳ھ مطابق ۸/اپریل ۱۹۹۳ء کو بنات کے لئے آٹھ سالہ نصاب منظور ہوا، نصاب درج ذیل ہے۔

ثانویہ سال اول

① حفظ ومشق پارہ عم ربع آخر۔
② جوامع الکلم اسلام/تاریخ اسلام حصہ اول ودوم۔
③ علم الصرف حصہ اول
④ علم النحو کامل
⑤ بہشتی زیور حصہ اول
⑥ عربی صفوۃ المصادر۔

ثانویہ عامہ سال دوم

① ترجمہ پارہ عم از شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ، مختصر تفسیر از شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ
② زاد الطالبین کامل، تاریخ اسلام حصہ سوم۔
③ حصہ دوم، سوم مع تعلیلات۔
④ عوامل النحو مع الترکیب۔

⑤ بہشتی زیور حصہ دوم سوم۔

⑥ الطریقۃ العصریۃ، حصہ اول۔

ثانویہ خاصہ سال اول

① ترجمہ وتفسیر از سورۃ الذاریات تا اختتام سورۂ مرسلات (شیخ ال إسلام وشیخ الہند)

② ریاض الصالحین از کتاب الآداب تا آخر

③ تسہیل الضروری لمختصر القدوری (حصہ عبادات)

④ الفوز الکبیر اردو

⑤ شرح مائۃ عامل کامل مع ترکیب نوع اول۔

⑥ تیسیر المنطق، خلفائے راشدین۔

ثانویہ خاصہ سال دوم

① ترجمہ وتفسیر از سورۂ روم تا سورہ ق (شیخ ال إسلام وشیخ الہند)

② ریاض الصالحین از ابتداء تا کتاب الآداب

③ تسہیل الضروری لمختصر القدوری (کتاب البیوع تا اختتام کتاب النفقات)۔

④ اصول الشاشی از اول تا اختتام کتاب اللہ

⑤ ہدایۃ النحو

⑥ قصص النبیین چہار حصص، سیر صحابیات۔

عالیہ سال اول:

① ترجمہ وتفسیر از سورۂ یونس تا اختتام سورۂ عنکبوت (شیخ الاسلام وشیخ الہند)

② آثار السنن

③ تسہیل الضروری لمختصر القدروی (علاوہ حصہ عبادات)

④ اصول الشاشی از کتاب السنۃ تا آخر، شرح عقائد از عذابِ قبر تا آخر۔

⑤ دروس البلاغۃ الفن الثانی والثالث۔

⑥ نفحۃ العرب حصۂ نثر۔

عالیہ سال دوم

① ترجمہ وتفسیر سورۂ فاتحہ تا اختتام سورۂ توبہ۔

② مشکاۃ جلد اول، خیر الاصول۔

③ ہدایہ جلد اول۔

④ سراجی تا اختتام باب الرد۔

⑤ دروس البلاغہ الفن الاول۔

⑥ مقامات: پہلے پانچ مقالے۔

عالمیہ سال اول

① جلالین شریف سورۂ بقرہ، علوم القرآن۔

② مشکاۃ جلد دوم۔

③ موطا امام مالک (از ابتداء تا آخر کتاب الصلاۃ) وشمائل ترمذی۔

④ کتاب الآثار للامام محمد۔

⑤ ابن ماجۃ باب الفتن تا آخر، نسائی شریف، کتاب الزینۃ من السنن الفطرۃ تا آخر۔

⑥ ہدایہ جلد ثانی۔

عالمیہ سال دوم

① بخاری جلد دوم کتاب التفسیر از صفحہ ۶۴۲ تا کتاب النکاح۔

② بخاری جلد اول کتاب الایمان، کتاب العلم، کتاب الجہاد از صفحہ ۳۹۰ تا آخر مناقب۔

③ مسلم شریف جلد دوم از کتاب الفضائل تا بال الامر بحسن الظن باللہ تعالی عند الموت۔

④ ترمذی شریف جلد اول کامل۔

⑤ ترمذی شریف جلد دوم تا ابواب فضائل القرآن۔

۶ ابوداؤد شریف جلد دوم از کتاب الاطعمۃ تا کتاب الفتن واز کتاب الآداب تا آخر۔

آٹھ سالہ دورانیہ کے تنفیذ میں مشکلات

چونکہ ''وفاق'' ایک ملکی سطح کا بورڈ ہے، جس کے تحت پورے ملک سے ملحق مدارس کے طلبہ وطالبات کا امتحان ہوتا ہے اور ملحق مدارس اپنے اپنے علاقائی، معاشرتی اور معاشی مسائل سے دوچار ہوتے ہیں، پسماندہ علاقہ کے مدارس کو بھی ساتھ لے کر چلنا ہوتا ہے، اس تناظر میں بنات کے نصاب کی آٹھ سالہ مدت کے نفاذ میں دشواریاں پیش آئیں، چنانچہ آٹھ سالہ نصاب کو چار سال میں پڑھانے کا فیصلہ ہوا، اس کے بعد میں مختلف اجلاسوں میں یہ معاملہ زیر بحث رہا؛ لیکن وقتی طور پر آٹھ سالہ مدت کا نفاذ نہ ہوسکا۔

نصابِ تعلیم بنات کو مؤثر ومفید تر بنانے کے لئے مزید کاوشیں

نصاب کمیٹی نے آٹھ سالہ نصاب (جو کہ چار سال میں پڑھایا جارہا تھا) میں بعض تبدیلیاں کر کے ۳۰ محرم الحرام ۱۴۱۶ھ مطابق ۲۹ جون 1995ء کو مجلس عاملہ میں پیش کیا، تاہم مجلس عاملہ نے اس پر مدارس کے آراء طلب کرنے کا فیصلہ کیا، چنانچہ مذکورہ بالا مشکلات کی وجہ سے اس پر بھی مزید پیش رفت نہ ہوسکی، چونکہ چار سالہ مدت سے مطلوبہ ٹھوس علمی استعداد پیدا نہیں ہو پارہی تھی؛ اس لئے اس معاملے پر کوششیں جاری رہیں، مجلس عاملہ وشوریٰ کے اجلاس منعقدہ ۲۱، ۲۲ ربیع الثانی، مطابق ۲۲، ۲۳ جون ۲۰۰۳ء اور مجلس عاملہ کے اجلاس ۲۳ شعبان ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۰ اکتوبر ۲۰۰۳ء میں بھی نصاب تعلیم بنات پر غور وخوض کیا گیا، آخر الذکر اجلاس میں طے ہوا کہ عامہ سے ابتدائی چار سال تک بنین وبنات کا نصاب یکساں رکھا جائے اور بنات کا دورانیہ، تدریس دو سال بڑھا دیا جائے یعنی بنات کی مدت تعلیم چھ سال ہوجائے گی (لیکن دورانیہ میں اضافہ پر عمل آوری ممکن نہ ہوسکی)۔

مجلس عاملہ کے اجلاس ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۰ جون ۲۰۰۵ء میں حضرت مولانا مفتی رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے چار سالہ نصاب کے بارے میں

اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا:

''درس نظامی کا موجودہ نصاب جو ہماری بنات کو پڑھایا جاتا ہے یہ چار سالہ ہے؛ لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ اس ادھورے نصاب پر شہادۃ العالمیہ دے دینا ایسی بات ہے کہ جس پر ضمیر کبھی مطمئن نہیں ہوا، طلبہ جو درس نظامی کو آٹھ سال میں مکمل کرتے ہیں اور دار الطلبہ میں رہ کر دن رات محنت کرتے ہیں وہ دورہ حدیث سے کامیابی کی جو سند شہادۃ العالمیہ حاصل کرتے ہیں، وہی سند بنات کو محض چار یا پانچ سال کی ادھوری تعلیم پر دے دی جاتی ہے؛ حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ وہ لڑکی جو چار یا پانچ سالہ نصاب پڑھ کر دورہ حدیث سے فارغ ہورہی ہے وہ عالمہ نہیں ہے، نہ وہ محدثہ ہے، نہ مفسرہ اور نہ فقیہ، ناچیز نے جتنا غور کیا اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ بنات کی تعلیم سے متعلق ہماری ضرورتیں دو طرح کی ہیں، ایک ضرورت تو یہ ہے کہ ہم کچھ خواتین کو باقاعدہ ذی استعداد عالمہ بنائیں؛ تاکہ وہ آگے جاکر اپنے علم کو بڑھائیں، محدثات بنیں، فقیہات بنیں، مفتیات بنیں، مصنفات بنیں، مؤلفات بنیں۔

ہماری اس ضرورت سے زیادہ بڑی ضرورت یہ ہے کہ پورے معاشرے میں جو لڑکیاں ہیں، گاؤں، گوٹھوں تک کی لڑکیاں وہ علم سے بہرور ہوں اور اتنا علم دین دے دیا جائے جو ایک مسلم ماں کی ضرورت ہے، مسلم بیوی کی ضرورت ہے، مسلم بیٹی، مسلم بہن اور مسلم پڑوسن کی ضرورت ہے، اتنا علم دین اس کے پاس آجائے؛ کیوں کہ قوم ماں کی گود میں پلتی ہے، اگر ہم نے اس ماں کی گود کو دین کے سانچے میں ڈھال دیا تو پوری قوم بھی دین کے سانچے میں ڈھل جائے گی، ہمیں لڑکیوں کو اس قابل کرنا چاہئے کہ وہ اپنے سسرال جاکر باعزت طریقے سے زندگی گذار سکیں؛ اس لئے وفاق کا بنات کے لئے ایک نصاب وہ ہونا چاہئے جو صرف بنیادی علم دین پر مشتمل ہو، جس میں اسلام کے بنیادی اصول، عقائد اور احکام کا احاطہ کیا گیا ہو اور یہ پورے ملک میں نافذ ہو اور دوسرا نصاب وہ ہونا چاہئے جو بنین کا ہے۔

مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ ۴ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ مطابق ۳ مئی ۲۰۰۶ میں صدر وفاق شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا:

''بنین وبنات'' کو ''وفاق'' کی طرف سے عالمیہ کی یکساں سند دی جاتی ہے، جب کہ بنات صرف چار سالہ تعلیم حاصل کرتی ہیں، اس تضاد کو ختم ہونا چاہئے، ایک مسلمان بچی جو صرف دین کی سوجھ بوجھ حاصل کرنا چاہتی ہے اس کے لئے سہ سالہ نصاب دراسات دینیہ ''وفاق'' نے مرتب کیا ہے، دراسات کا نصاب ضروری مسائل سے آگاہی کے لئے کافی ہے، جو مکمل عالمہ بننا چاہتی ہے اس لئے نصاب ہشت سال ہوگا''۔

چنانچہ اسی تناظر میں فیصلہ کیا گیا کہ بنین وبنات کا نصاب یکساں ہوگا اور ۱۴۲۸ھ سے عامہ میں داخلہ لینے والی طالبات کے امتحانات بنین کے نصاب کے مطابق ہوں گے۔

اسی موقع پر بعض حضرات کی طرف سے بنات کے بعض اقامتی مدارس کی شکایات سامنے لائی گئیں اور تجویز آئی کہ اقامتی مدارس بند کردیئے جائیں، اس پر حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم نے خوبصورت جملہ فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے ''افق'' کی شکل میں ہمیں مضبوط کردیا ہے، اس کی حفاظت کرنا ہم سب پر فرض ہے، ٹہنی درخت کے ساتھ اچھی لگتی ہے، ہمارا فرض ہے ہم خود اپنی خامیاں دور کریں'' چنانچہ بنات کے اقامتی مدارس بند کرنے کا فیصلہ موقوف کردیا گیا۔

بنات کے لئے تین سالہ نصاب (سہ سالہ، چارسالہ وآٹھ سالہ)

۲۹ ربیع الاول وکیم ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ، مطابق ۱۸، ۱۹ اپریل ۲۰۰۷ء کے اجلاس میں یہ بات سامنے آئی کہ بہت سے مدارس نے بذریعہ خطوط اپنی رائے دی ہے کہ بنات کا چار سالہ نصاب ختم نہ کیا جائے، چنانچہ اجلاس میں یہ تجویز زیر غور آئی کہ بنات کے تین نصاب ہوں، مختصر سہ سالہ نصاب دراسات دینیہ، سابقہ چار سالہ نصاب اور آٹھ سالہ نصاب، تاہم سردست اس اجلاس میں سابقہ (دونصاب) برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا گیا اور طے ہوا کہ تین نصابوں کی تجویز پر نصاب کمیٹی غور کر کے مجلس عاملہ میں پیش کرے، اس دوران ۱۳ ذیقعدہ

۲۹ ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۲ نومبر ۲۰۰۸ء کو مجلس عاملہ نے فیصلہ کیا کہ بنین کی طرح بنات کے درجات میں بھی دو سال کا وقفہ ہوگا، ۱۴۳۰ھ سے یہ ضابطہ لاگو ہوگا۔

اس طرح آٹھ سال میں نصاب پورا ہوگا، جب کہ تین نصابوں کی تجویز نصاب کمیٹی کی رائے مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ ۱۱ ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۹ اپریل ۲۰۰۹ء وشوری کے اجلاس ۱۲ ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۹ اپریل ۲۰۰۹ء میں پیش ہوئی۔

اس موقع پر حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم ناظم اعلی وفاق نے فرمایا کہ چار سالہ نصاب کو یکسر ختم کرنا ہمارے لئے انتہائی مشکل ہے؛ لہٰذا مدارس کی سہولت کے پیش نظر آٹھ سالہ نصاب کے ساتھ ساتھ سابقہ چار سالہ نصاب بھی فی الحال جاری رکھا جائے، چنانچہ طئے ہوا کہ آئندہ بنات کے نصاب جاری رہیں گے، البتہ شہادۃ العالمیۃ آٹھ سالہ نصاب پر جاری ہوگی، جب کہ موجودہ چار سالہ پر شہادۃ العالیہ جاری ہوگی۔

چار سالہ و چھ سالہ نصاب

آٹھ سالہ نصاب تعلیم بنات پر عمل درآمد سے متعلق مدارس بنات کی طرف سے مسلسل مشکلات کا اظہار کیا جاتا رہا، جب کہ دوسری طرف یہ اشکال بھی برقرار تھا کہ چار سالہ مدت سے مطلوبہ ٹھوس استعداد پیدا نہیں ہورہی، نیز ہائیر ایجوکیشن کمیشن نے چار سالہ اسناد پر ایم اے کی مساوی سند کا اجراء روک دیا، چنانچہ فاضلات کو درپیش مسائل اور مدارس کے اعذار کو پیش نظر رکھتے ہوئے چھ سالہ نصاب تعلیم بنات مرتب کرنے کا فیصلہ کیا گیا، چنانچہ نصاب کمیٹی کے مجوزہ چھ سالہ نصاب کے بارے میں مدارس سے آراء طلب کرنے کے لئے ماہنامہ وفاق میں اس کی تشہیر کی گئی۔

مدارس کی تجاویز کی روشنی میں نصاب کمیٹی نے اس میں مناسب تبدیلیاں کیں اور منظوری کے لئے مجلسِ عاملہ کے اجلاس منعقدہ: یکم صفر المظفر ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۷ جنوری ۲۰۱۰ء بمقام جامعہ فاروقیہ فیز دو کراچی میں پیش کیا گیا، یہ نصاب میٹرک کے پاس طالبات کے لئے مرتب کیا گیا تھا، جب کہ غیر میٹرک طالبات کے لئے دو سالہ عصری

نصاب مرتب کرنے کی تجویز تھی، نیز دراسات دینیہ کے تین سالہ نصاب کو دو سالہ کرنے کی تجویز بھی زیر غور آئی مجلس عاملہ نے اصولی طور پر اس کی منظوری دی اور بعض زیر غور کتب کو جلد حتمی کرنے کے بارے میں نصاب کمیٹی کو ہدایت کی گئی، چنانچہ نصاب کمیٹی نے چھ سالہ نصاب حتمی کر کے ۲۲ شوال المکرم ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۲ ستمبر ۲۰۱۱ء کو دوبارہ مجلس عاملہ میں پیش کیا، اس موقع پر ناظم اعلی وفاق حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم نے فرمایا کہ مطلوبہ استعداد کے لئے کم ازکم چھ سالہ نصاب ضروری ہے، جب کہ دین کی بنیادی معلومات اور مسلمان گھروں میں دینداری کا ماحول بیدار کرنے کے لئے دراسات دینیہ کا دو سالہ نصاب زیر غور ہے، چنانچہ مجلس عاملہ نے بنات کے چھ سالہ نصاب تعلیم کی منظوری دی۔

چھ سالہ نصاب کی تنفیذ

چھ سالہ نصاب کے بارے میں اراکین مجلس شوری سے مزید آراء طلب کی گئی تھی، اراکین شوری ودیگر مدارس کی طرف سے موصول ہونے والی تجاویز کی روشنی میں نصاب کمیٹی نے اپنے اجلاس ۲۳ صفر المظفر ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۳ جنوری ۲۰۱۲ء میں چھ سالہ نصاب کی حتمی شکل دی جو کہ منظوری کے لئے ۳ جمادی الاخری ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۵ اپریل ۲۰۱۲ کو مجلس عاملہ اور ۴ جمادی الاخری ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۶ اپریل ۲۰۱۲ کو مجلس شوری میں پیش کیا گیا، جس کی منظوری اس تصریح کے ساتھ کی گئی کہ دورۂ حدیث میں موجود کتب میں تلخیص وانتخاب کیا جائے، اسی طرح دراسات دینیہ کے دو سالہ نصاب کی بھی منظوری دی گئی، نیز عامہ بنات کے عصری نصاب کے بارے میں مدارس کو اختیار دیا گیا کہ چاہے ایک سال میں مکمل کریں یا دو سال میں، وفاق صرف دوسرے سال کا امتحان لے گا، عامہ بنات کا عصری نصاب مرتب کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دے دی گئی۔

چھ سالہ نصاب میں تخفیف وتسہیل کا فیصلہ

۱۴۳۴ھ سے نئے نصاب کی تنفیذ شروع ہوئی تو اس میں بھی مدارس کی طرف

سے مشکلات کا اظہار کیا گیا، نیز مجلس عاملہ وشوری کے فیصلے کے مطابق عالمیہ کی کتب میں تلخیص باقی تھی، چنانچہ مجلس عاملہ وشوری کے اجلاس منعقدہ ۲۱، ۲۲ ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۱، ۱۲ فروری ۲۰۱۵ء بمقام جامعہ دار العلوم کراچی میں اس بارے میں دوبارہ غور وخوض کیا گیا، یہاں یہ بات واضح رہے کہ چھ سالہ نصاب مرتب کرتے وقت دو اہم مقاصد پیش نظر تھے، سب سے اہم مقصد طالبات میں ٹھوس علمی استعداد پیدا کرنا تھا؛ تاکہ طالبہ کو جب عالمیہ کی سند جاری کی جائے تو اس کی اہلیت بھی ہو، بدقسمتی سے چار سالہ سے مطلوبہ استعداد پیدا نہ ہوسکی، دوسرا اہم مقصد فاضلات کی سند کی حیثیت کو تسلیم کرانا تھا؛ تاکہ فاضلات کسی بھی شعبہ میں جاکر دینی خدمات انجام دے سکیں، لہٰذا طے ہوا کہ نصاب تعلیم کا دورانیہ تو چھ سال رہے؛ البتہ نصاب کمیٹی نصاب بنات پر نظر ثانی کر کے اسے سہل بنائے۔

موجودہ حتمی نصاب

اس فیصلے کی روشنی میں نصاب کمیٹی نے اپنے اجلاس منعقدہ ۴ مارچ ۲۰۱۵ء میں چھ سالہ نصاب تعلیم بنات پر از سر نو غور کیا اور نصاب میں تخفیف کر کے سہل نصاب مرتب کیا، نصاب کمیٹی کا نظر ثانی شدہ نصاب مجلس عاملہ وشوری کے اجلاس منعقدہ ۲۴ رجب ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۳ مئی ۲۰۱۵ء بمقام مرکزی دفتر وفاق ملتان میں پیش کیا گیا، مجلس عاملہ وشوری نے ترمیم شدہ چھ سالہ نصاب کی منظوری دی اور طے ہوا کہ درس نظامی بنات کا چھ سالہ نصاب ثانویہ خاصہ سال سے شروع ہوگا، میٹرک پاس طالبات خاصہ سال اول میں داخلہ کی اہل ہوں گی، ان کو میٹرک کی بنیاد پر ثانویہ عامہ کی سند ثانویہ خاصہ سال دوم کا امتحان پاس کرنے پر دی جائے گی، جب کہ غیر میٹرک طالبات کا ماہ ذوالحجہ میں مختصر عصری نصاب کا امتحان لیا جائے گا، اس امتحان میں کامیابی پر خاصہ سال اول میں داخلہ کی اہل ہوں گی، نیز ان کو بھی خاصہ سال دوم پاس کرنے کے بعد ثانویہ عامہ کی سند جاری کی جائے گی۔

چھ سالہ نصاب تعلیم بنات وفاق المدارس العربیۃ پاکستان

ثانویہ خاصہ

سال اول		سال دوم	
مضمون	تفصیل	مضمون	تفصیل
ترجمہ وتفسیر وحفظ تجوید	ترجمہ وتفسیر پارۂ عم (دو سوال) خلاصۃ التجوید (ایک سوال) حفظ ربع آخر پارہ عم	ترجمہ وتفسیر وحفظ	ترجمہ ومختصر تفسیر از سورہ یونس تا اختتام سورہ عنکبوت حفظ سورہ یاسین
حدیث	جوامع الکلم (مولانا مفتی محمد شفیع صاحب) زادالطالبین (مکمل) ترکیب باب اول تا ذکر مغیبات	فقہ	مختصر القدوری از ابتداء تا اختتام کتاب الحج واز کتاب النکاح تا آخر کتاب النفقات
فقہ وسیرت	تعلیم الاسلام مکمل تاریخ اسلام حصہ سوم (مولفہ مولانا محمد میاں	اصول فقہ	اصول الشاشی فقط کتاب اللہ آسان اصول فقہ
صرف	علم الصرف (ج:۱،۲،۳) مع اجراء از تمرین الصرف	صرف	علم الصیغہ ما سواء باب چہارم مع خاصیات ابواب از علم الصرف حصہ چہارم
نحو	(۱) علم النحو مع اجراء از تمرین النحور تسہیل النحو (۲) عوامل النحو با ترکیب	نحو	ہدایۃ النحو
ادب	الطریقۃ العصریۃ (ج۔۱)	نحو	شرح مائۃ عامل نوع اول

	عربی کا معلم (حصہ اول، حصہ دوم) مولانا عبدالستار خان صاحب	ومنطق	باترکیب تیسیر المنطق

عالیہ

سالِ اول		سالِ دوم	
مضمون	تفصیل	مضمون	تفصیل
ترجمہ وتفسیر وحفظ	ترجمہ ومختصر تفسیر از سورہ روم تا اختتام سورہ مرسلات حفظ سورہ واقعہ، سورہ ملک	ترجمہ وتفسیر وحفظ	ترجمہ وتفسیر از ابتداء تا اختتام سورہ توبہ حفظ سورہ رحمن
حدیث	ریاض الصالحین از ابتداء تا کتاب الفضائل	حدیث	مشکوۃ جلد اول (مقدمہ شامل نہیں)
فقہ	مختصر القدوری (مابقیہ) مع خاصیات ابواب از علم الصرف حصہ چہارم	حدیث واصول حدیث	مشکوۃ جلد ثانی مع خیر الاصول
اصول فقہ ومیراث	نور الانوار (بحث سنت واجماع) سراجی تا ختم باب الرد	فقہ	ہدایہ جلد اول
البلاغہ	دروس البلاغہ (مکمل)	اخلاق وتربیت	مختصر اسلام اور تربیت اولاد (ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہید)
ادب عربی وعقائد	مختارات حصہ اول (مولانا ابوالحسن علی ندوی) العقیدۃ الطحاویہ (متن)	عقائد واصول تفسیر	شرح عقائد از عذاب قبر تا آخر علوم القرآن حصہ اول باب اول حصہ دوم باب اول ودوم (مولف حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی)

عالمیہ

سال اول		سال دوم	
مضمون	تفصیل	مضمون	تفصیل
تفسیر	منتخبات جلالین جلد اول سورۃ البقرۃ وسورۃ النساء جلد ثانی سورۃ النور والطلاق والتحریم مع سورہ فاتحہ	حدیث	صحیح بخاری (ج:۲) کتاب المغازی، کتاب الاطعمہ تا آخر کتاب الرقاق وکتاب الرد علی الجہمیہ تا آخر کتاب
اصول حدیث	تیسیر مصطلح الحدیث (دکتور محمود الطحان	حدیث	صحیح مسلم کتاب الایمان از کتاب النکاح تا آخر کتاب
فقہ	ہدایہ جلد ثانی کتاب النکاح، کتاب الطلاق تا آخر کتاب الایمان	حدیث	جامع ترمذی (ج۔۱) مکمل
حدیث	طحاوی کتاب الصلاۃ تا کتاب الجنائز	حدیث	صحیح بخاری (ج۔۱) بدء الوحی، کتاب الایمان، کتاب العلم، کتاب الجہاد تا آخر کتاب
حدیث	جامع ترمذی (ج۔۲) باستثناء کتاب العلل	حدیث	صحیح مسلم (۲) از کتاب الفضائل تا باب الامر بحسن الظن باللہ تعالی وکتاب الزہد
حدیث	سنن ابوداؤد جلد اول	حدیث	ابوداؤد شریف (ج۔۲)

	ماسوائے کتاب الصلاۃ		کتاب الضحایا والوصایا از کتاب الایمان والنذور، از کتاب الاشربہ تا آخر کتاب الملاحم، کتاب الآداب تا آخر کتاب ، وشمائل ترمذی

نوٹ: یہ چھ سالہ نصاب میٹرک پاس طالبات کے لئے ہے، غیر میٹرک طالبات کو اس سے قبل ثانویہ عامہ کا مختصر نصاب پڑھایا جائے گا، جس کے امتحان پر وہ ثانویہ خاصہ سال اول میں داخلہ کی اہل ہوں گی۔(۱)

بنات کے نصاب تعلیم سے متعلق چند گزارشات

بچیوں اور لڑکیوں کی تعلیم مسئلہ بہت اہمیت کا حامل ہے، لیکن اس کے نصاب کے سلسلے میں وفاق المدارس کے حضرت صدر محترم دامت برکاتہم کو بھی شروع ہی سے کچھ تحفظات ہیں اور ناچیز کے نزدیک بھی؛ کیوں کہ درس نظامی کا موجودہ نصاب جو ہماری بنات کو پڑھایا جارہا ہے، یہ چار سالہ ہے (اگرچہ دار العلوم کراچی میں نصاب پانچ سالہ پڑھایا جاتا ہے) لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ اس ادھورے نصاب پر شہادۃ العالمیہ دے دینا ایسی بات ہے کہ جس پر ضمیر کبھی مطمئن نہیں ہوا، طلبہ جو درس نظامی کو آٹھ سال میں مکمل کرتے ہیں اور دار الطلبہ میں رہ کر دن رات محنت کرتے ہیں وہ دورہ حدیث سے کامیابی کی جو سند شہادۃ العالمیہ حاصل کرتے ہیں، وہی سند بنات کو محض چار یا پانچ سال کی ادھوری تعلیم پر دے دی جاتی ہے، مجھے تو شرعاً اس کے جواز میں بھی بڑا ڈر لگتا ہے کہ العیاذ باللہ کہیں ہم شہادۃ العالمیہ دے کر کسی ناجائز کام (شہادۃ الزور) کے مرتکب تو نہیں ہورہے ہیں؛ کیوں کہ شہادۃ العالمیہ کا مطلب جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ عالم ہونے کی گواہی ہے، حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ وہ لڑکی جو چار یا پانچ سالہ نصاب پڑھ کر دورۂ حدیث سے فارغ ہورہی ہے، وہ عالمہ نہیں،

---
(۱) وفاق المدارس: ۱۶۷۔۱۶۸۔

نہ وہ محدثہ ہے، نہ مفسر اور نہ فقیہہ، دار العلوم کراچی میں بھی مدرسۃ البنات قائم ہے، لیکن واقعہ ہے کہ اس پر ضمیر مطمئن نہیں ہوتا اور بار بار اس مسئلہ پر غور ومشورہ بھی ہوا ہے، لیکن جیسا کہ غور کرنے کی ضرورت ہے وہ ابھی نہیں ہوا۔

ناچیز نے جتنا غور کیا اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ بنات کی تعلیم سے متعلق ہماری ضرورتیں دو طرح ہیں: ایک ضرورت تو یہ ہے کہ ہم کچھ خواتین کو باقاعدہ ذی استعداد عالمہ بنائیں تاکہ وہ آگے جاکر اپنے علم کو بڑھائیں، وہ محدثہ بنیں، محدثات بنیں، فقیہات بنیں، مفتیات بنیں، مصنفات بنیں، مؤلفات بنیں، ہماری ایک ضرورت یہ ہے کہ لیکن اس ضرورت کے لئے ہمیں خواتین کی بہت بڑی تعداد کی ضرورت نہیں، تھوڑی تعداد بھی ملک بھر میں اگر ایسی عالمات تیار ہوجائے تو یہ ضرورت پوری ہوجائے گی، لیکن ایسی عالمات اس پورے نصاب کے بغیر تیار نہیں ہوسکتیں جو طلبہ کو پڑھایا جاتا ہے۔

رہا یہ مسئلہ کہ یہ طالبات اتنا وقت کہاں سے لائیں گی؟ جلد ہی ان کی شادیوں کا مرحلہ آجاتا ہے، تو ٹھیک ہے یہ ضرور ہوگا کہ ایسی طالبات کم ملیں جو آٹھ سال اس کام میں لگانے کے لئے تیار ہوں؛ لیکن کم ملنے سے ہمارا کوئی نقصان نہیں؛ کیوں کہ ہمیں زیادہ تعداد کی ضرورت نہیں، ایسی عالمات اگر تھوڑی بھی ہوں تو ان سے ہمارے ملک کی ضرورت پوری ہوجائے گی، البتہ یہ ضرور ہوگا کہ پھر بنات کے درس نظامی کے اتنے مدرسوں کی ضرورت نہیں ہوگی، ایک صوبے میں ایک مدرسہ بھی شاید کافی ہوجائے، یا ایک ضلع میں ایک مدرسہ کافی ہوجائے اور طالبات کی تھوڑی تعداد اس معیاری تعلیم میں وقت لگانے میں غالباً تیار ہوجائے گی؛ کیوں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسکول اور کالجوں کی لڑکیاں ماسٹرز بھی کرتی ہیں، پی ایچ ڈی بھی کرتی ہیں، ظاہر ہے وہ بڑی بڑی مدت اس میں لگاتی ہوں گی ------ تو ہماری ضرورت یہ ہے کہ خواہ ہم عالمات کم بنائیں؛ لیکن جتنی خواتین اور لڑکیاں ہیں ان کو پکی مسلمان تو بنادیں، اگر وہ پکی مسلمان ماں بن جائیں، پکی مسلمان بیویاں بن جائیں، پکی مسلمان بیٹیاں بن جائیں اور پکی مسلمان پڑوسنیں بن جائیں تو ہمارے معاشرے میں

بہترین انقلاب آسکتا ہے، اس واسطے ہماری دوسری صورت ہے کہ ہم ایسا نصاب تیار کریں جس میں دینی تعلیم اس حد تک ضرور آجائے کہ وہ ایک پکی سچی مسلمان خاتون تیار کرسکے؛ لیکن اس کام کے لئے ایک نصاب تیار کیا گیا ہے جس کا نام ''شہادۃ دراسات دینیہ'' ہے وہ اچھا نصاب ہے؛ لیکن ناچیز کی رائے یہ ہے کہ اس میں اضافہ کی ضرورت ہے، اس سے دینی ضرورت تو پوری ہوجاتی ہے؛ لیکن معاشرے میں اگر کوئی لڑکی ایسی ہو جو حساب بالکل نہ جانتی ہو، انگریزی بالکل نہ جانتی ہو، سائنس اور جغرافیہ بالکل نہ جانتی ہو اور تاریخ سے بالکل بے خبر ہو تو وہ معاشرے میں اپنا کوئی مقام نہیں بنا سکتی، اس واسطے ناچیز کی سمجھ میں یہ بات آتی ہے کہ جس طرح ہم نے بنین کے لئے یہ کیا کہ پرائمری کی پہلی جماعت سے لے کر دسویں جماعت تک میٹرک کی تیاری کروائی جائے اور لازمی عصری مضامین وہ سارے ان کو پڑھا جائیں اور اسی کے اندر یہ دراسات کا تین سالہ نصاب کا جو مواد ہے وہ ضرورت کے مطابق اسکے اندر سمو دیا جائے، تاکہ معاشرے میں بھی لڑکیوں کا ایک مقام بنے اور ان کے لئے رشتوں کا مسئلہ مشکل نہ بن جائے، بحالات موجودہ ماں باپ کے لئے لڑکیوں کے رشتوں کا مسئلہ انتہائی مشکل بنا ہوا ہے، ہمیں لڑکیوں کو اس قابل کرنا چاہئے کہ وہ اپنے سسرال جاکر باعزت طریقے سے زندگی گزار سکیں اور عصری مضامین میں بھی کم از کم میٹرک تک کی تعلیم ان کے پاس موجود ہو اور وہ پکی سچی مسلمان بن جائیں، اس کے لئے ایک ایسا نصاب تشکیل دیا جائے جو میٹرک تک کا ہو اور اس میں ضروری دینی تعلیم موجود ہو، اس سے فارغ ہونے کے بعد جو لڑکیاں باقاعدہ درس نظامی میں جانا چاہیں گی تو وہ اس میں داخل ہوجائیں اور جو کالجوں اور یونیورسٹیوں میں جانا چاہیں گی تو ان کے لئے بھی راستہ ہوگا؛ مگر پکی اور سچی مسلمان ہوچکی ہوں گی، تو امید یہ ہے کہ یونیورسٹیوں میں جاکر بھی شاید ان کو دینی نقصان اتنا نہ پہنچے جتنا آج کل پہنچ رہا ہے، اسی بنیاد پر میں نے ایک تحریر لکھی ہے اور وہ میں وفاق المدارس کی مجلس عاملہ کو پیش کرچکا ہوں اور مجلس عاملہ نے اصولی طور پر اس کی منظوری بھی دی ہے یہ کہہ کر اس کو وفاق المدارس کی نصاب کمیٹی کے پاس بھیجا ہے، اس سفارش کے

ساتھ کہ اس کو قبول کرلیا جائے، نصاب کمیٹی اس پر غور کرے گی اور اس پر مفصل رپورٹ تیار کر کے عاملہ میں پیش کرے گی؛ تا کہ اس کو ضابطہ میں منظور کرلیا جائے۔(۱)

❁❁❁❁❁❁❁

(۱) اجلاس عاملہ ۲۲ ے جمادی الأولی: ۱۴۲۶ھ، مفتی رفیع صاحب عثمانی، وفاق المدارس العربیۃ، پاکستان، باب دوم، نصاب تعلیم: ۱۶۵۔ ۱۷۰، مرکزی دفتر وفاق المدارس العربیۃ پاکستان۔

نصاب و نظام

جامعۃ المؤمنات الاسلامی دوبگا، ہردوئی روڈ، لکھنؤ

ہدایات برائے طالبات دارالاقامۃ

① جامعہ کے اصول وقوانین کی پابندی ضروری ہے۔

② یہ ایک دینی اور مذہبی ادارہ ہے، یہاں اپنے کردار کو شریعت مطہرہ کے مطابق ڈھالنا اور شرعی اصولوں پر زندگی گزارنا لازمی ہے، بالخصوص پنج وقتہ نمازوں کی پابندی کرنی ہوگی، غیر شرعی وضع اختیار کرنا قابل مواخذہ جرم ہوگا، اگر نگراں کی تنبیہ کے باوجود کوئی طالبہ اس کی مرتکب ہوگی تو اس کا دارالاقامہ اور جامعہ دونوں سے اخراج کیا جاسکتا ہے۔

③ قیام کی جگہ ناظمۂ دارالاقامہ کی جانب سے جو مقرر کی جائے گی اسی جگہ پر رہنا ہوگا۔

④ کھانے پینے اور سونے جاگنے کے اوقات میں پابندی لازمی ہے۔

⑤ کھانے کے ہال میں وقت مقررہ پر پہنچنا لازمی ہے، انفرادی طور پر اپنے کمرے میں کھانا لے جانا سخت منع ہے۔

⑥ صبح کی دعا میں شرکت اور درس کے اوقات میں متعین یونیفارم کا اہتمام لازمی ہے۔

⑦ پڑھنے لکھنے کے اوقات میں کسی بھی قسم کا عذر قابل قبول نہ ہوگا۔

⑧ اپنے سامان وغیرہ کی حفاظت طالبہ کے ذمے ہے، چوری ہوجانے پر جامعہ کی کوئی ذمہ داری نہ ہوگی۔

⑨ کسی بھی طالبہ کو بھڑک دار چمکیلے کپڑے اور سونے چاندی کے زیورات استعمال

کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

⑩ درس گاہ کا یونیفارم یا دارالاقامہ میں پہننے کے کپڑے ان کی سلائی پر دھیان دیں، طالبات کا جمپر ان کے گھٹنوں کے برابر نہ اونچا نہ نیچا، گلا چھوٹا اور سادہ ہو، چاک مناسب ہو، پوری آستین ہو اور ڈھیلا ہو، چوڑی دار پائجامہ یا بہت گھیر دار شلوار کی بھی اجازت نہ ہوگی۔

⑪ جامعہ کی تمام معلمات، ملازمات وخادمات کا احترام واکرام اور اپنی درس گاہ وکتابوں کا ادب واحترام ضروری ہے۔

⑫ جامعہ سے بلا اجازت باہر جانے کی قطعی اجازت نہیں ہوگی۔

⑬ نگراں صاحبہ کو کسی بھی وقت کسی بھی طالبہ کا سامان چیک کرنے اور ممنوع اشیاء کو ضبط کرنے کا حق حاصل ہے، برآمدگی کی صورت میں کسی بھی قسم کی تادیبی کاروائی حتی کہ دارالاقامہ سے اخراج بھی کیا جاسکتا ہے۔

⑭ یونیفارم کے علاوہ صرف ۴ عدد سوٹ رکھنے کی اجازت ہوگی۔

⑮ بیمار ہونے کی صورت میں طالبہ خود جامعہ میں آنے والے ڈاکٹر کو دکھائے اور نگراں کو اپنی بیماری سے مطلع کرے۔

ہدایات برائے سرپرستان

① فیس ہمیشہ وقت مقررہ پر جمع کریں۔

② چھٹی کم سے کم لیں؛ تاکہ طالبہ یکسوئی کے ساتھ پڑھائی کرسکے۔

③ اگر خواتین سرپرست مدرسہ یا طالبات کی قیام گاہ دیکھنا چاہیں تو انہیں تھوڑی دیر کے لئے اندر جانے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

④ موبائل اندر لے جانے کی اجازت نہیں ہوگی، موبائل استقبالیہ میں ہی جمع کرنا ہوگا۔

⑤ جن سرپرست عورتوں کو اندر جانے کی اجازت ملے گی ان کے لئے شرط ہے کہ ان کا لباس شریعت کے مطابق ہو، وہ بے پردہ، فیشن زدہ اور میک اپ زدہ نہ ہوں۔

ملاقات

طالبہ سے ملاقات کے سلسلے میں ان ہدایات کا اہتمام لازمی ہوگا۔

(الف) ملاقات پندرہ دن میں صرف ایک بار ہوگی۔

(ب) سرپرست چاہے کسی بھی وقت جامعہ پہنچیں، ملاقات مقررہ وقت پر ہی ہوگی، سرپرستوں کے قیام کے لئے بشرط گنجائش مہمان خانے کا انتظام ہے، خواتین کو بھی وہیں قیام کرنا ہوگا، طالبہ کے ساتھ دارالاقامہ میں قیام کی اجازت نہ ہوگی۔

(ج) ملاقات کارڈ کے ذریعے ہوگی، خواہ مرد ہوں یا خواتین، داخلہ مکمل ہونے اور رسید ہاتھ میں آجانے کے بعد سرپرستوں پر لازم ہوگا کہ وہ ملاقات کارڈ اور فون کارڈ دفتر سے حاصل کریں اور خود بھر کر جمع کریں، اگر سرپرست یہ کام مکمل کئے بغیر طالبہ کو چھوڑ کر چلے گئے تو نہ طالبہ سے ملاقات کرسکیں گے اور نہ فون پر بات کرسکیں گے۔

(د) داخلے کے وقت سرپرست حضرات جن محرم رشتہ داروں کے نام دفتر میں درج کرا کر ملاقات کارڈ بنوالیں، صرف ان ہی کی ملاقات طالبہ سے کروائی جائے گی۔

(ھ) تعلیمی اوقات اور امتحانات کے دنوں میں ہرگز ملاقات نہ ہوسکے گی۔

(و) اگر کسی ضرورت سے طالبہ کو ایک دو گھنٹہ کے لئے باہر لے جانے کی ضرورت پڑے تو صرف جمعہ کو لے جاسکتے ہیں، ایک دو گھنٹہ کی چھٹی لے کر مدرسے سے باہر نکلنا اور گھر لے جا کر فون پر اطلاع کرنا اور کوئی بھی عذر پیش کردینا ہرگز قبول نہ ہوگا، سرپرستوں کی اس حرکت پر طالبہ کو کوئی بھی سزا مل سکتی ہے جسمانی، مالی جرمانہ یا اخراج۔

اوقات ملاقات

روزانہ: بعد نماز عصر تا اذان مغرب

جمعہ کے دن: صبح ۹/ سے ۱۲ بجے دوپہر تک

جمعہ کے دن بعد عصر ملاقات نہیں ہوگی۔

ضروری سامان

دو چادریں، ایک تکیہ، ایک گدا، تولیہ، چند برتن مثلاً دو پلیٹ، ایک گلاس، چائے کپ، چمچہ، بالٹی، جگ، لوٹا وغیرہ، یونیفارم کے علاوہ ۴ عدد جوڑے (سوٹ) رکھنے کی اجازت ہے، اس کے علاوہ طالبہ کا شخصی ضروری سامان بھی ہونا چاہئے، زیادہ اور غیر ضروری سامان رکھنا منع ہے۔

ممنوع سامان

تصاویر، غیر معیاری لٹریچر، ناول، غیر اسلامی جریدے، ریڈیو، واک مین (Walk man) موبائیل، کیمرہ، فوٹو البم، پریس، زیبائش وآرائش کی چیزیں مثلاً سونے چاندی کے زیورات، بھڑک دار کپڑے، میک اپ کا سامان وغیرہ۔

طالبہ کا اخراج

(۱) دارالاقامہ کی طالبات کو نگراں دارالاقامہ کی اجازت کے بغیر احاطۂ جامعہ سے باہر جانے کی اجازت نہ ہوگی، خلاف ورزی کی صورت میں اخراج ہوجائے گا اور دوبارہ داخلہ نہ ہوگا۔

(۲) جو طالبہ اکثر غیر حاضر رہتی ہو یا جس کے چال وچلن خراب ہوں یا حکم عدولی کرتی ہو، اس کو فہمائش وتنبیہ کی جائے گی، اگر یہ مؤثر نہ ہوا تو اس کا نام دارالاقامہ اور جامعہ دونوں سے خارج کیا جاسکتا ہے، معلمین ومعلمات ودیگر کارکنان کے ساتھ کسی بھی قسم کی بدتمیزی پر بھی اخراج ہوجائے گا۔

(۳) بغیر کسی منظور شدہ درخواست کے دس دن غیر حاضر رہنے کی وجہ سے اخراج ہوجائے گا۔

(۴) طالبات کو کسی دوسری جگہ پڑھنا، کسی دوسرے امتحان کی تیاری کرنا، یا کسی دینی، ملی وسیاسی تنظیم کی کسی طرح کی سرگرمیوں میں بغیر ذمہ داران کی اجازت کے حصہ لینا سخت منع ہے۔

(۵) کسی بھی ضابطہ کی خلاف ورزی کی صورت میں اخراج ہوسکتا ہے۔

نصاب تعلیم

ابتدائیہ اولیٰ

① اسلامیات

(الف) حروف شناسی، قاعدہ بغدادی، کلمہ طیبہ، استعاذہ، بسملہ، تسبیح فاطمی۔

(ب) حفظ سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص ودس اسماء حسنیٰ۔

② اخلاقیات: بڑوں کا ادب، ملنے جلنے کے آداب، جسم کی صفائی، خاص کر ناخن، دانت، بالوں اور ناک کی صفائی کی عملی تربیت، اخلاقی کہانیاں۔

③ اردو:

(الف) ہماری کتاب وقاعدۂ اردو

(ب) اردو لکھائی حصہ (A)

④ ہندی: ہندی لکھائی (A)

⑤ انگریزی: All in one (مطبوعہ القلم دہلی)

(الف) Azad ABC Nursery(A)

(ب) English writing Books (A)

⑥ حساب: ۵۰ رتک گنتی لکھنا پڑھنا، ۵ رتک پہاڑے۔

ابتدائیہ ثانیہ

① اسلامیات:

(الف) یسرنا القرآن مع مکمل مخارج

(ب) حفظ سورۃ الناس تا سورۃ الکافرو، کلمہ طیبہ، کلمہ شہادت، نماز کی دعائیں اور بیس اسماء حسنی۔

② اخلاقیات:

(الف) تربیتی قصوں اور بات چیت کے ذریعے بچوں کی دینی ذہن سازی، اللہ کے رسول

(ب) دعائیں (از مولانا علی میاں ندویؒ)

(ج) صفائی ستھرائی و دیگر تربیتی اعمال

③ اردو:

(الف) ہماری کتاب حصہ اول

(ب) ہندی لکھائی حصہ (B)۔

④ انگریزی:

(الف) Azad ABC Primey

(ب) English writing Books (B)

ابتدائیہ ثالثہ

① اسلامیات

(الف) ناظرہ پارۂ عم مع مکمل مخارج و میم مشدد و نون مشدد کے قاعدے

(ب) حفظ سورۃ الناس سے البتہ تک ۳۰/اسماء حسنی

② اخلاقیات: دعائیں (از مولانا علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ)۔

صحابہ وصحابیات کے حالاتِ زندگی سنا کر بچیوں کی دینی ذہن سازی، منتخب تسبیحات، وضو اور نماز کی عملی مشق، ہمارا ایمان، حضرت ابوبکر، حضرت عمر رضی اللہ عنہما۔

③ اردو:

(الف) ہماری کتاب حصہ دوم

(ب) اردو لکھائی حصہ اول

④ ہندی:

(الف) ہماری چوتھی حصہ دوم مع نقل نویسی

(ب) ہندی لکھائی حصہ اول

⑤ حساب: جدید آسان ریاضی حصہ دوم

⑥ انگریزی:

(الف) Zia English nusery senior

(ب) English Writing book part 1

ابتدائیہ رابعہ

① اسلامیات:

(الف) ناظرہ سات ابتدائی پارے مع مکمل مخارج اور میم مشدد، نون مشدد، ونون ساکن کے قاعدے

(ب) حفظ سورۃ الناس سے سورۃ اللیل تک اور ۴۰ اسماء حسنیٰ

② اخلاقیات:

(الف) اسلام کی تعلیم (از: ڈاکٹر سید العلی حسنیؒ) تعلیم الاسلام اول

(ب) بچوں کی قصص الانبیاء، اول، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہما

(ج) دعائیں (از: مولانا علی میاں ندویؒ)

③ اردو:

(الف) اردو کی دوسری کتاب (از: مولوی اسماعیل میرٹھیؒ) مع نقل نویسی

(ب) اردو لکھائی حصہ دوم

④ ہندی:

(الف) ہماری چوتھی حصہ سوم، مع نقل نویسی

(ب) ہندی لکھائی حصہ دوم

⑤ حساب: جدید آسان ریاضی حصہ سوم

⑥ سائنس: ابتدائی سائنس اول (دینی تعلیمی کونسل)

⑦ انگریزی:

(الف) Zia English nusery senior

(ب) Englis Writing book part 2

⑧ جغرافیہ: کچھ اہم جغرافیائی اصطلاحات

ابتدائیہ خامسہ

① قرآن:

(الف) ناظرہ: آٹھویں پارے سے بیسویں پارے تک مع مکمل مخارج اور نون ساکن، میم ساکن، نون مشدد، میم مشدد ولام کے قاعدے

(ب) حفظ: سورۃ الناس سے سورۃ البروج تک

② دینیات:

(الف) بچوں کی قصص الانبیاء، دوم، سوم، چہارم

(ب) اچھی باتیں حصہ چہارم

(ج) تعلیم الاسلام دوم، سوم

(د) دعائیں (از مولانا علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ) اور ۵۰ اسماء حسنی

③ اردو:

(الف) اردو کی تیسری کتاب (از: مولوی اسماعیل میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ) مع نقل نویسی واملا

(ب) اردو لکھائی حصہ سوم

④ انگریزی:

(الف) Zia English Reader Primer

(ب) Englis Writing Book part 3

⑤ ہندی:

(الف): ہماری چوتھی حصہ چہارم مع نقل نویسی واملاء

(ب) ہندی لکھائی حصہ سوم

⑥ حساب: جدید آسان ریاضی چہارم

⑦ سائنس: ابتدائی سائنس دوم (دینی تعلیمی کونسل)

⑧ جغرافیہ: لکھنو کا جغرافیہ

ابتدائیہ سادسہ

① قرآن:

(الف) ناظرہ: اکیسویں پارے سے تیسویں پارے تک مع مکمل نورانی قاعدہ اورلا ولا کے قاعدے

(ب) حفظ: سورۃ الناس سے سورۃ النباء تک

② دینیات:

(الف) تعلیم الاسلام سوم، چہارم

(ب) ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

(ج) دعائیں (از: مولانا علی میاں ندویؒ) اور ۷۰ راسماء حسنی

③ عربی: المحاورۃ العربیۃ ودروس الأشیاء

④ اردو:

(الف) اردو کی چوتھی کتاب (از: مولوی اسماعیل میرٹھیؒ)

(ب) اردو لکھائی حصہ چہارم

⑤ ہندی:

(الف) ہماری چوتھی حصہ پنجم

(ب) ہندی لکھائی حصہ چہارم

⑥ انگریزی:

(الف) Zia English Reader

(ب) English Writng book 4

⑦ امورِ خانہ داری

⑧ ابتدائی سائنس حصہ سوم (دینی تعلیمی کونسل)

⑨ جغرافیہ: صوبے کا جغرافیہ

⑩ حساب: جدید آسان ریاضی پنجم

ثانویہ اولی

① قرآن:

(الف) ناظرہ: ابتدائی پندرہ پارے مع تسہیل التجوید (نصف اول)

(ب) حفظ: مکمل پارۂ عم وسورۂ یاسین

② دینیات:

دعائیں: (از: مولانا علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ) اور ۱۰۰ر اسماء حسنی

③ عربی:

(الف) دروس اللغۃ العربیۃ اول

(ب) قصص النبیین اول

(ج) تمرین النحو جدید حصہ اول

(د) تسہیل الصرف حصہ اول وثانی

④ خوش نویسی: الخط العربی حصہ اول تا پنجم

⑤ اردو: اردو کی پانچویں کتاب (از: مولوی اسماعیل میرٹھی)

⑥ انگریزی:

(الف) Rainbow- 6

(ب) Iqra English grammar and translation part 1

⑦ جغرافیہ: ہندوستانی جغرافیہ

⑧ مطالعہ: امت مسلمہ کی مائیں، حدیث کی روشنی میں

ثانویہ ثانیہ

① قرآن:

(الف) ناظرہ پندرہویں پارے سے تیسویں پارے تک مع تسہیل النحو (نصف آخر)

(ب) حفظ: پارہ عم مکمل، سورہ یاسین، سورہ فتح اور سورہ بقرۃ کے ابتدائی دس رکوع

② حدیث: مختار تہذیب الاخلاق

③ عربی:

(الف) قصص النبیین ثانی، ثالث

(ب) دروس اللغۃ العربیۃ (ثانی)

(ج) تمرین النحو دوم (مکمل)

(د) تسہیل الصرف ثالث

(ھ) معلم الانشاء اول (ابتدائی ۵۸ تمرینات)

④ خوش نویسی: الخط العربی (المجمل)

⑤ فارسی:

(الف) فارسی کی پہلی کتاب

(ب) آمدنامہ

⑥ انگریزی:

(الف) Rainbow - 7

(ب) Iqra English Grammar and Translation 2

⑦ امورِ خانہ داری: کڑھائی

⑧ مطالعہ: حسن معاشرت، ذکر خیر (ششماہی تک) مختصر تاریخ ہند (سالانہ تک)۔

عالیہ اولیٰ شریعہ

① عقیدہ: بہشتی زیور باب عقائد ورسوم

② حفظ قرآن: پارۂ عم مکمل، سورۂ بقرہ کے ابتدائی بیس رکوع، سورہ یس، فتح، واقعہ، رحمن۔

③ تفسیر واصول تفسیر

(الف) سورہ اعراف، یونس، ہود، یوسف، رعد، ابراہیم، حجر، نحل، مریم، طہ، انبیاء، نمل، قصص، عنکبوت، شعراء

(ب) علوم القرآن (از مفتی محمد تقی عثمانی) حصہ اول: باب اول، دوم، حصہ دوم: باب اول تا چہارم۔

④ حدیث واصول حدیث

(الف) ریاض الصالحین

(ب) اصول حدیث (از مولانا محمد اویس نگرامی)۔

⑤ فقہ: الفقہ المیسر اول

⑥ عربی:

(الف) قصص النبیین خامس

(ب) دروس اللغۃ العربیۃ (ثالث)

(ج) تسہیل الصرف رابع، فیض البلاغۃ

(د) معلم الانشاء اول (تمرین ۹۵ تا آخر)

⑦ انگریزی:

(الف) Rainbow - 8

(ب) Iqra English Grammar and translation part 3

(First lalf)

⑧ امور خانہ داری: سلائی

⑨ مطالعہ: تاریخ اسلام ((از مولانا محمد میاں رحمۃ اللہ علیہ)

سیر صحابیات مع اسوۂ صحابیات (مولانا سعید انصاری ندوی، مولانا عبدالسلام ندوی رحمۃ اللہ علیہ)

عالیہ ثانیہ شریعۃ

① عقیدہ: تقویۃ الایمان، والعقیدہ الطحاویۃ

② حفظ قرآن: پارۂ عم مکمل، سورۂ یٰسین، رحمن، واقعہ، فتح، کہف اور سورۂ بقرہ کے ابتدائی تیس رکوع۔

③ تفسیر واصول تفسیر

(الف) سورہ بنی اسرائیل، کہف، مومنون، نور، فرقان، لقمان، سجدہ، احزاب، سبا، فاطر، یسین، صافات، ص، زمر، مؤمن، حم سجدہ، شوری، زخرف، دخان، جاثیۃ، احقاف، محمد، فتح، حجرات

(ب) علوم القرآن (از مفتی محمد تقی عثمانی) حصہ اول: باب سوم تا ہشتم

④ حدیث: مشکاۃ المصابیح اول

⑤ فقہ واصول فقہ

(الف) مختصر القدوری

(ب) آسان اصول فقہ (از: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی)

⑥ عربی

(الف) دروس اللغۃ العربیۃ رابع

(ب) قواعد النحو والانشاء (نصف اول)

⑦ انگریزی:

(الف) English reader for 9th class

(ب) English Grammer for 9th class

(ج) Iqra English grammer (Second half) translation part 3

⑧ جغرافیہ: بین الاقوامی اسلامی جغرافیہ (از: مولانا محمد الیاس ندوی) ۳۔یوم

⑨ امور خانہ داری: سلائی

⑩ مطالعہ: تاریخ اسلام (از مولانا شاہ معین الدین ندوی رحمۃ اللہ علیہ) اول (ششماہی تک) تاریخ اسلام (سالانہ تک)

عالیہ: ثالثہ شریعہ

① حفظ قرآن: پارۂ ۲۹ نصف اول و پارۂ عم مکمل، سورۂ یاسین، رحمن، واقعہ، ملک، فتح، کہف، ملک اور سورۂ بقرہ کے ابتدائی چالیس رکوع۔

② تفسیر: سورۂ انعام، انفال، توبہ، حج اور سورۂ ق سے سورہ ناس تک

③ حدیث واصول حدیث

(الف) شمائل ترمذی

(ب) مشکاۃ المصابیح ثانی

(ج) تیسیر مصطلح الحدیث (دکتور محمد الطحان)

④ فقہ واصول فقہ:

(الف) الہدایہ اول (کتاب الطہارۃ، الصوم، الاعتکاف، کتاب الصلاۃ)

(ب) اصول الشاشی

(ج) تعلیم الفرائض (از مختار احمد اختر) رد کے بیان تک مع کتاب الفرائض من المشکاۃ

⑤ عربی:

(الف) القراءة الراشدة ثالث مع مجموعة النظم

(ب) قواعد النحو والانشاء (نصف ثانی)

⑥ انگریزی:

(الف) English reader for 10th class

(ب) Letter & Application writing narration, parsing

⑦ بنیادی کتب

⑧ مطالعہ: قصص من التاریخ الاسلامی، تاریخ اسلام سوم، امہات المؤمنین علمی دعوتی اور معاشرتی سرگرمیوں کے آئینے میں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر خصوصی نمبر المؤمنات (مدرسہ کا مجلہ)

عالیہ رابعہ شریعہ

① حفظ قرآن: سورۂ بقرہ اور آخری دو پارے مکمل، سورۂ یاسین، رحمن، واقعہ، فتح، ملک اور کہف۔

② تفسیر: سورہ فاتحہ سے سورہ مائدہ تک

③ حدیث: الجامع الترمذی (کتاب الصلاۃ وأبواب الزہد) صحیح البخاری (کتاب الایمان، کتاب العلم، کتاب المناسک، کتاب المغازی، کتاب اعتصام بالکتاب والسنۃ، وکتاب التوحدی) صحیح مسلم (کتاب الفتن وأشراط الساعۃ) سنن ابی داؤد (کتاب الأدب) سنن ابن ماجۃ (مقدمہ) سنن نسائی (کتاب الاستعاذہ) موطا امام مالک (کتاب الجامع) طحاوی شریف

④ فقہ: الہدایہ ثانی (کتاب النکاح والطلاق)

⑤ عربی:

(الف) مختارات اول

⑥ انگریزی:

Intermediate prose, lesson, peotry lesson 4,6,8,12,13,19 Short Eassy & story writing co, ordination, subordination

⑦ مطالعہ: اسلام میں عورت کا درجہ، الطریق إلی المدینۃ (ابتدائی دو مضامین) فنِ تعلیم وتربیت، سیرت عائشہ از سید سلیمان ندوی

درجہ اعدادیہ

یہ درجہ ان طالبات کے لیے ہے، جو جونیر ہائی اسکول یا ہائی اسکول پاس ہیں لیکن اردو سے ناواقف ہیں:

① قرآن:

(الف) ناظرہ ونورانی قاعدہ حروف شناسی وقاعدہ بغدادی

(ب) حفظ: پارۂ عم مکمل

② اسلامیات:

(الف) تعلیم الاسلام پہلا، دو تیسرا، چوتھا حصہ

(ب) ہمارے حضور (از سیدہ اَمۃ اللّٰہ تسنیم حسنی)

حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی (از: حکیم شرافت حسین رحیم آبادی)

(ج) رسالہ خواتین (از: ڈاکٹر شمیم احمد صدیقی)

③ اردو: پہلی، دوسری، چوتھی کتاب (از: مولوی اسماعیل میرٹھی)

④ انگریزی: Zia English Readers (از: خورشید اختر خاں)

⑤ اردو لکھائی (مکمل):

⑥ مطالعہ: حضرت عائشہ از: حکیم شرافت حسین رحیم آبادی (سالانہ تک)

ڈپلوما سال اوّل

یہ دوسالہ نصاب ڈپلوما دینیات کا ہے، اس درجہ میں کم از کم انٹر پاس اردو سے واقف طالبہ کا داخلہ ہوگا۔

① قرآن:

(الف) ناظرہ: ابتدائی پندرہ پارے، نورانی قاعدہ (ششماہی تک) تسہیل تجوید، نصف اول (سالانہ تک)

(ب) حفظ: سورۂ یسین اور پارۂ عم

② حدیث: منتخب ابواب حصہ اول (از: مولانا انعام الحسن کاندھلوی)
حدیث کی روشنی (از: مولانا بلال عبدالحی حسنی ندوی)

③ فقہ: خواتین کے شرعی مسائل (از: مولانا منور سلطان ندوی)
تعلیم الاسلام اول، دوم

④ دینیات:

(الف) تعلیم القرآن (از: مولانا محمد اویس ندوی)

(ب) سیرت رسول اکرم (از: مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ)

⑤ عربی:

(الف) تسہیل الصرف اول ثانی

(ب) تمرین النحو جدید حصہ اول (مولانا سید عنایت اللہ ندوی)

(ج) دروس اللغۃ العربیۃ، الجزء الاول

(د) معلم الانشاء اول، تمرینات (۵۸ تمرینات)

⑥ اردو: اردو زبان کی پہلی، دوسری، تیسری کتاب (از: مولوی اسمٰعیل میرٹھی) و اردو لکھائی (مکمل)

⑦ مطالعہ: اسوۂ صحابیات (ششماہی تک) رحمت عالم (سالانہ تک)

ڈپلوما سال دوم

① قرآن:

(الف) ناظرہ: مکمل قرآن کریم مع تسہیل التجوید

(ب) حفظ: پارۂ عم مکمل، سورۂ بقرہ کے ابتدائی دس رکوع، سورۂ یاسین، فتح، رحمن

(ج) ترجمۂ قرآن: منتخب سورتیں (مطابق نصاب عالیہ اولی)

② حدیث: منتخب ابواب جلد دوم، از مولانا انعام الحسن کاندھلوی)

③ فقہ: تعلیم الاسلام سوم، چہارم

④ عربی:

(الف) دروس اللغۃ العربیۃ ثانی

(ب) تمرین النحو ثانی (مولانا سید عنایت اللہ ندوی)

(ج) تسہیل الصرف ثالث ورابع

(د) معلم الانشاء اول (۵۹ ویں تمرین سے آخر تک)

⑤ اردو: اردو کی چوتھی، پانچویں (مولوی اسمٰعیل میرٹھی)

⑥ مطالعہ: دین رحمت (نصف اول ششماہی تک نصف ثانی سالانہ تک)

فضیلت اول

① مسلم شریف اول

② مسلم شریف ثانی

③ ترمذی شریف

④ ہدایہ ثالث

⑤ ہدایہ رابع

⑥ مباحث فی علوم القرآن نصف اول ۳ دن (مناع القطان)

علم اصول الفقہ نصف اول ۳ دن (عبدالوہاب خلاف)

⑦ اصول الدعوۃ ۳ دن نخبۃ الفکر ۳ دن

⑧ مطالعہ: جدید فقہی مسائل جلد اول جلد دوم خالد سیف اللہ رحمانی (ششماہی تک)

تاریخ افکار و علوم اسلامی جلد اول سالانہ تک

فضیلت دوم

① بخاری شریف اول

② بخاری شریف ثانی

③ ابوداؤد ثانی

④ حجۃ اللہ البالغہ و ارکان اربعہ

⑤ اصول الدعوۃ

⑥ مباحث فی علوم القرآن نصف آخر ۳ دن (مناع القطان)

علم اصول الفقہ نصف آخر ۳ دن (عبدالوہاب خلاف)

⑦ تدریب المعلمۃ، مقالہ نگاری و قواعد فقہیہ

⑧ جدید فقہی مسائل سوم، چہارم، پنجم (ششماہی تک)

مطالعہ، تاریخ افکار علوم اسلامی جلد دوم (سالانہ تک)

مختصر نصاب جامعۃ الصالحات بوستان آمنہ منوبر بھروچ، گجرات، الہند

ناظرہ اول

① قرآنی آسان قاعدہ

② پارۂ عم

③ اللہ کے رسول ﷺ

④ اسلامی تعلیم ر ۱

⑤ اردو کا آسان قاعدہ مع املا

⑥ متفرقات

ناظرہ دوم

① ناظرۂ قرآن مجید
② آسان تجوید
③ اسلامی تعلیم/۱۔۲
④ اردو کا آسان قاعدہ مع املا
⑤ اردو کی پہلی، دوسری
⑥ متفرقات

دینیات اول

① ناظرۂ قرآن مجید
② آسان تجوید
③ اسلامی تعلیم/۱۔۲۔۳
④ اردو کا آسان قاعدہ مع املا
⑤ اردو کی پہلی، دوسری
⑥ متفرقات

دینیات دوم

① ناظرۂ قرآن مجید
② رہبر تجوید
③ بصائر القرآن
④ بہشتی زیور
⑤ خواتین کے ۲۰/بیس سبق
⑥ تحفۃ المؤمنات
⑦ انگریزی

عربی اول

① ناظرۂ قرآن مجید
② تعلیم التجوید
③ نحو قاسمی
④ دروس اللغۃ العربیۃ
⑤ تمرین الصرف
⑥ عربی کا معلم /۱-۲
⑦ قصص النبیین /۱
⑧ عربی صفوۃ المصادر
⑨ بہشتی زیور
⑩ انگریزی

عربی دوم

① ترجمۂ قرآن
② نورالایضاح
③ ہدایۃ النحو
④ علم الصیغہ
⑤ عربی کا معلم
⑥ قصص النبیین
⑦ اسلامی فقہ
⑧ انگریزی

عربی سوم

① ترجمۂ قرآن

② ترجمہ قرآن
③ ریاض الصالحین
④ قدوری
⑤ اصول الشاشی
⑥ مختارات
⑦ انگریزی
⑧ خیاطی (سلائی)

عربی چہارم

① جلالین شریف/۱
② جلالین شریف/۲
③ جلالین شریف/۳
④ مشکاۃ شریف/۱
⑤ مشکاۃ شریف/۲
⑥ ہدایہ شریف/۱
⑦ ہدایہ شریف/۲
⑧ معین الفرائض
⑨ تحفۃ الدرود
⑩ الفوز الکبیر

عربی پنجم

① بخاری شریف اول
② بخاری شریف ثانی
③ مسلم شریف اول

④ مسلم شریف ثانی

⑤ ترمذی شریف اول

⑥ ترمذی شریف ثانی

⑦ ابوداؤد شریف

⑧ طحاوی شریف

⑨ نسائی شریف

نصاب تعلیم جامعہ عائشہ نسواں، حیدرآباد

شعبۂ حفظ (سال اول)

حفظ قرآن: حفظ قرآن کریم

عربی: مصباح العربیۃ

اردو: اشرفی تعلیم

دینیات: آسان دینیات

ریاضی: آسان حساب مکمل

انگریزی: پرائمری انگریزی

خوش نویسی: عربی اردو حروف تہجی کی مشق

نوٹ: حفظ قرآن کریم کے لئے ۵ ساعتیں مخصوص ہوں۔

آسان دینیات کے ساتھ مصباح العربی کو پڑھایا جائے اور اسی ساعت میں خوش نویسی کی مشق بھی کرائی جائے۔

آسان حساب اور انگریزی کو ایک ہی ساعت میں پڑھایا جائے۔

شعبہ حفظ سال (دوم)

حفظ قرآن: حفظ قرآن کریم

عربی: منہاج العربیہ اول دوم

اردو: لڑکیوں کا اسلامی کورس اول

دینیات: تعلیم الاسلام اول

ریاضی: آسان حساب حصہ دوم

انگریزی: Primes ABC

خوش نویسی: عربی اردو حروف تہجی کی مشق رمعلم اللغۃ العربیۃ

نوٹ: حفظ قرآن کریم کے لئے ۵ ساعتیں ہوں۔

☆ منہاج العربیۃ ہی کے ساتھ خوش نویسی کی مشق بھی کرائی جائے۔

☆ لڑکیوں کا اسلامی کورس اور تعلیم الاسلام ایک ہی ساعت میں پڑھایا جائے۔

☆ آسان حساب اور انگریزی کو ایک ہی ساعت میں پڑھا جائے۔

شعبہ حفظ (سال سوم)

حفظ قرآن: حفظ قرآن کریم

نحو: آسان نحو اول

صرف: آسان صرف اول

اردو: ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

عربی ادب: مفتاح العربیۃ اول

ریاضی: آسان حساب حصہ سوم ورک بک (مطبوعہ دکن ٹریڈرس)۔

انگریزی: Primes Primer,s English

نوٹ: حفظ قرآن کریم کے لئے ۵ ساعتیں مختص ہوں.

☆ آسان نحو اول اور آسان صرف اول کے لئے صرف ایک ساعت ہو۔

☆ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مفتاح العربیہ کو ایک ساتھ پڑھایا جائے۔

☆ آسان حساب اور انگریزی کو ایک ہی ساعت میں پڑھایا جائے۔

شعبۂ حفظ (سال چہارم)

حفظ قرآن: حفظ قرآن کریم

نحو: آسان نحو دوم

صرف: آسان صرف دوم

فقہ: بہشتی زیور

سیر و تاریخ: خلافت راشدہ (مولانا زین العابدین سجاد میرٹھیؒ)

فارسی ادب: فارسی کی پہلی

ریاضی: آسان حساب حصہ چہارم ورک بک (مطبوعہ دکن ٹریڈرس)

انگریزی Prime,s Emglish Reader 1

الصّف الاول

قرآن: نورانی قاعدہ

حفظ قرآن: سورۃ الضحیٰ تا سورۃ الناس

دینیات: آسان دینیات

عربی: معلم اللغۃ العربیۃ

اردو: بولتا قاعدہ اول، دوم

اردو: اشرفی تعلیم حصہ دوم

ریاضی: آسان حساب مکمل (پہلی جماعت کے لئے، مطبوعہ دکن ٹریڈرس)

انگریزی:Deccan,s preparatory English

خوش نویسی: عربی اردو تہجی کی مشق

الصّف الثانی

قرآن: ناظرۂ قرآن از ابتداء تا تکمیل پارہ ۷

حفظ قرآن: سورۂ نبا تا سورۃ الضحیٰ

عقیدہ: تعلیم الاسلام مکمل

فقہ: لڑکیوں کا اسلامی کورس (اول دوم)

دینیات: آسان دینیات ۲۰/احادیث، ۲۰ دعائیں اور نماز کی عملی مشق

عربی ادب: مصباح العربیۃ مکمل (مفتی محمد عارف باللہ القاسمی)

ریاضی: آسان حساب دوم

انگریزی: Prime,s ABC

خوش نویسی: نقل املا از کتاب: لڑکیوں کا اسلامی کورس

الصف الثالث

قرآن: ناظرۂ قرآن از سورۂ اعراف تا سورہ حج مکمل

حفظ قرآن: سورۂ واقعہ، سورۃ الملک، سورۂ یٰس

سیرت: ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

سیرت: رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم

عقیدہ: تعلیم الاسلام (دوم، سوم چہارم)

فقہ: لڑکیوں کا اسلامی کورس (حصہ سوم، چہارم، پنجم)۔

عربی ادب: منہاج العربی (اول، دوم)

ریاضی: آسان حساب حصہ سوم ورک بک (مطبوعہ دکن ٹریڈرس)

انگریزی: Prime,s primer English

نوٹ: ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور رحمت عالم کے لئے ایک ہی ساعت ہو، اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل واملا کرایا جائے۔

الصف الرابع

قرآن: ناظرۂ قرآن از پارہ ۱۸ تا ۲۹

فقہ: بہشتی زیور (حصہ اول ودوم)

نحو: آسان نحو (اول دوم)

صرف: آسان صرف (اول ودوم)

عربی ادب: مفتاح العربیۃ (اول ودوم)

اردوادب: اردو زبان کی چوتھی کتاب

فارسی ادب: فارسی کی پہلی مکمل

سیر وتاریخ: خلافت راشدہ مکمل (مولانا زین العابدین سجاد میرٹھی)

ریاضی: آسان حساب حصہ چہارم ورک بک (مطبوعہ دکن ٹریڈرس)

انگریزی: Prime,s Emglish Reader 1

اسلامی معلومات: حفظ اسلامی معلومات (حصہ قرآن) (مولانا نذیر الدین صاحب)

نوٹ: بہشتی زیور کے ساتھ خلافت راشدہ کو ضم کر کے ایک ہی ساعت میں پڑھا جائے، پہلے بہشتی زیور کا درس ہو، اردو زبان کی کتاب میں نقل واملا کو لازم کیا جائے اور جس سبق کو پڑھانا ہو اسی میں سے پہلے نقل کرا کرا گلے دن اس میں سے املا کرایا جائے، فارسی کی پہلی کتاب اور اردو زبان کے لئے ایک ساعت ہو۔

الصّف الخامس

قرآن: ترجمہ قرآن (پارہ ۲۸، ۲۹، ۳۰)

فقہ: الفقہ المیسر، مکمل

نحو: تسہیل النحو

صرف: کتاب الصرف مکمل

عربی ادب: قصص النبیین، اول، دوم، سوم

عربی ادب: القراءۃ الراشدۃ اول مکمل

انشاء: معلم الانشاء اول مکمل

ریاضی: سرکاری نصاب جماعت پنجم

انگریزی: Prime,s English Reader 2 MD Ibrahim

اسلامی معلومات: حفظ اسلامی معلومات (حصہ حدیث) (مولانا نذیر الدین صاحب)

نوٹ: ترجمہ قرآن میں وجوہِ اعراب پر خصوصی توجہ دی جائے۔

الصّف السادس

قرآن: ترجمۂ قرآن از سورۂ یوسف تا حدید مکمل

حدیث: مصباح السنن (مفتی محمد عارف باللہ قاسمی)

اصول فقہ: آسان اصول فقہ (مولانا خالد سیف اللہ رحمانی)

فقہ: احکام النساء مکمل (مفتی شوکت ثناء قاسمی)

فقہ: قدوری (از کتاب النکاح تا کتاب النفقات مکمل، بعد کتاب الصید والذبائح کتاب الایمان، کتاب الحظر والاباحۃ، کتاب البیوع تا باب الرہن، مکمل)۔

نحو: ہدایۃ النحو مکمل

عربی ادب: القراءۃ الراشدۃ مکمل

عربی ادب: نفحۃ العرب (ابتداء تا صفحہ ۱۸۰)

ریاضی: سرکاری نصاب جماعت ششم اردو میڈیم

انگریزی: Prime,s English Reader 2 MD Ibrahim

اسلامی معلومات: حفظ اسلامی معلومات (حصہ فقہ) (مولانا نذیر الدین صاحب)

نوٹ: ترجمۂ قرآن کے لئے دو ساعتیں ہوں اور آسان اصول فقہ، مصباح السنن کے ساتھ ایک ہی پیریڈ ہو، ہفتہ میں چار دن مصباح السنن اور دو دن آسان اصول فقہ القرائۃ الراشدہ پہلے پڑھا کر نفحۃ العرب کو پڑھایا جائے۔

الصّف السابع

قرآن: ترجمۂ قرآن از سورہ فاتحہ تا سورہ یونس مکمل، الفوز الکبیر

حدیث: مشکاۃ المصابیح (اول: از کتاب الزکاۃ تا تکمیل باب الاعتکاف، بعد کتاب

المناسک تاباب العتق) (الثانی: از کتاب الآداب، تاختم باب مناقب الصحابہ)۔

حدیث: آثار السنن (علامہ شوق النیموی) (مکمل)

اصول حدیث: آسان اصول حدیث مکمل (مولانا خالد سیف اللہ رحمانی)۔

عقیدہ: عقیدۃ الطحاوی

فقہ: ہدایہ (از کتاب الطہارۃ تا باب صلاۃ الخوف، کتاب الزکاۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج، فرائض: السراجی فی المیراث مکمل

سیرت: اُصح السیر مکمل (خارجی مطالعہ، امتحان لازمی) (مولانا عبد الرؤف دانا پوری)۔

نوٹ: مشکاۃ المصابیح، ہدایہ اور ترجمہ قرآن کے لئے دو پیریڈ ہوں، عقیدۃ الطحاوی، آسان اصول حدیث اور تیسیر اصول الحدیث کے لئے ا/ ساعت ہو۔

الصّف الثامن (دورۃ الحدیث)

تفسیر: تفسیر مظہری (سورۃ الحجرات)

تفسیر: تفسیر جلالین (سورۃ الکہف)

تفسیر: تفسیر ابن کثیر (سورۃ الاحزاب)

تفسیر: تفسیر قرطبی (سورۃ النور)

حدیث: الجامع الصحیح للبخاری (مکمل)

حدیث: الجامع الصحیح جلد اول (کتاب الایمان) جلد ثانی (کتاب اللباس والزینۃ، کتاب الآداب، کتاب السلام)۔

حدیث: الجامع السنن للترمذی (مکمل)

حدیث: السنن لابی داؤد (کتاب الزکاۃ والصوم)

حدیث: السنن للنسائی (باب عشرۃ النساء)

حدیث: السنن لابن ماجۃ (باب اتباع السنۃ مکمل)

حدیث: المؤطاللامام مالک (مواقیت الصلاۃ)

حدیث: المؤطاللامام محمد (باب ابتداء الوضوء تا کتاب الطہارۃ مکمل)

شرح معانی الآثار للطحاوی (از باب رفع الیدین تا باب صلاۃ المسافر)

کتاب الآثار للامام محمد جلد اول ودوم مکمل

الشمائل للترمذی (مکمل)۔

التخصص فی علوم القرآن والحدیث

قرآن: تفسیر جلالین (سورۃ مائدہ)

قرآن: علوم القرآن (مفتی محمد تقی عثمانی)

حدیث: تدوین السنۃ النبویۃ

حدیث: حفظ احادیث (تین سو احادیث مع تصریح راوی ودرجہ حدیث

اصول حدیث: تیسیر مصطلح الحدیث/تیسیر اصول الحدیث (مفتی محمد عارف باللہ القاسمی)

نحو: شرح شذور الذہب

صرف: تسہیل الصرف (حصہ دوم وسوم) (مولانا صدیق احمد صاحب باندویؒ)۔

بلاغت: دروس البلاغۃ

التخصص فی علوم القرآن والحدیث

قرآن: تفسیر جلالین (سورہ مائدہ)

قرآن: علوم القرآن (مفتی محمد تقی عثمانی)

حدیث تدوین السنۃ النبویۃ

حدیث: حفظ احادیث (تین سو احادیث مع تصریح راوی ودرجہ حدیث)

اصول حدیث: تیسر مصطلح الحدیث/تیسر اصول الحدیث (مفتی محمد عارف باللہ القاسمی)

نحو: شرح شذور الذہب

صرف: تسہیل الصرف (حصہ دوم وسوم) (مولانا صدیق احمد صاحب باندویؒ)

بلاغت: دروس البلاغۃ

نوٹ: حفظ احادیث میں عبادات (احناف کے مستدلات) اخلاقیات، معاملات کی روایتیں منتخب کی گئی ہیں)۔ (نصاب تعلیم، جامعہ عائشہ نسواں، حیدرآباد، شعبہ نشر واعات جامعہ عائشہ نسواں)

مؤمنہ کورس (جامعہ اشاعت العلوم اکل کواں)

قبل اس کے کہ میں اس نصاب کو پیش کروں، اس نصاب کے لئے مرتب کردہ کتاب ''ہدیہ بنات'' کے پیش لفظ کو بھی نقل کردوں؛ تاکہ اس نصاب کی اہمیت وافادیت سمجھ میں آئے۔

یہ نصاب مدرسہ اشاعت العلوم اکل کواں کے مدارس بنات میں پڑھایا جاتا ہے، جن میں ایک مدرسہ مدرسۃ البنات حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کنج کھیڑا، تعلقہ کنزر، ضلع اورنگ آباد، مہاراشٹر بھی ہے۔

''مدرسۃ البنات حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ کنج کھیرہ جس کی تاسیس ۲۰۰۱ء میں ہوئی، اس میں ۶/۷ سال کی کوری بچیوں کو داخلہ دے کر چار سال تک رکھا جاتا ہے، اوران چارسالوں میں اساتذہ کے ذریعہ عالمیت کے نصاب کے بجائے ''مؤمنہ'' کورس پڑھایا جاتا ہے۔

رئیس جامعہ اکل کوا حضرت مولانا غلام وستانوی صاحب حفظہ اللہ اور والد محترم حضرت الحاج حافظ محمد اسحاق صاحب کی ایک تحریر ہے کہ دختران ملت اسلامیہ کو عالمہ نہیں بلکہ ''مؤمنہ'' بنانا ہے، چنانچہ ہماری ان بزرگوں کی ماتحتی میں نمائتی تعلقہ سوئے گاں اور پیلہ (بیڑ ضلع) وغیرہ بہت سے مقامات پر اسی طرز کے دینی تعلیمی ادارے شروع ہورہے ہیں۔(۱)

---

(۱) ہدیۂ بنات: پیش لفظ، ۵، مولانا محمد فاروق وستانوی، مدرسہ عمر بن خطاب ومدرسۃ البنات حضرت حفصہ بنت عمر۔

دینیات اول

① احسن القواعد مکمل عربی املاء کی مشق کے ساتھ ششماہی تک۔
② اردو اشاعتی قاعدہ مکمل اردو املا کی مشق کے ساتھ ششماہی تک۔
③ پارۂ عم مکمل عربی املا کی مشق کے ساتھ بعد ششماہی۔
④ نورانی قاعدہ از تختی ۹ تا مکمل، پارۂ عم میں اجراء کے ساتھ بعد ششماہی۔
⑤ اردو زبان کی پہلی کتاب مکمل، اردو املا کی مشق کے ساتھ بعد ششماہی۔
⑥ تعلیم الاسلام حصہ ا مکمل بعد ششماہی۔
⑦ دینی تعلیم کا رسالہ جلد ا مکمل بعد ششماہی۔
⑧ متفرقات ۲۰ احادیث مع ترجمہ
⑨ انگریزی، مراٹھی، ریاضی (انگریزی جامعہ کی مرتبہ، ریاضی مراٹھی حکومت مہاراشٹرا کی طبع کردہ)۔
⑩ اردو عربی املا
⑪ جنرل نالج۔

دینیات دوم

① ناظرہ قرآن بالتجوید پارہ ا، تا ۱۳ عربی املاء کی مشق کے ساتھ، نورانی قاعدہ کے اجراء کے مطابق، اور مخارج حروف نصف۔
② اردو زبان کی دوسری کتاب مکمل اردو املاء کی مشق کے ساتھ۔
③ تعلیم الاسلام جلد ۲ مکمل۔
④ دینی تعلیم کا رسالہ جلد ۲ مکمل۔
⑤ ہدیہ بنات جلد اول مکمل۔
⑥ تاریخ الاسلام حصہ اول مکمل۔
⑦ متفرقات: سال گذشتہ کا دورہ بعدہ ۴۰/احادیث مع ترجمہ (۲۱، ۴۰)، ۳۰/ادعیہ

مسنونہ (۱۶ تا ۳۰) ۲۰ چہل ربنا (۱/ ۲۰) پارہ عم حفظ مکمل، آیۃ الکرسی حفظ، عورتوں کی نماز کی عملی مشق۔

⑧ اردو عربی املا۔

⑨ انگریزی، مراٹھی، ریاضی (انگریزی جامعہ کی مرتبہ، ریاضی مراٹھی حکومت مہاراشٹرا کی طبع کردہ)۔

⑩ جنرل نالج۔

دینیات سوم

① ناظرۂ قرآن شریف بالتجوید: پارہ ۱۴ تا ۳۰ مکمل مع اجراء وعربی املاء۔

② ہدیہ بنات جلد دوم مکمل۔

③ اردو کی تیسری کتاب: مع املاء مکمل۔

④ تعلیم الاسلام حصہ سوم، مکمل۔

⑤ تاریخ الاسلام حصہ دوم: مکمل۔

⑥ دینی تعلیم کا رسالہ ۳۔

⑦ متفرقات: سال دوم کی متفرقات کا اولا دور، ۲۰/ چہل ربنا (۱۲ تا ۴۰) ۲۰/ چہل اللہم (۲۱ تا ۴۰) سورہ یس، سورہ ملک، سورہ کہف، سورہ جمعہ، پارہ عم مکمل حفظ کا دور، مخارج حروف مکمل، عورتوں کی نماز کی عملی مشق۔

⑧ اردو عربی املا۔

⑨ انگریزی، مراٹھی، ریاضی (انگریزی جامعہ کی مرتبہ: ریاضی مراٹھی حکومت مہاراشٹرا کی طبع کردہ)۔

⑩ جنرل نالج۔

دینیات چہارم

① قرآن کریم کا مکمل دور (۱۔ تا ۳۰) مع نورانی قاعدہ قرآن میں اجراء کے ساتھ۔

(۲) بہشتی ثمر حصہ اول مکمل (ششماہی تک) حصہ دوم مکمل (بعد ششماہی)۔

(۳) خلافت راشدہ حصہ اول مکمل۔

(۴) اسلام کیا ہے؟ مکمل۔

(۵) اردو عربی املا۔

(۶) متفرقات: سورۂ واقعہ، سورۂ رحمن سال گذشتہ کی سورتوں کا دور، مع اجراء تدویرا، ۳۰/ادعیہ مسنونہ، ۴۰ چہل اللہم، ۴۰ احادیث مع ترجمہ مکمل پختہ دور کے ساتھ، کلمات اسلام مخارج حروف، نماز کا مسنون طریقہ ششماہی تک تمام مضامین کی مقدار نصف تک کریں۔

(۷) انگریزی، مراٹھی، ریاضی، انگریزی جامعہ کی مرتبہ، ریاضی مراٹھی حکومت مہاراشٹرا کی طبع کردہ)۔

(۸) جنرل نالج۔(۱)

❁❁❁❁❁

(۱) ہدیہ بنات، نصاب جلد دوم: ۱۴۲، ۱۴۳، مدرسۃ البنات حضرت حفصہ بنت عمر، و مدرسہ عمر بن الخطاب، کنج کھیڑ، تعلقہ کنٹر، ضلع اورنگ آباد، مہاراشٹر۔

تعلیمی نصاب، برائے مدارس نسوان

(تجویز کردہ رابطۂ مدارس نسواں تلنگانہ وآندھرا)

مولویہ اولی

موضوع	اسمائے کتب
قرآنیات:	(۱) ناظرہ پارہ (۱) تا (۷)
حدیث وسنت:	رسول عربی (مرتبہ: فرید الوحیدی مطبوعہ ادارۃ الصدیق ڈابھیل)، بعدہ: مفتاح القرآن اول (مولانا محفوظ الرحمن نامی صاحب) واسوہ صحابیات (مرتبہ مولانا عبد السلام)
فقہ:	درسی بہشتی زیور (حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ) یا تحفہ خواتین (مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری)
عربی ادب:	تسہیل الأدب مکمل (مرتبہ: شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمہ اللہ علیہ) قصص النبیین اول (بعد ششماہی)۔
نحو:	آسان نحو دوم (حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری رحمہ اللہ)، مع تیسیر النحو اول دوم (مفتی حسام الدین صاحب حیدرآباد)
صرف:	آسان صرف اول ودوم (حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری رحمہ اللہ) مع تیسیر الصرف اول دوم (مفتی حسام الدین صاحب حیدرآباد)
لسانیات:	انگریزی یا علاقائی زبان یا فارسی زبان پڑھائیں۔
خارجی مطالعہ:	سیرت خلفاء راشدین تاریخ الاسلام (اول) (مولانا محمد میاں صاحب)

امور خانہ داری کی تربیت حسب سہولت وگنجائش

نوٹ: الدروس النحویہ مرتبہ مولانا محمد علی صاحب بجنوری استاذ دار العلوم دیوبند متعلقہ طالبات کے زیر مطالعہ رہے اور تدریس النحو مرتبہ مولانا محمد علی صاحب بجنوری استاذ دار العلوم دیوبند متعلقہ اساتذہ کے مطالعہ میں رہے۔

مولویہ ثانیہ

موضوع	اسمائے کتب
قرآنیات:	ناظرہ قرآن مکمل
ترجمہ قرآن:	(سورۂ نور، سورۂ احزاب، ضروری تفہیم وتشریح کے ساتھ)
حدیث وسنت:	الفیۃ الحدیث (مولانا منظور صاحب نعمانی)
	یا مشکوۃ الآثار (مصنف حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب دیوبند)
فقہ:	الفقہ المیسر اول (مصنف مولانا شفیق الرحمن ندوی صاحب)
	احکام النساء (مرتبہ مفتی شوکت اللہ ثناء صاحب، شائع شدہ: عائشہ نسواں)
نحو:	ہدایۃ النحو مکمل (مصنف: شیخ سراج الدین صاحب)
صرف:	آسان صرف سوم (مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری رحمہ اللہ
خارجی مطالعہ:	تاریخ اسلام دوم سوم، مولانا محمد میاں صاحب رحسن معاشرت ربہترین جہیز مولانا عاشق الٰہی صاحب، مہلک، روحانی امراض (حضرت مولانا پیر ذوالفقار صاحب نقشبندی)
	امور خانہ داری: حسب سہولت وگنجائش

عالمہ اولی

موضوع	اسماء کتاب
قرآنیات:	(ا) ترجمہ قرآن آخری منزل، فنی اعتبار سے یعنی نحوی صرف لغوی تحقیق کے ساتھ.

(۲) شروع سورۂ بقرہ تا سورۃ الانعام مکمل (دو گھنٹی)

حدیث وسنت: مشکاۃ المصابیح، کتاب اللباس تا ختم (دو گھنٹی) (مشکاۃ کے لئے علاحدہ دو گھنٹیاں)

آثار السنن (مصنف علامہ محمد بن علی النیموی) (جس میں مشکل مقامات کی تحقیق باقی تفہیم وتشریح، یہ کتاب خصوصا فقہ حنفی کے مستدلات سے واقفیت کے لئے رکھی گئی ہے) (یہ کتاب مفید الطالبین کے بعد پڑھا سکتے ہیں)

فقہ: المختصر القدوری، کتاب الطہارۃ تا نکاح

عربی ادب: مفید الطالبین (مولانا محمد احسن نانوتوی)

نحو وصرف: النحو الواضح ابتدائی ۳ حصے، ثانویہ: ۳ حصے (علی الجارم و مصطفی امین) (طالبات کی نحو وصرف مضبوط بنانے اور تدریسی صلاحیت پیدا کرنے میں ''النحو الواضح'' بہت مفید ہے؛ اس لئے اساتذہ ممکنہ حد تک تمام حصوں کی تکمیل کی کوشش کریں۔

علم اصول: آسان اصول تفسیر (مولانا خالد سیف اللہ رحمانی)

اخلاقیات: گھریلو جھگڑوں سے نجات / اولاد کی تربیت کے سنہرے اصول (حضرت مولانا پیر ذو الفقار صاحب نقشبندی مدظلہ (مطالعہ اساتذہ کرام کی نگرانی میں)

امور خانہ داری: حسب سہولت وگنجائش

عالمہ ثانیہ

موضوع	اسمائے کتب

قرآنیات: ترجمۂ قرآن، سورۂ اعراف تا سورۃ الفرقان

سورۃ الشعراء تا حجرات (مشکل مقات کی تحقیق باقی تفہیم تشریح) (دو گھنٹی)

حدیث وسنت: صحیح بخاری شریف (کتاب الوحی، الایمان، العلم (صحیح بخاری کا درس حسب سہولت سال کے آخر میں پڑھا سکتے ہیں)
مشکاۃ المصابیح، شروع تا کتاب اللباس (دو گھنٹی)

فقہ: قدوری کتاب النکاح تا ختم کتاب (مصنف حضرت ابوالحسن احمد بن محمد القدوری) (باستثناء کتاب العتاق، باب التدبیر، باب الاستیلا، کتاب المکاتب، کتاب الولاء)

عقائد: آسان علم کلام پانچواں اور چھٹا باب (مصنف مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی مدظلہ)
بعدہ عقیدۃ الطحاوی

علم میراث: معین الفرائض، یاسان اصول میراث (مولانا غیاث حسامی صاحب)

علم اصول: آسان اصول فقہ (مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب)

خارجی مطالعہ: فریضہ دعوت ضرورت واہمیت اور پروگرام (مرتب: ڈاکٹر محمد ذوالفقار علی الحسنی اشرف چترویدی) (اساتذہ یا معلمات کی نگرانی میں کرایا جائے)
امور خانہ داری: خیاطی حسب سہولت وگنجائش (۱)

---

(۱) تعلیمی نصاب برائے مدارس نسوان، تجویز کردہ: رابطہ مدارس نسواں تلنگانہ وآندھرا، جاری کردہ: شعبہ نشر واشاعت رابطہ مدارس نسواں تلنگانہ وآندھرا پردیش۔

خواتین اور فاصلاتی عصری تعلیم

اس میں کوئی شک نہیں کہ دینی احکامات کی پابندی کے ساتھ خواتین کا بھی عصری تعلیم میں آگے بڑھنا دینِ اسلام میں مطلوب ہے، مسلم طیبہ، مسلمان معلمہ اور مسلمان ماہر مقرر، مربیہ اپنے حلقہ میں وہ کام کرسکتی ہیں جو مرد نہیں کرسکتے، انگریزی زبان میں مہارت اور علاقائی زبان میں اسلام کی داعیانہ ترجمانی کی استعداد ایک ایسا دینی تقاضہ ہے جو دن بدن اپنی اہمیت کا احساس بڑھاتا جارہا ہے؛ لیکن عمومی طور پر یہ منزل دور ہے، ابھی تک کالج اور اسکول سے غربی اثرات ختم نہیں کئے گئے، دین ودعوت دین کی رُوح ان میں پھونکی نہیں گئی، امت مسلمہ کا ایک کریم طبقہ اسی لہر میں بہہ رہا ہے۔

بہت سے لوگ دین پسند ہوتے ہیں اور انہیں عصری اداروں میں پائی جانی والی خرابیوں کا ادراک بھی بخوبی ہوتا ہے؛ مگر ماحول کے اثرات یا غیر معیاری کے مدارس کی وجہ سے اسکول کالج کے حوالہ کردیتے ہیں، حالانکہ انہیں آئندہ زندگی اپنی لڑکیوں کو نوکری ملازمت بھی نہیں کروانا ہوتا ہے، محض معیارِ زندگی یا اچھے رشتہ کی امید پر یہ بھیانک و پُر خطر قدم اٹھالیا جاتا ہے، اس کی مہنگی فیس، غیر محفوظ آمد ورفت کا نظام، مشرکانہ ملحدانہ کلچر، انتہائی بے حیائی پر مبنی، تہذیب گوارا کرلی جاتی ہے، ایسے لوگوں کو بھی ان مدارس بنات سے جوڑنے کے لئے بہتر ہوگا کہ ہم عالمیت وغیرہ کے ساتھ فاصلاتی تعلیم کا نظام مربوط کرلیں، سال میں چند دن عصری اسکول کالج میں بھیج کر ڈگریوں کی تکمیل ہوجاتی ہے، روزانہ معمولی ٹیوشن سے ان مضامین کو یہ لڑکیاں قابو میں کرلیتی ہیں، کم خرچ، کم وقت اور نہایت اسلامی ماحول میں یہ خلا بھی پورا ہوجائے گا، سماجی علم، سائنس، حساب اور مختلف زبانوں سے واقفیت ہوجاتی ہے،

دینی علوم کے مقابلہ میں عصری فنون کی معلمات آسانی سے میسر ہوجاتی ہیں، اپنے رنگ اور مدرسہ کے اصول کے مطابق ان کی تقرری کر کے یہ خدمات ان سے حاصل کی جاسکتی ہیں، ترقی یافتہ شہروں میں اس قسم کے نظام تعلیم والے مدارس کچھ حد تک کالجوں کے مفاسد پر قابو پاسکتے ہیں، فاصلاتی تعلیم کے مختلف نظام عالمی، ملکی اور صوبائی سطح پر نہایت کم قیمت میں دستیاب ہیں، معمولی کوشش سے علاقے کے ٹیچرس وغیرہ سے رابطہ کرنے پر کافی معلومات فراہم ہوسکتی ہیں،، واللہ ہوالموفق۔

آج کل ہمارے ملک ہندوستان میں اور دیگر یورپین ممالک میں پہلے سے جو عصری تعلیم مسلط کی جارہی ہے، عصری تعلیم کا پیوند لگالینے سے مدرسے کے نظام کی حفاظت ہوجاتی ہے؛ اس لئے اس کو قانونی اور سماجی ضرورت سمجھ کر قبول کرلیا جانا چاہئے، خالص دینی تعلیم انہیں ہمیشہ کھٹکتی رہتی ہے۔

دنیاوی فنون اور دستکاری کی تعلیم

یہ علوم جن کا نام تعلیم جدید ہے، یہ عورتوں کے لئے ہرگز زیبا نہیں، البتہ دنیاوی فنون میں سے بقدر ضرورت لکھنا اور حساب اور کسی قسم کی دست کاری یہ مناسب ہے (بلکہ آج کل ضروری ہے) کہ اگر کسی وقت کوئی سرپرست نہ رہے تو عفت کے ساتھ چار روپیہ تو کما سکے۔(۱)

سوت کاتنے کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترغیب دی ہے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: "علموهن الغزل" (۲) ''عورتوں کو سوت کاتنا سکھاؤ''۔

بشر حافی کی بہن مُخّہ متورع خاتون تھیں، سوت کاتنا جانتی تھیں، علامہ ابن جوزی نے نقل کیا ہے کہ وہ کبھی چاند کی روشنی میں سوت کاتتی تھیں اور کبھی چراغ پر "أشتري القطن فأغزله" (۳)

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک متورع اور عبادت گزار خاتون کے بارے میں نقل

---

(۱) اصلاح خواتین: ۳۰۰۔

(۲) الدر المنثور، جلال الدین السیوطی: ۶/ ۱۲۴، دار الفکر بیروت۔

(۳) صفوۃ الصفوۃ، اخوات بشر الحافی، ابن الجوزی: ۵۱۴، دار الکتاب العربی، بیروت۔

کیا ہے کہ وہ سوت کاتنا جانتی تھیں اور کپڑے بننے سے بھی واقف تھیں(۱) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ ذاتی صنعت وکاریگری اور اس کی کمائی ہی سے اپنے علاوہ شوہر اور بال بچوں کی کفالت کرتی تھیں: "وکانت صناعا تبیع من صناعتها، فقالت لعبد الله: والله إنك شغلتني أنت وولدك عن الصدقة في سبيل الله"(۲) اور حضرت اسماء بنت مخربة رضی اللہ عنہا عطر فروخت کرتی تھیں اور ادھار رقم کا کھاتا رکھا کرتی تھیں" أسماء بنت مخربة تبيع العطر بالمدينة"(۳)

معلوم ہوا کہ خواتین بھی حسب حیثیت صنعت وتجارت کرسکتی ہیں، بشرطیکہ ان کی عزت وآبرو پر آنچ آنے کا اندیشہ نہ ہو، کسی طرح کے فتنہ کا خوف نہ ہو اور اسلام کی طرف سے ان پر عائد ذمہ داریاں اور فرائض کی انجام دہی میں خلل واقع نہ ہو، یقیناً اس شرط کی رعایت کے ساتھ صنعت وتجارت کرسکتی ہیں اس طور پر کہ گھر بیٹھے بیٹھے سوت کات سکتی ہیں، زردوزی کا کام کرسکتی ہیں، کپڑے سلنا اور بننا، موم بتی اور اگربتی تیار کرنا وغیرہ بہت سے اور دوسرے کام جہاں گھر کے اندر رہ کرنا ناممکن ہو، کرسکتی ہیں؛ بلکہ آج کل انٹرنیٹ اور فون کے ذریعہ بڑے پیمانہ پر گھر بیٹھے کاروبار ہوتا ہے، اس میں حصہ لے سکتی ہیں، جہاں تک گھر سے باہر نکل کر کام کرنے کی بات ہے، تو چند شرطوں کے ساتھ درست ہوگا:

(۱) راستہ مامون ہو۔

(۲) طویل فاصلہ ہو تو آنا جانا شوہر یا کسی محرم رشتہ دار کے ساتھ ہو۔

(۳) لباس سادہ ہو، پرکشش، بھڑکدار اور آنکھوں کو خیرہ کرنے والا نہ ہو۔

(۴) کام کے دوران مردوں کے ساتھ اختلاط نہ ہو۔

(۵) اگر شادی شدہ ہو تو شوہر کی اجازت اور غیر شادی شدہ ہو تو والد کی اجازت ضروری ہوگی۔(۴)

---

(۱) صفوة الصفوة، ابن الجوزی: ۵۱۴، دار الکتاب العربی، بیروت

(۲) حلیة الأولیاء وطبقات الأصفیاء، ابو نعیم الأصفہانی: ۶۹/۲، دار الکتاب العربی، بیروت۔

(۳) الأغانی، أبی الفرج الأصفہانی: ۴۷/۱، دار الفکر، بیروت۔

(۴) طالبات کی دینی وعصری تعلیم اوران کی درسگاہیں: ۴۵، ۴۶، مولانا مصطفی عبد القدوس ندوی۔

اصلاح خواتین سے متعلق

چند اہم کتابیں اور ان کا تعارف

☆اصلاح خواتین

(عورتوں کی اصلاح سے متعلق جامع کتاب) افادات حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، انتخاب محمد زید مظاہری، ادارہ افادات اشرفیہ دوبگا ہردوی روڈ، لکھنو۔

اس کتاب میں عورتوں کی اصلاح اخلاق وعادات سے متعلق خصوصاً ان میں پائے جانے والے عیوب ومنکرات کی اصلاح سے متعلق ضروری باتیں جمع کی گئی ہیں اور دین کے جملہ شعبوں عقائد وعبادات، معاملات، معاشرت، اخلاق وآداب کو بھی بیان کیا گیا ہے۔(۱)

مفتی زید مظاہری مرتب کتاب کہتے ہیں:

پوری زندگی کو اسلامی سانچہ میں ڈھالنے کے لئے حضرت تھانویؒ کے مواعظ (جن سے اس کتاب کے مضامین ماخوذ ہیں) کو پڑھنے کی بار بار ہدایت حضرت مولانا قاری صدیق صاحب باندوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے، اصلاح معاشرہ کا کام کرنے والوں کو اپنے پیش نظر ان کتابوں کو رکھنا انشاء اللہ مفید ہوگا، تاکہ اصلاح معاشرہ کے حدود وقیود کا ان کو علم ہوسکے اور اس کی روشنی میں وہ اصلاح معاشرہ کا کام کرسکیں، اور ضرورت کے موافق دوسری زبانوں میں بھی اس کی اشاعت کرسکیں۔

موجودہ زمانہ میں لڑکیوں کی تعلیم غلبہ اور زور ہے جگہ جگہ عالم کورس کے لئے مدارس قائم ہیں جن میں بچیاں پڑھتی ہیں، دارالاقامہ میں رہتی بھی ہیں؛ لیکن بہت سے عقلاء وتجربہ

---

(۱) اصلاح خواتین: ۲۳

کاروں کا کہنا ہے کہ ایسی بچیاں جو عربی تعلیم اور عالم کورس کر کے آتی ہیں وہ بہت سے بد اخلاقیوں کا شکار ہوتی ہیں، مثلاً ان میں تکبر و تعلی اور ریاء کا جذبہ غالب ہونے لگتا ہے، ان میں تواضع وعبدیت اور خدمت کا جذبہ مفقود ہونے لگتا ہے، گھر والوں کے ساتھ حسن معاشرت اور اپنے شوہر کی خدمت واطاعت کا جذبہ بھی ان میں دوسری عورتوں کے مقابلہ میں کم ہوتا ہے، یہ بات کسی علاقہ میں اور کس حد تک صحیح ہے اللہ بہتر جانتا ہے؛ لیکن اگر یہ بات کسی حد تک صحیح بھی ہے تو اس کا علاج یہ نہیں ہے کہ سرے سے ان کی دینی تعلیم ہی کی مخالفت کی جائے، سینکڑوں برائیوں کے باوجود کالج کی انگریزی تعلیم اور بے حیائی و بے پردگی کے ماحول سے ہزار درجہ ان طالبات کا ماحول اچھا ہے، رہی ان میں پائی جانے والی کوتاہیاں تو اس کا صحیح حل یہ ہے کہ یہ دیکھا جائے ان طالبات میں جو خرابیاں وکوتاہیاں جن کی لوگوں کو شکایت ہے کس نوع کی ہیں اور ان کی اصلاح اور تدارک کا کیا طریقہ ہے، بڑا سے بڑا کوئی بھی باطنی مرض ہو لا علاج نہیں۔

اس مجموعہ میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے مضامین کو جمع کیا گیا ہے جن کا تعلق عورتوں کے اخلاق و عادات کی اصلاح سے ہے، میں سمجھتا ہوں کہ دینی تعلیم حاصل کرنے والی طالبات کی طرف سے جو شکوہ لوگوں کو ہے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب کو بار بار پڑھنے سنانے سے ان شاء اللہ اس کا تدارک ہوسکتا ہے، اس لئے اس نوع کے تمام دینی اداروں میں جہاں دینی تعلیم ہوتی ہے، ان کتابوں کو نصاب میں داخل کرنا گو مطالعہ کی ہی حد تک ہو اور بار بار ان مضامین کا پڑھنا سنانا ان شاء اللہ ضرور اپنا رنگ لائے گا۔

آج سے تقریباً اکیس سال قبل یہ کتاب اصلاح خواتین شائع ہوئی، پاکستان میں اس کے کئی ایڈیشن مختلف مکتبوں سے شائع ہوئے، بعض مدارس میں داخل نصاب بھی کی گئی، پاکستان سے دوسرے ملکوں میں بھی مدارس میں گئی اور وہاں کی طالبات کے نصاب میں داخل کی گئی۔(۱)

☆ خواتین کا فقہی انسائیکلو پیڈیا، مرتب محمد عبد المعبود، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور

عقائد، عبادات، نکاح وطلاق اور روزہ پیش آنے والے خواتین کے مسائل کا مستند

---

(۱) مقدمہ اصلاح خواتین: ۴۲-۵۲۔

علمی شاہکار۔

مرتب رقم طراز ہیں:

چونکہ رب تعالیٰ نے ''عورت'' کی گود کو انسان کی تربیت اور اخلاقی قدروں کو اجاگر کرنے کا پہلا مکتب بنایا ہے؛ اس لئے پیش نظر کتاب میں خواتین ہی کی دینی، اسلامی اخلاقی اور تہذیبی راہنمائی کے لئے فقہی مسائل کا مستند ذخیرہ جمع کر دیا گیا ہے، جس سے ان شاء اللہ العزیز خواتین دینی مسائل سے آگاہی اور تجسس کے لئے ضخیم و عظیم کتابوں سے مستغنی ہو کر اسی ''خواتین کا فقہی انسائیکلوپیڈیا'' سے عقائد، عبادات، نکاح و طلاق اور روزمرہ پیش آنے والے جملہ مسائل کا بھرپور استفادہ کر سکیں گی۔ (۱)

یہ کتاب ایمانیات، عقائد و افکار، نبوت و رسالت، بدعات و رسومات، توہم پرستی، علم و دانش، عظمت قرآن، کتاب الطہارۃ میں نجاست کا بیان، برتن کی طہارت، پانی کے احکام، جھوٹے کے احکام، استنجاء کا بیان، وضو کا بیان، وضو کے مسائل، نواقض وضو، غیر نواقض وضو، معذور کی تعریف و احکام مسح کا بیان، تیمم کا بیان، غسل کے احکام، غسل کے مسائل، غسل کے موجبات، ناپاکی میں ذکر و اذکار، حیض استحاضہ اور نفاس کا مکمل بیان، سیلان رحم، اسقاط حمل کے احکام، پھر کتاب الصلاۃ، نماز کی اہمیت، فرائض نماز، مکروہات نماز، مفسدات نماز، اوقات نماز، اذان، ستر پوشی، قیام، نیت، تکبیر، مرد و عورت کی نماز کا فرق اس سطرح عورتوں کے تمام مسائل کو مفصل بیان کرتی ہے، پھر نماز کی تفصیل کے بعد نماز جنازہ، احکام القبور، کتاب الزکاۃ، زکاۃ کی تفصیلات، کتاب الصوم (روزہ کا بیان) روزہ میں خواتین کے مخصوص مسائل، حج، بغیر محرم کے حج، حج و عمرہ میں خواتین کے مسائل ، کتاب النکاح، نکاح کے مسائل و احکام، طلاق ، حقوق الزوجین ، عدت، اور خاندانی منصوبہ بندی، نان ونفقہ، بناؤ سنگھار نہایت عمدہ اور مرتب اور مفصل کتاب ہے، جو عورتوں کے لئے بڑا قیمتی اور نایاب تحفہ ہے۔

---

(۱) خواتین کا فقہی انسائیکلوپیڈیا: ۵۔

چند درسی کتب کا تعارف

ا۔لڑکیوں کا اسلامی کورس

یہ جمعیت علماء ہند کی جانب سے مرتب کردہ پانچ حصوں پر مشتمل خصوصاً لڑکیوں کے لئے اسلامی کورس ہے، جس کی زبان نہایت آسان، شستہ اور بہت زیادہ سہل ہے، جس میں لڑکیوں کی اصلاح کے حوالے سے مختلف مضامین اور موقع بموقع اسلام کی عالی خواتین اور گھریلو حالات اور عورتوں کی آپسی گفتگو کی شکل میں بیان کی گئی ہے، یہ نہایت ہی بہترین اسلامی کورس ہے، جو اکثر مدارس اسلامیہ میں داخل نصاب ہے، اس کے مرتب مولانا مقبول احمد سیوہاروی ہیں۔

مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی اس کے مقدمہ میں فرماتے ہیں:

مسلمان لڑکیوں کا کورس (دور حاضر میں نئے اسلوب نگارش اور تفہیم کا نمونہ)

مسلمان گھروں خصوصاً متوسط طبقوں کی حالت پیشِ نظر رکھ کر پانچ کتابوں کا یہ کورس مولانا مقبول احمد سیوہاروی نے مرتب فرمایا ہے اور پوری دل جمعی اور اطمینان سے کہا جاسکتا ہے کہ بچیوں کی دینی تعلیم اور تہذیب کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔

مصنف نے کتاب کے دیباچہ میں لڑکیوں کو پاکباز اور سلیقہ مند گھر بنانے کا مطالبہ کیا ہے، اور یہ پورا کورس ان مطالبات کا سانچہ ہے، جس میں ڈھل کر لڑکیاں پاک باز اور سلیقہ مند بنیں گی، انشاءاللہ۔

زبان ستھری اور دل نشیں ہے، سمجھانے کا انداز سادہ اور سلیس ہے، نظم ونثر دونوں دین کے جذبات سے معمور ہیں۔(۱)

---

(۱) اسلامی کورس نمبر:۱، مقدمہ، الجمعیۃ بکڈپور، دہلی)۔

۲۔ ہدیۂ بنات

یہ مومنہ کورس سے متعلق کتاب ہے، جس کے دو حصے ہیں، جو سارا کورس عقائد، سیرت، حقوق، آداب زندگی، اخلاق، بداخلاقی، فضائل وغیرہ پر مشتمل ہے، یہ مومنہ کورس کے لئے تیار کردہ نصاب ہے۔

جس کے متعلق اس کے مقدمہ میں مولانا محمد فاروق وستانوی، ناظم مدرسہ البنات حضرت حصفہ بنت عمر رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں:

''چونکہ ضروری بنیادی اسلامی معلومات پر مشتمل کوئی ایسی مختصر اور آسان نصابی کتاب نہ تھی جس کو بچوں کے مزاج و مذاق اور معصومانہ صلاحیت کے مطابق مرتب کیا گیا ہو، ایسی کتاب کی سخت ضرورت تھی، جس میں تمام دین کی بنیادی ضروری باتیں مثلاً عقائد، معاملات، عبادات، معاشرت، اخلاقیات اور مسائل وغیرہ آجائے، جتنی ایک مومنہ کے لئے ضروری ہے، لہٰذا حضرت مولانا غلام محمد وستانوی صاحب کے ایماء پر اس کتاب کو مرتب کرنے کا دل میں داعیہ پیدا ہوا اور مختلف معتبر کتابوں میں سے مواد جمع کر کے کتاب در کتاب اور

سبق در سبق اور ہر سبق کے بعد مشق کا عنوان دے کر بچیوں کے ذہن کے مطابق اسطرح ترتیب دینے میں پوری محنت ہمارے رفیق مولانا مفتی آصف انجم ملی ندوی نے کی ہے جن کو میں نے مواد جمع کر کے یہ کام سپرد کیا، موصوف نے اس کو پوری محنت اور دلچسپی کے ساتھ بہترین طریقے پر انجام دیا۔(۱)

❁❁❁❁❁❁❁❁

(۱) ہدیہ بنات: مقدمہ کتاب، مدرسۃ البنات حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا۔

مصادر و مراجع

عربی کتب

تفسیر:

☆ الدر المنثور للعلامة السیوطی، دار الفکر، بیروت۔

☆ روح المعانی، للآلوسی، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

☆ أحکام القرآن للجصاص، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی: ۱۴۱۵ھ۔

☆ التفسیر القرطبی، للعلامة القرطبی، مؤسسة الرسالة، بیروت۔

کتب احادیث

☆ الجامع الصحیح للامام البخاری، دار طوق النجاة، الطبعة الاولی، ۱۴۲۲ھ۔ مع تحقیق و ترقیم محمد فؤاد عبد الباقی۔

☆ صحیح مسلم للمسلم بن الحجاج القشیری، دار احیاء التراث العربی، بیروت، تحقیق محمد فؤاد عبد الباقی۔

☆ سنن الترمذی، ابو عیسی الترمذی، شرکة مکتبة ومطبعة مصطفی البابی الحلبی، مصر، الطبعة الثانیة، ۱۳۹۵ھ، تحقیق و تعلیق أحمد محمد شاکر۔

☆ سنن ابی داؤد، ابو داؤد سلیمان بن الأشعث، المکتبة العصریة، صیدا، بیروت، المحقق محمد محی الدین عبد الحمید۔

☆ سنن ابن ماجة، ابو عبد اللہ محمد یزید القزوینی، دار إحیاء الکتب العربیة، تحقیق، محمد فؤاد عبد الباقی۔

☆ مسند احمد، الامام احمد بن حنبل، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، المحقق شعیب الارنؤط، عادل مرشد وآخرون۔

☆ الادب الفرد، للامام البخاری، دار البشائر الاسلامیۃ، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ، ۱۴۰۹ھ۔

☆ مؤطا مالک، للامام مالک، مؤسسۃ الرسالۃ، المحقق بشار عواد معروف، محمود خلیل، الطبعۃ، ۱۴۱۲ھ۔

☆ مسند البزار، للبزار، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ۔

☆ صحیح ابن حبان، محمد بن حبان، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، الطبعۃ الأولی: ۱۴۰۸ھ، المحقق: شعیب الارنؤط۔

☆ الجامع الصغیر للسیوطی، عالم الکتب، بیروت۔

☆ المعجم الاوسط، سلیمان ابو القاسم الطبرانی، دار الحرمین، القاہرۃ، المحقق، طارق بن عوض اللہ۔

☆ المستدرک علی الصحیحین، الحاکم محمد بن عبد اللہ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الاولی: ۱۴۱۱ھ۔

☆ السنن الکبری للنسائی، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، الطبعۃ الأولی: ۱۴۲۱ھ۔

☆ سنن الدارقطنی، أبو الحسن بن علی الدارقطنی، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، الطبعۃ الاولی: ۱۴۲۴ھ۔

☆ السنن الکبری للبیہقی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

☆ فتح الباری، ابن حجر العسقلانی،، دار المعرفۃ، بیروت۔

فقہ

☆ الاصل المعروف بالمبسوط للشیبانی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، کراتشی، تحقیق: ابو الوفاء الافغانی۔

☆ رد المحتار لابن عابدین الشامی، دار الفکر، بیروت، الطبعۃ: ۱۴۱۲ھ۔

☆ بدائع الصنائع للکاسانی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۴۰۶ھ۔
☆ احکام الاحکام شرح عمدۃ الاحکام لابن دقیق العید، مبطعۃ السنۃ المحمدیۃ۔

کتب تاریخ ورجال

☆ اسد الغابۃ: ابن الاثیر، دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
☆ ذکرۃ الحفاظ، العلامۃ الذہبی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، الطبعۃ الاولی: ۱۴۱۹ھ۔
☆ تاریخ جرجان، ابوالقاسم حمزہ بن یوسف الجرجانی، عالم الکتب بیروت۔
☆ فتوح البلدان، للبلاذری،، دار مکتبۃ الہلال، بیروت۔
☆ لمنتظم لابن الجوزی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔
☆ صفوۃ الصفوۃ، ابن الجوزی:،، دار الکتاب العربی، بیروت۔
☆ حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ابونعیم الاصفہانی،، دار الکتاب العربی، بیروت۔
☆ الاغانی، ابی الفرج الاصفہانی، دار الفکر، بیروت۔
☆ غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء، ابن الجزری،، مکتبۃ ابن تیمیہ، بیروت۔
☆ البدایۃ والنہایۃ، لابن کثیر، داراحیاء التراث العربی، الطبعۃ الاولی: ۱۴۰۸ھ، ۱۹۸۸م۔
☆ الکواکب السائرۃ باعیان المائۃ العاشرۃ، نجم الدین محمد بن محمد،، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، الطبعۃ الاولی: ۱۴۱۸ھ، ۱۹۹۷م۔
☆ لضوء اللامع لاہل القرن التاسع لمحمد السخاوی،، منشورات دار مکتبۃ الحیاۃ، بیروت۔
☆ تاریخ بغداد، لخطیب، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔
☆ تاریخ بغداد، ابوبکر احمد بن علی البغدادی، دار الغرب الاسلامی، بیروت، الطبعۃ الاولی: ۱۴۲۲ھ۔
☆ سیر اعلام النبلاء، شمس الدین الذہبی، دار الحدیث، القاہرۃ، الطبعۃ: ۱۴۲۷ھ۔
☆ الاعلام للزرکلی: ۸/ ۴۴، دار العلم للملائین، الطبعۃ: ۲۰۰۲م۔

☆ اعلام النساء لعمر رضا الکحالۃ، موسسۃ الرسالۃ، بیروت۔

☆ ذیل طبقات الحنابلۃ، زین الدین السلامی البغدادی ابن رجب، ، مکتبۃ العبیکان، الریاض، ۱۴۲۵ھ۔

☆ لطیفہ قزامل، منۃ الرحمن فی تعلیم اطفال القرآن، طبع مصر، ۲۰۰۹م۔

☆ امانی بنت محمد عاشور، اصول النیرات فی القراءات، دار الوطن للنشر۔

☆ آمال محمد عبد الرحمن ربیع، الاسرائیلیات فی تفسیر الطبری، وزارۃ الاوقاف مصر ۲۰۰۱ء۔

☆ النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ، یوسف بن تعزی، وزارۃ الثقافۃ وال ارشاد القومی، دار الکتب۔

☆ الوافی بالوفیات، صلاح الدین الصفدی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۰ھ

☆ اکمال لابن ماکولا، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

☆ اکمال الاکمال، تکملۃ لکتاب ال اکمال لابن ماکولا، لابن نقطۃ الحنبلی، جامعۃ ام القری، مکۃ المکرمۃ، الطبعۃ الاولی: ۱۴۱۰ھ۔

☆ نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب، للتلمسانی، ، دار صادر، بیروت۔

☆ معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ، مکتبۃ الصدیق، الطائف، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ۔

☆ التقیید لمعرفۃ رواۃ السنن والمسانید، ابن نقطۃ، دار الکتب العلمیۃ، الطبعۃ الاولی: ۱۴۰۸ھ۔

☆ زعلام النساء فی عالمی العرب والاسلام، ، موسسۃ الرسالۃ، بیروت۔

☆ مختصر تاریخ دمشق، عائشۃ بنت طلحۃ بن عبید اللہ، ، دار الفکر للطباعۃ والنشر، دمشق، سوریا

☆ الدر المنثور فی طبقات ربات الخذور، زینب بنت علی، المطبعۃ الکبری الامیریۃ، مصر۔

☆ العقد الثمین، تقی الدین الفاسی، موسسۃ الرسالۃ بیروت۔

☆ العبر فی خبر من غبر، شمس الدین الذہبی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

☆ عنوان الدرایۃ من کان من العلماء فی المائۃ السابعۃ ببجایۃ، منشورات دار الآفاق

الجدیدۃ، بیروت۔

☆ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب: عائشۃ بنت ابی بکر، دارالجیل، بیروت۔

☆ الطبقات الکبریٰ لابن سعد: عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔

☆ المعارف لابن قتیبۃ، الہیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، القاہرۃ۔

☆ الإصابۃ فی تمییز الصحابۃ، لابن حجر، دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔

☆ صفۃ الصفوۃ لابن الجوزی، دارالکتاب العربی، بیروت۔

☆ بغیۃ الملتمس فی تاریخ رجال أہل الأندلس، لاحمد بن یحی، دار الکتاب العربی، القاہرۃ، الطبعۃ: ۱۹۶۷م۔

☆ بلاغات النساء، ابن طیفور، مطبعۃ مدرسۃ والدۃ عباس الأول، القاہرۃ۔

☆ تاریخ دمشق لابن عساکر، دارالفکر للطباعۃ والنشر، بیروت۔

☆ شفاء الغرام بأخبار البلد الحرام، محمد بن احمد الفاسی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الاولی: ۱۴۲۱ھ۔

☆ المدارس فی مکۃ المکرمۃ والمدینۃ المنورۃ خلال العصرین الایوبی والمملوکی، أمل مطر العصیمی، ۱۴۴۱ھ ۲۰۱۹م۔

☆ تاریخ مکۃ المشرفۃ والمسجد الحرام والمدینۃ: ابن ضیاء: فصل ذکر السقایات بمکۃ المشرفۃ وحرمہا، دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔

☆ ترتیب المدارک وتقریب المسالکن، ابو الفضل، القاضی عیاض بن موسیٰ، مطبعۃ فضالۃ، المغرب۔

☆ الدیباج المذہب فی معرفۃ أعیان علماء المذہب، ابراہیم بن علی الیعمری، دارالتراث العربی، بیروت۔

☆ الکفایۃ فی علم الروایۃ للخطیب: ۱/۶۱، المکتبۃ العلمیۃ، المدینۃ المنورۃ۔

☆ تذکرۃ الحفاظ، للذہبی، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الاولی: ۱۴۱۹ھ۔

☆ مناقب الامام احمد، لابن الجوزی، ہجر للطباعۃ والنشر، جیزۃ۔
☆ طبقات الشافعیۃ الکبری، تاج الدین السبکی، دار ہجر للطباعۃ والنشر والتوزیع۔
☆ المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، ابن الجوزی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔
☆ وفیات الاعیان، ابوالعباس، الاربلی، دار صادر، بیروت۔
☆ الطبقات لخلیفۃ بن خیاط،، دار الفکر، بیروت۔
☆ الروض الانف، ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ السہیلی،، داراحیاء التراث العربی، بیروت۔
☆ معرفۃ الصحابۃ لأبی نعیم، دار الوطن للنشر، الریاض۔
☆ تاریخ الطبری، لطبری کتبۃ دار التراث، بیروت۔
☆ فتوح الشام للواقدی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔
☆ العقد الفرید، ابوعمر الاندلسی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔
☆ الکامل لابن اثیر، دار الکتاب العربی بیروت۔
☆ مرأۃ الجنان وعبرۃ الیقظان عفی الدین الیافعی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔
☆ محض الصواب فی فضائل امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، یوسف عبد الہادی، عمادۃ البحث العلمی بالجامعۃ الاسلامیۃ، المدینۃ المنورۃ۔

اردو کتابیں

☆ احسن الفتاوی، کتاب الحظر والاباحۃ، ۶۱، ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل، پاکستان چوک، کراچی۔
☆ کتاب النوازل، مفتی سلمان منصور پوری، المرکز العلمی للنشر والتحقیق، لال باغ مرادآباد۔
☆ فتاوی رحیمیہ: کتاب العلم والعلماء، دار الاشاعت، کراچی۔
☆ فتاوی فریدیہ، کتاب العلم، طابع، دار العلوم صدیقیہ صوابی، پاکستان۔
☆ سیر الصحابہ: ۶/ ۲۰۷/ تا ۲۲۲، مولانا سعید انصاری صاحب مرحوم، دار الاشاعت کراچی، پاکستان۔

☆ سیر الصحابیات مع اسوہ صحابیات: ۲۰۴۔۲۰۵۔۲۰۶۔۲۰۷،، مولانا سعید انصاری، مولانا عبدالسلام ندوی، دارالاشاعت، کراچی۔

☆ طالبات کی دینی وعصری تعلیم اور ان کی درسگاہیں، مولانا مفتی مصطفی عبدالقدوس ندوی، مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن للبنات نورخان تعلیم، بیدر، کرناٹک۔

☆ مروجہ مدارس نسواں، ادارہ اشاعت اسلام برطانیہ، مفتی محمد نعیم مظاہری الہ آبادی۔

☆ اہم مسائل: جن میں ابتلاء عام ہے: ،ترتیب: مفتی محمد جعفر صاحب ملی رحمانی، جامعہ اشاعت العلوم اکوکواں، مہارشٹرا۔

☆ اصلاح خواتین، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، ادارہ افادات اشرفیہ، دوبگا ہردوئی، لکھنو۔

☆ خواتین اور دین کی خدمت، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، مکتبہ اسلام لکھنو۔

☆ قواعدوضوابط ونصاب تعلیم، جامعۃ المؤمنات ال اسلامیۃ، ہردوئی

☆ مدارس بنات کی اہمیت، وطالبات کے لئے درس ہدیات، مفتی خبیب نقشبندی، عظیم بک ڈپو، دیوبند۔

☆ نصاب تعلیم، جامعہ عائشہ نسواں، حیدرآباد، شعبہ نشرواشاعت جامعہ عائشہ نسواں۔

☆ طالبات کے لئے تربیتی واقعات، مولانا خبیب نقشبندی مدظلہ، ادارہ تالیفات اشرفیہ، پاکستان۔

☆ خواتین اسلام کی دینی وعلمی خدمات، حضرت مولانا قاضی اطہر صاحب مبارکپوری: ، شیخ الہند اکیڈمی، دارالعلوم دیوبند)۔

☆ مثالی خواتین، محمد اسحاق ملتانی، اریب پبلیکیشنز۔

☆ مؤمنات کا قافلہ اوران کا کردار، مؤلف عبداللہ، اریب پبلیکیشنز، دہلی۔

☆ اسلام کی چارسو باکمال خواتین، طالب ہاشمی: ۱۶۴، پین اسلامک پبلشرز، اردو بازار، لاہور۔

- ☆ خواتین اور خدمت قرآن، ڈاکٹر ندیم سحر عنبرین، ہدایت پبلشر، اینڈ ڈسٹری بیوٹرس، نئی دہلی۔
- ☆ مسلم معاشرہ میں خواتین کا علمی وادبی ذوق، مولانا بدر الحسن، کویت، دار القلم، قاضی نگر پھلواری شریف، پٹنہ۔
- ☆ جامعۃ المؤمنات الاسلامیہ، ایک نظر میں۔
- ☆ تعلیمی نصاب برائے مدارس نسوان، تجویز کردہ: رابطہ مدارس نسواں تلنگانہ وآندھرا، جاری کردہ: شعبہ نشر واشاعت رابطہ مدارس نسواں تلنگانہ وآندھرا پردیش۔
- ☆ امور خانہ داری میں حسن انتظام، محبوب العلماء حضرت مولانا پیر ذو الفقاء احمد نقشبندی، مکتبہ الفقیر فیصل آباد۔
- ☆ تذکرہ شاعرات اردو، محمد جمیل احمد، بریلی الکٹرک پریس، آر، لیس، لا رستوگی پرنٹرز، ۱۹۴۴ء۔
- ☆ مشاہیر نسواں، منشی مولوی محمد عباس ایم اے، مطبع خادم التعلیم پنجاب لاہور۔
- ☆ مسلمانوں کا نظام تعلیم، پروفیسر سعید احمد، انجمن پریس لانرس روڈ، کراچی، ۱۹۸۱ء۔
- ☆ مسلم خواتین کی تعلیم، محمد امین زبیری، ترقی اردو بیورو وزارت، ۱۹۵۶ء۔
- ☆ سفرنامہ ابن بطوطہ، ابن بطوطہ، جے آر، آفسیٹ پرنٹرز، دہلی، ۲۰۰۰ء۔
- ☆ تحفہ حفاظ، مکتبۃ الحق، ماڈرن ڈیری جوگیشوری ممبئی۔